و بقیه دیوان مطبوع فارسی مصنف که در آخر این دیوان
شامل است باهتمام و بقلم بندهٔ کمترین محمد یٰسین کمتر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معلوم صاف مطلب تحریر ہو گیا
خطِ جبین نوشتۂ تقدیر ہو گیا

کل آشنائی توڑ کے ابرو کمان نے
پھینکا جو ایک مو تو وہ تیر ہو گیا

مٹی کو خاکسارون نے سونا بنا دیا
مضمونِ عجز نسخۂ اکسیر ہو گیا

اچھا خضاب ہے شبِ تار فراق کا
کیا نوجوان تو اے فلک پیر ہو گیا

رنگ اوڑ گیا تمام مرے ہوش کیطرح
قرطاس سادہ کاغذِ تصویر ہو گیا

عاشق کا انقلاب جدائی کے فیض سے
مانندِ رنگ حال بھی تغیّر ہو گیا

جب لاگ ہے کسی سے تو دہن راگ بھی ہے
عاشق کو اشتیاق مزامیر ہو گیا

بہر غذا ہے گریہ کہ بچون کو دیکھئے
رونا انہین سوال پئے شیر ہو گیا

اس دم لگی دار و گیر کے غمزے ہین دیدنی
دلدار ہو گیا وہ مین دلگیر ہو گیا

پہر تو خیال حوصلۂ فہم سامعین
مہرِ خزانہ لب تقریر ہو گیا

جلوہ آرا بام پر جب حسن پنہان ہو گیا
چاند گردون پر چراغ زیر دامان ہو گیا

جب نگاہِ قہر سے دیکھا ادھر اوس ترک نے
تیر میری آنکھون مین ہر موے مژگان ہو گیا

رشک کچھ تھوڑا ہوا لیکن خلش جاتی رہی
سر کٹا غیرون کا میرے سر پر احسان ہو گیا

دل ہزارون اوسکے دردامن مین پھسکر رہگئے
زلف کا دام اوس پری پیکر کا دامان ہوگیا

چاند مین نے دیکھکر دیکھا حسین سبز خط
خوب وا مسل لطف دید ماہ شعبان ہوگیا

کھیان پھرنے لگا آنکھون مین سر کے پھرتے ہی
گردش دوران ہمارے سر کا دوران ہوگیا

رقص مین اوس مہربان کی ایک ہی ٹھوکر کے ساتھ
دہجیان صبح قیامت کا گریبان ہوگیا

دل کو بوے گلرخان نے کردیا گلسترا رداغ
بوستان جسکو بتانے تھے گلستان ہوگیا

وہ پری آتے ہی شیشے کی پری جب اوڑ گئی
دیدۂ مشتاق ساغر چشم حیران ہوگیا

خانۂ خمار ہر دیوانۂ مقصود کو
ای پری کیفیت آرا سے پرستان ہوگیا

جب ہولے دید روے یار حد سے بڑھ گئی
دہ بست زلف پریشان مین پریشان ہوگیا

دیکھتے ہی سرو کو آزاد قمری نے کیا
باغ مین داخل جو وہ سرو خرامان ہوگیا

روزہ دار عید شعبان ہے جو وہ ابرو کمان
[illegible] اندازِ شعبان ہوگیا

وہ نہین کچھ بیمروت ہان مگر نادان سے
ہوگئی جب چار آنکھین خود پشیمان ہوگیا

دیکھنے کی تاب اے [illegible] نہین ہے آجکل
رفتہ رفتہ ماہ تابان مہربان ہوگیا

تو یاد آیا جب غم ہوا ہوگیا
[illegible] ہان اسے بادپا ہوگیا

مرے گھر یہ ہوکر گیا سیر کو
نہ لیکن یہان بیوفا ہوگیا

جسے رنج کہتی ہے خلق خدا
مرے دل مین وہ مدعا ہوگیا

ہنسا جب وہ سنکر مرا ماجرا
دل آشفتۂ مدعا ہوگیا

نظر آئے کیونکر کہ یان پاس وضع
حجاب رخ مدعا ہوگیا

طلبگار پایا جو اوس شوخ کو
دل اک تودۂ مدعا ہوگیا

جھڑکنا ترا فی الحقیقت مجھے
بیان لب مدعا ہوگیا

وہی نیستی عین ہستی ہوئی
اگر ہستی مین دم فنا ہوگیا

صفائی سے کسکی ہوا فیضیاب | کہ آئینہ صورت نما ہوگیا
معالج ہوئے سب کے لاعلاج | مرادرد دل لا دوا ہوگیا
ترا کام ہر اک مرض واسطے | جو بیجا ہوا وہ بجا ہوگیا

جو وہ مہر پر تو چڑھا بام پر
فلک کا فلک بادلا ہوگیا

ای غم یار نہ تمہارے شہید انیرا | بیکسی میں مرے سر پر ہے سایا تیرا
رشک گردن میں ہے ڈالے ہویان پیارے بانہہ | زیب گردن ہوا جس روز سے چٹلا تیرا
اندنون ہاتھ لگانے کی اجازت ہی نہین | جی ترستا ہے مرا دیکھ کے چہرا تیرا
خال کے عشق نے بندے کو کیا [illegible] | نہ ترش ہو قند سے لے لیا میٹھا تیرا
پیارے عید مین تونے جو کہلا یا ای حور | نکل فردوس ہے میرے لئے حلوا تیرا
آفتاب فلک سرحد انگلستان ہے | کف پہ نور مین اسپیڈ کا آتا تیرا
ای رقیب اپنی طرح ہلکا سمجھتا ہے مجھے | کیا گرفتاری ہے بھاری ہوا پینا تیرا
یہ خط اور ردی کتابی یہ سنہری رنگت | واقعی نسخۂ اکسیر ہے چہرا تیرا
بے مشقت نہین ہوتے ہین یہ حاصل اوان | ہنر و علم پدر مین نہین حصا تیرا
تھرتھراتی ہین ترے آگے صدائین انکی | حلق مین زہرہ جبینون کی ہے کھٹکا تیرا
تل کی کثرت نے بنایا ہے اسے تل شکری | ای شکر پارہ نکیون نو چون مین کلا تیرا
جادۂ صبر سے باہر مجھے کر دیتا ہے | رستے پر آکے غضب رستہ بتانا تیرا

کیسے کیسے ڈر مضمون نکلتے ہین مدام
ایک گنجینہ ہے پھر تو نہین سینا تیرا

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم لکھنوی

سیر تھی وصل جو سرا کے عمل مین ہوتا | ہاتھ کیطرح سے دلدار بغل مین ہوتا

جان نثار لب لعلین کو مزا ہی ملتا
ردکتا خاک مین اوس بت کو طاقت نہی طاق
گرم پہلو رہا اوس شوخ سے تہوڑے ہی دن
بے محل کام مین ہے خانہ خرابی ناداان
میٹھی میٹھی کبہی باتین جو وہ کرتا ہم سے
وہ چراغ اوسکی محبت کا ہے داغ پنہان
سخت طعنون سے رکھو ربط کہ کار آمد ہے

بوسے کا وعدہ اگر لیت و لعل مین ہوتا
زور کچہ تہامنے کا کب یہ شل مین ہوتا
کاش یہ مہر ابھی چندے حمل مین ہوتا
لطف ہر کام کا ہونے کے محل مین ہوتا
اپنے کانون کو سخن شان عسل مین ہوتا
نور افشان یہ ہر اک دل کے کنول مین ہوتا
ساتھہ بکتر ہی فقط جنگ و جدل مین ہوتا

عشق کے خط سے تو محظوظ مین ہوتا پرلو
زیب آغوش جو غم دل کے بدل مین ہوتا

مانی نے جو کھینچی تری تصویر کا خاکا
طفلی کی بہی ہوتی ہے عجب طرحکی بولی
افسوس اوسے ناک نہین آگئے ہوا کے
جس شعر مین ہوتی ہے اداکی تری تعریف
اوس بت کی شرارت بہی ہے دربردہ الہی
کیا لوٹ لیا صبر مرا ناز و ادا نے
جب ایک نظر دیکہہ لیا بہوت بنایا
تاگا بہی پروتا نہین وہ شاہد محبوب
نکلی جو مرے ہاتھ سے جامیکی ترے چین
ڈہاتی رہے یون ہی جو قیامت تری رفتار

آئینہ بنا جلوۂ انوار خدا کا
اطفال کہا کرتے ہین سب کوے کو کاکا
پروردہ جو ہے دامن احسان صبا کا
کہتے ہین اوا نہیم اوسے شعرا دا کا
شوخی کے بہی منہہ پر ہے غضب یہ وہ حیا کا
کیا خانۂ دل مین یہ پڑا حسن کا ڈاکا
حیران ہون پری ہے کہ وہ پتلا ہے بلا کا
ہجشم نہین ہے کبہی سوزن کا بہی ناکا
جب ہاتھہ ملا ہاتھہ لگا شہد ملا کا
کیا دور کہ ہو شہر مرے دل کا بہی ڈہاکا

پہر تو ہے کسی کان کی موتی کی سمک مین
کیا جلوہ عیان خوشۂ پروین سما کا

جب غبرشباب لب مہر و سندولا ہو گیا / بادۂ جو اوس روسیاہی کے ثریا ہو گیا

جبکہ مطلوب لب شیرین سندولا ہو گیا / اسقدر پہولا خوشی سے بسکہ خرما ہو گیا

بیمروت با مروت وہ سراپا ہو گیا / گو صفر کا ہے مہینا پر مہینا ہو گیا

حاسل اوس شیرین لب ورو ملیح یار سے / روز عید الفطر لطف شیر خرما ہو گیا

رات دن اوسکو نہین ہے کام سونے کے سوا / ان دنون وہ سیمبر سونے کا پتلا ہو گیا

ہے سگ مردار سے بدتر رقیب اب اوسکے پاس / عقل آئی آجکل وہ خوب کولا ہو گیا

حال دل میرا صفای آئینہ دکھلا چکی / آپ اپنے حسن کا وہ شوخ شیدا ہو گیا

رہنے والون کے دلونمین وان کے ایسا میل ہے / نام میلاپور کا عالم مین میلا ہو گیا

میل ہے حد سے زیادہ جسکے دل مین جاگیر / جب سپید اوسنے کیا ملبوس میلا ہو گیا

سینہ چہونے سے ہوا وہ تیک شیرین کچھ ترش / القصہ یہ میٹھا انار آتے ہی کھٹا ہو گیا

بوسہ لینے سے ہوا میرے وہ شیرین لب ترش / وہ مٹھائی پائی جس سے دل ہی کھٹا ہو گیا

الش نارنج پستان سے ہوا جب وہ ترش / لطف شیرینیٔ عیش افسوس کھٹا ہو گیا

آجکل حد سے گرانی بڑہ گئی ہے اسقدر / فکر سے چاول کی ہر اک شخص تھیلا ہو گیا

جب شب غم پہولوں کا زیور ترا یاد آگیا / یان سراپا داغ سے پہولون کا گہنا ہو گیا

ای عروس حجلہ آرائے دل معمور عشق / غم کی نوبت کی بدولت مین بہی دولہا ہو گیا

آنکھ مین عکس لب میگون عرق آلود ہے
ساغر چیرہ لو مین بادہ خاصہ سرکا ہو گیا

واہ ری تسخیر دل کیا خوب قابو ہو گیا / غیر گٹھلی ہو گیا اور یار کا جو ہو گیا

جب سے مین عاشق ہوا ہو سر اوٹھایا شان نے / بیٹھنا منظور اون کو چار زانو ہو گیا

اب ہمایون قسمتی پر احمقون کو ناز ہے / دن مبارک ہین ہما ہر ایک الو ہو گیا

رنگ لایا گو دمین آٹھون پہر رکہنا ترا / یان کا صندوق آخر سنت پہلو ہو گیا

سالہا رویا جو ہجر ماہ پیکر مین لہو
رنگ اپنی آنکھ کے پردون کا سالو ہو گیا

توسن طبع روان کی باگ روکی غم نے کیون
چلتے چلتے تیز گھوڑا سست ٹٹو ہو گیا

کھیل سمجھا ہے محبت کو یہ بچپن دیکھیے
ہاتھ مین وہ فرق اندازون کے لٹو ہو گیا

رونق چشم و دل عاشق کو لوٹا یار نے
واہ صاحب خانہ اپنے گھر کا ڈاکو ہو گیا

آنکھ سے مردم کی آخر گر گیا عاشق ترا
آبرو باقی یہ رونے سے کہ آنسو ہو گیا

پھر تو اک زہرہ جبین کے ہجر مین ہے نغمہ سنج
بزم ہستی مین دل بیتاب گھنگرو ہو گیا

ابر اور جواب چشم تر کا
پانی اس مین ہے چلو بھر کا

دل زلف سے چھوڑ کر وہ بولے
پالا ہوا ہے شکار گھر کا

ای تیغ ادا سے کم ملاقی
قربان ترے اک اور چر کا

دیکھا تو دلون مین جا بنا لی
کچھ توڑ نہین تری نظر کا

سر پایہ خیال کا ہے کس کے
اعلا تر مرتبہ ہے سر کا

سو جائے تو جانون بخت جاگے
جاگا ہوا ہے وہ رات بھر کا

پھر صبح کو لے گئے وہ آرام
مہمان تھا یہان یہ رات بھر کا

دل ہے کہ کسی پری کا سایہ
شب بھر مرے پاس ہے نہ سر کا

بڑھکر ہے شب فراق سے بھی
ماتم شب وصل کی سحر کا

بس زردی رخ سفیدی چشم
محتاج نہین مین سیم و زر کا

نادان ہے ای دل حزین تو
بس اک نالہ کوئی اثر کا

ملنے کے لئے ہے دل پس و پیش
قایل نہین مین ترے جگر کا

اک سال سے ہے امیدواری
قابو نہ جائے اک پہر کا

پھر تو مجھے مہر سے غرض کیا

دیوانہ ہون غیرت قمر کا

باب مقصود کو کھلا پایا — تری آنکھون نے تڑپتا پایا
تجھے پانے کا حوصلہ پایا — آپ کو جس نے اک خدا پایا
سامنے آکے پیچھے ہٹ جانا — ترا انداز یہ شیدا پایا
شب گیسو مین تیرے چہرے کو — مہ سے دوچند مہ لقا پایا
باوفا جسکو دل سمجھتا تھا — یک قلم اوسکو بے وفا پایا
مفت ڈھونڈا کیا تجھے لیکن — اپنے دل مین ترا پتا پایا
دور سے بھی تجھے نہ دیکھ سکین — تو نے چہرہ وہ مہرسا پایا
وائے تقدیر دیدۂ مشتاق — بند دروازہ یار کا پایا
شمع رو کے پتنگ کو یکدست — بس سعادت مین اک ہما پایا
فکر کعبہ کی جب ہوی منظور — دل ہی کو خانۂ خدا پایا
مین نے جانا اشارۂ طلبی — جب ترے ہاتھ کو ہلا پایا
ڈور ہے رشتۂ حیات مرا — تری تکّل کو جان فزا پایا
چرخ اول سے چارچند ہوا — ترے کوٹھے کا مہ لقا پایا
جسم مین روح سر مین ہوش ہے تو — تجھے عاشق نے اور کیا پایا

خط کے مطلب کو اوسکے ای پیرو
ہم نے تقدیر کا لکھا پایا

دم بھر مین دم نثار پریزاد ہو گیا — فصاد میری جان کو جلاد ہو گیا
آنکھون سے دل سے سر سے بجا لاؤن بیدریغ — تیری زبان سے جو کچھ ارشاد ہو گیا
گالی سنا کے اسنے کہا داد مل گئی — نام آج سے گلے کا بھی فریاد ہو گیا
شیرین ادا نے مجھ سے جو اوٹھوائی سختیان — شاید کہ مین خیال مین فرہاد ہو گیا

ہون وصل آج دخترِ رز زر خرید سے
مین اپنی خانہ زاد کا داماد ہوگیا

مدت کے بعد دل مین وہ تشریف لائے ہین
ویرانہ اک زمانے کا آباد ہوگیا

خوش چشمون کو غزل مری منظور ہوگئی
ایک ایک شعر لایقِ صد صاد ہوگیا

تصویرِ حسنِ ہوش ربا اور یہ چہ خوش
شرمندہ اپنے ہاتھ سے بہزاد ہوگیا

اک رات تھا وہ روے کتابی جو سامنے
مضمون سب زبانی مجھے یاد ہوگیا

ہے پردہ پوش سختی باطن صفائے رخ
آئینہ کس صفائی سے فولاد ہوگیا

جانِ پری ہے مردمک حورِ عین بھی ہے
تجکو نصیب حسنِ خداداد ہوگیا

اوس بت کے جھوٹے وعدے پہ دل جان بوجکر
بے فایدہ خدا کے لئے شاد ہوگیا

اک سنگدل کے غم مین ہین نالے بھرے ہوئے
پتھر کی طرح دل شرر آباد ہوگیا

اس باغ مین سوائے گل اندام تھی یہ کچھ
موسم مری جوانی کا برباد ہوگیا

اوس بادشاہِ حسن نے مجھ پر کرم کیا
پھر تو غریب خانہ بس آباد ہوگیا

ہین تصور مین سب حضور نہ تھا
آنکھ سے دور دل سے دور نہ تھا

تب سے عاشق ہون تیرا ای ناداں
جبکہ پورا تجھے شعور نہ تھا

تیری تقصیر تھی دل محزون
عاشقی مین مرا قصور نہ تھا

تھا مقدر مین عشقِ غارت گر
ورنہ مجکو یہ کچھ ضرور نہ تھا

بے سبب کیون پہاڑ پر جاتا
کیا ترا نام کوہِ طور نہ تھا

دیکھ سکتا قریب تر اوسکو
مری آنکھون مین ایسا نور نہ تھا

ہجر مین ان بتون کی حد یہ رہی
بندہ فضلِ خدا سے کور نہ تھا

اوس سلیمان کے غم نے کر ہی دیا
مین کبھی نقشِ پائے مور نہ تھا

کسی نزدیک والے کا ہے فساد
مجھ سے ایسا وہ دور دور نہ تھا

آگے سنگِ جفاے ساقی سے
شیشۂ دل یہ چور چور نتھا

دیکھے دل آپ کو نہ پچھتاتا
یہ خیال آگے ای حضور نتھا

تم نے مغرور کر دیا **پیرتو**
آگے ایسا وہین غرور نتھا

طلسمِ چشمِ دلجو مین پھنسایا
مجھے آنکھون نے جادو مین پھنسایا

نگاہِ یار منتر ہے کہ تنتر
کہ تپ کر دل کو قابو مین پھنسایا

یہ موذی نفس سے لاکھون زبان کو
سخنہای من و تو مین پھنسایا

گیا دیوانے کو زنجیر او سنے
دلِ وحشی کو گیسو مین پھنسایا

سزا کس جرم کی دلکو ملی ہے
جو یون زندانِ پہلو مین پھنسایا

لگایا ہے کمان مین تیر ہمنے
نظر کو عشق ابرو مین پھنسایا

یہ زاہد زندگی کے قید پر قید
دل اپنا شوق مینو مین پھنسایا

ہمارے ساتھ کی اچھی برائی
فلک نے دام بدخو مین پھنسایا

ہوا ہون غم سے کانٹا پر عمل نے
قیامت کی ترازو مین پھنسایا

یہی رہنا تھا ای **پیرتو** تعلق
فلک نے زلف مہرو مین پھنسایا

ہون ہوا خواہ جو اک بحرِ فرح افزا کا
رستہ لیتا ہون گلستان کے عوض دریا کا

کسی دشمن کی خدا ایسی خرابی نکرے
دل نے عاشق کیا مجکو بتِ بے پروا کا

خاک سے گو نہیں ہر چند پری کو نسبت
پر یہی تصویر پری زاد کا کھینچا خاکا

نعوذ اللہ کا عاشق نہ بتون کا معشوق
دل گمراہ رہا دین کا نہ دنیا کا

بیکسی مین غمِ فرقت کا ہے سایہ سر پر
ای پری حال دگرگون ہے ترے شیدا کا

دہنِ یار کی تعریف کی بنتی نہین بات
کہنے کو نام تو پیدا ہوا ناپیدا کا

اپنی منھ سے نہ تمھاری ہو کہین رسوائی
بر ملا نام نہ لو شیفتۂ رسوا کا

اوس سکندر کے خطا دار کا پایہ دیکھو
دار پر جبکہ چڑہا تخت ملا دارا کا

آسمان اور زمین کا ہے برابر عالم
نور بالے مین کسی کے ہے مہ ہالا کا

رخِ رنگین کا جنونی ہے دل پہر تو زار
سیر گلزار رہی رخ نگیا صحرا کا

نام ہی مشہورِ عالم می کا جب مل ہوگیا
پھر روا ہونے مین بھی اسکے تامل ہوگیا

ق مین نے جب پوچھا کہ می کا نام کیون مُل ہوگیا
وجہ تبلانے مین ساقی کو تامل ہوگیا

پھر کہا مین نے ہی نام اس واسطے مل ہوگیا
مجکو ساغر دینے مین تجکو تامل ہوگیا

اعتبارِ عالمِ ہستی بہار باغ ہے
شمع جب گل ہوگئی پروانہ بلبل ہوگیا

آنکھہ ساقی کی جو بدلی ابر کا رتبہ گھٹا
اس برس ہر پنبۂ یک شیشۂ مل ہوگیا

بول بولا سکے ہین معنی بول تو ناپاک ہے
شاہد ناپاکی می لفظِ قلقل ہوگیا

گردشِ ایام فرقت منطقی سے کم نہین
صاف ثابت دعویِ دور و تسلسل ہوگیا

کینہ اونکا چشم دریا بار مین ایسا تلا
آب پر گردِ کدورت جم گئی پل ہوگیا

بسترِ گل پر ہین غافل مست خواب آرام سے
فاقہ مستون کیلئے تکیہ توکل ہوگیا

کیا عجب غفلت سرای عالم اسباب سے
گر پسند خاطرِ جانان تغافل ہوگیا

غم پہ غم کتنا ہی کھاؤ خوب بدہضمی نہین
پر غذا پر جب غذا کھائی تداخل ہوگیا

اس زمانے کی مریدی سے ارادہ ہے یہی
کچھ ہی ہو کہنے کو مرشد کا توسل ہوگیا

کیا بتاؤن مین سبب کیا ہے خدا پر علم ہے
کسلئے منظور اوسکو یون تجاہل ہوگیا

عضو کا مجموعہ انسان کا بدن ہے سر بسر
اتفاق باہمی بس جزو سے کل ہوگیا

وعدے پر اپنے ہوا پہر تو وہ مہ رو جلوہ گر
وقتِ مغرب کے چراغ مہر جب گل ہوگیا

سب ہے لب وروی گلبدن میرا
یہ حلب اور یہ یمن میرا

زلف ہونٹون مین اوسنے داب کیا
ہے میان یمن ختن میرا

کسی ناپاک کو سخن کیا ہے
عیب سے پاک ہے سخن میرا

اپنے جا دیسے پھر قدم نہ ہٹا
ہے سلامت روی چلن میرا

اسقدر کھائے زخم تیر نگہ
شکل قطزن ہوا بدن میرا

تیرے کوچمین داغ دل اوبھرے
پھولا فردوس مین چمن میرا

تجھے دو دن سے جو نہین دیکھا
دل تڑپتا ہے جان من میرا

ای گل تر ہے تیرے ہجر مین خار
ایسا لاغر ہوا ہے تن میرا

کس حلاوت کے ساتھ پیتا ہون
آب شمشیر ہے لبن میرا

تیرے جھمکے کو دیکھ لیتا ہون
یہی ای ماہ ہے پرن میرا

سامنا خوش نظر کا ہے پھر تو
ہوش ہوجائیگا ہرن میرا

جس کے لئے ہون زار وہ بیزار ہوگیا
مین اک نئی بلا مین گرفتار ہوگیا

تاب فراق آئینۂ تاب دید ہے
دل کیا سمجھ کے طالب دیدار ہوگیا

میرے سوال بوسہ پہ وہ چپ رہا تو کیا
ایدل کبھی نہ جان کہ انکار ہوگیا

اوس ماہ سے کہا جو ذرا مہربان ہو
سنتے ہی دل جلانے کو تیار ہوگیا

شکوہ مرے گلے کو سمجھتا ہے یا خدا
کس بے شعور کا مین طلبگار ہوگیا

ای بت جو دیکھی آج تری کثرت التفات
اللہ گواہ دلپہ بہت بار ہوگیا

مین اور خانۂ دل جانان خیال خام
دروازہ میرے واسطے دیوار ہوگیا

آشفتگی کا میری لیا خوب انتقام
آئینہ اونکا اپنا طرفدار ہوگیا

مین جس جگہہ پہ ہون وہ جگہہ لالہ زار ہے
تو جس مقام پر ہے وہ گلزار ہوگیا

ملتے ہی گلرخون سے گلستانِ دہر مین
رنج ہزار رنگ گلے ہار ہو گیا

اوس خانہ جنگ نے جو کمر باندہی جنگ پر
ابرو مژہ کے پنجے مین تلوار ہوگیا

پھر دل کسی کے دام مین پہر لو پہنسا مرا
پھر جان کو فراق کا آزار ہوگیا

روٹہا مریض عشق کا آزار ہو گیا
عیسی گلے کے درد سے بیمار ہوگیا

دل اپنی تندرستی سے بیزار ہوگیا
وہ جانِ جان جب سے کہ بیمار ہوگیا

ای بت خدانخواستہ ہرگز نہ بولنا
تیرے سوا مین کس کا طلبگار ہوگیا

بوسے لئے ہین سینہ چہوا ہے ہزار بار
پھر کسلئے وصال سے انکار ہوگیا

زلفون سے چہوٹ رنجِ رقابت مین ہون اسیر
آزاد ہوکے اور گرفتار ہوگیا

بیگانۂ زمانہ یگانہ ہے یار کا
بیکار جو ہوا وہی باکار ہوگیا

ہے انقلاب بخت کہ گردون کا انقلاب
دلدار جسکو سمجھے دل آزار ہوگیا

عالم ہے فیضیاب زر داغہاے عشق
محتاج تیرے عہد مین زردار ہوگیا

گلرویون کی بہار مین پوشیدہ ہے خزان
آشفتہ جب مین انکا ہوا خار ہوگیا

ق

او فتنہ ساز دیار مین اور تجہ مین مستقل
آپس کے اختلاط کا اقرار ہوگیا

آگے سے اب معاملہ کی ہے زیادہ خیر
تم نے جو کچہ کہ شر کیا بیکار ہوگیا

پہر لو نے تم کو پیار کیا کیا برا کیا
پھر کونسی خطا پہ خطاوار ہوگیا

وہ کٹ گیا حیا سے جو دوچار ہو گیا
ننگے کا جسم برہنہ تلوار ہوگیا

دم بھر مین کاٹ دی رگِ جان حریف تک
ڈورا تیرے پتنگ کا تلوار ہوگیا

ہوش و حواس و تاب و توان سب چلے گئے
بوڑھا ہوا جو آدمی بیکار ہوگیا

در پر ترے مین نہین جان و تن کا ہوش
پریون کو تیرا سایۂ دیوار ہوگیا

دارو مدارِ الفتِ دنیا غرض پہ ہے
غمخوار سے بگڑتے ہی خونخوار ہو گیا

عاشق کو رنج دیتے ہو ناحق تو غضب
کیون بنجیطا سزا کے سزاوار ہو گیا

کہنا بجا ہے انکو حسینون کے بادشاہ
جس بزم مین وہ آ گئے دربار ہو گیا

کلیان ہین غنچے چاک ہین چاکِ قبای گل
دامن تمھارا دامنِ گلزار ہو گیا

روشن جہان مین نام ہوا مہر سے دوچند
پیر تو کا دل ترا جو طلبگار ہو گیا

جب سامنے ترا گلِ رخسار ہو گیا
دامن نظر کا تختۂ گلزار ہو گیا

سو کہے جواب دینے کا آزار ہو گیا
کیا وہ مسیح خشکی سے بیمار ہو گیا

پوشیدہ رازِ عشق کا اظہار ہو گیا
مطلوب خود ہمارا طلبگار ہو گیا

دیوانہ تیرا طالبِ دیدار ہو گیا
آسیبِ دیو سایۂ دیوار ہو گیا

آتے ہی چھری روپیہ پار ہو گیا
بیکل تمہارے ہاتھ مین کلدار ہو گیا

سینہ جو چھو لیا تو پسینا ہوا بدن
شبنم کا بس لباسِ طرحدار ہو گیا

بگڑا غضب وہ ترک مری چھیڑ چھاڑ سے
ابرو گلے کو کاٹنے تلوار ہو گیا

جب دور اپنے شیفتۂ زار سے ہوا
ثابت یہ ہو گیا ہے کہ بیزار ہو گیا

انکھین جھکا کے دیکھی جو پیاری نگاہ سے
کچھ پیار کچھ حجاب نمودار ہو گیا

طالب ہے دل سے کیا مجھے عاشق وہ جان کر
مطلب سمجھ کے خود ہی طلبگار ہو گیا

آٹھ آٹھ آنسو روتا ہون ایک ایک انکھ سے
اچھی گھڑی تھی اوس سے جو دوچار ہو گیا

آرا لشون سے دل یہ تڑپا اوس نگار کا
تڑپ تڑپ کے پان انگیا کا دیوار ہو گیا

لوٹے مزے جو خواب مین ہم نے وصال کے
آیا نہین دوبارہ وہ ہشیار ہو گیا

اِک بحرِ حسن کی جو نگہہ مین ہون آشنا
ای آشنائی بیترا مرا پار ہو گیا

پیر تو یہ بے سبب کی جفائین کہ ہے سزا

عاشق ہوا ہون مین کہ گنہ گار ہو گیا

ہمقافیہ بر غزل مرزا نوشاہ اسداللہ خان غالب مرحوم دہلوی

مرضِ ہجر لا دوا نہوا
خوبیِ بخت سے برا نہوا

کچھ گلا بھی کیا گلا گھونٹا
جرم ٹھہرا غضب گلا نہوا

حوصلہ آزماے دل ہون مین
حسن گر عشق آزما نہوا

تلخ کامی جام لالہ گواہ
بے ترے باغ کا مزا نہوا

ہمہ تن بے سبب نہین مجروح
تجھ سے پامال بوریا نہوا

پتھر اس دعوی خدائی پر
ای بتو بندے کا بھلا نہوا

حسن سے فرض عشق ادا ہو گیا
کر قضا کا بھی حق ادا نہوا

نطق پروردۂ کنارِ شکیب
سخنِ ناروا روا نہوا

دلِ دیوانہ ہے بہت ہشیار
جانبِ دلربا روانہ ہوا

ای فلک ناروا کیا تو نے
دہ روانہ ہوا روا نہوا

مستعد ظلم پر تہا خود ظالم
عرض مطلب کا اک بہانہ ہوا

ٹھیک ہے منصفان عصر کا قول
کوئی پیر تو سا دوسرا نہوا

تیز رفتار ہے مرا گھوڑا
برق کردار ہے مرا گھوڑا

خود ہی ہے تیز دست موقع پر
خوب ہشیار ہے مرا گھوڑا

باگ اٹھائی ہوا ہوا فورًا
یعنے پہ دار ہے مرا گھوڑا

کٹتے ہین دیکھ دیکھ کر بدبین
ایک تلوار ہے مرا گھوڑا

تیلیون مین سہے تیلیون کی جگہہ
ایسا دلدار ہے مرا گھوڑا

کچھ سواری سے تہکِ نہین جاتا
بار بردار ہے مرا گھوڑا

دلفریبی ناظرین کے لئے — شوخ رفتار ہے مرا گھوڑا
صاف ہے عجب صورت و سیرت — مغتنم یار ہے مرا گھوڑا
صاف سکّے ہین اور جوڑی مین — کیا ہموار ہے مرا گھوڑا
جب سواری گیا نظر ہی لگی — روز بیمار ہے مرا گھوڑا
حکمتِ دستگیر صاحب سے — اب نہ بیمار ہے مرا گھوڑا
میل فیٹن مین اپنے ہانکنے کو — کیا سزاوار ہے مرا گھوڑا
سر بسر ہے خلش بہار اسکی — گل بخیار ہے مرا گھوڑا
ہے سواری مین تیز ترا لیا — باد رفتار ہے مرا گھوڑا

ٹال دینے کو کہتے ہین **پر لو**
لوگ کو بار ہے مرا گھوڑا

خاصہ جوڑا ہے گاڑی کا گھوڑا — مری گاڑی پری پرا گھوڑا
ڈھونڈتا ہون مگر نہین ملتا — جوڑ کا اسکے دوسرا گھوڑا
آپ ہی اپنا جوڑ ہے آخر — عکس اسکا ہے جوڑ کا گھوڑا
دیکھکر حسن اسکا کہتے ہین — حسنِ نیت سے یہ ملا گھوڑا
میرے شبدیز سے خجل ہے چاند — ای فلک رشک مہ ہے یا گھوڑا
توسنِ طبع وصف مین ہے رواں — ایسا خوش قرول ہے ترا گھوڑا
ابلق روز و شب ہے دل سے نثار — جانور ہے کہ دلربا گھوڑا
رشکِ گلگونِ دہر ہے یہ کمیت — اسپ صدقے ہزارہا گھوڑا
حسن روی و خوبی مین اپنے یکتا ہے — سارے گھوڑون سے ہی جدا گھوڑا
عاشق اس جانور کے انسان ہین — ایک معشوق ہے مرا گھوڑا
کون ہے جسکا اسنے دل نہ لیا — شاہد دلستان ہے یا گھوڑا

واقعی چال مین صبا رفتار
باد پا ہے ہمیشہ کا گھوڑا

توبہ توبہ یہ اور پچھی کھائے
جب اشارہ کیا چلا گھوڑا

نام اسکا رکھا پری پیکر
مین نے جب مول لے لیا گھوڑا

پر سواری مین دل مرا خوش ہے
تیز و چالاک ہے بڑا گھوڑا

تندرستی ہمیشہ ساتھ رہے
غسل صحت کا کر چکا گھوڑا

کاٹنا لات مارنا اڑنا
پاک ان سب سے ہے مرا گھوڑا

بال بھونری مین ہاتھ پاؤن مین
پاک سیدھا مرا ترا گھوڑا

مل گئے دستگیر صاحب جب
ہوا بیماری سے جدا گھوڑا

ق

یہ مثل ہے سوار کو اچھے
نہین ملتا ہے اچھا سا گھوڑا

لیکن اپنے خلوص نیت سے
ہانکنے کو ملا ہے کیا گھوڑا

بات بڑھانی کچھ یہ نہین
فی الحقیقت ہے باد پا گھوڑا

فلک جو اسپ جب سواری کو
چال مین اک ہوا ہے یا گھوڑا

خود حسین دو سپہ نالش جو پڑا
سبکی آنکھون مین کھب گیا گھوڑا

سبزہ روز و مشکی شب کو
دیکھے گل رو سپید کیا گھوڑا

شوق چڑاتا ہے سواری کا
خوب تیار ہے مرا گھوڑا

ایسا چکنا ہے خود پسینے سے
نیلے رنگ کا ہوا گھوڑا

کیا سر تنگ فلک کو شام و سحر
خون رولانے لگا مرا گھوڑا

فرس وہم سے بھی چار قدم
دوڑ مین آگے بڑھ گیا گھوڑا

مری تعریف سے ابھی بڑھ کر
مستحق ہے کہین سوا گھوڑا

ایک یہ بھی صفت ہے اے پیر لو
بے نہایت ہے باوفا گھوڑا

دل جب سے ایک شوخ کا دیوانہ ہوگیا
کاشانۂ خیال پری خانہ ہوگیا

شانے کو رشک ہے دل صدچاک کا مرے
جس دن سے اوسکی زلف مین کاشانہ ہوگیا

ہون خاک سوز ہجر سے اک شمع حسن کے
اپنا غبار غازۂ پروانہ ہوگیا

ہے وہ شباب آفت باغ یگانگی
وہ خط سبز سبزۂ بیگانہ ہوگیا

ظاہر ہے حرف حرف سے مستی عشق چشم
خط اپنے نامہ کا خط پیمانہ ہوگیا

ہے تکیۂ کلام زبان کو بیان ہجر
حال وصال کان کو افسانہ ہوگیا

قابو مین اوسکے ہے دل شگفتہ جس طرح
بس مین ہمارے وہ بھی ہوا ایسا نہ ہوگیا

اپنا سلم خریدہ ہے اوس شوخ کا شباب
بچپن مین دل دیا ہی بیعانہ ہوگیا

زلف سیہ کو دیکھ کے عامل یہ مرگئے
افسون زہر مار کا افسانہ ہوگیا

اوس شاہ حسن کے جو تجمل کا ہے خیال
پیرنو کا دل بھی ایک جلو خانہ ہوگیا

ہمقافیہ بر غزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

نظارہ رشک کا صدمہ ہی ستم گر نہوا تھا
قابو تجھے شفقت کا مجھی پر نہوا تھا

سو چاک ہوا اوسکا جگر خار حسد سے
وہ گل ابھی گلشن کے برابر نہوا تھا

جو سیپ مین آیا وہی موتی ہے وگرنہ
نیسان کا ہر اک قطرہ تو گوہر نہوا تھا

ای بیدہن اکدم عدم نطق کے باعث
موجود کوئی فتنۂ محشر نہوا تھا

ٹکرا یہین جب تنگ نہ پڑا بوسے کا جھگڑا
تھا قند مگر قند مکرر نہوا تھا

یون گرمی دیدار سے دم بھر مین ہوئی خشک
گویا کہ کوئی موے مژہ تر نہوا تھا

وہ نرم دل اپنے لئے ہوتا ہی رہا سخت
ہر چند کہین موم تو پتھر نہوا تھا

جو طالب معشوق تو رنگ اوڑ گیا پان کا
کب لعل مین قند مکرر نہوا تھا

کیون پیرنو جانسوز ہوا غرق یم اشک

پیدا جو سمندر مین سمندر نہوا تھا

شکر کرنے کی جگہہ ہے یہ کہ دلبر آیا
آج وہ خانہ برانداز مرے گھر آیا

ہو لکر رستہ مرے گھر جو وہ دلبر آیا
خود فراموش ہوا مطلب دل بر آیا

پھر تجھے دیکھ کے مین سایہ کے مانند گرا
پھر غش آیا ہے کہ تقدیر کا چکر آیا

خنجر ابروے جلاد کا دیکھا ہے جو کاٹ
دور ہی سے دل جلاد فلک تھر آیا

اس پامالی بیداد سے ہاتھ آیا ہے
بر سر رحم مرا شوخ ستمگر آیا

کذب کا دخل نہین عاشق صادق ہون ترا
جھوٹھ بہی تونے کہا تو مجھے باور آیا

گرمی عشق بتان ہے کہ مجھے تپ ہی طبیب
ارے پھر تری تشخیص مین پتھر آیا

سینہ زوری سے مری ایک بڑی مدت مین
چہاتیان چھونے کا موقع تو میسر آیا

بیشک ای حور ترا گہر ہے مجھے خلد برین
جبکہ داخل ہوا مین پھر نہین باہر آیا

جانتا ہو مین ترے کوچہ مین داخل ہو کر
بارے تقدیر سے فردوس کے اندر آیا

تہمت آمیز جو گمنام خط آیا کوئی
سمجھا مین حاشیۂ خط مقدر آیا

مین نے سلوایا ہے پھر لو جو لباس اوسکے لئے
بے نمونے کے خیال اپنا برابر آیا

مین نے بیساختہ ای جان جو تجھے پیار کیا
اضطراب دل بیتاب نے لاچار کیا

ہاتھ منھ کا رہا جھگڑا ہی ملاقاتون مین
جب اکیلا وہ ملا سینہ چھوا پیار کیا

آپکے غمزۂ رعنا کے سوا پھر مجھکو
کسنے آزاد کیا کسنے گرفتار کیا

دلکی نزدیکی مین کچھ فرق نہین آیا ہے
فتنہ انگیزون نے گو دور تجھے یار کیا

چڑ کے بولا مجھے دیوانۂ مطلب ہو تم
جب شب وصل اوسے نیند سے ہشیار کیا

اوس کماندار سے کچھ چشم عنایات نہین
الفت تیر نگہ نے جگر افگار کیا

شوخ چشمون کے نظارون کا ہوا ہے آزار
اپنی آنکھون نے مجھے مردم بیمار کیا

اِس گلستان کی بہارون مین خزان شامل ہے
گلعذارون کے تعشق نے مجھے خار کیا

مار کر ہاتھ پہ ہاتھ اوس سے ہوا ہون مجبور
شرط کی ایسی کہ اوس گل کو گلے ہار کیا

دن بہلے آئے ستارا مرا چمکا پھر تو
ایک بے مہر نے اب مہر کا اقرار کیا

یار نے خواب مین آرام سے دوچار کیا
مار کر ہاتھ مرے ہاتھ پر اقرار کیا

کیا کیا چرچے کئے وہ بولا تو مین بولا ہنس کر
کیا کیا پیار کیا پیار کیا پیار کیا

معتقد رہو غفلت کہین تعبیر کے وقت
خواب مین اوسنے ترحم کا تو اقرار کیا

مردم آزار ہے ہر اک کو ستاتا ہے رقیب
اوسے بیزار کیا مجھ سے مجھے زار کیا

دل لگی خاک ہو جب دل ہی نہین لگتا ہو
بیدلی نے مجھے ہر کام سے بیکار کیا

ناؤ کو اب بھی مری پار اوتاریگا وہی
آجتک جسنے ہر اک بیڑا مرا پار کیا

ذرا انصاف کرو ظلم اوسی پر اتنا
جسنے دل دیکے جناب آپکو دلدار کیا

صاف کیا کرتا ہے اوستاد پر اوستاد کا ہاتھ
غیر پر ظلم ستمگار نے اکبار کیا

دل کے جانے سے مین سمجھا کہ بڑا بوجھ ٹلا
جھوٹھ تھا بلکہ مجھے زیر گرانبار کیا

دل لگی اوس سے ہے دل جسسے لگا ہے پھر تو
روئے مردم سے مجھے آنکھون نے بیزار کیا

اوس دلفریب نے مرے دل ہی پہ چھا لیا
آہستہ رو زبان مین دے دیکے چھا لیا

پیارے نہین ہنوز برابر دیا لیا
دل دیکے ایک بوسہ لیا بھی تو کیا لیا

ٹھہرا نہین گیا تو کئے تین چار پیار
گھبرا تو پھر بہانے گلے سے لگا لیا

کیا چال چلکے ڈھب مین وہ آکر نکل گیا
رستہ بتانے مین ہے بہت تیز چالیا

قابو پر اپنے آئے وہ پرفن چڑھا نہین
اولٹا مجھی کو ہتے پر اپنے چڑھا لیا

آخر کو سنتے سنتے مین بے مغز ہو گیا
ناصح نے رفتہ رفتہ مرا مغز کھا لیا

آنکھیں کھلیں کہ ٹوٹ گئی فکر سے کمر ‏ ‏ راحت کے ساتھ خواب میں آسن تڑا لیا

بوسے ملے کہ گالی ملی بحث ہی نہیں ‏ ‏ انکار کچھ نہیں مجھے جو کچھ ملا لیا

اصلاح اور اس سے مزیدار کونسی ‏ ‏ لکھا جو کوئی شعر تو اوسکو دکھا لیا

دیکھو ذرا بغور مری فیلسوفیان
پھر لو اوسے بگڑنے کے آگے بنا لیا

دیکھو کسی کے منھ پہ یہ عالم ہے ریز کا ‏ ‏ ہے ریزہ ریزہ نجم سپہر تمیز کا

وہ خوش گلو جھنجوڑنے سے کچھ جو بول اٹھا ‏ ‏ آیا مجھے خیال جھنجوٹی کی چیز کا

دربانِ یار مجھکو ٹہکتا ہے ہر گھڑی ‏ ‏ افسوس سابقہ ہے بڑے بے تمیز کا

آیا جو دل کسی پہ تو کیا اوسکو یہ کہوں ‏ ‏ ہر کام بھی عزیز ہے ہر اک عزیز کا

آنکھیں بھری ہوئی ہیں مری شوقِ قتل میں ‏ ‏ کیا پتلیوں نے شور مچایا بریز کا

بزم طرب میں ہمکو نہ بلواؤ دوستو ‏ ‏ دمساز ہے یہ ٹھاٹھ دلِ دردخیز کا

ادنی سے اشتقاق ہو اعلی کا کسطرح ‏ ‏ ہر طرح خانہ زاد ہے بچہ کنیز کا

معشوق کے وصال کے آگے کسی کا وصل ‏ ‏ یہ کام مرد کا نہیں شیوہ ہے ہیز کا

ثابت قدم مراد نہیں بس سکون سے ‏ ‏ جب اختیار میں نہو یارا گریز کا

جسم اونکا ریزہ ریزہ کرا ای تیغ آہ دل ‏ ‏ بے انتہا کا ظلم ہے اب انگریز کا

ٹکڑے ہے تا بات پہ ہر نکتہ چین کا دل ‏ ‏ میری زبان میں کاٹ ہے شمشیر تیز کا

رنگین ہیں خون دل سے ہمیشہ مرا لباس ‏ ‏ آنکھوں نے کام دیکھ لیا رنگریز کا

ہو جاؤ خوابِ غفلتِ بیجا سے ہوشیار ‏ ‏ عالم ہے ہر سحر سحرِ رستخیز کا

تیرے سوا کون ہے یارب جو سونپ دوں ‏ ‏ تو ہی نگاہبان مری ہر ایک چیز کا

پھر لو نہ کسطرح مجھے رکھینگے دوست سب
عاشق ہوں دیک شاہد ہر دل عزیز کا

ہمقافیہ بر غزل انشاء اللہ خان انشا دہلوی

دکھائے ساحل مطلب جو ساقی وہ شی لا
غریق بحر الم ہون مین کشتئ می لا

جو دیکھا اسکو تو مقصود دل بر آیا ہے
شب برات ہے مجنون کو گیسوئی لیلا

بکھیر زلف کے بالون کو گل سے گالون پر
زمین سبز گلستان پہ دام کو پھیلا

نہین سنائیگا کب تک سوال پر میرے
زبان پر ای ستم آرا کبھی کوئی ہے لا

لباس اگر کوئی میلا ہوا تو دہو سکئے
ہے شست و شو کہین دشوار دل جو ہو میلا

یہ خوب چھیڑ ہے ای ہمنشین کہ کوئی ساز
مجھے ہی ایک زمانے سے ہے یہی لے لا

بجا ننا کبھی نوبت تو منعم غافل
بلند ہے یہ ہمیشہ صدائے داویلا

کیا ہے زار مجھے اسقدر ترے غم نے
کہ جبۂ اپنے بدن کا ہوا ہے اک تھیلا

ہوائے وصل ہے ای آسمان سر گردان
یہان کبھی کوئی سامان ِ بوسم دے لا

نہ رؤو پیر تو محزون کہ یار بدظن ہے
نہ دہوؤ آنسوؤن سے منھ کہ دل نہو میلا

بہار آئی ہے وہ ہو دہلکے شیشۂ می کا
سرور کا نہو دامان ساقیا میلا

تو خام پارہ ہے دلا اسرکاتی ہے
مین معتبر ارہون جا جلد لا اری خیلا

ہین زندگی ہی مین باہم مثال جسم و جان
کہ یار مین ترا مجنون ہون تو مرا لیلا

کچھ احتیاج نہین ہے تو فخر زیبا ہے
جو ہاتھ کھینچ لیا ہو تو پاؤن کو پھیلا

ہے گو دین کوئی گلگون عذار متوالا
پیالے ساقئ گلفام تو پیا پی لا

ہمارے دل سے غم جان جان کہتا ہے
عزیز دیگر نگر ما خضر جو کچھ ہے لا

شہید ناز ہے ہر ایک آرزو دلکی
ہر ایک سر و نفس ہے صدائے واویلا

نہ پوچھئے مرے موٹا نہو نیکا باعث
کسی کے ہجر کے صدمے نے کر دیا تھیلا

کبھی قدوم مبارک سے گھر لبا میرا
ادھر بہی تو کبھی تشریف یار ہے ہے لا

سرور جس سے طبیعت کو اپنی ہو واعظ
کسیکی دھن مین ہو آج دل اور دس ہرا

جو ئی نہین نہ سہی ایسی اور کوئی شئی لا
اک آو گت تو سنانے نوازا نے لا

نصیب کا مرے ہر پیچ ہوگیا پر لتو
فراق یار کی غربت مین سر بسر سیا

اظہار مین زنہار تکلف نہین کرتا
سچ کہتا ہون ظلمون پہ ترے صرف نہین کرتا

یہ بات ہے پردے کی رہے پردے کے اندر
بے پردہ کوئی ذکر تصوف نہین کرتا

کیا لطف اوٹھے زلیست کا دل بجھ گیا ہے
بے خط ہون کہ وہ شوخ تلطف نہین کرتا

مطلب نہین افسوس سے کچھ حال پر اپنے
جس وقت کہ مطلوب تاسف نہین کرتا

ناخیر ہے کس واسطے نیکی کوی کرلو
پیک اجل اک لحظ توقف نہین کرتا

دعوا نکرے رنج حوادث کہین ناحق
کیون خانۂ دل مین وہ تصرف نہین کرتا

بہجانتا گر انکی طبیعت کی حقیقت
پیدا مین حسینون سے تعارف نہین کرتا

منظور ہے اس سے کہ رہیگا کوئی لگا
مین ورنہ پسند اوسکا تخالف نہین کرتا

بہر وعدہ پر اوس گل کے یہ دل بہول گیا کیون
وہ کونسا دن ہے کہ تخلف نہین کرتا

جب میل نہین دل مین کسی شخص کے یارو
محتاج ہی ہوجاے تقشف نہین کرتا

دہوکے سے طبیب آیکے بیمار کے آگے
آیا بہی تو اظہار تفلسف نہین کرتا

سامان نشاط اوسکے الم مین ہے پریشان
بہولے سے بہی مین قصد تحائف نہین کرتا

بدکار گنہگار ہون زاہد سے بہلا ہون
بندون کے دکھانے کو تعفف نہین کرتا

گو سست ہون ہر کام مین بیکار ہون لیکن
بوسے کے لئے ترک تلقف نہین کرتا

اندھیر ہے اندھیر ہے اندھیر ہے اندھیر
پہر لتو جو وہ بے مہر تعطف نہین کرتا

جو آج داخل گلشن وہ گلعذار ہوا
ہوا کے گھوڑے پہ رنگ چمن سوار ہوا

وہ بیوفا ادہر آیا ادہر قرار ہوا
اس آنے جانے مین گویا مرا قرار ہوا

فراق بت مین سزاوار سنگسار ہوا
غضب کی بات ہے عاشق گناہگار ہوا

اولٹ کے آیا تو ہمسے رہے نہ وہ آئین
عزیزو گاؤن کو جب وہ گیا گنوار ہوا

بلائین لین جو ہر ایک پنجۂ بنفشہ نے
خلاصہ یہ ہے کہ گلشن ترے نثار ہوا

وصال یار کی کیا پوچھتے ہین مجھ سے رقیب
ہزار بار ہوا بلکہ لاکھ بار ہوا

ضرور مشق سے پہلے کمال پیچھے ہے
جو نئی سوار ہوا ہے وہ شہسوار ہوا

ہے بجلیون کا چمکنا علامت بارش
جو بیقرار ہوا ہے وہ اشکبار ہوا

کچہ آنکھہ کا ہے اشارہ تو کچہ ہے دلکی نگہہ
انہین دو راہی پھر اک شوخ سے دوچار ہوا

گل عذار کہان اور کہان گل ای بلبل
مشابہ رنگ مین گل گال سے ہزار ہوا

کسیطرح مری راحت اوسے نہین منظور
فراق اگر نہوا بھی تو انتظار ہوا

ہجوم درد ہے ہر روز ایک میلا ہے
یہ میرا دل نہوا کوئی اک مزار ہوا

غرور حسن نے بیچین کر دیا اوسکو
خدا کی شان کہ یہ بھی مرا قرار ہوا

نہ لیتا بوسہ تو کیا کرتا وصل کا بہوکا
لیا تو بھوک کی شدت مین کچہ ادہار ہوا

مین پہلی رات کا سویا دم سحر جاگا
جوانی کھو کے بڑھاپے مین ہوشیار ہوا

بنائی عشق رخ یار نے عجب صورت
مین آج آئینہ دیکہا تو شرمسار ہوا

اوبہر نے سینہ کسی کا جو ٹیس ہوتی ہے
تو یہ بھی زخم جگر کا مرے ابھار ہوا

کبھی ہے مجمع احباب منتشر ہے کبھی
مرے نصیب سے یہ بھی مرا قرار ہوا

جو بارہا ترا اقرار بنکے توٹ گیا
سمجھ گیا مین کہ یہ بھی مرا قرار ہوا

زمانہ رنگ بدلتا ہے ہر گھڑی تازہ
مین جانتا ہون کہ یہ بھی مرا قرار ہوا

سواری روز تری لاکے یان اوتاری ہی
مرا خیال سراپا کوئی کہار ہوا

وہ شیفتہ مجھے کرکے ہوا مرا شیدا
شکار کرنے کی خواہش مین خود شکار ہوا

وصال یار کا دم دیکھ ہم سے ٹھہرا یا
فراق مین جو طبیعت کو انتشار ہوا

غرور حسن مین سائے سے اوسکو جھگڑا ہے
پری کے سر پہ پڑا جن کوئی سوار ہوا

ہے ایک مہر سے رشتہ کہ دامن پیرتو
خطِ شعاع کے مانند تار تار ہوا

ہمقافیہ بر غزل برق لکھنوی

واصف ہزار طرح ہون اوس گلعذار کے
اک یاد ہے ہزار دوہرا بہار کا

کیا بہ گیا ہے ہوش تمام اشکبار کا
رونے کو چاہتے ہین جو سونا مزار کا

دل کی کدورتین ہوئین سدِّ نگاہِ شوق
دیوار کھینچتا ہے تکاثر غبار کا

کیا ٹھنڈی گرمیان ہین الٰہی شرارتین
اس دیر مین وہ بت ہے کہ پتلا شرار کا

صبحِ وصال شعبۂ روزِ نشور ہے
فرقت کی شب نمونہ سوادِ مزار کا

اوس پھول کے نہ آنے سے غصّے مین بھرگئی
منھ لال ہوگیا ہے چمن کی بہار کا

اندیشۂ فشار مین عاصی ہین زار زار
یہ اشکبار نام بدل دین فرار کا

ہرچند زار ہے مگر آغوش گل مین ہے
منھ دیکھتا ہون کتنی تمنا سے خار کا

اک صید دلفریب جو نکلا تو ہو چکا
کیون حد سے بڑھکے شوق ہے ہمکو شکار کا

پیرتو اوس آفتاب کو مجھ سے جدا کیا
دشمن ہے آسمان ہر اک دوستدار کا

اوٹھتی جوانی مین ہے مزا گلعذار کا
پھولا ہے باغِ حسن مین جوبن بہار کا

حسرت ہے بیطرح نظر آتا نہین کہین
گولر کا پھول ہے کہ کرن پھول یار کا

چوسون کبھو رسے لبِ شیرین کو پیار سے
چوٹی کبھو رہی ہے جو خلاصہ سنگار کا

کچھ ہے جو بنگئے قلمی آم یہ انار
کہتا ہے شعر مدحتِ پستانِ یار کا

دو چار ہوگیا تو شش و پنج مین پھنسا
عالم کچھ اور ہے ترے سولہ سنگار کا

سنہ پر جو لکھی بیٹھی وہ سارنگ ہو گئی
نغمہ سرا ہے یہ لب شیرین جو یار کا

ایمن بجا رہا ہے یہ بیفکر شام سے
اے دلنواز ٹھاٹھ ہے کیا سر سنگار کا

داخل ہوا تو بھول گئی اپنے گھر کی راہ
مجکو مکان بہی بھول بہلیان ہے یار کا

پانی پلانے مین بہی نہایت ثواب ہے
سقا کے حق مین تو ل بہشتی ہے چار کا

جو لپے مین جائے بہاڑ مین جا کے غرض نہین
پیر تو حسد سے پیشہ رقابت شعار کا

خدا جانے کہ وہ بت کیا کریگا
کہان تنگ پردے پر پردا کریگا

اگر تو ساتھ دیتا ہے تو ڈر کیا
وہ دل راضی تو قاضی کیا کریگا

بہلا دیکھون ابہی کب تک وہ لیبا
ترش ہو ہو کے دل کھٹا کریگا

جو یون بازو پہڑکتا ہے ہمارا
کوئی معشوق نو پیدا کریگا

کلیجہ بہی کبھی کر ڈال ٹھنڈا
بہلا کب تک مجھے ٹھنڈا کریگا

مرا دل ایک بے وا کا عاشق
کسیکو کس طرح پروا کریگا

کرون گر ترک مین ربط اوس پری سے
بلا ہے سائے کا پیچھا کریگا

خدا جو کچھ کرے بندون کے حقمین
برے کا ذکر کیا اچھا کریگا

جو یون ہی بڑہ چلے ضعف جدائی
چلو چنتی مجھے لنجا کریگا

پریشان ہونگے سارے شعبدہ باز
وہ مشکین زلف جب لٹکا کریگا

ہے وہ نازک کمر چک سے پریشان
یہ دردا ور حال کو پتلا کریگا

سراپا زخم ناخن خوردہ ہون مین
مرض کھجلی کا پہر کیا کیا کریگا

کسی کے حال پر ٹھٹھا جو مارے
وہ آپی آپ کو رسوا کریگا

کبھی ٹھنڈا نہین کرتا وہ دل کو
مجھی کو ایکدم ٹھنڈا کریگا

برا ہے اتصال زال دنیا
کہان تک کوئی منھ کالا کریگا

وہان کی جائے بہی مد نظر ہو / یہان بیداد اگر بیجا کریگا
تری ہر بات بہی ہوگی نہین ہان / نہین ہر وقت اگر بولا کریگا
سمایا ہے نظر مین نیستی کا / نہین کیون وہ نہین بولا کریگا
پری زادون کا دیوانہ ہے ایدل / مجھے کس کس کا توشیدا کریگا

ضیاے مہر گردون دیکھون پہر تو
وہ رشک مہر اگر جلوا کریگا

اوسکے لوگون نے اوسے خلق مین بدنام کیا / مجھے اور اوسکو لگایا کہ برا کام کیا
مین تڑپتا رہا بے چین رہا صبح تلگ / اپنے گہر اپنے کس چین سے آرام کیا
ہمنے مر مرکے غم شب مہ و مہر مین آہ / شام کو صبح کیا صبح کو پہر شام کیا
اعتباری ہے فقط مرتبۂ ذات وصفت / بدکیا نیک کیا خاص کیا عام کیا
شوق تشہیر مین لازم ہے بہلائی کا خیال / یون تو ابلیس نے بہی کام مین بس نام کیا
حوصلہ بڑہ کے گھٹا ساقی دریا دل کا / جام کو شیشہ کیا شیشے کو پہر جام کیا
برہمن جانتے ہین مانتے ہین کفر شکن / ہمنے ہر بت کافر کو یہان رام کیا
کیا نہ کرتے ہین گذرتی ہے غریبونکی حیات / غم کیا فاقہ کیا قرض کیا وام کیا

بعد مدت کہین پہر تونے بڑی خواہش سے
ایک بے مہر کے ملنے کا سرانجام کیا

برگشتہ و سنبہل ناسوت بن گیا / دل اپنا محو عالم لاہوت بن گیا
ساقی ترے فراق مین رہن مے کی سرچڑہی / آتش پری کا سایہ ہوا بہوت بن گیا
اوس زہرہ وش کی چاہ مین دل اور جگر مرے / ہاروت ایک دوسرا ماروت بن گیا
زہرہ جبین ہزارون شرفیاب ہوگئے / روئے زمین پہ گھر مرا کیا حوت بن گیا
اک دن سرور نشۂ دولت خمار ہے / ہر ایک تخت تختۂ تابوت بن گیا

شورے کیطرح شور مچاتا ہون وقتِ سوز
کیا جسم خاکی تودۂ بارود بن گیا

حیران ہوا مین دیکھ کے خسارۂ پری
آئینہ ایسا دیکھا کہ مبہوت بن گیا

اپنے جنون کے زور نے زنجیر توڑ دی
ہر چند سلسلہ تہا مگر سوت بن گیا

وہ بادشاہ حسن ہے اسمین کلام کیا
ہر توت اوسکے ہاتھ مین شہتوت بن گیا

باندہی جو خبث پر کمر انسان نے کبھی
شیطان کا بہی باپ ہوا بھوت بن گیا

اوس غیرتِ پری کی جدائی مین یکجہان
دیوِ شبِ فراق کا اک توت بن گیا

پہر تو زمین پہ ہون مین ہر چند ای فلک
سایا جو اک پری کا ہوا بھوت بن گیا

رونق فزا بیان جو وہ غنچہ دہن ہوا
گلزار پر بہار ہمارا چمن ہوا

دل نے سفر کیا مرے پہلو سے دفعتًا
بیٹھے بٹھائے مفت غریب الوطن ہوا

یاد آیا وہ تو جان مین جان آگئی مری
گو بے حسی تہی پر متحرک بدن ہوا

درپردہ اسکو کسکی تہی صحبت کہ اسقدر
پالا ہوا بغل کا مری بدچلن ہوا

چیلے ہین پیچھے پیچھے گرو آگے آگے ہے
خرد و کلان کا ایک دغا مین چلن ہوا

بے یار آہ گرم ہے گرمی کا آفتاب
برج اسد پلنگ مرا بے سخن ہوا

اندھیر ہو گیا جو تمہاری نقاب سے
ثابت ستارہ بینون کو سورج گہن ہوا

مجبوریٔ فراق کا مختار ہے خدا
بے اختیار آج دل ای جانِ من ہوا

پھولا خوشی سے دل یہ کسی گل کے وصل مین
آگے تو غنچہ تہا مگر اب ایک من ہوا

اوس گلبدن کے غم سے یہ بہاری ہوا ہے دل
پہر تو بغل مین دل نہوا ایک من ہوا

ہر دم مجھے خیال ہے ای بیوفا ترا
چہرہ دکھائے بندے کو بارے خدا ترا

تلوّن سے کیا لگی ہے عدو کو کوئی فراق
اللہ کے حوالے ہے لگا مرا ترا

ثابت نجوم سے ہے ستارونکا اپنے
ممکن نہین جو وصل پھر ای مہ لقا ترا

تیلا بلا کا کہئے سزاوار ہے اسے
ڈرتا نہین بلاؤن سے بھی منچلا ترا

ٹھہرا تری زبان سے بُرا سب کے پاس مین
اللہ دو جہان مین کریگا بھلا ترا

کی مین نے کیا بُرائی جو تو نے بُرا کہا
حاسد کرے تجھی کو بُرا یہ بُرا ترا

ہون بیدماغ غالیۂ زلف حور سے
سونگھا ہے مین نے وصل مین جو ارگجا ترا

کاٹی شبِ جوانی پریشانیون مین سب
احسان میرے سر پہ ہے زلفِ دوتا ترا

مجکو پڑی ہے خانۂ تن کی پرایکدم
خانہ خراب دل یہ جو عاشق ہوا ترا

ای مہرِ دلفروز ذرا چشمِ التفات
پیرتو ہزار جان سے ہے مبتلا ترا

یاد آتا ہے دلربا اپنا
دم خفا ہو رہا ہے کیا اپنا

وہ نکلتا ہے جیسے قابو سے
نکلے ایسا ہی مدعا اپنا

زندگانی کا لطف اوٹھاؤنگا
دل لگی ہے کہ دل لگا اپنا

جو کبوتر کہ تو نے بھیجا ہے
مرغِ جان ہے وہ دلربا اپنا

تری گاتے ہین سب جو زہرہ جبین
کارساز ایک ہے خدا اپنا

سابقا ہے مجھے ملیحون سے
زندہ رہنا ہے بامزا اپنا

چال سب منحصر ہین قابو پر
بس چلایا جو بس چلا اپنا

عضو ہر ایک ہے مرا تیرا
ایک تو ہی ہے برملا اپنا

دل و جان مین ہے حصہ میرا ترا
ایک تیرا تو دوسرا اپنا

وہ مجھے قتل بھی کرے پیرتو
کبھی چاہون نہ خون بہا اپنا

ہمقافیہ غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ہر ایک عارض ہے مہرجبین کا کہ ماہ کامل ہے چودہوین کا
ظہور ہے خطِ عنبرین کا کہ گرد ہالہ ہے مشکِ حسن کا
وہ لطف لبہائے شکرین ہے کہ قدرِ شانِ عسل نہین ہے
کبھی جو بوسے کا ڈہب کہین ہے مزا بہلاتا ہے انگبین کا
تمہارے گالون کا رنگ وروغن کبھی دکھائے جو اپنا جوبن
سفید ہو جاے روی گلشن گلون مین عالم ہو یاسمین کا
ہے جیتے جی کا عذاب غافل کریگا پہر کیا خراب غافل
بنا رہا ہے کباب غافل خیال گرم آب آتشین کا
نہ اپنی آنکھون مین جائے مردم نہ منھ مین گنجائشِ تکلم
زبان پر اوسکا ہی ہے ترنم نظر مین جلوہ ہے جس حسین کا
ہے چشم سوزن کی چشم شیدا اور اوسمین تارِ نظر ہے تاگا
عجیب بخیہ ہے تم نے دیکھا تمھاری انگیا کی آستین کا
فلک ہے شمس و قمر نہ پاتا زمان میدونون جہوٹے نگین ہین ایجان
ابہی یہ نادیدہ ہو پشیمان جو دیکھے ٹیکا تری جبین کا
جلاؤن عالم کو بے تامل مگر ہے پاس ان بتون کا بالکل
ہے سرد مانند آتشِ گل ہر اک شرار آہِ آتشین کا
ضیاے رخسار ضوفشان سے نور افشان کچہ ایسی شان ہے
فزون ہے قندیل آسمان سے تمہارے گہر کا ہر ایک چہینکا
یہان جو آنے کو گہر سے نکلا شگون بد اوسکے پیش آیا
کوئی تو آڑے ہی آگیا تھا کوئی کھنکارا تو کوئی چھینکا
بتاؤن کیا اور نکتہ چین کی ملی دنیا کی رہ نہ دین کی

نہ جان اوسکی رہی کہین کی نہ دل ہے اوسکا رہا کہین کا
ہوا ہی وہ چرخ چنبرین کی اور اسمین تہی خاک اسی زمین کی

جو روح نکلی تری کہین کی تو جسم ٹہیرا اترا کہین کا
نہین ہے جب سے وہ جلوہ فرما اوجاڑ ہے خانۂ دل اپنا

کہا یہ ویرانہ جسنے دیکہا مکان کی رونق قدم مکین کا
رقم جو کچھ مدحتِ جبین ہے زمین یہ پرتو زمین نہین ہے

ہے آسمان بہی تو چار زمین ہے ہے چار چندان شرف زمین کا

مجبور رہین ترا ہون تو مختار ہے مرا
حاضر ہون بندگی کو تو سردار ہے مرا

پہر خدا امید کی صورت نکالئے
مایوس دل وصال سے ای یار ہے مرا

جیسا کہ بیقرار ہے تیری نگاہِ شوخ
ویسا ہی بیقرار دلِ زار ہے مرا

آئے وہ سیر کو تو کہلے تازہ گل کوئی
داغون سے دل مشابۂ گلزار ہے مرا

کیا غم اگر مدد نکرے کوئی مستِ ناز
ای دل وہ بے نیاز مددگار ہے مرا

جس پر ہون ظلم رحم بہی اوس پر ضرور ہے
لازم تجھے خیال دل آزار ہے مرا

مین ہی کمال عشق پہ کچھ فخر تو کرون
نازان کمال حسن پہ دلدار ہے مرا

دیجے سزا کہ آپکے گلشن کی سیر کی
سچ ہے کہ آج نفس خطاوار ہے مرا

پرتو مرے ستارے ہین کیا مجھ پہ مہربان
اک آفتاب حسن طلبگار ہے مرا

کسنے کاشانۂ دل رنج سے معمور کیا
کسنے گہر سے مرے اوس شوخ کا گھر دور کیا

دیکھ لے مردم بدبین کو خدا سے بینا
دیدۂ طالبِ دیدار کو بے نور کیا

یار کے دیدۂ فتان سے جو فتنہ اوٹھا
مبتلا نے بسر و چشم اوسے منظور کیا

اپنی حرکت نے دکھائی مجھے کچھ اور ہی شکل
مین نے آئینہ دکھا کر اوسے مغرور کیا

حق نے ای کاش فرشتہ ہی بناتا مجکو
اسطرح خلق جو دنیا مین تجھے حور کیا

آج اک بام پہ دیکھہ آئے کسیکا جلوہ
ہمنے نظارۂ شمعِ جبلِ طور کیا

بول بھیجاہے جو اوسنے کہ قریب آتا ہون
دلِ مغموم کو اسبات نے مسرور کیا

یہی ارمان ہے ای قاضی الحاجات اپنا
کرے مسرور بہی جسنے مجھے رنجور کیا

اب تصور مین ہم آغوش ہے وہ شوخ مدام
بانیٔ وصل ہے جس شخص نے مہجور کیا

جبر کچہ کر نہین سکتا ہون مین پر تو اوسپر
غلبۂ عشق نے بیطرح سے مجبور کیا

مقصدِ طالبِ دیدار نظارا تیرا
حایلِ چشمِ طلب پردہ بجا تیرا

شکوہ کچہ اور نہین اسکو شکایت ہے یہی
مرضِ عاشقِ بیمار ہے شکوا تیرا

ایکدم وعدۂ فرداسے قیامت کرلے
واہ ہر روز نیا وعدۂ فردا تیرا

مین کسی اور تماشے کا طلبگار نہین
دل کو بہاتا ہے فقط ایک تماشا تیرا

سرکشی دیکھہ رہا ہون تری بیٹھے ہوئے پاس
ایک سرکش کا تماشا ہے تماشا تیرا

ای فلک دور مین تیرے ہوے کیا کیا سرکش
لایق دید ہے سرکش کا تماشا تیرا

پلٹیان لیتا ہے کیا کیا تو شبِ فرقت مین
نادر ایدل ہے یہ سرکش کا تماشا تیرا

بڑہگئی حد سے کوئی بات تو گہٹ جاتی ہے
سہل ہوجائیگا دشواری سے ملنا تیرا

وصل اک کانِ ملاحت کا ہے پر تو حاصل
آج کل خوب مزیدار ہے حصا تیرا

محرمِ راز ازل سے تہا دلِ زار اپنا
حصے کی بات ہے غم دے گیا غمخوار اپنا

سالہا سال رہا دل کو جدائی کا مرض
مدت العمر مین اچھا ہوا بیمار اپنا

دل لگانے کا بڑا سخت ہے ہہتا یہ روگ
واے تقدیر کہ جاتا نہین آزار اپنا

زعم سے کہتے ہین وہ نام بدلدین میرا
دام سے چہوٹے اگر کوئی گرفتار اپنا

دلِ گم گشتہ کا اپنے یہ پتا پایا ہے
آپکو جان چکا ہون مین جو دلدار اپنا

عاشقی حاجتِ اظہار نہین رکھتی ہے
لیکن اتنا ہے کہ سمجھے وہ طلبگار اپنا

غم مین اک غنچہ دہن کے ہون صبا سے مین تنگ
ناک مین آگیا دم اس سے تو سو بار اپنا

اوس گلِ تر سے کہان گرمیٔ صحبت کی امید
سرد ہوتا ہون دکھاتا نہین دیدار اپنا

نکرے مہر بہی ای چاند کے ٹکڑے نہ سہی
اتنا پہچان کہ **پرتو** ہے طلبگار اپنا

کیا نام خدا نام ہے محمود تمہارا
او رشانِ خدا کام ہے مسعود تمہارا

یہ جوشِ محبت ہے کہ مقبول جہان ہو
مردود دلِ خلق ہے مردود تمہارا

قفلِ لبِ اظہارِ کدورت سے ندامت
دروازہ جو مجھ پر ہوا مسدود تمہارا

بے آبرو مطلب کیلئے ہون نہ عزیزو
بے آب نہو گوہرِ مقصود تمہارا

ٹہنڈے رہو لوگو نہ کرو میر احد تم
دل پہونک ندے آتشِ بے دود تمہارا

ہر دم ہوس آلودِ جفا جان ہماری
ہر وقت دل ای جان ستم آلود تمہارا

معبود نہ مانینگے بتو ہم تمہین اصلا
معبود وہ اپنا ہے جو معبود تمہارا

بس ہے یہ دعا آج بڑی دیر سے اپنی
آنا ہو میرے پاس کہین زود تمہارا

اس باغ مین روندون اسے سبزیکی روش مین
ای دوست ہو دشمن کہین نابود تمہارا

جل جل کے دکہاتا ہے اوٹہے دل کے دہوین کی
پرتو کوئی دلسوز ہے وان عود تمہارا

رہتا ہے شب و روز مجھے دہیان تمہارا
ہے ایک خیال آٹھ پہر جان تمہارا

کچھ کہتے ہوئے پہر نظر آتا ہے کوئی منھ
ہر چند کہ آئینہ ہے حیران تمہارا

سر مجھکو چڑہاتے ہین پریزاد زمانہ
کیا زلفِ حسینان ہے پریشان تمہارا

بیزار ہوئے بہی تو ہوی اور بہی نسبت
ہے میرے دلِ زار پر احسان تمہارا

دل چاک کبھی چاک کے مانند نہ چھوڑے
آجاے اگر ہاتھ مین دامان تمہارا

زیور کے پہنتے ہی مجھے یہ نظر آیا
اک کان جواہر ہے ہر اک کان تمہارا

کچھ اور وظیفہ نہین تسبیح نہین یاد
ہے وردِ زبان نام ہر اک آن تمہارا

مشکل ہے کہ بیباک نہین میری طرح سے
پھر وصل جدائی مین ہے آسان تمہارا

اسکا لب عاشق پہ عجب رنگ ہے معشوق
رکھتا ہے بہار اور ہی کچھ پان تمہارا

ہر روز جو کل سے کہا کرتے ہو کل تم
لون کونسی صورت سے کہا مان تمہارا

لگ لگ گئین آنکھین مری تکمے کیطرح سے
اک دم نظر آیا جو گریبان تمہارا

ہے خانۂ دل ہجر مین آراستۂ شوق
گھر چھوڑ دیا پر بھی ہے سامان تمہارا

کیون بوسۂ رخ دینے کو قرآن کی قسم مفت
تم جانے خدا جانے اور ایمان تمہارا

دمساز یہ سب جان ہی لیتے ہین مرا راز
دلسوز نے جب نام لیا جان تمہارا

مہمان اگر ہے یہ زمانے کا زمانہ
اک روز بھی پیرو تو نہین مہمان تمہارا

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

قیامت ہے پیارے اشارا تمہارا
نہو عشق ظاہر ہمارا تمہارا

نہ رلواؤ خون توڑ کر آس پیارے
بدن مین ہے دم کو سہارا تمہارا

شبِ غم یہ پہلو تہی حضرتِ دل
جگر کو فقط ہے سہارا تمہارا

حسد مردم کور باطن کو اونکا
نظر مین ہے جنکی نظارا تمہارا

کوئی لطف بے جسم ممکن نہین ہے
دل و جان پر ہے اجارا تمہارا

محبت سے گویا ہین اک جانِ وقالب
کچھ ایسا ہے لگّا ہمارا تمہارا

روابط ہین کیون ہم سے پوشیدہ کیا ہے
ہر اک کام ہے آشکارا تمہارا

اجی منتظر در گذرتے ہین جان سے
گذرگاہ مین ہو گذارا تمہارا

یہ طوطا نہیں طایر جان ہے گویا — تجھے دل سے پیارا ہے پیارا تمہارا
یہ نوبت ہوی شہرۂ حسن کی واں — کہ تجتا ہے ہر جا نقارا تمہارا
ہزارون کے دل پر ہے نقشِ محبت — گل اندام وسکّہ ہے پیارا تمہارا
ہتو سختیان سیکڑون ہجر مین ہین — چھپاؤ نہ چہرہ خدارا تمہارا
رخ و زلف سے رات دن ہین مشابہ — جہان مین ظہورا ہے سارا تمہارا

اگر مہربان ہو تو پیر لتو یہ پھر مہر
دکھاؤ تو جلوہ دوبارا تمہارا

جھگڑا جو اوسکا میرا تھا سب فیصلا کیا — کیا دوستون نے دوستی کا حق ادا کیا
شیطان نے جو فریب دیا بوسہ لے لیا — بھڑکا کے مین نے رشکِ پری کو بلا کیا
دیؤن نے اوس پری کو چھپایا جو آنکھ سے — گویا کہ میری جان کو تن سے جدا کیا
اچھی ہو یاری یہ مجھی سے تو چھیڑ ہے — بیزار ہو کے ظلم کیا بھی تو کیا کیا
ہر نیک و بد کا لطف ہے میٹھی زبان سے — جملے تمہارے فقرہ و کمو مین نے سنا کیا
ہے عالمِ مثال مین ہر رات وصلِ یار — لو گو بچھڑ کے خواب مین اوس سے ملا کیا
ہان خیر و شر فرو نہ ہوا کیون چھڑ نہ لی — کیا کیا فساد ہجر مین ہم پر ہوا کیا
بے پر کی کچھ اڑا کے مجھے کہتے ہو اداس ہو — کیا منہ سے آدمی کو بھی تم نے ہوا کیا
مدت سے بوسہ لینے کا ہی اشتیاق ہے — لینے کے بدلے مین نے تحمل دیا کیا

پر لتو اب امتیازِ بد و نیک اختیار
بیکار فکر کیا ہے کہ جو کچھ کیا کیا

اوس شمع رو کو رنگ بھی بھایا پتنگ کا — ان شوخیون سے خون بہایا پتنگ کا
گر گر کے اوس کے گھر مین دکھاتا ہے شوقِ دل — ہے نام مرغ نامہ بر اپنے پتنگ کا
جلوت کے رنگ ڈھنگ ہین خلوت مین اسقدر — اہلِ فساد کیلئے میدان ہے جنگ کا

چہرون سے رشک کے دلِ حسّاد چھید گئے
گھوڑا ہرا ہوا کوئی گھوڑا الفنگ کا

وہ شہسوارِ معرکۂ صید گاہ ہے
رہتا ہے اختیار مین گھوڑا الفنگ کا

پانی اوترکے منھ کا ہوا خشک تر رباب
ایسا ہے تازہ نغمہ تری جلترنگ کا

یہ کس کے فیض رخ سے ہے حاصل صفائے دل
آئینہ بن گیا جو ہر اک پارہ سنگ کا

کیا چھکے چھوٹے گنجفہ بازون کے دیکھئے
اب چور او سکے ہاتھ مین پنجہ ہے چنگ کا

تیر نگہ کا تیرے نشانہ نہین ہے کون
رستم کی ہی کمان کو ہے زخم اِس خدنگ کا

کتنے دنون سے ابلق لیل و نہار کو
پر تو حسد ہے میرے کمیت دو رنگ کا

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

دخل اوس کے خانہ باغ مین کیا ہو شراب کا
ہر پھول ہے چمن مین کٹورا گلاب کا

برعکس ماجرا ہے ہر اک بزم آب کا
اوندھا رکھا ہے کسنے پیالہ حباب کا

دعوا اگر ہے ہمسریٔ آفتاب کا
زیبا ہے چارہ تہ رہے کپڑا انقلاب کا

ساقی مرے پیالے کو بھر دے شراب سے
لازم ہے ماہتاب مین نور آفتاب کا

باتین شب حیات کی ہو لینگی صبح مرگ
اک روز ان خیالون مین عالم ہے خواب کا

غفلت سے کوئی قصۂ عبرت نہین ہے یاد
بیداری کا خیال تصور ہے خواب کا

ساقی کے غم مین خون جو روتا ہون میکشو
ہے چشم خونفشان مری چشمہ شراب کا

مینے نے مین ہے موج ملا محتسب کی چال
ساغر ہر ایک بن گیا ساغر حباب کا

غفلت شباب کی نہین زنہار معتبر
شب کے سوائے وقت نہین کوئی خواب کا

تیرے مقابلے سے کہین منفعل نہو
بیوجہ ادھر طرف نہین منھ آفتاب کا

وہ بحرِ حسن جو لبِ دریا پر آگیا
ہر موج ایک سلسلہ ہے پیچ و تاب کا

اس بحرِ بے ثبات مین دو دن کے واسطے
لے لونگا مستعار کوئی گھر حباب کا

گل داغدار رنگ گل یار ہو گئے — اک لالہ زار بن گیا تختہ گلاب کا

دو غمزدے جو مل گئے چشمے بہا دئے — پانی ہوا سحاب سے ملنا سحاب کا

ہر سونے والا صبحکو ہوتا ہے ہوشیار — سنبھلے نکیون ڈر ہا ہے مین غافل شباب کا

صبح شب وصال ہوی مجکو صبح شیب — گویا کہ ایک رات تہا موسم شباب کا

صورت نبانے سے کبھی سیرت نہ بن سکے — پیری مین ہین نہین خواہان خضاب کا

بوڑہون سے اتفاق جوانون کا ہے محال — قوس قزح مین تیر نہین ہے شہاب کا

یاد آیا ہجر مین وہ دل سوختہ مجھے — ہاتھ آگیا اگر کوئی ٹکڑا کباب کا

پہر تو فلک کا دور ہی مستون کا دور ہے
پر آفتاب سے ہے قدح ماہتاب کا

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

حسن ملیح شہر جو نکالے شراب کا — ساغر شراب کا ہو کٹورا گلاب کا

اوس مہ کے پاؤن سے ہے فلک سطح آب کا — تارون کے منھہ پہ چمکا ستارا حباب کا

ہر روز دیکھتے ہین زوال آفتاب کا — اسواسطے وہ رکھتے ہین پردا نقاب کا

ہر روز ہر حسین کو تنزل ضرور ہے — ہے دن مین ایکبار زوال آفتاب کا

بیخوابیون سے عالم صحت مین فرق ہے — ہے ستۂ ضروری مین اک رکن خواب کا

بیوجہ جاگنے سے مصیبت ہے جان پر — آرام پانیکے لئے تکیہ ہے خواب کا

ساقی کی تاک ہی رہی چشم حباب سے — میخانے مین بہا بھی جو دریا شراب کا

وہ خوش گلو الاپے لب بحر جو وہ کبھی — ققنس اوڑ جائے ٹوٹ کے بیضا حباب کا

جو ٹالتے ہین نیند وہی ہوشیار رہین — غفلت مین ڈالتا ہے یہ جنجال خواب کا

مجکو غرض ہے تجہ سے ترا منھہ ادہر رہے — کیا غم اگر ادہر رہے منھہ آفتاب کا

آتش جو عشق ہوے کمر کی بھڑک اوٹھی — خاکا وخان آہ ہوا پیچ و تاب کا

ہنگام سیر بحر تغافل کے سامنے
دریا بھی پھوڑتا ہے پھپولا حباب کا

خال سیہ کا عارض رنگین مین داغ ہے
لالہ کا پھول پھول بنا ہے گلاب کا

کہتے ہین تیرے مضطر گریان کو دیکھکر
آیا کہان سے برق کو دیدہ سحاب کا

پہنچا مقام پیری پر اک ہی شلنگ مین
کیا گذر گیا ہے زمانہ شباب کا

ہر کام کے ہے وسط مین خوبی حدیث سے
سرمایۂ حیات ہے موسم شباب کا

ہر دم رکھو نہ دست حنائی کمر پہ تم
ہوسے کمر پہ رنگ جمیگا خضاب کا

کیا یہ بھی ہے کوی نگہہ چشم قہر یار
چلتا ہے بے کمان جو ہیکان شہاب کا

محنت جگر مژہ مین ہین اس لخت حال کی
عالم ہے اپنی آنکھون مین سیخ وکباب کا

پھر لو اک آفتاب کا محفل مین دور ہے
درکار ہے پیالہ مجھے ماہتاب کا

کیا خوف مجھکو پرسش روز حساب کا
سایہ ہے بیکسی مین رسالت مآب کا

عالم ہے روی یار مین جب آفتاب کا
کپڑا ہے ابر آب روان کی نقاب کا

حایل ہے چشم شوق کو پردا نقاب کا
یہ بھی ہے اک کرشمہ تمہارے حجاب کا

ٹھنڈا ہو خیر ڈوب کے دریاے رشک مین
نظارہ تم کرو میری چشم پر آب کا

غفلت کا حال دل سے فراموش کیون نہو
کوی خیال یاد نہین رہتا خواب کا

دیکھو کسی کے ہجر کی دریا دلی کا فیض
چشم پر آب پر جو یقین ہے سحاب کا

رونے پہ لگ گیا جو مرا دیدۂ پر آب
سو بار سوکھ گیا منھ سحاب کا

جب سے نہین وہ چاند کا ٹکڑا کنار مین
مطلق نہین ہے لطف شب ماہتاب کا

مل لی سیاہی منھ پہ شب تار ہجر کی
پیر فلک کو شوق ہوا ہے خضاب کا

ساری خرابی خانۂ تن کی ہے دل کے ہاتھ
دم مارنے لگا کسی خانہ خراب کا

منھ کی صفائی دل کی کدورت نہ کھو سکے
دینا جواب صاف نشان ہے عتاب کا

ہے مثلِ جسم تین تنزل مین سیرِ زیست
جھگڑا فقط ہے طفلی و شیب و شباب کا

نو منزلے سے کرتے ہین وہ سیرِ آب جو
نوین فلک پہ چمکا ستارہ حباب کا

تیری ہوا مین رنگ ہے برباد مثلِ بو
پھولا ہوا ہوا مین ہے تختہ گلاب کا

ہے نشۂ جوانی کی یہ طرفہ تر ترنگ
رہتا نہین خیال ثواب و عذاب کا

کیونکر گھٹے نہ بڑھ کے حسینونکی آب و تاب
پھر تو ہے روز اوج و زوال آفتاب کا

جلوہ عیان ہے ہر سرِ رخِ بےحجاب کا
کافورِ صبح بن گیا پردہ نقاب کا

ذوقِ سیاہ کاری ہے غایت خضاب کا
ہر پردہ چشمِ تر مین ہے دامن سحاب کا

یہ ماجرا ہے چاہِ ذقن کے حجاب کا
دیکھا تو چشمہ خشک ہوا آفتاب کا

پڑتا ہے عکس جو مین رخِ بےحجاب کا
چمکا ستارہ آجکے دن آفتاب کا

لکھا جو شوق دید خطِ بےحجاب کا
خط بن گیا ہے کیا خطِ ریحان جواب کا

دل ریش میری طرح ہے ریشم نقاب کا
پیوند کو ضرور ہے ٹکڑا سحاب کا

مسی سے کیون لگا ہے دل اوس بےحجاب کا
کالا ہوا نہین کبھی منھ آفتاب کا

اعمالِ نیک و بد کا سراپا حساب ہون
ہر بند جسم بند ہے گویا حساب کا

ہر وقت یار نے رخِ روشن چھپا لیا
اس سال مین ہے روز گہن آفتاب کا

داڑھی کی ہو صفائی تو ہو جاے فیصلہ
کیون روسیہ لگے رہے جھگڑا خضاب کا

ہو نمین گناہگار گنہ بےحساب ہین
خود عذر خواہِ جرم ہے دفتر حساب کا

اس گنجفے مین چال کا ہے مستحق فلک
آیا ہے اوسکے ہاتھ ورق آفتاب کا

وہ ماہ وش جو رونقِ شبدیز ہو گیا
مانندِ کہکشان ہوا تسمہ رکاب کا

اب ضعف اسقدر ہے غم شہسوار مین
ہر آنکھ مین پڑا مری حلقہ رکاب کا

ساقی کی طرح یہ بھی ہے مجھ پر عتاب مین
آنکھین نکالتا ہے پیالہ شراب کا

تحریکِ زلف سونگھنے سے اسکے ہوگئی — اوس گل کے دور مین ہے خرابا گلاب کا

شکوہ مجھے ہے طولِ شبِ ہجر کا طبیب — لازم ہے اب دوا مین ورقِ آفتاب کا

دیکھا تو شرم کرنے مین تم ایک فرد ہو — بندِ قبا ہے بندِ حیا کے حساب کا

اس غفلتِ شباب کا کچھ اعتبار ہے — جھگڑا تمام رات مین فیصل ہے خواب کا

رنگین نوائیون سے اوڑے ہے بلبلون کے ہوش — عارض نے اوسکے رنگ اوڑایا گلاب کا

ہر آہِ شعلہ بار نحوست مین ہے زحل — ہے ساتوین فلک پہ دماغ اضطراب کا

ہر سخت دل کو نرم بچھونا ضرور ہے — دعوا یہ با دلیل ہے مخمل کے خواب کا

مضمونِ خطِ روی کتابی کھلا نہین — کیسا شکستہ حاشیہ ہے اس کتاب کا

آتی نہین ہے یادِ دلِ تفتہ حال کی — اوس مست کو خیال نہین ہے کباب کا

اک پوست استخوان ہے ہوا خواہِ انبساط — شاہد ہے حالِ زار سراپا رباب کا

کیا وہ حسین بام پر اپنے چڑھا کہین — منھ آج اوتر گیا ہے بہت آفتاب کا

ہے آتشین عذار جو مشغول سیرِ آب — دیکھا جگر مین لہر کے چھالا حباب کا

اس میکدے مین بادۂ گلگون سے کیا غرض — ہر دم مجھے خیال ہے لعلِ مذاب کا

آنکھون مین ہے لبِ مسی مالیدۂ حسین — تارِ نظر ہے رشکِ لبِ آفتاب کا

پرلو اخیر راہ مین دیکھا جو اوس کا دور
توڑا ہے آسمان نے قدح ماہتاب کا

وعدے پر اپنے کوئی نہ آیا تو کیا ہوا — بارے قضا سے جھوٹھ کا حق تو ادا ہوا

امیدِ رحم اور وہ معشوقِ بیوفا — ارمان ہمسرِ غازۂ روی وفا ہوا

یہ مسئلہ ہمیشہ رہے نقشِ دلنشین — بندے نے جب خودی کو مٹایا خدا ہوا

دیوانگانِ حرص کو مطلق نہین حجاب — جسکو طمع نے گھیر لیا بھیجیا ہوا

وہ جانِ جان ہے اس سے نہین ٹھیرا انتقام — آزردہ وہ ہوا تو مین دم سے خفا ہوا

دم بازیون کا یار کی لیتا ہون انتقام
مجھ سے خفا ہوا وہ مین دم سے خفا ہوا

پھر شیفتہ دلِ بدبین ہین دوریان
لیکن جدائی مین بھی نہ مجھ سے جدا ہوا

پیارے گزشتہ راصلوات آؤ جانے دو
کیا غم کی یاد عیش مین جو کچھ ہوا ہوا

بوسے وہ دیکے مجھسے نہ لین عیب کچھ نہین
لیتے نہین ہین صاحبِ غیرت دیا ہوا

وہ دن گئے کہ پیش تہا پیمانہ لوگ کے
آتا ہے اپنے آگے اب اپنا کیا ہوا

معشوق غیر سے مجھے مطلب نہین کبھی
لیتا نہین ہون مال کسی کا لیا ہوا

دیتا نہین ہین قرض تو کیا مستعار بھی
دیتے نہین ہین لوگ کسیکا لیا ہوا

اللہ نے بھی زندگی مستعار دی
پھر مستعار بندون کے دینے کو کیا ہوا

آزردگی کی بات نہین لین خوشی کے ساتھ
حاضر ہون دینے کے لئے بوسہ لیا ہوا

عاشق کے دم کے ساتھ تعلق ہے عشق کا
مشکل سے چھوٹتا ہے یہ لگّا لگا ہوا

آسیبِ دیوِ عشق سے مبہوت ہے جہان
سائے کیطرح خود وہ پری اک بلا ہوا

آسیبِ دیو جہاڑنے کا جنکو زعم تہا
جب اوس پری کا سایہ ہوا زعم کیا ہوا

قامت کو اوسکی قامتِ طوبیٰ سے دی مثال
اپنا مزاج آج نہایت رسا ہوا

ثابت کچھ اپنا حق تو ہے اور کچھ نہین تو کیا
مین مستحق تہا موردِ جور و جفا ہوا

چمکے نصیب اونکے تمام انکے فیض سے
پرتو سے شرمسار ہر اک مہ لقا ہوا

اک داستان باغ مرا ماجرا ہوا
اوس گل کے آگے رنگِ تحمل ہوا ہوا

انسان نہین وہ کبر مین جو مبتلا ہوا
شیطان کہین خلیفۂ ربّ العلا ہوا

غنچہ اگر کہلا تو ہنسون کیون برنگِ گل
کیا یہ بھی اپنے یار کا بندِ قبا ہوا

میری طرف سے کان مین کہتا ہے یار کے
دشمن سے خوب حقِ مروّت ادا ہوا

مین ہر طرح گزندِ محبت رسیدہ ہون
دل ہے دکھا ہوا تو جگر ہے جلا ہوا

ہے فیصلہ خدا کا بھی جمہور کی طرف
مقبولِ عام بندۂ خاص خدا ہوا

کیا دون جواب جھکو کہ خونِ وفا کیا
ناحق مین آشنائی بتِ بیوفا ہوا

مدراس مین وہ حسن ہے ٹھہرے نہ جس پر آنکھ
اس سرزمین کا ماہ بھی مہر سما ہوا

وہ ناز کا پلا ہوا ہے یہ نیاز کا
دل اوسکا کیون رہے مرے دل سے ملا ہوا

کہا کہا کے پیچ دل سے دہوان اوٹھ رہا ہے یار
حقّہ ہے دمبدم ترے منھ سے لگا ہوا

دلدوز کوئی اسکا فلک پر نہین ہے کیا
ہر تو ہے روز جیب سحر کا پھٹا ہوا

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

مین اس جدائی مین بھی نہ تجھ سے جدا ہوا
نا آشنائیون سے تری آشنا ہوا

جب عاجزی مین نفس بشر کا فنا ہوا
شیطان کو لباسِ تاسف عطا ہوا

جو دل کہ بحرِ عشق مین جو شنیا آشنا ہوا
مانند بلبلون کے اوسی مین فنا ہوا

وحشی سے وہ پری نہ کوئی دم جدا ہوا
دوری ہوئی تو سایۂ زلف دوتا ہوا

اوسنے ملا دئے جو شبِ وصل لب سے لب
مین نے کہا کہ قرض تمھارا ادا ہوا

اچھا نہین ہے وصل کی شب انفعالِ ظلم
آنکھین ملاؤ جانے دو جو کچھ ہوا ہوا

آیا زبان پر تو بہے اشک آنکھ سے
اک ابرِ اشکبار مرا ماجرا ہوا

اک آشیانِ مرغ بریدہ ہوا دماغ
ہے مرغِ ہوش تری طلب مین اوڑا ہوا

روشن ہوا چراغ کے ہنسنے سے یہ مجھے
ہنستا ہے اپنے حالپہ ہر اک جلا ہوا

مطلب ہے تیرے چین جبین مدام کا
تقدیر کا لکھا نہ جبین سے جدا ہوا

اس انجمن مین نغمہ سرا مثلِ ساز ہون
موقوف جبکہ چھیڑ ہوئی بے صدا ہوا

بے یار اپنا بام ہے مجکو محل ہول
پرنالہ ایک ایک کوئی اژدہا ہوا

تحریر اپنے صفحۂ دل پر نہین طمع
یہ لفظ ہے ورق سے ہمارے مٹا ہوا

یکتائی کا جو زعم ہے دیکھو نہ آئینہ | پیدا وگرنہ دیکھیے پھر دوسرا ہوا
ہے چشم مہر و ماہ سے دن رات سیر مین | پیر فلک بڑہاپے مین ذی حوصلا ہوا
خالی زبان صفای سے چلتی ہے خلق کی | دل ہے کدورتون سے نہایت بہرا ہوا
ہاتہون مین دستبردئ دل کا جما ہے رنگ | کیا خوب فیض صحبت دزد حنا ہوا
اوس بت نے جب ادا پر ادا کی ہے ناز سے | ہر بار خدا سے فرض قضا پر قضا ہوا
عاشق ہے قیدئ چہ تار شب فراق | ہے آنکہہ والا اندہے کنوین مین گرا ہوا
غفلت مین بہی ہے طالب دیدار ہوشیار | سوتا ہے خواب مین ترا منہہ دیکہتا ہوا
یارب بچا ہر ایک کا دامان آبرو | چہوٹا نہ اس سے ایک بہی دہبا لگا ہوا
خط نیکلے مرغ اوڑہا تو بگولا ہوا کوئی | بربادیون کا حال چلا لوٹتا ہوا
ٹہرے جو تیرے سامنے رووے ضرور تر | مانند ابر آئے بہی کوی اوٹہا ہوا
گذرے جو دوپہر تو ہوا مہر کو زوال | پہر کوی مہربان ہوا بہی تو کیا ہوا
بربادئ نصیب کا لکہتا جو ماجرا | فوراً ہوا پر اوڑ کے کبوتر ہوا ہوا
برباد ہے ہوا مین تری بیقرار شوق | اوڑتا ہے مثل موج ہوا لوٹتا ہوا
خط مین ہوئے وصل پری کا جو حال ہے | قاصد قدم بڑہاتے ہی گویا ہوا ہوا
یکدست ہم نے ہاتہہ اوٹہایا جو خلق سے | پڑنے لگا قدم بہی زمین سے اوٹہا ہوا
روشن ہے اشک ریزی ہر شمع سے یہی | روتا ہے بس نصیب پر اپنے جلا ہوا
پوچہو نہ میری صحبت رنگین کا حوصلہ | بے حوصلہ جو آگیا باحوصلہ ہوا

کچھ تو سناؤ پیر تو روشن بیان ہمین
تم اوس آفتاب کی دوری مین کیا ہوا

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

جس سے ملا ہوا تہا اوسی سے جدا ہوا | پہر کیا ہوا کسی سے جو مین آشنا ہوا

اک جان تازہ پائی جو تجھ مین فنا ہوا — سرمایہ کیا حیات ابد کا عطا ہوا

ماہیت فراق سے جو آشنا ہوا — شوقِ وصال کشتیٔ بحرِ فنا ہوا

کاغذ سے کوئی لفظ نوشتہ جدا ہوا — دل سے نہ دور پھر سرِ زلف دوتا ہوا

کچھ بے مروّتی کا تمہاری نہین ہے رنج — خوش ہون کہ مجھ سے حقِ مروت ادا ہوا

گذرا ہے تمپہ ہمپہ بہت کچھ فراق مین — اب شادئ وصال ہے جو کچھ ہوا ہوا

سنتے ہی کھل کھلا کے ہنسا غنچہ لب کوئی — موجِ نسیمِ صبح مرا ماجرا ہوا

ہے طایرِ خیال ہمارا ہماے شوق — پھرتا ہے تیری دُھن مین شب روز اڑتا ہوا

بیدردیان تمہاری عنایت سے کم نہین — ٹھنڈا ہوا ہے آتشِ غم کا جلا ہوا

سمجھا مین دیکھکر رخِ رنگین کو شیب مین — مانند بو کے رنگ بھی گل سے جدا ہوا

اک جزو جسم سے متعلق ہے دوسرا — بیٹھا اگر گلا تو دہن بے صدا ہوا

کھنچتا ہون اشتیاق سے تیری تلاش مین — ہر گھر کا در مجھے دہنِ اژدہا ہوا

کیا کیا اوس آستان پہ نکی جبہہ سائیان — دیکھا نہین نوشتۂ قسمت مٹا ہوا

کیا اعتبارِ ہستیٔ دو روزہ کا ہے فرق — وہ کوی دوسرا ہوا مین دوسرا ہوا

سو گالیان کسنے دی اک بوسہ کے عوض — چھوٹا جو دل ہوا تو بڑا حوصلہ ہوا

وہ مست کہہ اوٹھا مہِ کامل کو دیکھ کر — ہے آفتاب سے یہ پیالہ بھرا ہوا

آیا جو کوی سبز قدم میری بزم مین — چٹکی مین خطِ عارضِ برگِ حنا ہوا

حقِ دلا ہوا ہے کماندار سے ادا — منظورِ چشم تو وہ تیرِ قضا ہوا

مانندِ قطرہاے سرشکِ چکیدہ پھر — اوٹھتا نہین تمہاری نظر سے گرا ہوا

سکتے کا بھیس لیکے نہ دیکھے تجھے کہین — منہ اپنا دیکھ آئینے کو دیکھتا ہوا

آئینۂ کفک مین اگر عکسِ رخ پڑا — ہر ایک ہاتھ صاف ہو مہندی لگا ہوا

دریاے شوق کی ہمہ تن موج بن گیا — پہنچا مین کوے یار تلک لوٹتا ہوا

پردے پڑے ہین دیکھنے والونکی آنکھ پر — پردہ ہے گو کہ یار کے منھ کا اوٹھا ہوا

چہرہ جو آنکھ مین ہے اوسے بہی چھپائین تو — دیکھے ہوئے سے اونکو چھپائین تو کیا ہوا

آتے ہی یار اوڑگیا سب اضطراب دل — سمجھے ہوئے تھے ہم جسے بجلی ہوا ہوا

وہ تیز تر ہے آتشِ بے دود عشق کی — ٹھنڈا رکھے تو اور جلے یہ جلا ہوا

اللہ رے فیض جاری فرقت کہ بحرِ اشک — خود لوٹ ہو کے ساتھ چلا لوٹتا ہوا

اک شعبدہ ہے غیرتِ اہلِ طلب کہ واہ — ہے ہاتھ بہی بڑہا ہوا سر بہی اوٹھا ہوا

اک بات مین پہنچگیا سامع کے کان تک — منھ سے نکل گیا جو سخن تو ہوا ہوا

منھ سے نکل گیا تو قیامت بپا ہوئی — ہر نالہ غمزۂ نگہِ حشر زا ہوا

دستِ طلب نے پاؤن بڑہایا جو رات کو — بولا مجھے وہ شوخ طبیعت چلا ہوا

لکھا جو ہمکلامی جانان کا اشتیاق — طوطی کیطرح قافیہ ہے بولتا ہوا

منھ کھول ای کلی کشش پنجی کی بات کیا — پنجہ ہر اک بنفشہ کا دستِ دعا ہوا

بیماری فراق سے دل لاعلاج ہے — کیسا غریب کو مرضِ لادوا ہوا

جب مین نے اوسکو منھ ندیا تو بصد نیاز — خود آپ ملتجی دہنِ التجا ہوا

اچھونکی کوئی بات نہین ہوتی ہے بری — وہ بد مزا ہوا تو جدا اک مزا ہوا

موتی کو آبرو درِ دندانِ یار کی — آنکھون سے جو گرا اوسے یہ حوصلہ ہوا

داخل ہوا مریضِ محبت شفا ہوئی — کوچہ مرے مسیح کا دار الشفا ہوا

ای مہربان نہ پوچھئے پرتو کی سرگذشت
جیتا ملا ہے آپ سے پہرا اور کیا ہوا

رات یون یار کا وصال ہوا — صبح اک خواب کا خیال ہوا

کفِ افسوس اوسنے ملوایا — چھاتیان ملنے سے ملال ہوا

حال کا جس کے سر مین سودا ہے — رفتہ رفتہ وہ پایمال ہوا

مری آنکھون سے غصہ خون رویا
گورا چہرہ جو اوسکا لال ہوا

فرق آیا تری صفائی مین
خطِ رخ آئینے کا بال ہوا

کیا نظر بھر کے دیکھون ماہ نو
یہ بھی کیا یار کا ہلال ہوا

سرخرو ہو گیا حسینون مین
لعل لب جب ہمارا لال ہوا

نظر آتا ہے غیر ممکن چین
جب اوسے دیکھنا محال ہوا

روز آتا ہے گھر مرے وہ مہر
آج کل ایک دن کا سال ہوا

اوسنے قاصد سے حال وان پوچھا
یہان دل خود بخود بحال ہوا

زال دنیا چھنال ایسی ہے
کیسا ہی مرد ہو خلال ہوا

کس طرح موت ہو حرام اوسکی
جو ترے واسطے حلال ہوا

جھوٹا وعدہ اگر کسی نے کیا
تو مجھے سچ مچ انفعال ہوا

چشمِ بد کا اثر کہان تک ہے
چرخ پر مہر کو زوال ہوا

کیون نہ شرمندہ ہو وہ پرتو سے
اسکے باعث سے مہ جمال ہوا

دل جبکہ داغدارِ غمِ گل رخان ہوا
اک گلستان قضا و قدر کا عیان ہوا

جب سنئے داستان جدائی کا ہے بیان
دنیا مین آجکل ہمہ تن مین زبان ہوا

پھیرون ہی ناچتا ہے زمانے کی بزم مین
اس آسمان کا دور بھی طرفہ سمان ہوا

مین غرق ہون گلے تلک انگیا کے گھات مین
وہ بحرِ حسن نام خدا کیا جوان ہوا

چاہِ ذقن ترا نظر آیا جو دور سے
چشمہ بھی آفتاب کا اندھا کنوان ہوا

سینے پہ چڑھکے یاد وہ جوبن جو آگیا
بارود کا انار دلِ تفتہ جان ہوا

وہ خود پسند ایک ہے بس اپنے نام کا
منظورِ چشم آئینہ اب تک کہان ہوا

نخلِ امیدِ وصل ال بیل ہو گیا
پھل در کنار برگ نہ اسمین عیان ہوا

چلاّکے بیٹھ جائے بہی آواز کیا حصول
گوشہ رہا خبر نہ وہ ابرو کمان ہوا

پیرلو کو اوس سے ملنے کا ارمان ہی رہا تدلہ
جسکی نظر مین آنکہہ ملانا گران ہوا

موسم بہار کا ہے کہ وہ گل جوان ہوا
رنگ اس چمن مین غنچۂ دل کا عیان ہوا

ایدل بہارِ گلشنِ ہستی کا لطف اوٹھا
اوس گلبدن کا خندہ تجہے کیون گران ہوا

افتادگی گہرون کی ادہر اور قحط اودہر
باران سے دلپہ لوگ کے بارِ گران ہوا

ٹکڑے ہے گورے جسم پہ کیا آسمانی رنگ
سیلہ کے تر دوپٹہ کا ای مرکتان ہوا

منظور سیر جب ہوئی بحرِ وجود کی
دم بادبانِ کشتیٔ روحِ روان ہوا

رکہا جو دل کے داغ کا نام اوسنے بی نشاز
چیچک کے داغ داغ کا منہ پرنشان ہوا

قربانِ فیضِ جاریۂ بحر جامہ زیب
سارا لباس ہستی کا آبِ روان ہوا

ہے دوربین مزاج ترا پاسِ وضع مین
خلوت کے آس پاس اک پاسبان ہوا

بہون ٹیڑہی بدگمانی سے اوسنے جو کی کبہی
ابرو ہر ایک مرکزِ کافِ گمان ہوا

اعجازِ حسنِ یار اوہو را نہین رہا
مشتاق تیری دید کا سارا جہان ہوا

اولی سبہی مین اور تو اعلیٰ نہ دورہو
لطفِ وجود رابطۂ جسم و جان ہوا

تقدیر کی کجی ہے کہ ترچہی نگہہ تری
اعجوبہ ہے کہ تیر بہی خم کر کمان ہوا

گو دو زبان سے خامہ ثنا خوان ہی رہا تدلہ
پر ایک وصفِ یار نہ کامل بیان ہوا

بے اعتبار کرتے ہین پہر اسکو کس لیئے
منہ کو تو وجہ فخرِ وجودِ زبان ہوا

جس بام پر مجہے نظر آیا وہ مہربان
پیرلو مری نگاہ مین وہ آسمان ہوا

تپ ہجر سے دل مین چہالا ہوا
بگڑتا ہے نازون کا پالا ہوا

ہے تیرِ نظر بے گمان کارگر
جسے تیر سمجہے تہے بہالا ہوا

وہ بت گالیان دے رہا ہے خدا
کوئی بے دہان کہنے والا ہوا

ہے دزد معانی بھی دزد حنا
کہ ہے اپنے ہاتھون کا پالا ہوا

نہین چور مضمون کا مہندی کا چور
کہ ہے انجمن سے نکالا ہوا

شب سلخ بالا ترا دیکھ کر
کہا خلق نے چاند بالا ہوا

مرا دل نہین چشمۂ فیض سے
کہ نالہ جو نکلا وہ نالا ہوا

چمن کو ہے کس نخل مطلب کا غم
کہ نال اب جو ہر ایک نہالا ہوا

برنگ گل لالہ داغی ہین یہ
دلیل اسپہ خود نام لالہ ہوا

جو وہ مہر بولا کہ پہر آؤنگا
کہا مین نے پہر تو اجالا ہوا

ای پری کون ہے وہ جو ترا شیدا نہوا
کس کے سر پر تری دیوار کا سایا نہوا

زعم زاہد کو ہے کیون مرد خدا ہونیکا
کیا کبھی خواب مین شیطانی یہ بندا نہوا

خط کوئی حاشیۂ قسمت جرم ہے مجھے
سید ہی کہتا ہون کہ لکھا ترا الٹا نہوا

اپنے اعمال بد و نیک رہے اوسکے ساتھ
گور مین بھی کوئی بندہ کبھی تنہا نہوا

نرگس باغ محبت ہے تمہارا بیمار
یہ مقدر کی برائی ہے کہ اچھا نہوا

باپ کے نام سے محشر مین پکارینگے اگر
بچے آئے کہان جب باپ کا بیٹا نہوا

میل آیا جو کبھی آستین تو رو یا فورا
دل دلدار مرا دھونے سے میلا نہوا

مست کیفیت عالم مین ہے اپنے ہر اک
اس خرابات مین کس کس کا خرابا نہوا

ق

ترے مانند جو معشوق نہین ہے کوئی
مرے مانند بھی عاشق کوئی پیدا نہوا

ظلم چھوڑا نہ کوئی اور نہ کوئی برداشت
ہمنے کیا کیا نکیا آپ سے کیا کیا نہوا

دلکی بستی ہی گرم آتش فرقت سے مدام
اس غم آباد کا موسم کبھی ٹھنڈا نہوا

ہائے قسمت کی یہ سختی ہے کہ دیدار بتان
دیر سے دیر جہان مین مرا اچھا نہوا

وہ پریزاد ہے تو دیکھتے ہی ہوش اڑ رہے
جو سیانا نظر آیا وہی دیوانہ ہوا

وہ خردمند ہے یہ زلفِ پریشان کہ لیے
جو کہ دل چاک سیانا ہوا وہ شانہ ہوا

ترے آگے رہا بیچیارہ حسینون کا کیا
ترا پرتو ہون پریزادون کا سایا نہوا

چمن آرا وہ گلبدن نہوا
کسکا دل غیرت چمن نہوا

بتِ بے پیر بے دہن نہین کچھ
مری قسمت سے وادہن نہوا

تری چین جبین ہے سرحدِ چین
ہوش کسکا یہان ہرن نہوا

نہین پامال کسلئے موذی
آسمانی ترا چلن نہوا

تو وہ بت ہے کہ عہد مین تیرے
کون شیخ برہمن نہوا

دانت قاتل کے ہین کہ تیغ کے دانت
کب یہان نیمچۂ سخن نہوا

تجھ سے شرمندہ ہین مہ و خورشید
اس برس کونسا گہن نہوا

شانہ زلفون مین تم لگائے رہو
نہین وہ سانپ جسکو پھن نہوا

جب سے تیرے یمن مین گوہر ہین
سرخرو گوہرِ عدن نہوا

ابھی پرتو یہ اوسکی چالین ہین
مثل چرخ کہن کہن نہوا

مہربان کوئی شبِ ہجر اگر یاد آیا
رات کے وقت مین اک نورِ سحر یاد آیا

اب سماتی نہین آنکھون مین سیاہی فراق
بخت چمکے وہ مرا نورِ نظر یاد آیا

روح گھبرانے لگی خانۂ تن مین شبِ ہجر
جبکہ اوس خانہ برانداز کا گھر یاد آیا

کیونہ روؤن مین شبِ وصل کی گستاخی کو
سینہ پھٹتا ہے اگر دل کا جگر یاد آیا

چاندنی انجمنِ اہل الم کا ہوی فرش
جب شبِ ہجر رخ رشکِ قمر یاد آیا

مل گیا بارشِ بے فصل کے عالم کا مزا
برق لب کو جو مرا دیدۂ تر یاد آیا

بعد مردن بھی ذرا دل نہ لگا حورون مین — مجھے جنت مین جو ای جان ترا گھر یاد آیا

ہوگئے زرد غم و رنج سے خود صورت زر — مفلسون کو جو کبھی خواب مین زر یاد آیا

آبرو ڈبر گئی رونے سے مری آنکھون کی — جو یکایک ترے بالے کا گہر یاد آیا

نہوی پرتو غم دوست کو ناکامی ہجر
تو جو پہلو سے گیا شیوۂ فریاد آیا

ریاضِ دہر مین پھر موسمِ بہار آیا — مگر ہمارے چمن مین نہ گلعذار آیا

فراق مین نفسِ گرم دل سے یار آیا — عجیب سوز کے مضمون کا یہ تار آیا

اگر وہ سروِ روان سوے جویبار آیا — تو آبِ جاری ہوا بند دم مین بار آیا

ہمارے نخلِ دل زار کو یہ بار آیا — کہ باغِ دہر مین دو چار دن نہ بار آیا

چمن سے چاک گریبان سے دلپہ بار آیا — تو کوہسار مین شیدائے داغدار آیا

ادا کے ساتھ جو غصے مین آج یار آیا — تو جان نثار کو بے اختیار پیار آیا

جب آیا دل کو عزیزو خیالِ یار آیا — اس اپنے پیارے مصاحب پہ مجھکو پیار آیا

جمایا رنگ مری شوخیٔ نگارش نے — حنا لگائے ہوے ہاتھ مین نگار آیا

مجھے مکان مین اپنے وہ دیکھکر بولے — شکار خانے کو دوڑے ہوئے شکار آیا

فراق یار مین عاشق کی بیقراری پر — کسی کو گریہ جو آیا تو بیقرار آیا

خود اپنی ذات سے بے اعتبار مین جو ہوا — کسی کے قول کا اونکو نہ اعتبار آیا

گنوائے صبر و سکون مین نے عشقبازی مین — گرہ مین اپنی جو کچھ مال تھا سو ہار آیا

خدا کا قہر ہے یا اس برس کی بارش ہے — تباہ کرنے کو پھر ابر اشکبار آیا

دو چار روز کی فرصت ملی جو باران سے — تو مہربان مرے پاس بیقرار آیا

جدائی پھر مہ بے مہر سے ہوی پرتو
گئی وصال کی شب روزِ انتظار آیا

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

چمن مین نغمہ زن آیا جو بادہ خوار آیا
بہار گاتے ہوے موسم بہار آیا

ہمارے آئینۂ دل مین بھی غبار آیا
ہوا کے گھوڑے پہ جس وقت وہ سوار آیا

ہون صرف حفظ مین گو باب افتعال کے پر
نہ یاد ایک ہی مصدر جز انتظار آیا

فلک پہ کرتا ہے ثابت یہ نقش نعل ہلال
کہ یان بھی صورت سیارہ وہ سوار آیا

ہمارے دل مین بھی پھولا ہے لالہ زار فراق
بلا سے باغ مین گر موسم بہار آیا

شکست دل ہے کلی کی چٹک حضور یار
یہ منھ کی کھانے ہی کو لشکر بہار آیا

خلش ہوی دل نازک کو غنچہ لب کے بہت
غضب زبان مین مینا کی جبکہ خار آیا

تمام شیر نیستان خطر سے کانپ گئے
کبھی جو غصے مین وہ طفل نے سوار آیا

عذاب کے لئے آیا اگر مزار مین سانپ
تو موذی جان گئے اپنا یار غار آیا

ہوا پراوس گل تر کی گیا پھرا مایوس
چلا پیادہ چمن سے مین گو سوار آیا

جو مجھکو عاشق دندان سمجھ گیا ساقی
تو ہاتھ مے کے عوض شربت انار آیا

وہ غنچہ لب گل و بلبل کی داستان سمجھا
بیان مین گو مرا قصہ ہزار بار آیا

کسیکے باغ مین یکدست پنجۂ خورشید
حسد کی آگ سے ہمصورت چنار آیا

یہ کیون ہے شاکی دردسر آج مست ناز
غضب ہے مستی مین پھر کس طرح خمار آیا

شب فراق جو شبنم کیطرح مین رویا
پڑوسیون کو بہت جاڑے سے بخار آیا

وہ کتنا غصے سے ٹھہر سکے محل خوف نہین
کبھی نہ آتش گل سے کوی شرار آیا

بتون کے سوز جدائی سے مین جو رونے لگا
تو اشک آنکھون مین ہمصورت شرار آیا

حسینون کی طرف اوڑھکر گیا ہے طایر دل
شکار خانے کو چلتے ہوئے شکار آیا

وہ آفتاب چڑھا ہتے میرے ای پرلو
پری کی طرح اوسے شیشے مین اوتار آیا

جب کسی کو عتاب مین دیکھا
اپنے دل کو عذاب مین دیکھا

کیون نہ روتی ہوی کہلین آنکہین
اوسے بیمار خواب مین دیکھا

حسن وہ چیز ہے کہ جس کا وصف
ہم نے ام الکتاب مین دیکھا

ہیچ جا با نہ کیا بیان کرون
جو کچہ اوسکے حجاب مین دیکھا

لب جو پر جو سرو نور آیا
نور چشم حباب مین دیکھا

حور ہے تو بہشت ہے تیرا گہر
خلد تیرے ثواب مین دیکھا

لوگ کو تیرے گہر کے ای ظالم
فتنہ گر اپنے باب مین دیکھا

گہر کا گہر تیرا ہین برا ہے بت
پڑ گیا کس عذاب مین دیکھا

تری بو باس کچہ نہین پائی
رنگ خالی گلاب مین دیکھا

دفتر جرم کو ہمارے فرد
سب نے قبح حساب مین دیکھا

ٹیکا ہے اوس جبین پر ای پرتو
ماہتاب آفتاب مین دیکھا

دکہلا کے رخ صاف چہپانا نہین اچہا
دیکہے ہوے سے آنکہہ بچانا نہین اچہا

ڈر آہ سحر بیان سے کہ یہ قہر خدا ہے
ای بت دل عاشق کا دکہانا نہین اچہا

مانا ہی کباب آگ دوبارا نہین دینا
پہر اور جلے دل کا جلانا نہین اچہا

تم آپ مسیحا ہو کرو شرم یہ کیا بات
ہاتہہ اپنا طبیبون کو دکہانا نہین اچہا

ای شوخ تری طرح بگڑ جاؤنگا مین بہی
ہر روز نئی بات بنانا نہین اچہا

بلبل ہون جدائی سے تو نیرنگ نہ دکہلا
ای گل یہ جدا رنگ جمانا نہین اچہا

آلودہ گرد مزہ وصل ہے اکبار
اب دامن عفت کو بچانا نہین اچہا

تنگ آئی ہے جان اپنی بہت جہوٹ سے اوسکے
سچ پوچہئے تو دل کا لگانا نہین اچہا

لوٹو نہین ای حضرت دل ہائے شب ہجر
آرام کو مٹی مین ملانا نہین اچہا

اندیشہ ہے اسکا کہ کہین قدر نہ گھٹ جائے
ہر ایک کی آنکھون مین سمانا نہین اچھا

کہتے ہو اگر چھیڑ ہے میری ہی طرف سے
ہر بات پر اب غصّے مین آنا نہین اچھا

تو غیرت خورشید ہے مین **پرتو** جانباز
کچھ مہر بھی کرنا یہ ستانا نہین اچھا

ہان بھی سر خامے سے نکل جائے تو اچھا
لکھا مری قسمت کا بدل جائے تو اچھا

جل جانا ہی عاشق کی جو قسمت مین لکھا ہو
بس بنکے یہ معشوق پہ جل جائے تو اچھا

تسخیر ہو تقریر مقدّر سے دل اوسکا
چکنی مری باتون پہ پھسل جائے تو اچھا

پرہیز کرے صحبتِ اغیار سے وہ یار
گل سے مرے کانٹون کا خلل جائے تو اچھا

ای شمع تو اور اوس رخِ روشن کا تقابل
جل جل کے تری چربی پگھل جائے تو اچھا

بہتر ہے کہ لگجائے مری آہ اسیکو
دل مایۂ ہر رنج ہے جل جائے تو اچھا

دل مین ابھی ضبطِ غمِ ہجر آہ کہان تک
یہ چشمہ اب آنکھون سے ابل جائے تو اچھا

بلغم کی ہے تولید فقط اہلِ شکم کو
کس کام کا جُثّہ ہے یہ گل جائے تو اچھا

سودا مرے سر سے ہو جدا زلفِ بتان کا
آئی ہوئی آفت کہین ٹل جائے تو اچھا

دل پنجۂ مژگان سے یہان تلوون کا لے کام
طالب کو وہان سر ہی کے بل جائے تو اچھا

آرام سے گذریگی مصیبت سے غرض کیا
پرتو مرا دل مجھ سے بہل جائے تو اچھا

اک دو قدم چمن مین جو وہ گلبدن چلا
دیوار باغ پھاند گیا مین بھی منچلا

دکھلاؤنگا اسے نئے اک روز ہتکھنڈے
کیا چال میرے ساتھ سپہر کہن چلا

یہ چاٹ لائیگی دل پر داغ تنگ کبھی
ہر روز اگر کوئی پئے سیر چمن چلا

مرجھا گئی کلی مرے دل کی بہار مین
اوٹھ کر جو اپنے پاس سے غنچہ دہن چلا

بولا فلک کہ تجھکو بھی روندون اسیطرح
چیونٹی کو روندکر جو کوئی پیلتن چلا

گل کی قبائین چاک ہین عین بہار مین
کیون سیر باغ کے لئے گل پیرہن چلا

عہد شباب تنگ ہے حسینونکی آن بان
یہ جب گذر گیا ہے تو سب بانکپن چلا

دنیا ہے چہوڑنیکی جگہہ سب رفیق کو
آیا جو ساتھہ جان کے ہیجان تن چلا

اللہ پر ہے اپنا توکل ہر ایک دم
بندے بگاڑنے سے مرا کام بن چلا

پہر تو نہین برائی بہلائی کا اعتبار
بگڑا ہوا تو بیشتر اس جا سے بن چلا

جانتے ہین فقط جفا کرنا
اونکی دالست ہے یہ کیا کرنا

اشتیاق وفا شئی دیگر
وعدہ ممکن نہین وفا کرنا

اونکی عادت مین ہوتی گر بخشش
سیکہتا شوق سے خطا کرنا

بوسے دیکر کہا یہ اوس بت نے
میرے حق مین کوہی دعا کرنا

اس زمانے مین اک کہانی ہے
قرض کا وعدے پر ادا کرنا

مری آنکھون مین ہے بڑا اندہیر
اپنا چہرہ دکہا لیا کرنا

کیا گلہ کچہ ملے ملے نہ ملے
کام درویش کا صدا کرنا

ہین بتون کی شرارتین بیجد
دل نادان خدا خدا کرنا

مطلب لفظ دہن ہے یہی
زندگی بہر تری ثنا کرنا

مہربان تو ہی مہر اگر نہ کرے
پہر تو جان نثار کیا کرنا

ہر اوسکے آگے یون جیسے گہن مین ہو قمر کالا
غضب وہ مہر سیما ہے عجب آتش کا پرکالا

اندہیرا چہا گیا آنکھون مین ہجر مہر پیکر کا
برنگ دامن شب ہے گریبان سحر کالا

زبان پر لانہ باتین چارہ سازیکی فقط ہردم
کوئی چارہ گر مرہم مرے زخم جگر کا لا

سیہ کاری ہے نادان فتنہ انگیزی خدا کی خیر
کہین زلفونکی صورت ہو نہ روے اہل شر کالا

دئے رنج اسقدر زلف سیاہ یار نے مجکو
پریشان ہوگیا دیکھا کسیکا منھہ اگر کالا

مرا سینہ بہی کچہ دیکھا کہ در پردہ جلا کیا
ہوا اندر ہی اندر ای ستم آرا جگر کالا

مدام ای دل نرکھ ہرگز تصور گلعذارون کا
زیادہ ڈال رکھنے سے ہوا جاتا ہی زر کالا

سیہ پوشاک سے مطلب سیہ پوشی نہین لیکن
سہانا رنگ گورون کو پئے دفع نظر کالا

یہ کیون گورون کے بچے کالے ہوتے ہین زنانمین
ہوا ہے شامت بطن صدف سے کیا گہر کالا

سیہ خانیمین اپنے آئے ای پیر لقو جو دہوکے سے
ابہی ہو کولسے کی شکل سے بگلے کا پر کالا

نہ گورے سود خواری سے کرین بیکار منھہ کالا
مگر کالون کو غم کیا ہے کہ بولے چار منھہ کالا

مسّی کی رسم سے ہر کنچنی کی صاف روشن ہے
حسینون کا ہی کرتے ہین جہان مین یار منھہ کالا

سیہ کاری کلہے اظہار در پردہ کہ ہر شی کو
کہا کرتے ہین منھہ سے زاہد مکار منھہ کالا

ہمیشہ منھہ کی کہاتی ہے جو سوسن تیری مسّی سے
چمن مین اسلئے اوسکا ہے ای دلدار منھہ کالا

عبث دل پہانستی ہے تو جو ای زلف سیہ صدہا
ہوا ہے شامت اعمال سے بدکار منھہ کالا

ڈہ رہی حق سے دکہانا ہی دل عاشق کا شامت سے
حسینو مسّی کی ہے اوٹ مین ہر بار منھہ کالا

گہرون کے گوشے توڑے سے آبرو ٹیٹی غریبونکی
ہو تیرا شہر سے ای ابر دریا بار منھہ کالا

سیہ بختی کا اپنی ماجرا لکہنے جو مین بیٹہا
سیاہی سے سے ہے خامہ کا دم افکار منھہ کالا

مثال حرف باطل صفحہ ہستی سے از روز ون
ہوا ہے یکقلم غیرت کا بے تکرار منھہ کالا

چلو چھٹی ہوا انکو بہی شاید سایہ کالی کا
فتیلون کا بناتے ہین جو عامل یار منھہ کالا

حروف وصل خط مین اسلئے سرخی سے لکھتے ہین
مبارک بات کا اچہا نہین دلدار منھہ کالا

نکالا ای حور موذی زلف کو بہی گلشن رخ سے
کیا ہے گلشن جنت سے جیسے مار منھہ کالا

لگے تیرے نہ گورے پن کو دہبّا اس بیت علا سے
نہین کرتا جدائی کا تری آزار منھہ کالا

نہین رنج حوادث کنج دل مین رہنے والیکو
سویدا سے نہین ہے حسرت دیدار منھہ کالا

امادس ان قمر چہرہ حسین کو نحس ہے پرلو
مدام اس وقت مین ہے ماہ پرانوار منھہ کالا

جی بھر کے دلربا نے تماشا دکھا دیا
مشتاق مجکو دیکھہ کے رستا بتا دیا

دل کو جو میرے داغ کسنے لگا دیا
اس گھر کی روشنی کے لئے کیا دیا دیا

ای چارہ ساز کیسی لگاتا ہون دیکھہ لے
مرہم کا میرے داغ کو دھبہ لگا دیا

خط سے ہے رنگ حسن رخ بیوفا بہی سبز
افسوس اسکو زہر یہ کسنے پلا دیا

جملہ فساد ہے یہ مری چھیڑ چھاڑ کا
ظالم نے منھہ بنا کے جو فقرہ بنا دیا

بدلا ہے انحراف سے کیا شکر آجکل
سب لیکے آج کہتے ہین کل پھر کے کیا دیا

کتا جو پیٹ کا ہے وہ دیوانہ ہے مدام
رہتا ہے پیش چشم بہر حال بادیا

سن لیکے سائلونکی جو دیتے ہین دہر مین
روز حساب دیکھینگے اپنا لیا دیا

ناحق گلا یہ کرتے ہین نادان کس لئے
جب تنگ چلی ہر ایک نے سکہ چلا دیا

ہاتھہ آئیگا وہ ای دل نادان نہ تنگ ہو
بیٹھے بٹھائے جان سے کیون ہاتھہ اوٹھا دیا

پھر لوٗ یہ جوش پر ہے کسی مہر کا جنون
اک پنجہ کرکے مہر فلک کو دبا دیا

ہمقافیہ بر غزل مرزا داغ صاحب دہلوی

دل لیا مجھہ سے تری زلفون نے لیکر رکھدیا
مین نے بہی پہلو مین دل کی جائے پتھر رکھدیا

آج مقتل مین جو اوس قاتل نے خنجر رکھدیا
سر کٹانے مین نے اوسکے پاؤن پر سر رکھدیا

خشک سال ہجر جانان مین جو دعوٗے غم کی تہی
خانۂ دل مین جو تہا اوس دم میسر رکھدیا

بید مین ہونا کسی کا تازہ تر مطلب ہے واہ
مفت سب اہل سخن نے حرف مجھہ پر رکھدیا

پیش آنا اونکے لکنے کا نہین ہے کچھہ عجب
کاتب قدرت نے پیشانی مین لکھکر رکھدیا

اک خدا کے ابد سے پرستش بتان کی ہمتین
میرے سر پر دو اٹھلون نے مفت پتھر رکھدیا

داورِ محشر کو یہ عاصی دکھائے خاک منھ
کاتبِ اعمال نے دفتر کا دفتر رکھدیا

وہ دہن ایسا صدف ہی جس مین صانع نے بہی
نیلم و لعل و گہر کو کیا ملاکر رکھدیا

قتل کی میرے ہوی پرسشِ جو روز باز پرس
پیش داور ابروی قاتل نے خنجر رکھدیا

کعبہ رویونکو بنایا جب خدا نے رشکِ حور
چاہِ زمزم کی جگہہ پر حوضِ کوثر رکھدیا

ہو نہین سکتا ہے میری چشمِ تر کے سامنے
ابر نے کیا رہن اپنا دیدۂ تر رکھدیا

خانۂ دل رہن عشقِ کافرِ بے پیر ہے
گرو ہمنے بت کے پاس اللہ کا گھر رکھدیا

ظلم سے ہاتہہ اوس بتِ بے پیر شوخ و شنگ نے
کیا خبر مجھکو خدا جانے کہ کیونکر رکھدیا

مبتلا سر ہوڑنے اوس بت نے دروازے پر آہ
آستان کا نام رکھکر ایک بتھر رکھدیا

کٹ گئی خانہ بدوشی مین کسی کے واسطے
گھر مین راحت کی طرح بسیجا ہمنے بستر رکھدیا

اس فسادِ خون نے برپا کیا تازہ فساد
فصد کو فصّاد اگر آیا تو نشتر رکھدیا

منعمِ بے فیض کی یارو ہے کچھ ایسی مثال
صورتِ مزدور اسنے بوجھ اوٹھاکر رکھدیا

غم کہلا کر مارتا ہے عاشقون کو سیکرون
کسنے اولٹا نام تیرا بندہ پرور رکھدیا

پرتوِ مشتاق نے قابو جو پایا دوستو
اپنے منھ کو بے سخن ظالم کے منھ پر رکھدیا

لطف ہے کیا خانہ باغ ساقیٔ گلفام کا
ہر طرف خوش رنگ ہے تختہ گلابی جام کا

کام کے میدان مین ناکارونکا کیا کام ہے
خود کٹے تلوار کے دم پر سپاہی نام کا

ہوگیا اونکی نگاہِ گرم کے جب روبرو
گل گیا اندر ہی اندر مغز ہر بادام کا

راتدن پیشِ نظر زلف و رخِ جانان جو ہے
فرق آنکھون سے نکل جاتا ہے صبح و شام کا

کوئی جانبر ہو نہین سکتا اجل کے دام سے
کیا کوئی خاکا اوڑاتا ہے تمہارے دام کا

ہے یقین آئیگا اب اوسکا جوابِ باصواب
نامہ بر سے مستقل اقرار ہے انعام کا

میری صحبت سے پہپولے کی طرح دل پک گیا
چار دن مین وصلِ جانان کے خیالِ خام کا

رحمدل کیونکر نہ روئے سخت جانی پر مری
بند جب ہوتا ہے دم خود جوہر صمصام کا

آخر اکدن لائیگا میری سماعت مین بہی فرق
کان سے مہجور رہنا وصل کے پیغام کا

چین کے صحرا پر اب پرتو کا سارا ٹہیکا ہے
سر مین ہے سودا کسیکی زلف عنبر فام کا

یہ ماجرا ہے تپ غم سے دیدۂ ترکا
ہر ایک اشک مین عالم ہے تیز اخگر کا

چلن کچھ اور ہی پایا تمہارے خنجر کا
ہوا ہے نور ہی کا نور چشم جوہر کا

عبث ہے مجکو خیال ابروی ستمگر کا
ہوائے قتل مین دم مارتا ہون خنجر کا

اگر سزا کے سزاوار یون ہی عاشق ہے
اک اور تیغ نظر کا ادہر کوی جر کا

تری خبر کہین اخبار مین نظر آئے
مطالعہ ہے مجھے اس سے نیوز پیپر کا

حجر کے بوسون سے معلوم ہوگیا سبکو
بہت بلند ہے رتبہ سیاہ پتھر کا

عبث ہے اس قدر اس بے ثبات پر مرنا
جہان کی سیر تماشا ہے یا ر دم بہر کا

عجب طبیعت اہل زمانہ ہے توبہ
اوسیمین بحث ہے جس کام مین نہین ڈر کا

ہزار شکر کہ ہاتھ آئی دولت دیدار
بہار ہے نظر آیا ہے پھول گولر کا

نجومی عقد ثریا ہی کرتے ہین ثابت
جو عکس روئے فلک پر ہے اونکے جھومر کا

تری کے ساتھ ہے خشکی کی سیر بہی کیا خوب
چمن مین خشک ہوا منھ ہر اک گل تر کا

ہر ایک حال مین ٹلتا نظر نہین آتا
نوشتہ یار کا ہے یا لکھا مقدر کا

فقط یہ فیض ہے تشبیہ زلف کا سارا
بڑہا جو اشرفی کی طرح مول عنبر کا

نگہ سے دور نہین نقشہ اسکا اک پل بہی
خیال خواب مین بہی ہے مجھے ترے گھر کا

ہمارے آئینۂ چشم مین ہر اکدم ہے
مثال مردمک ایدل جمال دلبر کا

شباہت اور ہی کچھ ہے تقابل اور ہی کچھ
مقابلہ نہین گھوڑے کے ساتھ خچر کا

بس آسمان و زمین کا ہے فرق باطن مین
بشر سے ظاہر اگر ہے شبیہ بندر کا

بتون کے عشق کی سختی اوٹھاؤن مین کب تک
کلیجہ سینے مین یارب نہین ہے پتھر کا

ہمارا خون کیا مخمل کو نہال کیا
چڑھا کے رنگ دوپٹہ پر اوسنے کیسر کا

جھکا ہوا ہے خجالت سے خوشۂ پروین
یہ جلوہ جھوم رہا ہے تمہارے جھومر کا

بغور دیکھے پری خانۂ خیال مرا
کسی نے دیکھا نہین گرا کھاڑا اندر کا

فدائے کاکلِ مشکین ہین جب سے حضرتِ دل
پسندِ خاطرِ عاطر ہے عطر عنبر کا

شراب پیتے ہین لوگ اور سود کھاتے ہین
عجب سرور جہانگیر ہے رزِ وزر کا

نکل رہا ہے لہو اونکے جسمِ نازک سے
کیا ہے ڈنک نے بچھو کی کام نشتر کا

لگاؤ دامن دشتِ تتار سے رشتہ
بساؤ کاکلِ مشکین سے تار بستر کا

گذر گئے ہی افسر سرون سے لاکھون شاہ
بجا ہے تاج محل نام رکھین افسر کا

خدا ہی جانے کہ ترسائے تا کجا پرتو
کہان مراد کو پہنچائے ناز کا فر کا

ہمقافیہ بر غزل امیر احمد صاحب امیر مرحوم مینائی لکھنوی

مآل ہے غم لب جوشش دیدۂ تر کا
چراغ آتش یاقوت ہے مری گھر کا

وہان بہی سنعو یہ کام لو مقدّر کا
کر ہاتھ گرم کرو آفتاب محشر کا

یہ روئے یار ہے کعبہ کہ گلشنِ فردوس
ذقن ہے یہ چہ زمزم کہ حوض کوثر کا

بجا ہے آنکہہ کو بہی آہوے ختن کہئے
جو نافہ حلقہ ہے اوس گیسوی معنبر کا

سنا کے سنگ کی باتون کا معجزہ جبرًا
بتون سے کلمہ پڑھاؤن مرے پیمبر کا

پہنکے موتی کا زیور یہ آبرو بخشی
تمہارے کان کے قربان ہے دانہ گوہر کا

یہ بر محل ہے کہ مرمر کے ایک گھر پایا
نکیون ہو خانۂ منعم مین فرش مرمر کا

خبر ہو سبکو کہ مرمر کے مال جمع کیا
مزار چاہئے ممسک کو سنگِ مرمر کا

ہوا چمن مین خرامان جو وہ سہی بالا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے قد صنوبر کا

رسائی ہر کس و ناکس کی غیر ممکن ہے / نگاہبان ہے دشمن ہی دوست کے گہر کا
مرا پیام سنانے مین خوف کیا قاصد / جو یون ہی بگڑے وہ بت نام لے پیمبر کا
جگر کو خون کیا آنسو کی راہ بند ہوئی / عجیب معرکہ مارا ہے تم نے لشکر کا
کہان مقابلہ یہ اور کچھ ہے دارائی / ہر اک غلام ہے دارا مرے سکندر کا
کبھی کوئی تری رعنائی دیکھ پائے اگر / کمال دل سے اوتر جائے شعبدہ گر کا
عبث ہے ابروی ظالم کو سخت جانی سے گریز / تمام نیمچے دم بھر رہے ہین پتھر کا
بس ایک جلوۂ صد دل فریب دکھلایا / ڈوپٹہ سینے سے اونکے اگر ذرا سرکا
جہان مین قدر فقط آبرو کی ہے نادان / زیادہ سیب سے ہوتا ہے مول گوہر کا
جو آب و تاب دکہانا تو گوشہ توڑ کے آ / صدف مین کوئی بھی کرتا ہے مول گوہر کا
پیامبر سے بگاڑو نہ اے بتو دیکھو / نہ بد دعا سے بنا دے یہ جسم پتھر کا

وہ آفتاب ہے خامش مدام یون گویا
کہ حق نے پر تو اوسے منہ دیا ہے ساغر کا

خیال آیا جو مجھکو آج اپنے راحت جان کا / بہولا یا دل سے فورًا یاد تہا صدمہ جو ہجران کا
حنائی ہاتھ منہ پر رکھتے ہی وہ مہر تابان سے / کہ نکلا چشمۂ خورشید سے بہی پنجہ مرجان کا
گہر کے بدلے خون رو کر نہ ظالم لعل برسائے / مری آنکھون نے کیون پانی اوتارا ابر نیسان کا
ہوا ہے شوق اسکا اندنون اوس مہر پیکر کو / ستارا چرخ چارم پر چمکتا ہے اب افشان کا
نہو بار گران کیون خاطر نازک پر اوس گل کی / نہایت سخت تر اسکے برس موسم ہے باران کا
پیاپے سرد آہین خانۂ تن کو ضرر دینگی / کہ سب اونچے مکانون کیلئے ہے خوف طوفان کا
ترستی ہین ترے جلوے کو ای خورشید وش آنکہین / اٹھارا روز سے ہے جو تسلسل ابر باران کا
علاقہ رشتہ داری سے نہین حیرت کے عالم مین / جنون تصویر کا دشمن نہین جیب و گریبان کا
ترے وحشی کا خاکا بہی غضب کی خاک اڑاتا ہے / کہ نقشہ صفحۂ کاغذ مین ہے صحرا کے دامان کا

پری رو چھانتا ہے خاک دیوانہ ترا ایسی
یہ وحشی خاک کا پتلا بگولا ہے بیابان کا

بہاروں مین بہار آئی تری گلگشت سے ای گل
شگفتہ سیر ہے عشرت سے دل پھولا گلستان کا

حویلی کو حوالے کس کے کر جاؤ گے ای منعم
ہمیشہ دھیان رہتا ہے جو یون تعمیر ایوان کا

برستا ہے گرجتا ہے چمک ہے اور طوفان بھی
زمین ہی پر نہایت تر عتاب اب ہی فلک خان کا

یہان آنا ہی اونکا برسے حقّمین عین جان بخشی
جواہر کا ہے مول انمول احسان کان جسان کا

مقدّر پر ہون شاکر شکوہ مین کس کا کرون پیر لو
تصوّر ہے مجھے آٹھون پہر اک ماہِ تابان کا

جب سے ہے خانۂ ہر چشم مین جلوا اونکا
پتلیون مین نظر آتا ہے نظارا اونکا

میل سرمہ سے بھی نفرت ہوا آہی آخر
ایکدن دل یہ بناوٹ سے ہو میلا اونکا

خلل انداز ہوئے انجمن عشرت مین
بھید اغیار پہ کھل ہی گیا میرا اونکا

جو شرفیاب ملاقات ہین تجہ سے ای چاند
ہوا ثابت کہ شرف مین ہے ستارا اونکا

گرم بازار محبت رہے جبتک دم ہے
چاہئے سر مین خریدار کے سودا اونکا

دوستو ایک یہی ساتھی ہے تنہائی مین
بزم ہستی مین مجھے دھیان ہے تنہا اونکا

محو ہین آرزوی دید مین ایسی آنکھین
ذرے ذرے مین نظر آتا ہے جلوا اونکا

مہ و خورشید سے بیزار ہے اپنا دل زار
سحر و شام ہے آنکھون مین اوجالا اونکا

یہ بھی جھوٹون کا بھروسا نہین کرتے ہرگز
کبھی لیتے نہین احباب حوالا اونکا

ظاہر و باطن جتا دمین کچہ فرق نہو
کیا عجب منہ کی طرح دل بھی ہو کالا اونکا

چشم و دل پر ہے اونہین کا ہی تحکم ہر دم
شرق سے غرب تلک ایسا ہے اجارا اونکا

ایسے ممتاز ہین بت ہند کے ترسائے مین
کلمہ پڑھتا ہے ہر اک کافر ترسا اونکا

اوس شہ حسن کا سو جان سے عاشق ہے فقط
ہمہ مو دل مرا مایل نہین انکا اونکا

تا بفردا ہے قیامت نہین امید وفا
بارک اللہ ہے کیا وعدۂ فردا اونکا

نظر آیا ہے جو بے بہر کا بالا پرتو
ہو گیا حلقہ بگوش اب مہِ بالا اونکا

ایکمدت رہا منظورِ نظارا اونکا
پتلیان اپنی بعینہ ہوئین خاکا اونکا

زرین پوشاک ہے اور رنگ سنہرا اونکا
چشم بد دور مزیدار ہے جوڑا اونکا

مہر سے چھین لیا نور کا خلعت فی الفور
چاندنی پر نظر آیا جو سراپا اونکا

داغِ گل چہرے اوڑانے سے ہے گلگون صبا
گرم بندوق کے گھوڑے سے ہے گھوڑا اونکا

ہر قدم ہاتھ سے جاتے ہین دلِ راہروان
نقش زر سے ہے فزون نقشِ کفِ پا اونکا

کونسے دل پہ نہین نقشِ محبت کا اثر
آجکل خوب جہانگیر ہے سکّا اونکا

گلشنِ حسن کے نارنج اگر ہاتھ آئین
چٹکیون ہی مین نکالون ابھی کھٹّا اونکا

اپنی انگشتِ شہادت ہے سرِ دست گواہ
چھالے نکلے ہین نہ ہاتھ آنے سے چھلّا اونکا

گوشۂ دل مین ترازو ہوا ہر تیرِ نظر
قدر اندازون مین بھاری رہا پلّا اونکا

لالہ رخسارون کا دم بند ہے دل داغی ہے
دفترِ حسن مین وہ فرد ہے چہرا اونکا

پان کے رنگ سے دونی ہے صباحت کی بہار
گلِ رعنا ہوا رخسارِ مصفّا اونکا

خال رخ دلکو پھنسائے نہ کہین زلفون مین
دام مین لائیے نہ اس مرغ کو دانا اونکا

ہاتھ کو جبکہ ہلا کر کیا انکارِ وصال
مجھے بندوق کا توڑا ہوا توڑا اونکا

وصل کی پوچھی تو انکار کیا ہاتھ سے جب
دل مرا توڑ چکا بات مین توڑا اونکا

مہربان شمس و قمر ہین ترے دونون عارض
چشم پر پرتو مین ہے دن رات اوجالا اونکا

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

دکھانا دور سے چتون کسیکا
گریگا دھجیان دامن کسیکا

نہ کھائے سوچ کوئی پائے نازک
نہ ٹھکرا کر چلو مدفن کسیکا

نصیبون سے ملا ہے مجھکو وہ دل
سوا اپنے نہین دشمن کسیکا

بلا سے یار تیرا خانہ آباد | اوجڑ جائے اگر مسکن کسیکا
گلون کا سینہ پھٹتا ہے چمن مین | یہ لایا رنگ کچہ جوبن کسیکا
گریبان پہاڑلے بہی صبح اپنا | نہ چہوڑون ہاتہہ سے دامن کسیکا
کہا پتون نے گوش گلبدن مین | بلا تیری سنے شیون کسیکا
شب تار جدائی کی سمجہ جاے | کچہ ایسا دل نہین روشن کسیکا
نہ دین میت کو ناحق رنج پر رنج | نہ چونے سے بنے مدفن کسیکا
وہ مٹی دوستو کیا خاک دیگا | رہا جو زیست بہر دشمن کسیکا
تڑپتا ہون الہی صورت برق | دکہادے عارض روشن کسیکا
برہمن سے کوئی پوچھے کہ تاکے | مجہے ترسائیگا درشن کسیکا
نماز اوسنے اداکی تو قضا ہو | گلا کاٹے نہ گلدامن کسیکا
بہلا دیتا ہے میرے ہوش ای واہ | عجب جادو ہے بہولاپن کسیکا

دعاے عندلیب دل ہے پہر تو
رہے پہولا پہلا گلشن کسیکا

پہڑکنے لگا آج دیدا کسی کا | کوئی دیکھ لیگا نظارا کسی کا
تعلق نہ ٹوٹیگا اصلا کسی کا | کہ ہے پیچ در پیچ رشتا کسی کا
نہ بچہڑا فلک تم کہ برسون مین ہمکو | میسر ہوا ہے نظارا کسی کا
سنہرے بدن پر سنہری ہے پوشاک | لباس آج ہے کیا سہانا کسی کا
ہر اک روز گویا کہ اک اک برس تہا | رہا انتظار اک مہینا کسی کا
جہانگیر نقش محبت ہے ایسا | زمانے مین چلتا ہے سکا کسی کا
اوٹہاتا ہون کیا سختیان ہجر تب کی | بتاؤ تو اتنا کلیجا کسی کا
نہ دینا جگہہ دل مین زلف سیہ کو | کہین دوست ہوتا ہے کالا کسی کا

[illegible]

عنایت کی درخواست پر یار بولا
فقط سیٹھی باتوں سے منھ کی ہمیشہ

کسی پر نہین ہے اجارا کسی کا
کسی نے نکالا ہے کھٹا کسی کا

نظر چڑھ ہے مہر کس منھ سے پرتو
مری آنکھ مین ہے اُجالا کسی کا

فرقت مین دھیان ہے کسی شوخ ظریف کا
دمساز ہے یہی مری جانِ ضعیف کا

ہوتا ہے جبکہ سامنا طبع سنیف کا
زاہد پر اشتباہ ہے مرد حنیف کا

ہر نفس ہر نفس سے ہوا خواہ ہمدمو
تا زندگی جہان مین ہوای لطیف کا

چولی گندہائی آج کپھوری جو یار نے
مو باف پر یقین ہوا مجکو لیف کا

پہولے پپلے نہال ہین برباد ہر طرف
فقط نہین یہ ثمرہ ہے خوی خرلیف کا

گردش کا لطف کچھ نہین ہوتا قیام مین
شعرون مین لطف قافیہ سے ہے ردیف کا

کام اپنے حوصلے سے زیادہ نکر کہ دیکھ
ہر چہوٹے منھ کا شیشہ ہے محتاج قیف کا

حاسد ہوا خفیف جو سنتے ہی یہ غزل
اس بحر پر یقین ہے بحرِ خفیف کا

کہنے کو اختیار کمین گاہِ دہر مین
لیکن عیان ہے چہرہ سے جوہر شریف کا

منہ دہن کو غیر کی امداد چاہئے
شیشہ ہر ایک مدام ہے محتاج قیف کا

احسان بہولجاتے ہین یک لخت شیشہ دل
شیشہ کوی رہا کبھی ممنون قیف کا

میرا مقابلہ یہ تنگ ظرف کیا کرے
اتنا جگر نہین ہے عدوی سخیف کا

ضبطِ غمِ فراق کی دولت سے دل مرا
گنجینہ بن گیا زر داغِ کثیف کا

کیا آسمانِ سفلہ منش کا ہے انقلاب
بدلا ہوا ہے رنگ مزاجِ شریف کا

تشریف لاؤ یار کہ آنکھین ہین منتظر
مردم کو انتظار ہے ذاتِ شریف کا

بچون کو انگریزی پڑہانے لگے ہنوز
آیا نہ ایک حرف بھی کلام شریف کا

حاجت روا بُرا جو ہوا اُس سے حذر کرو
دم کو ہے زہر دخل ہوا سے کثیف کا

کام آئے خاک عشق کے ان بوالہوس کو داغ
بہرتے ہین اسکو شربتِ دیدار یار سے

ہر چہوٹے داغ عشق مین عالم ہے زلف کا
دل شیشہ ہے خیال مین عالم ہے قیف کا

پرتو خدا نے تیغ زبان دی وہ آبدار
کاٹے گی ایک دم مین گلا ہر حریف کا

کس قدر ماہ جبین کا ہے ستارا ہلکا
ڈرگیا دیکھہ کے سایہ جو پڑا انچل کا

دن تولد کا ہے منگل تو ستارہ مریخ
کیون نہ پہر وصل کو ٹہرائے وہ دن منگل کا

آشنا انکہہ شبِ وعدہ یہ گہڑیال سے تہی
بال ہر ایک پلک کا ہوا کانٹا پل کا

عمر کے دن جو گذرتے ہین تو اہلِ غفلت
کہتے ہین ذکرِ گذشتہ کو کہ ہے یہ کل کا

مین نے جب ہجر کی برسات مین نعرہ مارا
نہ اوٹہا شور گلا بیٹھہ گیا بادل کا

پیچ کہاتی ہے بہت شرم سے سنبل کی جٹا
کہ تحمل ہی نہین زلفِ دوتا کے بل کا

الفِ بینی ولامِ دو سیہ زلف نے خوب
نام ثابت کیا لالِ اوس صنمِ اجمل کا

تیزی نشتر کی ہے بیدرد نظر مین تیری
حال ہے دل کے پہپولے مین مرے دُنبل کا

ناف کو چشم شکم کہتے ہین کیون نادیدے
شکم اوسکا ہوا چہرہ ہوا احول کا

سخت بیچین ہوا طالبِ آرامِ وصال
خواب مین دیکھہ کے پا جامہ ترا مخمل کا

چشمِ آشوب نظر مین تری مردم شاہد
کلکِ مشاطہ نے کہینچا نہین خط کاجل کا

وہ جوان ہین تو دلِ تیرہ مقدر کا ہے غل
آم پکتا ہے تو ہے شور بہت کویل کا

دل کے آئینے کو بہی چاہیئے ہر وقت صفا
کونسا آئینہ محتاج نہین صیقل کا

اصل مین فرق شباہت سے نہین آتا ہے
رنگ سونے سے مشابہ ہے تو کیا پیتل کا

جو گرانمایہ ہے ہر وقت گران ہے پرتو
مہربان مول نہ گندم سے بڑہا چاول کا

شرما گئے وہ چاہا جو وعدہ وصال کا
گویا نہتہا جواب ہمارے سوال کا

آنکھون نے دیکھا جلسۂ لعبتیہ وصال کا — مردم نے کھینچا خواب مین نقشہ خیال کا

شیرینئ کلام دلیلِ صفا نہین — موتی بنا ہے قطرہ کب آبِ زلال کا

کیونکر نہ انفعال کو پھر انفعال ہو — نکلا ہے اب کی صرف سے بابِ انفعال کا

ثابت ستارۂ روی کتابی سے ہین مرے — تقویم مین حساب ہے کیا ماہ و سال کا

بیدانہ پھانس دام مین مرغانِ دل ہزار — ای جعلساز خوب ڈوپٹہ ہے جال کا

یون ہی رکاب پاے ضیا بخش سے ہے دور — خالی ہے جیسے نور سے حلقہ ہلال کا

پیر و جوان و طفل ہین دنیا کے جان نثار — اندازِ دلفریب ہے اس پیرزال کا

پیر لقو کے پیشِ چشم ہے ابروی مہربان
چڑھتا نہین نگاہ مین ابرو ہلال کا

بند ہے دم خط سے دلبر سانپ کا — خطِ ریحان مین ہے منتر سانپ کا

زلف و گوش و زیور اوسکا دیکھیے — کانِ گوہر بن گیا گھر سانپ کا

کانپتے ہین لوگ ناحق نام سے — دل لگی ہے اسقدر ڈر سانپ کا

بیٹھتے ہین دانت اگر لیتے ہین نام — اِسقدر اچھا نہین ڈر سانپ کا

ہمسری زلفِ بتان سے اور یہ — سنگ سے کچلا گیا سر سانپ کا

ہے دم گریہ نظر مین زلفِ یار — دیدۂ تر بنگیا گھر سانپ کا

ہے کوئی محبوب ان سے ترش رو — کیا عجب دم ہو خفا گر سانپ کا

چال ہی ٹیڑھی ہے گر اوسکی مدام — خاک ہو سیدھا مقدر سانپ کا

رونگٹے اونکے بدن کے کھڑے گئے — چل گیا جب ذکر دم بھر سانپ کا

زلف اونکی چھوکے ہین بیہوش ہون — چڑھ گیا ہے زہر آخر سانپ کا

اوس پری کی زلف کا سایہ جو ہے — بھیس جن لیتے ہین اکثر سانپ کا

پیر لقو اوس مہ کو یہ نامنظور ہے

اب کہان چمکیگا اختر سانپ کا

ہے جو نقش کالجر من سانپ کا
کیون نہو طاؤس دشمن سانپ کا

اوسکی چوٹی مین جو ہین کالے کے پیچ
کہئیے پہر موباف کو ہین سانپ کا

زلف و روی یار سے روشن ہے یہ
پہرا یدل بنگیا من سانپ کا

زیب روی یار ہین زلفِ سیہ
صحنِ گلشن مین ہے مسکن سانپ کا

کیوڑیکی باس سے ہے آشکار
بنگیا جوڑا ترا بن سانپ کا

زلف کا دم مارتے ہین خال زلف
رام ہے ہر ہر برہمن سانپ کا

کرتی ہے تشبیہ زلفِ مہربان
من سے بڑہکر نام روشن سانپ کا

لوٹتے ہین سانپ سینے پر مدام
زلف کی دُھن مین ہے جوبن سانپ کا

عاشقِ زلفِ سیہ اور خوفِ مار
سابقہ اکثر ہے ایمن سانپ کا

زلف کو حاجت نہین موباف کی
کینچلی سے دور ہے تن سانپ کا

عاشقِ زلفِ گل اندامان ہون مین
چاہتا ہون ہار مالن سانپ کا

سوزی ہے پیرلو ازل سے یہ بلا
حق ہے گر انسان ہے دشمن سانپ کا

ہمسری زلف نے سب بل نکالا سانپ کا
نام رکہا ہے سیہ بختی نے کالا سانپ کا

صبح وصل یار زلفون سے بچائے دل خدا
ہر کہین وقت سحر من ہے نوالا سانپ کا

سابقہ دل کو نہو کیون زلف پیچان سے تری
کیا تعجب ہے بڑے من کو جو پالا سانپ کا

آئینگی کہتے ہین وہ دکہلا کے اپنی زلف کو
اہتو وعدہ پر بہی دیتے ہین حوالا سانپ کا

تیری زلفون سے جو دی تشبیہ مینے جان من
رفتہ رفتہ ہوگیا ہے بول بالا سانپ کا

شامتِ اعمال سے ہے تلخ اسکی زندگی
زہر سے لبریز ہے سارا پیالا سانپ کا

عشقِ زلفِ یار بڑہکر مجہکو سودا ہوگیا
طوقِ آہن کے عوض پہناؤ مالا سانپ کا

زلفِ روی یار پر ہم دیکھہ کر حیران ہین
چاند یہ کیسا ہے جو رکھتا ہے ہالا سانپ کا

مرگیا وہ جو نظر کا تیری چرکا کھا گیا
چشمِ بد دور اب اثر رکھتا ہے بھالا سانپ کا

عاشقِ مہجور کے تن پر اثر ہوتا نہین
تھیلی خالی ہوگئی نکلا دوالا سانپ کا

زلف کا ہر بال ہے رخشِ نزاکت پر سوار
حسنِ دلبر کے جلو مین ہے رسالا سانپ کا

حضرتِ دل زلف کی ایذا دہی کا کیا گلہ
جانکر تجھہ پہ کیون پھر تم نے پالا سانپ کا

سانپ سے تشبیہ دی ہے زلفِ پیچان کو تری
زلف کے موتی کو بھی کہتا ہون چھالا سانپ کا

مانتا ہے عاشق اوسکی زلفِ پیچان کو اگر
جانتے ہین سب پرستش کرنیوالا سانپ کا

چھوڑ سے زلف مہربان کیون عارضِ پرنور کو
صاف ای سپر تو ہے من ہی سے اُجالا سانپ کا

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

سامنا اوس زلف سے ٹھہرا جو تھوڑا سانپ کا
پیچ سے ہر بال اوسکا زعم توڑا سانپ کا

دیکھئے زلفین خدا کی مار موذی ہین یہ بت
سر چڑہا کر پالتے ہین خوب جوڑا سانپ کا

خشک کالے ہوگئے تر زلف تیری دیکھہ کر
تونے گویا زہر افسون سے نچوڑا سانپ کا

خاطرِ زلفِ سیہ بھی توڑنا ہم سے غلط
جان پر اپنی بنائی دل نہ توڑا سانپ کا

رشکِ زلفِ مو کمر سے ہوگئے معدوم سب
ایک بچہ بھی کوئی جیتا نہ چھوڑا سانپ کا

دونون زلفین ہم دونون گالون پر یہ کرتے ہین شگوت
ناز پروردہ ہے ای پیاری یہ جوڑا سانپ کا

زلفین ای رشکِ قمر گیسو کے سایے مین نہین
چاندنی مین کھیلتا ہے ایک جوڑا سانپ کا

مانعِ قہرِ خدا کچھہ دولتِ دنیا نہین
ہوگیا ضحاک کے شانون مین پھوڑا سانپ کا

دیکھکر ای عشوہ گر پھر چل سکا اوسکا نہ بس
منکا منکا پاؤن کا ہر بند توڑا سانپ کا

زہرِ مطلق ہی نہین ای یار لیکن پیچ سے
شبہ ہوتا ہے تری زلفون پہ تھوڑا سانپ کا

توسنِ عمرِ رواں زلفون کی دہن مین ہے رواں
تیز تر کرتا ہے اس گھوڑے کو کوڑا سانپ کا

شاعرانِ دہر کی بہی کیسی بری بات ہے
کہتے ہین بیساختہ زلفون کو جوڑا سانپ کا

گوش اور زلفِ بتانِ شوخ سے ثابت ہئے
قہرِ حق سے ہو گیا گالو نہین پھوڑا سانپ کا

پہر نکیونکر اوڑہ چلے یہ راکبِ شبدیزِ زلف
زیرِ ران زین ہے چالاک گھوڑا سانپ کا

آہ کی پیر لو نے سوتی گم ہوا اوس زلف سے
نوک سے نشتر کی چھالا آج پھوڑا سانپ کا

اس ذہن مین اب خیال ہے فولو گراف کا
دمساز ٹہاٹھ ہو تری آواز صاف کا

گنجینہ راز کا ہے مگر اسمین شک نہین
بیوجہ درمیان نہین عقدہ ناف کا

قیدِ حیات ہجر مین سنگین ہے ای پری
زنجیرہ کالی راتین بنی کوہِ قاف کا

بتلاتے ہین نجومی اوسے مہشر بہی
ثابت کوی نہین ہے سبب اختلاف کا

اوس کعبہ رو کا پردۂ در سیاڑ لائے ہم
کعبہ سے حاجی لاتے ہین ٹکڑا غلاف کا

بٹھلا دیا ہے باغ مین ساقی کی تاک نے
پائینگے فاو مست ثواب اعتکاف کا

مردانہ آج آ گئے جب وہ یہ کٹ گئے
ہر لاف زن کو تیغ ہوا قول لاف کا

جب بوسہ لیکے کہتے ہین ہمتو وہ کہتے ہین
کیا تکیۂ کلام ہے جرأت معاف کا

گل کہا رہا ہے سینہ پہ کینے کی ہے بہار
ثمرہ ملا چمن کو تمہارے خلاف کا

برعکس جانتے ہو تو آئینہ دیکھ لو
دل بہر کے ہے بتانے کے ہر سینہ صاف کا

مشرق سے چار چند ہے پر نور وہ شکم
زیبا ہے نام چشمۂ خورشید ناف کا

ہم اور شکوہ شبِ ہجر اب غلط دروغ
پیر لو ہے مہربان کو خیال اعتراف کا

خلد ای حور ترے صدقے مین ہان دیکھ لیا
گھر ترا دیکھ لیا کیا کہ جنان دیکھ لیا

نظر آیا جو مجھے ماہِ ربیع الاول
بس ڈوپٹے کا ترے آبِ روان دیکھ لیا

مشتری ہون ترا مجھ سے جو تو ای ماہ ملا
مہ و برجیس کا لوگون نے قران دیکھ لیا

اس قیامت کی ہے تاثیر کہان الحب مین
دل لیا ایک نظر تم نے جہان دیکھہ لیا

دلمین رہنے ہو مرے آٹھہ پہر جان جہان
تم نے رہنے کیلئے خوب مکان دیکھہ لیا

پیچ سکھلاوئے کیا زلف کی سرگوشی نے
تاب آگین ترا اندازِ بیان دیکھہ لیا

وعدہ کرتے ہو تو کرلو کبھی باور نکرون
ایک کیا لاکھہ طرح پاسِ زبان دیکھہ لیا

دل کے پردمین تو ای گوشہ نشین رہتا ہے
اہل ظاہر نے ترا جلوہ کہان دیکھہ لیا

ایک نظر دیکھہ لیا جب تو گرا غش کھاکر
آنکھہ بھرکر تجھے عاشق نے کہان دیکھہ لیا

ای فلک تیری طرح اسمین بھی کچھہ مہر نہین
خوب پرتو نے دل ماہ رخان دیکھہ لیا

پانی تھی بحرِ ہستی مین جو بات پا گیا
ہر آنکھہ مین حباب کا نقشہ سما گیا

غم کی حرارتون پہ حرارت یہ ڈور ہے
کہتا ہے سر یہ کیون مرا ناصح کا کھا گیا

سینے کے چھونے سے ہوا دل بُرا عبث
ہان کچھہ نہ کچھہ ضرور ترے دل مین آگیا

اک برق لب جو دور مری آنکھہ سے ہوا
دل پر غمِ فراق کا بادل بھی چھا گیا

آئندہ سے عزیز خیال اسکا چاہئے
جو وقت اپنے ہاتھہ سے ابتگ گیا گیا

تعریف حور و نعمتِ فردوس کرکے آج
واعظ بڑے مزے سے مرا مغز کھا گیا

میری بھی نغمہ ریزی بیان غور سے سنو
ہر ایک اپنا اپنا ترانہ سنا گیا

دو چار دن ہوے ابھی آیا نہین جواب
خط لیکے واہ نامہ بر اپنا بہلا گیا

گو خود پسند ہے مگر اپنے پسند ہے
خود کام دلنشین کا ہر اک کام بھا گیا

آیا جو آفتابِ فلک برجِ قوس مین
وہ نوجوان تیر کی صورت چلا گیا

اوٹھہ بیٹھین دل کی خواہش ہیجان دم مین سب
فتنہ خرام آکے قیامت اوٹھا گیا

پرتو ہم ایسے قول کے سچے ہین دیکھئے
جو کچھہ کہا گیا ہے زبان سے کیا گیا

دل کی طرح جو گود سے دلدار اوٹھ گیا
بیزار ہو کے جینے سے مین زار اوٹھ گیا

شبکو نگر کے پاس سے جب یار اوٹھ گیا
جینے سے اپنے شیفتۂ زار اوٹھ گیا

بجلی کا کام کرنے لگی جس جگہہ پڑی
عالم مین شور آہِ شرر بار اوٹھ گیا

یاد آگئے کبھی تو مسیحائی کر گئے
سو بار مر کے آپکا بیمار اوٹھ گیا

آنکھون مین تیری یار قیامت کا ہے اثر
فتنے سے ہوگئین یہ جو دوچار اوٹھ گیا

بیطرح ہنستے ہنستے خفا ہو گیا غضب
بیٹھا نہ پاس پھر وہ طرحدار اوٹھ گیا

کہتے ہین لوگ زاہدِ مکّار کو بتا
دنیا سے دیکھئے کہ یہ دیندار اوٹھ گیا

گو زندگی مین ہاتھ اوٹھا کر دیا نہین
دنیا سے خالی ہاتھ ہی زردار اوٹھ گیا

صبحِ شبِ وصال ہوی مجکو صبحِ حشر
مرغِ سحر کے شور سے جب یار اوٹھ گیا

کیسا یہ خوابمین بہی سحر کا خیال ہے
شب مین جھجک جھجک کے وہ سو بار اوٹھ گیا

دوریٔ مہربان مین یہ پر لو ہے زورِ آہ
چھتری کی طرح گنبدِ دوّار اوٹھ گیا

ادا ہی سے روزہ ادا ہو گیا
وگرنہ بتون سے قضا ہو گیا

وہ جاتے ہی کیا کہئے کیا ہو گیا
قیامت کا فتنہ بپا ہو گیا

نکلتی ہے قالب سے مردم کی جان
بہت جو ملا وہ جدا ہو گیا

شرف یہ دیا حق نے انسان کو
خودی سے جو نکلا خدا ہو گیا

مری کوئی تقصیر تہی یا خطا
جفا کار ناحق خفا ہو گیا

ہمایون کسیکی جو تقدیر ہے
پرِ بوم بالِ ہما ہو گیا

فقط رنج دل پر تہا بیداد کا
جدائی کا صدمہ جدا ہو گیا

لکہی خط مین اونکو جو دلکی تڑپ کی
کبوتر بہی سیما بپا ہو گیا

اثر میرے دل کی محبت کا واہ
دلِ دلربا مبتلا ہو گیا

جوانمرد دل روکے تیرے لئے
پرنزاد موتی پرا ہو گیا

زمرد کے بالے کا پڑتے ہی عکس
ہرا اک کان اونکا ہرا ہو گیا

ہوا دور پہر تو جو اک ماہرو
تو جلاد مہر سما ہو گیا

اب خبر ہے کہ بیخبر ہی گیا
اس صفر مین کوی سفر ہی گیا

ظلم سے بیوفا ہی در گذرا
جی سے مظلوم جب گذر ہی گیا

مری غیبت مین اوسنے کیا نہ کہا
انکھ ملتے ہی دل مکر ہی گیا

وہ پری آتے ہی جنون رخصت
سر چڑہا تہا جو جن اوتر ہی گیا

ہے وہ کالی بلا شبِ فرقت
فلکِ پیر جس سے ڈر ہی گیا

تم پہ مرتا تہا وہ جو مدت سے
آج کہتے ہین یہ کہ مر ہی گیا

سر رہے تک زکام ہوتا ہے
ترے عاشق کو کیا کہ سر ہی گیا

جب سے وہ مہربان نہین آتا
لطف سیرِ دمِ سحر ہی گیا

مری قسمت کا انقلاب ہی واہ
دل تو خالی ہین اوسکا بہر ہی گیا

کرگیا مجھکو بے وفا بیہوش
وہ جو کرنا تہا آکے کر ہی گیا

داغ حسرت کے خاک کہائین ہم
آج کل ہائے وہ جگر ہی گیا

چشمِ بد دور کیا نزاکت ہے
شانہ کنگہی سے وہ اوتر ہی گیا

ضعفِ ہجران کا انتظام ہی واہ
مرے نالون کا شور و شر ہی گیا

عـه اب قیامت قریب ہے بیٹھا پھر کر اک جگر کا اثر ہی گیا م

پہر تو اوس مہربان کے رخ کے حضور
نورِ رخسارۂ قمر ہی گیا

اوس شمع کی زبان سے یہ اچہا نکل گیا
انگیا پھٹی تو بول اوٹھا کپڑا اگہل گیا

وہ شوخ اسقدر ہے تلون مزاج ہے
تصویر اگر کہینچی ہی تو نقشہ بدل گیا

تصویر تیرے وحشی کی خاک سے کم نہین
حیرت مین بہی جنون کا نہ نقشہ بدل گیا

حاجت روائے وحشی و فرزانہ ہے خدا
دونون کا ہر طرح سے یہان کام چل گیا

انیس دن کے بعد زمین دہوپ کھاتی ہے
آج آفتاب چرخ کے بدلی نکل گیا

ہر کام وقت پر ہے خریدار ای حسین
اب کیا مزا امنگ کا جوبن تو ڈہل گیا

بلہار تیری زلف کے بل پر ہین سانپ سب
سیدہا ہوا نصیب تو سانپون کا بل گیا

دم مین حسد کی آگ سے ایسے جلے رقیب
مانند شمع موم کے جثہ پگہل گیا

کل کے عمل کا آج ہی ثمرہ نصیب ہے
کیا جلد نخل گلشن اعمال پہل گیا

کیا تیز آگ فکر کی ہے ہمنفس کہ بس
ہر استخوان بہی گوشت کے مانند گل گیا

چربی سے زاہدون کی نہایت ہی خوف ہے
کہنے کو جھکنے چلے تہون دل پہسل گیا

سکے تمام گول ہی ہوتے ہین اسلئے
پیسا ہمیشہ ہاتہ مین آکر نکل گیا

کیا کہول کر ہے شربت دیدار مین فسون
دیکہا جو یار کو دل مضطر سنبہل گیا

موئی مژہ کی شکل مرا جسم ناتوان
رہ رہ کے چشم دشمن بدبین مین سل گیا

اوس مہربان کو دیکہہ کے پرتو کی گود مین
بدبین کا دل سپند کے مانند جل گیا

دل لیکے میرا مجہہ سے وہ دلبر بدل گیا
مضمون سر نوشت مقدر بدل گیا

بیزار میرے آنے سے ایسا ہوا وہ شوخ
بیرون شہر جا کے رہا گہر بدل گیا

رخ سے ہٹی جو زلف تو خط کی ہوئی نمود
جوزا مین سنبلہ سے یہ اختر بدل گیا

جب کاٹ سخت جانی سے ہو سکا نہ چل سکا
میرے گلے کی رگ سے وہ خنجر بدل گیا

دلمین کبہی چہپا کبہی آنکہون مین آرہا
کیا خوب بات بات مین وہ گہر بدل گیا

تازے خیال کا ہے زمانہ یہان دلان
ہر ایک سرزمین کا گورنر بدل گیا

مجہہ سے کنارے ہونیکی تعزیر مل گئی
وہ ہو گیا ہے شہر بدر گہر بدل گیا

بجتی نہین ہے تالی کبہی ایک ہاتھ سے | دل تیرا میرا یار برابر بدل گیا

بدذات و بدصفات ہے بیمہر و بیوفا
پیرلتو سے آسمان صفت اکثر بدل گیا

عاشق زلف دوتا تہا مجہے معلوم نتہا | دل گرفتار بلا تہا مجہے معلوم نتہا

بت پرستی رہی پتہر ہی نہ سمجہا افسوس | اسی پردے مین خدا تہا مجہے معلوم نتہا

عمر بہر جسکی طلب مین رہا مین خانہ بدوش | حجرۂ دل مین چہپا تہا مجہے معلوم نتہا

سنہ کے وعدے پہ قیامت کا بہروسا ہی رہا | جان دل مین ترے کیا تہا مجہے معلوم نتہا

جستجو جسکی رہی شام و سحر پوشیدہ | برملا جلوہ نما تہا مجہے معلوم نتہا

ہرطرف باغ جہان مین تہی اوسی گل کی بہار | رنگ اوسکا ہی جما تہا مجہے معلوم نتہا

رشک کے ہاتھ سے دم بہر مین جگر خون ہوتا | یار کو شوق حنا تہا مجہے معلوم نتہا

دل دکہانے کا مین شکوہ نہین کرتا کہ ستم | اونکے نزدیک روا تہا مجہے معلوم نتہا

مرض عشق کی مطلق ہی نہ تہی مجکو خبر | دل کو آزار ہوا تہا مجہے معلوم نتہا

دمبدم مفت جدائی کی شکایت ہی رہی | اوسکا عالم ہی جدا تہا مجہے معلوم نتہا

خط دلدار کے مضمون کو جو دیکہا تو کہلا | یہی قسمت کا لکہا تہا مجہے معلوم نتہا

پہلے دل آنیکے وصف و نگار اک کے منہ سے | یون تو کہنے کو سنا تہا مجہے معلوم نتہا

دیکہکر اونکو جو غش آگیا راحت پائی | سر کو زانو پہ رکہا تہا مجہے معلوم نتہا

آج تنہائی مین لپٹا تو وہ مطلب پاکر | بول اوٹہا کوٹ کے ماتہا مجہے معلوم نتہا

کیسی اولٹی ہے مقدر مین سمجہ ای پیرلتو
مہربان ماہ لقا تہا مجہے معلوم نتہا

ہمقافیہ بر غزل اعلیٰحضرت جناب ظفر مغفرتمآب شاہ دہلی نوراللہ مرقدہٗ

سیر رنگ بیمروت پر قضا تہی مین تہا | خون رونے اپنی قسمت پر حنا تہی مین تہا

ہو کے دانا پسگیا جو شوخِ گندم رنگ پر
آدمی ہون اپنی تخمیری خطا تھی مین نہتا

بہون چڑھا کر لاش پر کشتے کی یون بولا وہ ترک
یہ ادای بُرّشِ تیغِ قضا تھی مین نہتا

تیرے آنے جانے سے خود جان بہی آئی گئی
جسمِ خاکی مین فقط تیری ہوا تھی مین نہتا

پیشِ داورِ حشر مین قاتل کے خنجر نے کہا
جان نثارانِ محبّت کی قضا تھی مین نہتا

دل چرانے کی جو پوچھی ہنسکے بولا وہ نگار
دست بازئی کفِ دزدِ حنا تھی مین نہتا

پوچھے جانبازون کے خونکی حشر مین قاتل تو بول
اونکے سر پر کھیلتی اونکی قضا تھی مین نہتا

پہر نہ بولو وانت کہانیکے دکہانے کے الگ
آدمی ہو آدمیّت سیکہو ہا تھی مین نہتا

کہہ گیا منہ سے نکل کر دانت وصلِ شیب مین
منہ کی کہانیکے لئے بوڈہون کا سا تھی مین نہتا

حیف ہے ای انقلابِ آسمانِ فرق ساز
ضعف سے ہالہ ہون پر اوسکا سا تھی مین نہتا

جانتا ہون ای سیہ بختی کہ تو ہے اِک بلا
صورتِ سایہ پری پیکر کا سا تھی مین نہتا

آشنا دزدیدہ نظرون سے تری ابتک نہین
ابرو کی خیر ہے چورونکا سا تھی مین نہتا

مار کر عاشق کو رنجِ ہجر سے کہتا ہے وہ
جان جسنے لی وہ تقدیری قضا تھی مین نہتا

صبر کی کشتی ڈبو کر بول اوٹھا طوفانِ اشک
موجِ غارتگر خطاے نا خدا تھی مین نہتا

ہجر کے اندہیر کی سنکر یہ بولا شمعِ حسن
روسیہ تیرہ نصیبی کی بلا تھی مین نہتا

شکوۂ پیر تو پہ بولا وہ بتِ نامہربان
فی الحقیقت جلوہ گر ذاتِ خدا تھی مین نہتا

لطفِ نشاط صبح تلک کل کی شب رہا
وہ شمعِ حسن رونقِ بزمِ طرب رہا

زلفون کا اونکے رخ پہ عمل روز و شب رہا
تاتار کے محاصرہ مین کیا حلب رہا

سب اوس کے سامنے رہے لیکن بنا ئے
آگے کسیکے شوخ طبیعت وہ کب رہا

خالی نہین اگرچہ محبّت سے اوسکی مین
پُر دل مگر ہمیشہ وہ بت بے سبب رہا

صحبت سے اس کمینہ کی نفرت رہی مدام
مین تارکِ حلاوتِ بنت العنب رہا

دولت سے کم نہین ہے ادب ہوشمند کو
سچ بانصیب ہے وہی جو باادب رہا

تا صبح خواب مین جو پریشان تہی زلفِ یار
شب بہر نظر کے آگے تماشا عجب رہا

ہر چاند مین وہ مصحفِ رخ پیشِ چشم تہا
ہر ماہ اس برس بہے مجہے ماہِ رجب رہا

مانندِ جامِ بادہ لبالب تہی چشمِ شوق
کوی پری مدام یہان لب بلب رہا

کیا دور ہے یہ واہ کہ جب اشرفی رہی
پردے مین ای عزیز حسب اور نسب رہا

سیرِ بہارِ گلشن فرحت تہی تلخ تر
پرتو پہ اسقدر ترا غصہ غضب رہا

مانند جان وجسم ہے لگا ترا مرا
ٹوٹیگا جیتے جی نہ یہ رشتہ ترا مرا

اچہی نہین کدورت دل کی زیادتی
ہوگا نہ اس سے آئینہ میلا ترا مرا

جب دیکہتے ہین عاشق ومعشوق ڈاب کے
مردم کی آنکہہ کہاتی ہے دہوکا ترا مرا

گلگون تری قبا مرا ملبوس خون بہرا
ای شوخ ہے بہار کا جوڑا ترا مرا

گویا کوی شبیہ خزان وبہار ہے
ای گل یہ سرخ وزرد سراپا ترا مرا

تو مجہ سے دور اور مین غیرون سے دور ہون
ای بحرِ حسن دیکہہ کنارا مرا ترا

منعم تو مالدار سہی تجہ سے کیا غرض
پروردگار پالنے والا ترا مرا

رکہتے ہین نام سارے پریخوان جفا وفا
ای جان پڑا زمین پہ جو سایہ ترا مرا

کچہ تو بری ہے اور نہ کچہ مین برا ہون یار
ہم آدمی ہین ایک ہے دادا ترا مرا

جس جاے سنئے تذکرہ چلتا ہے بس یہی
عالم کی ہے زبان پہ قصہ ترا مرا

مین سر ہون تو خیال ہے مین چشم تو نظر
ہر حال مین ہے مرتبہ اعلا ترا مرا

پہلو ہو مین تو دل ہے مین سینہ ہون تو جگر
ہو قطع اتحاد نہ اصلا ترا مرا

بس نامزد ہے گلشن وصحرا کے نام سے
روے زمین پہ جب کہنچا خاکا ترا مرا

تو مبتلا مرا ہے تو مین شیفتہ ترا
ایکہی ہے کیا نصیب کا لکہا ترا مرا

ای یار حسن و عشق کا کس جا نہین رواج / چلتا نہین کہان کہان اسکا ترا مرا

تو آفتاب حسن ہے پرتو ہو نہین ترا
ہے مہربان جہان مین اوجالا ترا مرا

منظور صبح وصل جو سر کا سنگار تہا / پنجہ مژہ کا شانۂ گیسوے یار تہا
تیر نگاہ ترک کماندار بحیطا / گوشے مین گو کہ آنکہہ سے تہا دل فگار تہا
چہایا جو ابر غم تری فرقت کی فصل مین / بجلی تڑپ رہی تہی کہ دل بیقرار تہا
کیا کیا نہ خاک چہانی تجسس کی راہ مین / پایا نہین کہ دل مین کسی کے غبار تہا
وہ گل مرے چمن مین جب آیا نکل گیا / نکہت کیطرح دوش ہوا پر سوار تہا
آنکہین کہلین تو نقش خیالی تہا مردمو / وہ خوش نظر جو خواب مین شب ہمکنار تہا
دلکی طرح وہ گود مین دن رات ہے مری / مدت سے جس کے وصل کا امیدوار تہا
بلبل نثار ہونے سے پہلے یہ جانتی / سینے مین گل کے کسکی محبت کا خار تہا

چندے اثر دعا سے سحر کا تہا جلوہ گر
پرتو یہ مہربان وہ تغافل شعار تہا

بکگئی جو لی جو سی اوسکی کدو بہی نہ ملا / حیف ای بوسۂ رخسار کہ تو بہی نہ ملا
ہین وہ کمبخت خرابات جہان مین ہم رند / اک قدح بہی نہ ملا ایک سبو بہی نہ ملا
تیغ قاتل تہی مرے خون کی پیاسی ہردم / رگ گردن سے کوئی قطرہ لہو بہی نہ ملا
نہ بغل گیر ہوا قاتل خونخوار کبہی / اور خنجر سے کوئی دم یہ گلو بہی نہ ملا
حیف اوس زاہد مکار کی قسمت پہ جسے / ظرف مے بہی نہ ملا ظرف وضو بہی نہ ملا
نہ بتائی او نہین صورت دل حیران کی مرے / کبہی تنہائی مین ای آئینہ تو بہی نہ ملا
منہہ کے اخلاص کا خاکا ہے غبار خاطر / چشم حیران سے دل آئینہ رو بہی نہ ملا
کم نصیب ایسے ہین ہم شاہد مطلوب تو کیا / کہو گیا یون کہ دل شگفتہ خو بہی نہ ملا

سُرمۂ چشمِ عدو تجھے نہ ملے پرتوؔ سے
مہربان تجھ سے تعجب ہے کہ تو بھی نہ ملا

آبرو پاتا جو شاداب مقدّر ہوتا
ایکدم جان کے مانند نہ باہر ہوتا

گوشوارے کا ترے کان کے گوہر ہوتا
صورتِ دل وہ اگر جسم کے اندر ہوتا

خودنما سوختۂ حسن نہین ہوتے ہین
آئینہ کب جبلِ طور کا پتھر ہوتا

دھوپ کا رنگ جو بھیر کی گرمی لاتی
سایہ یہان سایۂ ابرِ مژۂ تر ہوتا

سوکھتا گرمیِ خورشیدِ قیامت سے نہ منھ
حشر کے دن مرا دامن نہ اگر تر ہوتا

وہ گلِ مستِ نزاکت جو چمن مین آتا
پھول ہر اک مئی گلرنگ کا ساغر ہوتا

ہاتھ عاشق کے شبِ ہجر مین کس کام کے تھے
دل پر اک ہاتھ تو اک ہاتھ جگر پر ہوتا

لطف تھا خوب کہ لاتا مرے ہر خط کا جواب
کاش ای مرغِ تصوّر تو کبوتر ہوتا

مہربان وہ مہِ بے مہر نہوتا مجھ پر
حُسنِ طالع سے مین پرتوؔ جو خوش اختر ہوتا

مجھ سے وہ شوخِ نوجوان بدلا
لے چکا پیرِ آسمان بدلا

فی الحقیقت وہ جانِ جان بدلا
یا فقط پھیرِ امتحان بدلا

سبزِ خط سب کے سب ہین طوطی چشم
باتون باتون مین خوش زبان بدلا

اپنے اعمال کا تو پاتے ہین
آدمی کیا فرشتہ خان بدلا

پھول ہنسنے لگے تو بولی بہار
لیگی دورِ زمین خزان بدلا

گھٹ گیا قتلِ سخت جان سے دم
تیغ سے تھا یہ شایگان بدلا

مہربان وصل مین ہوا پھر پھر
رنگ بدلا بھی تو کہان بدلا

جس سے مطلب ہے اوس سے سب کچھ ہے
وہ جو بدلا تو اک جہان بدلا

نظرِ پیرِ آسمان نہ لگے
اپنا جوڑا نہ ای جوان بدلا

نیچے اوپر ہوا زمانہ ہزار　ق　پر مقدر کوئی کہان بدلا

نہ یہ پامالیٔ زمین بدلی　نہ یہ اندازِ آسمان بدلا

بدگمانی بھی ہے بلا سے بد　چٹکیون مین وہ بدگمان بدلا

اس چمن مین ہے بدگمانی کی سیر　پتّا کھڑکا تو بدگمان بدلا

اوس کمر کا میان نیست وہست　نام بدلا کبھی نشان بدلا

کبھی اوجڑی نہین زمین شعر　لاکھ بھی دَورِ آسمان بدلا

انقلابِ فلک قیامت ہے
اپنے پیرلو سے مہربان بدلا

باوفا سمجھے بیوفا نکلا　ہائے کیا سمجھے یار کیا نکلا

آج طالع سے مدعا نکلا　مہربان صبحدم جو آ نکلا

دوستون کی مراد بر آئی　اون کے گھر سے عدو مرا نکلا

جب غمِ ہجر حُسن مین رویا　اشک آنکھون سے لوٹتا نکلا

جب خودی کا لباس پھاڑ دیا　بندہ فی الواقعی خدا نکلا

گو کہ گھایل کا تن ہے صورتِ نَے　پر نہ دم صورتِ صدا نکلا

جیتے جی مر گئے وہ جو سمجھے　روح نکلی تو مدعا نکلا

صدقے انداز کے تلوّن پر　یار آیا گیا چھپا نکلا

دامنِ رشکِ رہے دامنِ ابر　جب ہٹا روی پر ضیا نکلا

مہربانی جو کی قمر وش نے
دلِ پیرلو کا مدعا نکلا

قہر کیسا عتاب و غضب کیا　ایسے غصے کا پیارے سبب کیا

اچھی صورت نہین بھاتی کسکو　دل حسینون پر آنا عجب کیا

رحمتِ حق ہے مجھ پر یہ گویا
رام بت ہونیکا پھر سبب کیا

لیکے دل میرا مطلب پوچھو
یار دل ہی نہین تو طلب کیا

داستان میری سُنکر ستمگر
ہاے کہنا ترا جب نہ تب کیا

کاٹتا ہون بڑی سختیون سے
بے ترے روز کیا اور شب کیا

تم جو مجھ پر کرم کرتے ہو پھر
یہ بلا یہ محن یہ تعب کیا

دل تمہارا بھرا اگر نہین ہے
گو دمیری ہے خالی سبب کیا

سب ہے اوس کے سراپا کا پرتو
مہربان راس کیا اور ذنب کیا

آشوبِ نظر آفتِ جان ہو نہین سکتا
شمشاد کبھی سروِ روان ہو نہین سکتا

گر کوز بھی ہو پیر جوان ہو نہین سکتا
کتنا بھی خمے تیر کمان ہو نہین سکتا

کیا نورِ خدا حسنِ تبان ہو نہین سکتا
پنہان کسی پردیسے عیان ہو نہین سکتا

شملے سے بزرگی کا نشان ہو نہین سکتا
صالح جو نہو پیر جوان ہو نہین سکتا

اللہ رے ہولِ شبِ تاریکِ جدائی
دمساز کوی دم خفقان ہو نہین سکتا

حالِ دلِ بیمار لبِ خامش خود سر
پاتا ہون کہ ممنون بیان ہو نہین سکتا

ہان آبرو والون مین نہین زہر کی باتین
الماس کا موتی پہ گمان ہو نہین سکتا

مطلوب تو میرا مین طلب گار رہون تیرا
کیسا ہی ہو مطلوب جہان ہو نہین سکتا

دل آتے ہی ہاتھ آتے ہین یہ حسن سے فی الفور
عاشق کوئی بے شور و فغان ہو نہین سکتا

ہے دیدۂ پُر آب مین بھیہر کی صورت
بدلی مین یہ خورشید نہان ہو نہین سکتا

وہ کونسا ہے ظلم جو آتا نہین اوسکو
پر رحم ہے وہ کام کہ ہان ہو نہین سکتا

ای یار تلوّن کے سبب سے ترے خط پر
تحریرِ مقدّر کا گمان ہو نہین سکتا

اصلاح مین حجّام سے ہیطرح وہ بگڑے
اور آگے صفائی کا گمان ہو نہین سکتا

جو نقل ہے وہ نقل ہے جو اصل ہے وہ اصل
خاکا ہو زبان کا تو زبان ہو نہین سکتا

جو لطف تہا کل بزم مین اوس مہر کی پہر تو
پہر فرش زمین پر یہ سمان ہو نہین سکتا

پوچہی وعدہ کی دوبارہ کوئی اچہا بولا
بات تو بادِ ہوائی ہوئی پہر کیا بولا

یار خلوت مین بہی جلتی ہے کہین بادِ لحاظ
اوٹ مین پنکہے کی آخر کو پپیہارا بولا

وجہ تشبیہ نہین ذرہ بہی ثابت ای چاند
کون جہلکے کو ترے عقدِ ثریا بولا

در گذرتے ہین برے وقت مین بد سے لے بشر
بخش دیتے ہین دمِ نزع خدارا بولا

ترے جلوے سے نجومی کی نظر یہ بہکی
دیکہکر کان کا بالا مہ بالا بولا

بت نہ بن سن ذرا کہنا مرا گوشِ دل سے
ای صبا اوس بتِ خوبی کی خدارا بولا

بات یہ ہے مین کہان وہ دہنِ تنگ کہان
صاف منہ کہولکے یہ غنچۂ بستہ بولا

نالۂ طایرِ دل سنکے وہ بت کہتا ہے
آج طوطی کیطرح مرغِ تمنا بولا

چاند ثابت کیا جسنے ترے منہ کو ای یار
خطِ اخضر کو وہی چاند کا ہالا بولا

خط سبز آئینہ رخ پہ نمودار ہوا
واہ طوطی یہ ترے حسن کا کیسا بولا

دام دلکش ہے کوئی مار دل آزار نہین
خود وہ موذی ہے جو اوس زلف کو کالا بولا

مہربانِ ہمہ تن نورِ دلِ روشن طبع
دیکہکر ہاتہ مین بیضا یدِ بیضا بولا

خواہشِ وصل مین ترسے نہ مرے خلقِ خدا
کون ناوان تجہے حور سراپا بولا

خوب من مانے تلون کے ترازو مین تلو
تمہین سہوا کبہی ماشہ کبہی تولا بولا

حسن رخ خوب دو بالا ہوا اونکا پہر تو
جب سے ابرو کو مین رشکِ مہ بالا بولا

سوزِ غم سے جگر نہین جلتا
گرم پانی سے گہر نہین جلتا

سوزِ فرقت سے گو مین روتا ہون
ہائے چشمِ تر نہین جلتا

گرم ہوتے نہیں ہیں وہ جب تک
عود بہی آگ پر نہیں جلتا

او نہیں خوشبو پسند ہے ایسی
کون سے روز اگر نہیں جلتا

لب لعلین ہیں گو کہ گرمی ہے
دُرِ دندان مگر نہیں جلتا

آہِ مظلوم سے اثر ہی گیا
دل بیداد گر نہیں جلتا

گر عمل سے جحیم ہی ہو نصیب
سینہ حافظ کا پر نہیں جلتا

علم وہ آب ہین نہیں بہتا
علم وہ آگ پر نہیں جلتا

شعلۂ آہ بہی ہے بے تاثیر
دشمنِ فتنہ گر نہیں جلتا

رات کی سیر کیسی ٹھنڈی ہے
مہر صورت قمر نہیں جلتا

جب وہ ہوتے ہیں گرم صورتِ مہر
کون فردِ بشر نہیں جلتا

ذات کے صدقے سے صفت کو کیا
شئی جلی ہی اثر نہیں جلتا

خوفِ دشمن نہیں ہے غمگین کو
برق سے ابر تر نہیں جلتا

قہر سے دیکہتے ہین وہ جسوقت
کون مدِّ نظر نہیں جلتا

مہربان پاس ہے جو پیر لوگے
کون آٹہون پہر نہین جلتا

خطا سے ہوگئی ناحق دعاے استسقا
عطا ہو شافی مطلق شفاے استسقا

مریض جہلِ مرکب سے ہو گئے عالم
دعا کی جاے ہے لازم دواے استسقا

نہ شرطِ وقت ادا اور نہ شرط جا ہے ادا
بہر طرح ہوی منظور اداے استسقا

فضاے دشت ہی سمجہے فضاے مسجد کو
جنون کیطرح بند ہی تہی ہواے استسقا

بنوز موسم باران ہوا نہ تہا آخر
ہوئے دل علما مبتلا سے استسقا

شروع فصل ہین پانی پڑا بفضلِ خدا
مگر تہی حرص سے نشو و نماے استسقا

وفور سے ہوئی بارش بہی غیر ہنگامی
مگر سمجہتے کہان آشناے استسقا

ارادہ کرنیکے مابعد جو پڑا پانی
تو شکر کی بھی نہ سوجھی سوائے استسقا

خطر سے بہکنے کے لی پناہ مسجد مین
روا نہین نہ سہی انزوائے استسقا

یہ رویا ابر بہی تاویل مسئلہ رہا ہے
کہ پانی پانی ہوا ماجرائے استسقا

گرانی بڑہتی ہی بس جو صلے گہٹے ایسے
فرامشی مین چہپین شرط ہائے استسقا

گرانی دوسرے شہرون کے قحط سے تہی یہان
مگر سمجہ گئے لازم دعائے استسقا

اگرچہ واقعی بارش خدا کی رحمت ہے
مگر یہ قہر کی صورت ہے وائے استسقا

کہ ایکدم نہین فرصت عجب مصیبت ہے
تباہ گہر ہین غریبون کے ہائے استسقا

گناہنگار اگر ہین بہی تیرے بندے ہین
تو رحم بندون پہ کرنا خدائے استسقا

خدا کا شکر نہ کرنا بلا ہے ای پرلو
کہ رحم بڑہکے ہوا قہر وائے استسقا

زیبا غرور ہے صنم پر غرور کا
پتلا ہے سر سے پاؤن تک اللہ کے نور کا

منظور دور بین تصور ہے ہجر مین
نظارہ اوس پری کا تماشا ہے دور کا

غفلت نہو تو خواب مین دیکھے خیال مرگ
سارے چہپر کہٹ مین ہے نقشہ قبور کا

کیف شراب نغمہ سے لبریز ہے مدام
ای زہرہ وش گلا ہے کہ شیشہ بلور کا

ہو جائے آگ بہی کوئی کہائے نہ رزق غیر
روٹی تنور کی نہین حصہ تنور کا

گہر مین محل خوف ہین آتش فروزیان
روٹی کو کویلا کرے شعلہ تنور کا

ابر کرم مین ذوق مے جرم ہو گیا
آب روان حجاب ہے روئے قصور کا

پہلے یہ کہہ کے بعد او نہین خط دے نامہ بر
تسلیم ہے مزاج معلا حضور کا

بچونکی گالیون کا بہی کرتا ہے کوئی رنج
زیبا گلا نہین سخن بے شعور کا

داغ فراق شہپر پرواز ہو گئے
خالی قفس ہے مرغ دل ناصبور کا

مرنے سے کیا ڈرین یہ کہ نیکون کیواسطے
دروازہ بہشت ہے دروازہ گور کا

سرمے کی شکل حسن پرست آنکھ مین رکھین
آواز بنائے بت جو کوی سنگِ طور کا

مدت سے گوش زد جو قیامت کا شور تھا
دم بند کر دیا مرے نالے نے صور کا

مہمل کا احتمال ہو معنی شناس کو
سر توڑ دے جو سنگِ حوادث غرور کا

پھر تو یہ مہربان ہین جو کڑوے شراب سے
لیکا ہے زاہدون کو شراب طہور کا

غدار یار ہے یا سورۂ والشمس قرآن کا
ضیای حسن ہے یا نور ہے خورشید ایمان کا

شگوفہ تر بہار ای غنچہ لب ایسی ہے کلیونکی
سراپا گوشۂ گلشن ہے گوشہ تیرے دامان کا

پھرایا ہی جو منھ غصے سے تونے تو وہی ہے ضو
نظر مین پھر گیا عالم بعینہ مہر رخشان کا

ہمیشہ نیلی پیلی آنکھ مجھ پر خوش نظر ناحق
مراد آئے نہ بدبینون کی شکوہ ہو تیرقان کا

خطِ پیشانی مین تیرے نہین ہے فرق کا نکتہ
کہ تونے ایک ہی لاٹھی سے نادان لاکھ کو ہانکا

لبِ لعلین کے بوسونکا بنا قابو مزے لوٹے
غنیمت بات ہے یہ قبضہ پایا ہے بدخشان کا

بنائین بات دنیا دار کیا حیلے کی عقبی مین
وہان پیشِ خدا ماجرا مکشوف ہے یان کا

تصرف روئے رنگین پر کسی کے سال بھر سے ہے
اجارہ اس برس مین نے لیا ہے اس گلستان کا

سر مژگان شوخ مہربان سے مست ہون پھر تو
کھنچا ہے بادہ بدلے چھال کے خارِ مغیلان کا

حلقہ حبِ وفا کا وہ اقرار کر چکا
گویا تمام ظلم کا انکار کر چکا

شہباز دل ہے کاکلِ پرپیچ مین اسیر
بے دانہ دام مین وہ گرفتار کر چکا

ہے سرو رشکِ قامتِ جانان سے پابگل
آزاد کو بھی اپنا گرفتار کر چکا

ارگن کے سر سے لگ گئی جب وہ سُریلی حلق
سُر ول اوٹھا کے ساز کو بیکار کر چکا

جانبازونکی جو فوج صف آرا ہوی کبھی
نا ز تخل کے مجھکو علمدار کر چکا

پھولا جو تختۂ گلِ توصیفِ نوبہار
کاغذ کو رشکِ صفحۂ گلزار کر چکا

آہستہ وصفِ غنچۂ لب مین بہی کہول منہہ
ای کلک مدحتِ گلِ رخسار کر چکا

کچہ تو ہوا ہی کوہ و بیابان کی کہاکے دیکہہ
ای ابر سیرِ گلشن و گلزار کر چکا

بندہ عمل مین گرچہ ہے مجبور واقعی
لیکن خدا ارادے کا مختار کر چکا

مخفی نہین ہے اوس سے کوئی حالِ دل مرا
سب شعر کے ذریعے سے اظہار کر چکا

برسون مقابلے مین ششن و پنج تہا مگر
دل کو ستم شعار سے دو چار کر چکا

ترچہی نگاہ سے ہی جو دیکہا مری طرف
اچہی طرح وہ تیغ کا اک وار کر چکا

گو ملکِ یاد پور سے نسیان نگر ہے دور
پل مین خیال کا مین اوسے تار کر چکا

رخسارِ نوبہار کے غم مین ہوا ہون زار
افسوس گل کا عشق مجہے خار کر چکا

پہر تو عبث ہے دورِ فلک مین یہ آرزو
اب مہر کوئی ماہِ پُر انوار کر چکا

چشمِ بد دور سہانا ہے تمہارا جوڑا
سیٹہی نظرون سے جو دیکہا تو ہے پیارا جوڑا

ق

بیگنی چولی ہے تہ بند ہے لال امرو کا
دانی پیلی مصالح کی ہے پیارا جوڑا

لال صدری ہے یہ زرین بنارس کی غضب
خوب دلچسپ خریدار ہے سارا جوڑا

تابِ مطلق نہین بیتابِ تمنا ہم ہین
لے چکا چٹکیون مین صبر ہمارا جوڑا

پانی پانی جو بدن گرمی کی شدت سے ہوا
بنگیا آبِ روان کا ترا سارا جوڑا

دلفریبی کا یہ انداز ہے آرایش مین
بیقراری کا ہی لیتا ہے اجارا جوڑا

غیر ممکن ہے تحمل دلِ خود رفتہ سے
کرہم آغوشی کا کرتا ہے اشارا جوڑا

ابرو و چشم مین کاجل جو لگا کر دیکہا
تو نے کیا تیر کمان مین ستم آرا جوڑا

زرد جوڑے سے ہوئے زرد گلِ نافرمان
آج پانی رخِ گلشن کا اوتارا جوڑا

ہمکناری کے سوالون کو دیا صاف جواب
کر کے ای شوخ کناری سے کنارا جوڑا

بہاری ایسا تہا کہ بوجہہ اوٹھ نسکا ماشہ بہر
تول کر تیری نزاکت نے اوتارا جوڑا

دونون چڑیا تری انگیا کی نہین سرو روان
قمریون کا ہے دل آویز یہ پیارا جوڑا

خوب بہایا مجھے آنکھون مین چھپا دشمن کی
زیب تن کر دہی اید وست دو بارا جوڑا

کیا تعجب ہے ہم آغوش ہے یہ جو تجہ سے
مہ ہے تو اور چمکتا ہوا تارا جوڑا

مہربان تم ہین اگر پیر **تو** شیدا ہون مین
خوب خالق نے بنایا ہے یہ پیارا جوڑا

پامال ناز کیا کسنے کیا یار نے کیا
گردن فراز کسنے کیا یار نے کیا

انداز خودنمائی نے پردہ اوٹھا دیا
فاش اپنا راز کسنے کیا یار نے کیا

مصروف ناز ہوکے عجب اک ادا سے تہے
صرف نیاز کسنے کیا یار نے کیا

کب سے سوار ابلق ایام عیش ہون
یون یکہ تاز کسنے کیا یار نے کیا

غفلت مین شاہباز نظر کو لڑا کے شب
راحت سے باز کسنے کیا یار نے کیا

وہ بے نیاز ہے اوسے بہاتی ہے عاجزی
حکم نماز کسنے کیا یار نے کیا

کوتہ نصیبی دست درازی کا کیا گلہ
کوتہ دراز کسنے کیا یار نے کیا

محمود کو پہنسا کے محبت کے دام مین
مثل ایاز کسنے کیا یار نے کیا

دکہلا کے اپنے گیسو و رخ صبح و شام مین
بے امتیاز کسنے کیا یار نے کیا

آمیز شون کے بعد مری بر سے مثل دل
پہر احتراز کسنے کیا یار نے کیا

قمری صفت نہین ہین گرفتار طوق حرص
آزاد آز کسنے کیا یار نے کیا

تار نفس کی چہٹر مین کیا کیا نہ ٹہاٹہ ہے
قالب کو ساز کسنے کیا یار نے کیا

یون مرغ نامہ بر کے کتر ڈالے بال و پر
اوڑہنے سے باز کسنے کیا یار نے کیا

ہر روز آتے آتے اب آتا ہے گاہ گاہ
یہ طرفہ ناز کسنے کیا یار نے کیا

کچہ مہربان ہوکے ہوا پہر ستم شعار
پیر **تو** یہ ناز کسنے کیا یار نے کیا

قربان کوہکن کیطرح خود سخن ہوا
ایسا تو اِس زمانے مین شیرین دہن ہوا

دامِ بلا ہے سنبلِ زلفِ سمن عذار
رحشکدہ جو باغ تہا دار المحن ہوا

یارب تو خیر کر کہ نہو شر بپا کوئی
ہان فتنۂ زمان کا قیامت چلن ہوا

بس بس زبان سنبہالے کہو نوکِ خار سے
یہ اور ہے بہار کہ تلوا چمن ہوا

گر مہربان ہے پیر تو شیدا پر اوسکا دل
مدت کے بعد کیلئے پیمان شکن ہوا

قرار دل سے مرے چہین لیچکا چھلّا
اک اضطراب کا سرمایہ ہے ترا چھلّا

دعا سہاک کے بڑہنے کی دشمنون نے بہی دی
رہا جو پیش نظر نقش حب بنا چھلّا

یقین ہے پہر نہ چڑہین اور چھلے نظرون پر
ہماری آنکہہ سے دیکہین اگر ترا چھلّا

بنے ہین تارِ طلائی شعاع کے جہوٹے
یہ کچہ گلے مین ہے پر نور مہ لقا چھلّا

گلو سے روشن خورشید وش ہین ای پیر تو
ہین پاتا ہون نہین محتاج جگنو کا چھلّا

قدیم دوست کی صورت گلے ملا چھلّا
اجی یہ ایسا کہان کا تہا آشنا چھلّا

دمک سے رنگ طلائی کی یہ چمکتا ہے
رہا جڑاؤ کے چھلے سا سونے کا چھلّا

یہ سچ ہے تو ہے خداوند نعمتِ عاشق
ہے دو طرف دو سوسن سے پُر ترا چھلّا

بیاض منتخبات ثنائے حسن گلو
یہ ہے گرہ طلب اک مصرع اوسمین یا چھلّا

گئی ہے موتی کے پہونکی تاب ای پیر تو
منور ایسا ہے اوس مہربان کا چھلّا

خطِ شمع رو جب نمودار ہوگا
شبستانِ عالم دہوان دہار ہوگا

بُرے وقت مین جو مددگار ہوگا
وہی یار ہوگا وہی یار ہوگا

اگر وصل سے تجہکو انکار ہوگا
مری بیقراری کا اقرار ہوگا

وہی اس زمانے مین ہشیار ہوگا
جو مکار طرار عیار ہوگا

جو بھولا کہ اسقدر صاف دل ہے
وہ مشہور دیوانہ بیکار ہوگا

شش و پنج کیپ چھکے چھٹنے مین اوسکے
جو اک آن ظالم سے دوچار ہوگا

جدا ہو جو اس چاند مین کوئی بیمہر
ہلالِ فلک مجھکو تلوار ہوگا

اگر انقلابِ فلک رنگ لائے
ہر اک خار گل اور گل خار ہوگا

یہان کا اگر حسن چندے ہو مشہور
تو مدراس بھی شہر فرخار ہوگا

کہان نافۂ مشک ختن کا کہان زلف
خبردار اے دل خطا وار ہوگا

جو بولیگا اوس رخ کو بے مشابہ
وہ اندھا سزا کے سزاوار ہوگا

کریگا جو بیدردِ انصاف کا خون
وہ قاتل وہین قابل دار ہوگا

اگر جان دیگا تو زلفون پر اے دل
بلاؤن مین ناحق گرفتار ہوگا

بری صحبتون مین گھڑی بھر جو بیٹھے
وہ کتنا ہی ہو نیک بدکار ہوگا

مین پرتو ہون اوسکا مرا مہر ہے وہ
کسی روز مجھ سے نہ بیزار ہوگا

قلقل شیشۂ مے نغمۂ مستان ہوگا
آج ساقی جو گلستان مین خرامان ہوگا

اونکا دیوانہ نہ کیونکر دلِ انسان ہوگا
سایۂ جن زلفون کا پریون کو بھی ایجان ہوگا

دل پر داغ تری زلف مین شادان ہوگا
مرا طاؤس اب اس ابر مین رقصان ہوگا

اس پریشان طبیعت کا جو سایہ بھی پڑے
بال بال آپکی زلفون کا پریشان ہوگا

گرمیٔ ہجر نہین کم تپِ محرق سے طبیب
رفتہ رفتہ دل بیمار کو ہذیان ہوگا

اے پریزاد قدم رنجہ کرے تو جو کبھی
ترے دیوانے کا گھر رشکِ پرستان ہوگا

ہاے اس اولٹی سمجھ پر پڑے پتھر اے دل
سر بھی پھوڑین نہ وہ ظلمون سے پشیمان ہوگا

صاف دیوار پر اک قہقہہ دیوار بنے
وہ پری آئے تو گھر میرا پرستان ہوگا

مہربان کا مرے رخسارِ صفا پر پرتو
دیکھ لے آئینہ مہر تو حیران ہو گا

جب ترک شوخ چشم سے دوچار ہو گیا — تیر نگاہ دل سے مرے پار ہو گیا
افسوس مجھکو عشق کا آزار ہو گیا — بیٹھے بٹھائے مفت مین بیمار ہو گیا
توڑا جو ارتباط بھی توٹا نہ ربطِ جنس — مین زار ہو گیا تو وہ بیزار ہو گیا
دیوانی بنکے پڑ گئی ہین زیر سایہ سب — پریون کو تیرا سایۂ دیوار ہو گیا
وہ گلعذار کرنے لگا ہم سے اب خلش — گل جسکو جانتے تھے وہی خار ہو گیا
نور آگیا ترا رخِ پر نور دیکھکر — ای گل علاجِ نرگسِ بیمار ہو گیا
بلبل ہزار جان سے قربان ہو گئی — وہ گل جو آج داخلِ گلزار ہو گیا
ہندوی زلف کلمہ ترے رخ کا پڑھ چکا — چمکے نصیب روسیہ دیندار ہو گیا
بیمار ای پری ہے ترے عشق کا مکان — فرشِ زمین سایۂ دیوار ہو گیا

پرتو وہ مہر بام پر اپنے جہان چڑھا
ہے نور صاف ماہ پر انوار ہو گیا

خدا کی مہر سے معشوق مہ لقا پایا — تمام رات ملاقات کا مزا پایا
ختن کے مشک کی بو بیچتا ہے زلفو نمین — یمن کے لعل سے بھی رنگ لب سوا پایا
یقین ہے کہ ترا خال رخ ہے دلکی دوا — جہان کہ پایا اوسے حب دلکشا پایا
وہ شاہ حسن ہوا جسپہ ترا سایہ پڑا — ہمائے اوجِ سعادت تجھے سدا پایا
تو حور ہے ترا گھر خلد ہے مرے نزدیک — بہارِ باغ ارم کا یہان مزا پایا

نگاہ پرتو شیدا کا نور ہے تو ہی
یہان جب تجھے مہ و خورشید سے سوا پایا

ہمقافیہ برغزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

بے کینہ ہے وہ صاف یہ کینا نہین اچھا
اوس سینے سے آئینہ کا سینا نہین اچھا

ہے عشق کی گرمی مین عرق ضعف کا باعث
یہ تپ وہ ہے جسمین کہ پسینا نہین اچھا

دو آنکھہ مین ڈھیرے کی نہین ایک کی قیمت
ان دونون مین ہان ایک نگینا نہین اچھا

آنکھون مین تعصب کی ہے سرسبزی کی تصویر
حاسد ترے ساغر پہ یہ مینا نہین اچھا

ہو جاے اگر دامنِ مقصود پر اس مین
کیا سال مین خالی کا مہینا نہین اچھا

دانست کے ہوساتھہ جو بینائی برا کیا
ہان ٹھیک ہے نادان جو ہو بینا نہین اچھا

غم کہاتے ہین خون پیتے ہین عشاق شب و روز
کھانا نہین اچھا کہ یہ پینا نہین اچھا

ہے ساغر و مینا پہ ترا عکسِ خطِ سبز
ساقی تری کس حیز کا مینا نہین اچھا

اچھا ہے کہ مرتے ہین ترے واسطے عاشق
بے یار اگر ہو تو وہ جینا نہین اچھا

ہین خوب بہم عشقِ حقیقی و مجازی
ایوان نہین اچھا کہ یہ زینا نہین اچھا

ہان سیر اگر چاہیئے یان بحر و زمین کی
جز دفترِ اشعار سفینا نہین اچھا

ناسخ کی طرح رہنے کو پر لقو مرے کہئے
کمتر نہین کہ مدینا نہیں اچھا

ہمقافیہ بر غزل جناب شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

دیکھکر عریانی تن پیرہن یاد آگیا
روح کو بعدِ فنا میرا بدن یاد آگیا

اس پریشان کو سفر مین بھی وطن یاد آگیا
سنبل گلزار پیرا کو چمن یاد آگیا

کھودتا ہے نام یہ تو وہ مٹاتا ہے نشان
مہر کن کو دیکھتے ہی گورکن یاد آگیا

خود فراموشی ہجرِ یار ہے وجہِ جنون
دیکھہ کر گل کی قبا کو پیرہن یاد آگیا

لفظ ہر اک ہے سیاہی سیہ پوشِ فراق
دیکھتے ہی بیت کو بیت الحزن یاد آگیا

دل مرا کڑدا ہوا ہے طرح اپنی جان سے
بیٹھے بیٹھے جب کوئی شیرین دہن یاد آگیا

سنتے ہی ایامِ فرقت مین صدا ناقوس کی
دلکو میرے کوئی طفلِ برہمن یاد آگیا

عرصۂ دل مین جو فوج غم صف آرا ہو گئی
بے تحاشا ایک ترک صف شکن یاد آگیا

ہجر مین دیکھا چھپرکھٹ کو تو یاد آیا مزار
دور چادر دیکھکر مجھکو کفن یاد آگیا

باغ مین بے یار دیکھی قامت شمشاد جب
دفعتاً سرو روان کا بانکپن یاد آگیا

گوشۂ صحرا مین چلّانے لگا مین ای جنون
جب کوئی ابرو کمان ناوک فگن یاد آگیا

باولی اس لہر مین کب ہے فقط جان عزیز
لوٹ ہے دل بھی کہ وہ چاہ ذقن یاد آگیا

کان سہتے ہو گئے ہین گفتگوے دہر سے
مجھکو جب وہ شاہد شیرین سخن یاد آگیا

مین نے پھر دیکھے نئے انداز تیرے ظلم کے
بیطرح ای شوخ پھر چرخ کہن یاد آگیا

دیکھہ کر شیرین ادا کو یاد شیرین آگئی
سخت جان پیرلتو کو دیکھا کوہکن یاد آگیا

تری ہی گانے کی لے مین وہ سر دھنتا پڑا ہو گا
تری آواز سے جس ساز کا سر کچھ ملا ہو گا

گلا اوس سے شکستِ دل کا اپنے ناروا ہو گا
لکھا قسمت کا جب خط شکستہ مین لکھا ہو گا

کرے نالہ در دولت پہ گریہ بینوا تیرا
تو اوسکا نام بھی مشہور عالم با نوا ہو گا

اگر غصے سے ہو گا آگ وہ شوخ پری پیکر
تو جن کے سامنے ہو گا بس اونکا دم ہوا ہو گا

اوڑا کر آشیان تک بوی گل جب لائیگی ہمرہ
نقاہت مین سر بلبل پر احسان صبا ہو گا

مثل مشہور ہے یہ چور کی داڑھی مین بس تنکا
ملامت سے چڑھیگا جو کوئی بیشک کیا ہو گا

خدا جس بندے کے پلّے پہ ہو وہ ایک بت تو کیا
بگڑ جائے خدائی بھی اگر تو اوسکا کیا ہو گا

اوٹھائیگا قیامت یہ پڑیگا جس جگہہ ظالم
بلا کے پتلے کا سایہ سراپا خود بلا ہو گا

ہوا ٹھنڈی ہے کچھ کچھ بوندیان بھی تو برستی ہین
لے پیرلتو جو آج اوس مہربان سے تو مزا ہو گا

خدا کے فضل سے شر مٹ گیا فساد گیا
اگر فسادی پہ جو کچھ تھا اعتماد گیا

زمین کے تحت سے آخر اوتر کے دود منیہ
جہان سے آیا گدا بن کے دان عباد گیا

عدم سے ہستی مین انسان فریب شیطان سے
مراد پانے کو آیا پر نامراد گیا

تری گلی مین ترا مبتلا سے بدقسمت
ہوائے دید مین شاد آیا نامراد گیا

شرابی پیر مغان سے بدل گئے جو مدی
جو پیر پر تہا مریدون کو اعتقاد گیا

شب فراق سے جمنا بہا ہے گنگا مین
غضب بتون کی شرارت سے اتحاد گیا

فراغت آتے ہی اخلاص آگیا فی الفور
غرور بغض حسد کینہ شر عناد گیا

کچہ انقلاب فلک سے نہ انقلاب آیا
ق نہ رنج و عیش کا زنہار اتحاد گیا

جہان مین کوئی شاد آیا اور گیا ناشاد
نصیب سے کوئی ناشاد آیا شاد گیا

یقین جانو کہ قدر اوسکی کم ہوئی پرتو
جو دوست دوست کے گھر مہربان زیادہ گیا

دو چار کوئی غیرت گلزار کیا ہوا
پوچھو علاج نرگس بیمار کیا ہوا

جوبن کا اوسکے مول دل زار کیا ہوا
جان بیچکر ہوا ہی خریدار کیا ہوا

اک بادبان کشتئ روح روان پہ تیر
بیڑا ہے پار سینہ سے یہ پار کیا ہوا

روز الست مستی یہ کیسی غضب کی تہی
اب یاد بہی نہین ہے کہ اقرار کیا ہوا

ہے ہے ستم سے ہاتھ اوٹھایا ہے کس لئے
بیٹھے بٹھائے تجھکو ستمگار کیا ہوا

زاہد اولجھہ نہ پیچ مین دنیا کی زلف کے
کیون یون بہاگ گیا تجھے دیندار کیا ہوا

ای ہمدمو نہ لائے ابہی تنگ اوسے بیان
جو زعم کل تہا آج کہو یار کیا ہوا

خاموش کیون ہے وصل کی شب اسقدر بتا
ہان تجھکو آج ای لب اظہار کیا ہوا

ای شیخ بت کو کوئی خدا مانتا بہی ہے
کیون جہوٹی بحث کرتے ہو بیکار کیا ہوا

شاید کہ حسن شمع رخان تجہ سے بجھ گیا
عالم مین کس لئے ہے دہوان دہار کیا ہوا

پرتو کا مہر بام پر آیا جو صبحدم
ای چرخ تیرا ماہ پر انوار کیا ہوا

آنکھوں مین ہے جو نورِ نظر احمد النساؑ — سینے مین بھی ہے لختِ جگر احمد النسا
دونوںکی تندرستی سے صحت مری بھی ہے — دل قدرت احمد اور جگر احمد النسا
اسکی ہنسی مین خندۂ گل کی بہار ہے — باغِ جہان مین ہے گل تر احمد النسا
ذرات اسکے نور سے آنکھوں کو نور ہے — مجھکو ہے رشکِ مہر و قمر احمد النسا
طالب کی آنکھ کو لب و دندان کے لطف سے — کیا بخشتی ہے لعل و گہر احمد النسا
گلہاے نقشِ پا سے زمین گلز مین بنی — چلتی ہے پاؤں پاؤں جدھر احمد النسا
درگاہ مین مجیب کی میری دعا ہے یہ — دو چار ہی ہو آٹھ پہر احمد النسا
افضالِ باغبانِ گلستانِ دہر سے — نخلِ حیات کا ہے ثمر احمد النسا
میٹھی ہے بات بات زیادہ نبات سے — ہونٹوں سے گھولتی ہے شکر احمد النسا
اسکے سوا عرض نہین خورشید و ماہ سے — ہو پیشِ چشم شام و سحر احمد النسا
یہ مقتضا ہے اسکے لڑکپن کا واقعی — کیا فکر ہے شریر اگر احمد النسا
پتلی کی طرح پھرتی ہے شکل اسکی رات دن — آنکھوں مین کرکے بیٹھی ہے گھر احمد النسا
اسکی بہار ہے سببِ انبساطِ دل — باغِ نشاط کا ہے شجر احمد النسا
یہ گود مین جو آئی تو جان آئی جان مین — ہان واقعی ہے جانِ پدر احمد النسا
کرتی ہے ایسی ایسی مزیدار حرکتین — ہر دل عزیز ہے یہ مگر احمد النسا

اللہ مہربان ہے پرتو ہزار شکر
ہے زندگی مین نورِ بصر احمد النسا

سرمایۂ نشاط ہے کیا حامد النسا — ہنس کہہ بفضلِ رب ہے سدا حامد النسا
ہے روح قدرت احمد و ہر دو ہین لختِ دل — یا احمد النسا رہے یا حامد النسا
یہ بھی اگر بحال ہے مین بھی بحال ہون — بے حظ ہون بدمزہ ہی ذرا حامد النسا
حرکت ہی دلفریب ہراک دور چشمِ بد — دل سکا لیتی ہے بخدا حامد النسا

گو بے زبان ہے دیتی ہے چٹکا زبان مدام
گھوڑے کا شوق رکھتی ہے کیا حامد النسا

کیسا لپک کے گود مین ہر اک کی آتی ہے
ہر دل عزیز ہوتی ہے کیا حامد النسا

دل روندتی ہے دیکھنے والون کے ہر قدم
چلتی ہے گھٹنیون جو ذرا حامد النسا

اِس طفل شیر خوار کو برکت کیواسطے
نام اپنی مان کا مین نے رکھا حامد النسا

آتی ہے بات ایک ہی عورت کو مرد کو
بس بی پکارتی ہے سدا حامد النسا

پرتو ہزار شکر مین دل باغ باغ ہے
دوچار ہو گئی جو ذرا حامد النسا

جب تنگ مرے آغوش مین لبریز نہین آتا
واللہ کوئی مطلب دل بر نہین آتا

کب شرم سے مہر ابر کے اندر نہین آتا
کس روز سحر گاہ وہ باہر نہین آتا

ہاتی واقعی دلچسپ ہے وہ شہر کچھ ایسا
کوئی عدم آباد کو جا کر نہین آتا

اِس سخت مزاجی سے تو میدانِ طلب مین
کچھ ہاتھ بجز خاک کے پتھر نہین آتا

اوس شاہ حسینان کی بھی کیا بات ہے اے دل
کب کنجفے مین تاج سے وہ سر نہین آتا

تاثیر محبت سے ہے تقدیر ادھوری
اتنا ہی ہے رہ پرتو برابر نہین آتا

اقبال زیادہ نرہا چار پہر سے
کس روز یہان خسرو خاور نہین آتا

غش کرنیسے مقصود نہین حسن ہے گا عجب
کیا صفرے کی حدت سے بھی چکر نہین آتا

قابو تو میسر مجھے آتے ہین ہزار دن
پر وصل کا قابو ہی میسر نہین آتا

وہ بھول کے بھی ہاے کسی روز کوئی دم
وہ خانہ بر انداز مرے گھر نہین آتا

تو مہر سے بھی خیر زمین پر نہ اوتر آ
پرتو جو ہے وہ چوتھے فلک پر نہین آتا

دل کو ہمارے دھیان ہے اک نوجوان کا
تصدیع مین خیال ہے آرام جان کا

تیر نگہ چلاتے ہین چلمن سے متصل
خانہ خراب گوشہ ہے گوشہ کمان کا

جسکی ثنا مین لال قلم کی زبان ہے
وہ شوخ رنگ ہے تری انگیا کے پان کا

کس کس طرح سے مجکو وہ زد در آزماتے ہین
اچھا طریق ہے یہ مرے امتحان کا

جو نیک بخت ہیں وہ تمنا میں رہتے ہیں
آتا ہے باعث برکت مہمان کا

ارمان سرخ روئی کا اظہار صاف ہے
لپکا جو خوب ہے تری انگیا کو پان کا

لاریب بادشاہی سزاوار ہے تجھے
تیرا فقیر شاہ ہے دونوں جہان کا

عاشق ہزار ڈھونڈھ رہے ہیں پتا نہیں
عالم ترے مکان میں ہے لامکان کا

دی جسنے جان نان نہ دیگا وہ یہ غلط
خالق کریگا بندے کو محتاج نان کا

پرتو کی التجا ہے یہی رات دن خدا
دل اور مہربان ہو اوس مہربان کا

غزل در صنعت الفاظ بے نقط تخلص پرتو کے عوض عکس ہے

اوس حور کا گال گل ارم کا
کاکل اک سلسلہ کرم کا

آلام کو درد سر ددم کا
عسکر کو ہوا الم علم کا

دم کو دل کا ہوا سہارا
دل کو ہوا اور سہارا دم کا

دمکا کر ہمکو واہ حاصل
دمکا دمکا عدو کو دمکا

ہو وصل کا حال کسکو معلوم
وہ دور ہو گر ارادہ ہم کا

ہر ہر کا دل ہو عدل کا گھر
اک صدر وہ محکمہ حکم کا

دکھلا دکھلا کمال دکھلا
اسرار کمر رہ عدم کا

مر کر ہو رہا اگر رہا ہو
ہر اک کو وہ دام ہو درم کا

ہر اک کو لگاؤ مکر کا دار
ہر حال ہو حال آمد وعم کا

وہ مہر ہو دور اگر سحر گاہ
ہو عکس طلوع مہر الم کا

ہمقافیہ بر غزل مرزا داغ دہلوی

جانتا ہوں کہ ہے یہ کیا مطلب
دل کا دل صاف بن گیا مطلب

عاشق زار کی زبان سے آج
رنگ رخ کی طرح اوڑ گیا مطلب

مجھے مطلوب ایک تو ہی تو
دوسرو نکا ہے دوسرا مطلب

بادہ خواروں سے زاہد و شرماؤ
آپ ہی آپ آپ کا مطلب

دلکو لیکر بھی جانتا ہی نہیں
ابھی وہ جانستان مرا مطلب

بندش اونکے دہن کی واہ ری واہ
نہ کھلا ایک مدعا مطلب

آسمان ہے وہ کہنہ گرگ کہ ہے
اسکی ہر چال مین نیا مطلب

دشمنون کا تو مدعا نکلا
گر نکلتا نہین مرا مطلب

کسی جا کے نہین ہین یہ محتاج
پر دری کا ہے جا بجا مطلب

حسن یا عشق مطلبی دونون
ترکِ مطلب ہے یار کا مطلب

کیا کہون پوچھتے ہین کیون احباب
دل نے مجھ سے ہی کب کہا مطلب

کام کر ہی چکی ہے استغنا
بیغرض مجھ سے ہوگیا مطلب

صاف کلکِ ازل نے ہر اک کا
لوحِ سیما مین لکھدیا مطلب

وضع کو پردہ ہوگیا منظور
دل کے دل ہی مین رہگیا مطلب

اپنے مطلب کے سب ہین ای پرتو
مجھے کوئی نہ دے خدا مطلب

ہمقافیہ بر غزل خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

گل ہوا اوس شمع کے آگے چراغ آفتاب
وصل کی شب ہے بہار آرا دماغِ آفتاب

زلف کی دہن جب ہوی آخر تبارخ کا لگا
ایک شب مین جیسے ملتا ہے سراغ آفتاب

شامِ وصلِ یار ہے صبحِ امید عاشقانہ
شمع اس محفل کی ہر اک ہے چراغ آفتاب

ایکدن مانند جام و شیشہ چکنا چور ہین
ساغرِ مہ شیشۂ گردون ایاغ آفتاب

انقلابِ آسمان کیا تفرقہ انداز ہے
رات مین ہوتا نہین روشن چراغ آفتاب

تیرے باغِ حسن سے تشبیہ دے کیسا کوی
ایکدن کامل نہین ہے فصلِ باغ آفتاب

ہجر کی شب آئے طالع سے کہین وہ مہربان
اپنی شب مین چاہئے ایسا چراغ آفتاب

مثلِ زنجیرِ طلائی ہے کرن کی قید مین
غیر ممکن دیکھتا ہون مین فراغِ آفتاب

کیا فرشتون کو ہی اکل و شرب اب درکار ہے
آسمان پر گرم رہتا ہے اوجاغ آفتاب

رنج دنیا کا نہین رہتا کوی پرتو مدام

دل سے گردون کے بہی مٹ جائیگا داغِ آفتاب

ہمقافیہ برغزل حکیم سید ضامن علیصاحب جلال لکہنوی

آخر اکدن جا ملیگا حور سے فرقت نصیب
یاد کرکے تم ہی بولینگے اسے جنت نصیب

انقلابِ آسمان سے عیش کی حسرت فضول
شوقین راحت کے ہوتی ہے کوئی آفت نصیب

سوتے ہین منعم تو کہتے ہین کہ ہین آرام مین
کیا یہان ہے غافلون کیواسطے راحت نصیب

خاکساری کیمیا ہے دولتِ دارین ہے
اہلِ دولت کو نہین ہوتی ہے یہ دولت نصیب

آرزو نکلیگی اکدم مین یہ ہر دم کی خلش
کیا مزے پاتے ہین تیرے بسمل حسرت نصیب

دلمین ہے سوزِ درون لب پر ہے آہِ آتشین
سر بسر آتش کا پرکالہ ہے یہ آفت نصیب

ہر در پہرتے ہین کسکی جستجو مین راتدن
دونون کے دونون ہین گویا عاشقِ فرقت نصیب

حد سے بڑہکر آرزو اعزاز کی نادان نہ کر
خواہشِ عزت مین ہوجائے نہ کچہ ذلت نصیب

کہل گئین آنکہین جو دیکہا اس دلِ حیران کو آج
جانتا تہا آئینہ اک آپکو حیرت نصیب

جسقدر ہے جوشِ وحشت کا مری آنکہونمین یار
آہوؤنکو بہی نہین ہے اسقدر وحشت نصیب

مہربان اکدم جدا ہوگا نہین **پرتو** کبہی
دل گیا تجہ سے اگر یہ عاشقِ فرقت نصیب

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

وصل مین ہم جو کرین بزمِ شراب آخرِ شب
دل پر شیخ و موذن ہو کباب آخرِ شب

نیند سے اوٹھ کے موذن جو یہ چلاتے ہین
کچہ توان بندون پہ ہوتا ہی عذاب آخرِ شب

غافل انسان سے حیوان کہین اچہے ہین
مرغ کہتے ہین کہ ملتا ہی ثواب آخرِ شب

رات بہر ہجر مین بیدار رہا آفت سے
اوٹہ گئی دل سے مصیبت کی ہی تاب آخرِ شب

اشک پیتا ہے بُرا صبح شبِ وصل مدام
کہتے ہین باعثِ تحریک ہے آب آخرِ شب

گذرا غفلت مین شباب آنکہ کہلی کہلی مین
شام کے سوئے ہوئے کو نہین خواب آخرِ شب

رات بہر ہمنے گئے صبح کے رہنے کے سوال
اوٹھ کے پہلو سے دیا اوسنے جواب آخر شب

ایک شب باغ مین رویا جو کسی گل کے لئے
بلبلون کے ہوئے اجسام حباب آخر شب

بیوفا رات کی صورت ہے دن کو بہی آج
گل کے مانند برس جاے سحاب آخر شب

اوڑ کے گرتے ہین عدو آگ بہبوکا ہو کر
پیر لو اب وصل مین ہین تیر شہاب آخر شب

دل پہ تیر نگہہ ناز چلانا کیا خوب
چشم بد دور یہ تیر اور یہ لگانا کیا خوب

ہونٹھ پر پان کا لاکہا تو جما کر دم بہر
یون ہزارون کا غضب خون بہانا کیا خوب

تا سحر شعلۂ رخسار کی دوری سے مجہے
مہربان شمع کے مانند جلانا کیا خوب

مرے نغمے کو سمجہتا ہے گل اندام صبا
چمن دہر مین بلبل کا ترانا کیا خوب

ہم سے بار شب اندوہ یہ اوٹہوا کے غضب
بے سبب مفت ترا غصے مین آنا کیا خوب

واہ شوخی کہ مزے لوٹ رہی ہے مہندی
گورے ہاتہو نمین ترے رنگ جمانا کیا خوب

صورت طبع حسینان تلون سیرت
ہر گہڑی رنگ بدلتا ہے زمانا کیا خوب

ہر بُن مو ہو زبان تو بہی نہو لطف بیان
زلف کے پیچ مین ای دل ترا آنا کیا خوب

چودہوین صدی کی ہر بات ہی اولٹی ہے فلک
دل پیر لو کسی بے مہر پر آنا کیا خوب

رنگ ہولی کا یہ ہولی مین جمانا کیا خوب
گانا کیا خوب ترا اور بجانا کیا خوب

وجد سے گرد ترے پہر کے گلے کی صورت
بول اوٹھا نغمہ کہ صدقے مین یہ گانا کیا خوب

ساز کے سُر سے ترا تار بہم کے مانند
بے کم و بیش یہ آواز ملانا کیا خوب

پردۂ ساز سے سُر عیب سے نکلا نہ کوئی
ترا انداز تری طرز نبہانا کیا خوب

آگیا شرم سے ہر ساز کے سُر مین پردہ
صاف بے کہٹکے ترا تان لگانا کیا خوب

جب دو گن چال ہوئی ڈہول کی ہی حشر بپا
اپنی انگلی کی روش لے کو نچانا کیا خوب

واسطے کو ٹہوکا ہین بیکسی کو ثواب

جب کھلا صاف کیا سب گلے کاٹ دئے / تیغ کی آب تری حلق کا پانا لیا خوب

یاد آیا جو ترا نغمہ کوئی ای گل تر / کیا بلبل نے فراموش ترانا کیا خوب

کھینچکر سُر لبِ جان بخش سے دم بھر مین ترا / مو بہو راگ کی تصویر دکھانا کیا خوب

صاحبِ فہم ہے تو طرز تری لونڈی ہے / ہر غزل ٹھمری کو ہر طرز مین گانا کیا خوب

کونسی چیز ترے منھ سے نہین بنتی ہے / بولیان چھند غزل ٹھمری ترانا کیا خوب

رشک کا زہر ہر اک زہرہ جبین کھاتا ہے / سم پر انداز سے گردن کا ہلانا کیا خوب

کیون شہنشاہ نہ مانین تجھے اربابِ طرب / لبِ جان بخش سے بنتا ہے شہانا کیا خوب

ترے دم سے تو ہے دمسازیٔ بزمِ عشرت / چٹکیان لیتے ہوئے ٹھاٹھ سے گانا کیا خوب

تانسین آگے ترے کان پکڑتے پیار سے / تان مین صاف ہر اک سر کا دکھانا کیا خوب

مہربان کیون نہ پھر آشفتہ ہو تیرا پیرو / ہر طرح سے دلِ عاشق کو لبھانا کیا خوب

خنجرون مین جب نہین قاتل کے خنجر کا جواب / پھر سرون مین خاک میرے بھرے سر کا جواب

ابر تیرے مبتلا کے دیدۂ تر کا جواب / برق تیرے سوختہ کی جانِ مضطر کا جواب

جانکو سنتے ہی سنتے دیچکا چر کا جواب / اوسنے دم بھر مین دیا کیا زندگی بھر کا جواب

خنجر ابروی قاتل ہے جو خنجر کا جواب / نشترِ مژگان بھی ہے خونریز نشتر کا جواب

تیز رو ہین توسنِ عمر ابلقِ لیل و نہار / دونون گھوڑے اک کا اک ہے کیا برابر کا جواب

مطلع ابرو کے ہر مصرع پہ ہے اک صادِ چشم / مصرعِ اول ہے ثانی کے برابر کا جواب

کچھ مکانِ یار کی بندش کی ہے ایسی طرح / بر محل دیوار کی دیوار در در کا جواب

ہم دہانِ زخم سے دیتے ہین قاتل دمبدم / سب سوالاتِ زبانِ تیغ و خنجر کا جواب

خامشی آدھی رضامندی مثل مشہور ہے / سر جھکانا ہے سوالِ وصلِ دلبر کا جواب

جامہ زیبی تنگ ہو کر بت بنی اللہ کی خیر / چولیون کے گوٹے کو دیتا نہین شہر کا جواب

رات دن چکر پہ چکر لاکھ مارے آسمان — دے نہ میرے بخت بد کے ایک چکر کا جواب

ہر قدم پر فرش جب گھر مین ترے اسکا رہے — سنگ مرمر کے نہو ہر سنگ مرمر کا جواب

بے شعورون کے سوالون پر خموشی خوب ہے — دے نہین سکتا کوئی اطفال کے چہر کا جواب

وہ جو ادنی ہے سو ہے اور وہ جو اعلی ہے سو ہے — حسن اختر کب ہو حسن ماہ انور کا جواب

احتراز انسان بے تہذیب حرکت سے کرے — آدمی بنکر نہو زنہار بندر کا جواب

کہتی جاتی ہے زبان موج خرام نازکی — بحر ہستی مین نہین ہے اوسکی ٹھوکر کا جواب

ظاہری تشبیہ کچھ اور باطنی تشبیہ اور — کوئی گھوڑا ہو نہین سکتا کبھی خر کا جواب

خاک سناٹے سے گلگون صبا کے بن پڑے — شہسوار ناز کے توسن کے فرفر کا جواب

اسکی صورت اوسکا معنی بھی سمجھ پڑتا نہین — آخر اوسکا خط ہے تحریر مقدر کا جواب

ہو گئی روشن عذار مہربان سے شمع دل — شمع رخ گویا ہے شمع مہر انور کا جواب

شیشۂ دل ہمنے چشم مست جانان کو دیا — تھا یہی گویا لب خاموش ساغر کا جواب

دیکھتے ہی خود وہ بس لوٹن کبوتر ہو گیا — اس سے بہتر کون تھا لوٹن کبوتر کا جواب

ہر طرح ہمجنس ہی ہمجنس سے مانوس ہے — گھوڑا گھوڑے کا ہے اور خچر بھی خچر کا جواب

خانۂ تن دیکھہ حیران کار ہین آدہے سے کم — کب کوئی بارہ دری ہے تیر ششدر کا جواب

خشک مصرع ماہ نو کا ہو نہین سکتا کبھی
مطلق ای **سپر تو** ہمارے مصرع تر کا جواب

دم مارتے ہی ہون کہ بڑے تیغ زن ہین آپ — تیر نظر چلاؤ کہ ناوک فگن ہین آپ

واعظ نہ گل کھلائے کوئی تازہ یہ بیان — ہان جانتا ہون باغ ارم کے چمن ہین آپ

ای یار جب یقین ہو کہ مین بھی نہال ہون — مانا سبھی کہ نخل گل و یاسمن ہین آپ

گل کیا کہ مین ہزار مین بولون پکار کر — ای صدر بزم رونق صد انجمن ہین آپ

دو زلف عنبرین ہین مری بات پر گواہ — ہندوستان مین نافۂ مشک ختن ہین آپ

کج فہمی سے کہین منفعلی سمجھ نہ جائے — کس منہ سے مین کہون اونہین پر مکرو فن ہین آپ

دیتے ہو روز رنج جدائی کا وصل مین — حقا کہ میرے حق مین مجسم محن ہین آپ

آجاتے ہین ادہر تو چمکتے ہین بخت عیش — میرے لئے ستارۂ صبح وطن ہین آپ

پہر آگے چل کے کیا ہو طریق جفا کہ یار — نو مشقی مین تو غیرت چرخ کہن ہین آپ

قایم رکہے جہان مین اللہ دیر گاہ
پرتو چراغ محفل شعر و سخن ہین آپ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

شب مین کون آتا ہی کیا ہیجہ کیون نہین آتی ہیجہ دہوپ — رعب سے کس کے سحر تک ڈرکے چہپ جاتی ہیجہ دہوپ

ہجر کے ایام مین ڈر بارش گریہ کا ہے — تیز کل سے آج کچہ مجکو نظر آتی ہے دہوپ

ای پری اس سوختہ جان پر تر پڑتی ہے جب — گر مجوشی مجہ سے کرکے آپ جلجاتی ہے دہوپ

چڑہتی ہے آہستہ آہستہ تری دیوار پر — مہربان کیا رفتہ رفتہ پاؤن پہیلاتی ہیجہ دہوپ

ایکمدت رو کے اوس خورشید کو دیکہا بہ شوق — بعد جب برسا کے پڑتی ہے تو بہاتی ہیجہ دہوپ

وہ زمانہ بہی تہا زیر آسمان آتے نہ تہے — یہ بہی دن آئے کہ تمکو دیکہنے پاتی ہیجہ دہوپ

ابر کے دامن مین چہپ چہپ کر نکلتی ہے یہ کیون — آج کس کے روبرو آنے کو شرماتی ہے دہوپ

شوق ہے کس مہر کے پامال ہونے کا اسے — کیون زمین پر آسمان سے آکے بڑہجاتی ہیجہ دہوپ

عاشق ہیجہ مہر وبان کا دل جلتا ہے روز — آگ برسانے فقط سورج کے ساتہہ آتی ہیجہ دہوپ

ذکو ہاتہہ آتے نہین کا فرستان مہ جمال — یا خدا ٹہہر ٹہرین ہر روز ترساتی ہیجہ دہوپ

کان کی بجلی چمکتی ہے تمہارے نور سے — ورنہ کب ای مہربان بجلی کو چمکاتی ہیجہ دہوپ

وہ حرارت سے ہوا لیتے ہین اپنے ہونٹہ کی — گرم ہو کر آج کیا ٹہنڈی ہوا کہاتی ہیجہ دہوپ

اک غم فرقت کی گرمی دوسری گرمی کی فصل — کیا حرارت جان پر عشاق کی لاتی ہیجہ دہوپ

بے حجابانہ جو کہلتے ہین ترے بند قبا — ابر کے سینے مین ڈک کر بند ہوجاتی ہیجہ دہوپ

جبکہ چڑھتی ہے سر دیوانے کی دیوار پر
ای پری سایہ کی صورت کب اتر آتی ہے دھوپ

معکر مارا ہے نورِ عارضِ پرنور سے
کیا نگوڑی تیرے گھر میں آکے پچھتاتی ہے دھوپ

دیکھتی ہے جب تری انگیا کی ظالم دھوپ چھاؤں
ابر کے دامن میں چھپکر چھاؤں بنجاتی ہے دھوپ

آہ سوزاں سے ہے پر لو گھر مرا آتشکدہ
جب یہاں آتی ہے جڑکے خوب ہی پاتی ہے دھوپ

یہ بارشِ یونان ہے کہ اس سال کی برسات
نوح کا طوفان ہے کہ اس سال کی برسات

جی کھونیکا سامان ہے کہ اس سال کی برسات
بس جانوں کا نقصان ہے کہ اس سالکی برسات

باقی نہ رہا فرق بھی خشکی و تری کا
یہ گردشِ دوران ہے کہ اس سالکی برسات

گھر گر کے گرانے لگے بس خانۂ تن کو
اموات کا باران ہے کہ اس سالکی برسات

لہرانے لگی ڈوب کے مرجانے کی حالت
جوشِ یم عصیان ہے کہ اس سالکی برسات

سب آبرو والے ہی دستونکی ہے زاری
بے فصل کا نیسان ہے کہ اس سالکی برسات

برسات سے افسوس برستی ہے گرانی
محتاجی کا طوفان ہے کہ اس سالکی برسات

تاثیر تر و تازہ ہے بیہودہ دعا کی
نادانی ہی نالان ہے کہ اس سالکی برسات

نعمت کا ہی کفران غضب اک سخت بلا ہے
اک قہر کا فرمان ہے کہ اس سال کی برسات

جبتک یہ رہے پاس وہ پٹکے نہیں ہے ہے
عشرت کا نگہبان ہے کہ اس سالکی برسات

خود ابر بھی ہمدرد ہے مخلوقِ خدا کا
تقدیر پہ گریان ہے کہ اس سالکی برسات

روتی ہے لگا تار جو دیوانے کے مانند
یہ چاک گریبان ہے کہ اس سالکی برسات

مایوس امیدوں سے ہیں اللہ کے بندے
سرمایۂ حرمان ہے کہ اس سالکی برسات

کاموں سے معطل ہوئے سب پیشہ ور اپنے
تعطیل کا فرمان ہے کہ اس سالکی برسات

اللہ کے افضال سے آرام ہو پھر تو
تکلیف کا طوفان ہے کہ اس سالکی برسات

ہوتی ہے خوب غریدار ملاقات کی رات
لطف ہر روز جو ہو یار ملاقات کی رات

اپنے اللہ سے ہر وقت دعا کرتا ہون
آٹھوین روز ہو اک بار ملاقات کی رات

جسطرح اوسکا طلبگار ہون مین شام و سحر
یون ہی ہو میری طلبگار ملاقات کی رات

ہو بہو دام مین اس زلف پریشان کے تری
مری صورت ہو گرفتار ملاقات کی رات

ہٹون دکھاتے ہی وہ ظالم مرا ماتھا ٹھنکا
کیون دکہاتی مجھے تلوار ملاقات کی رات

ہر ملاقات مین قابو کبھی ہی نجائے تو خوب
جائے باتو نمین نہ بیکار ملاقات کی رات

مان لے بات گیا وقت نہین آئیگا
یار اچھی نہین تکرار ملاقات کی رات

کسلئے بند ہو منھ کہول کے کچھ فرماؤ
ہائے عیش ہے سرکار ملاقات کی رات

زور طالع سے میسر ہے یہان پھر تو کو
تجھ سے ای ماہ پر انوار ملاقات کی رات

بیٹھا ہون سے نیند نہ آئی تمام رات
تاب و توان نے دہوم مچائی تمام رات

دیکھا جو مجکو دن مین تو شرمائے دور سے
آغوش مین چھپا تو نہ آئی تمام رات

درد و غم و الم سے تہا دوچار بے ترے
کس کس سے مین نے آنکھ ملائی تمام رات

بچھڑے ہوئے تمام تصور مین مل گئے
ممنون وصل تہی یہ جدائی تمام رات

دلوایا اسقدر کہ مجھے ہچکیان لگین
اوس جان جان نے دم یہ بنائی تمام رات

بولا شب وصال کلائی وہ تہام کے
کل کیا ہوا تہا کیون نہ کل آئی تمام رات

آنکھونمین انقلاب جدائی جو چہا گیا
دنیا اولٹ پلٹ نظر آئی تمام رات

دیپک تمہارے گانے سے ناہید چرخ نے
جان اپنی مثل شمع جلائی تمام رات

فرقت مین آنکھ لگتے ہی اوس گہر کی سر کی
تہی روح کو بہی تن سے جدائی تمام رات

ازحد فزون ہے اوسکی ہوا سعد مجھے
کی بات بہی تو باد ہوائی تمام رات

مدت کے بعد یار کو پایا جو گو زمین
اچھی طرح مزے مین گنوائی تمام رات

وہ بیٹھنا قریب جو یاد آگیا ترا
بیٹھے بٹھائے دہوم اوٹھائی تمام رات

دہن باندہی جب تو ٹھاٹھ بندہا یہ خیال کا
کانون مین تہی وہ نغمہ سرائی تمام رات

ہر بوسے پر وہ دیکھنا پیاری نگاہ سے
حرکت سواے اسکے نہ بہائی تمام رات

پرتو مرے نصیب کا جھگڑا اچھا نہین
اوس خانہ جنگ سے تہی لڑائی تمام رات

زلفون کی دہن مین نیند نہ آئی تمام رات
کالی بلا نے دہوم مچائی تمام رات

غفلت مین سب شباب کا موسم گذر گیا
کچہ فکر خواب مین بہی نہ آئی تمام رات

یہ انتظار طالب دیدار کو رہا
تارون سے خوب آنکہ لڑائی تمام رات

پہر اوسکو مہر اگر نکہون مین تو کیا کہون
صحبت تمام دن ہے جدائی تمام رات

خلوت کی گرمیونکی حرارت غضب ہوئی
کیا کیا بگڑکے دم پہ بنائی تمام رات

بگڑے جو وہ بنانے قدم اوٹھ کے لیلئے
اس کے سوائے کچہ نہ بن آئی تمام رات

ای قدردان یہ دیکہہ مری قدردانیان
آنکھون مین قدر کی نظر آئی تمام رات

کیا کیا بہڑک اوٹہی ہے یہ خلوت مین رشک سے
ظالم نے مفت شمع جلائی تمام رات

لپٹے بگڑکے یون کہ ملایا نہ منہہ سے منہہ
تہی وصل مین بہی منہہ کی جدائی تمام رات

اوسکی ہوا جو بندہ گئی مجکو شب برات
آتش لگا رہی تہی ہوائی تمام رات

کیا کام داستان جدائی سے وصل مین
نادان ہے جسنے مفت گنوائی تمام رات

کیا کوسون درد دل کو جدائی مین اللامان
اوٹھ اوٹھ کے خوب دہوم اوٹھائی تمام رات

اپنی ہی گائی دل نے کسیکی سنی نہین
ہونٹون پہ تہی وہ نغمہ سرائی تمام رات

محفل مین تھے جو شیشہ و ساغر جدا جدا
کیفیت اسطرح کی نہ بہائی تمام رات

پرتو نے صبح فتح کا ڈنکا بجا دیا
اک شاہ حسن سے تہی لڑائی تمام رات

تیرے بغیر نیند نہ آئی تمام رات ہمسائیون نے دہوم مچائی تمام رات

وہ صبح چل بسے تو کہا روکنا تھا یون تدبیر کوئی یاد نہ آئی تمام رات

لوٹا فراق یار مین کیا فرش خاک پر مٹی مین راحت اپنی ملائی تمام رات

دل سے تہا اتصال مجھے اوسے اوسقدر آنکھون سے جس قدر رہی جدائی تمام رات

بگڑے جو وہ تو وصل مین ہم بہی بگڑ گئے کہنے کو بات بہی نہ بنائی تمام رات

مانند مرغ صبح موذن نے بانگ دی اسکو خدا کی یاد نہ آئی تمام رات

وہ آفتاب حسن جو تھا جلوہ گر یہان پر نور روز سے نظر آئی تمام رات

فرقت مین غیر آہ نہ تہی دل مین کوئی شی تیرے مکان مین شمع جلائی تمام رات

مین تیرے اشتیاق مین یہ محو ہو گیا اپنے سے غیر کو تہی جدائی تمام رات

پیتا رہا مین شربت دیدار لپتہ لب تہی چاشنی مین اپنی ہوائی تمام رات

ق

چھوڑا نہ مین نے بہی اوسے بے سرخرو گئے لیت ولعل مین گو کہ گنوائی تمام رات

چلا کے تاب وصل سے نازک مزاج نے دنیا تمام سر پر اوٹھائی تمام رات

بہلانے اپنے دل کو ہوا مین غزل سرا یاد آئی جب وہ نغمہ سرائی تمام رات

ایسا پسند خاطر آشفتہ ہے وہ بت بے اوسکے کوئی بات نہ بہائی تمام رات

پرتو سے ہاتھا پائی رہی اوسکی صبح تک
دیکھو تہی کس مزے کی لڑائی تمام رات

گرمی کے مارے نیند نہ آئی تمام رات آہون نے میری دہوم مچائی تمام رات

گو قصد تھا مگر نہ شکایت فراق کی کوئی مری زبان پر آئی تمام رات

ہیہات دل سے دل کا ملانا تو در کنار آنکھون سے آنکھ بہی نہ ملائی تمام رات

ایسا ملا ہے مجھ سے بڑی مدتون کے بعد ہر بات مین تہی اوسکی جدائی تمام رات

پہلی ہے رات وصل کی ہے وہ نئی بنی یہ بات خامشی نے بنائی تمام رات

دلکی طرح سے راحت وآرام کہو گئے
آنکھون مین اپنی نیند نہ آئی تمام رات

غائب رہا جو آنکھ سے کوئی پری جمال
کالی بلا مجھے نظر آئی تمام رات

کوئی گواہِ عالمِ خلوت ضرور تہا
بیکار تم نے شمع جلائی تمام رات

وہ مجمعِ صفاتِ حمیدہ جو پیش تہا
اپنی بہی ذات سے تہی جدائی تمام رات

ہر ایک پہول تہا گل آتش فراق مین
اس باغ کی ہوا تہی ہوائی تمام رات

پایا نہ لطفِ وصل جوانی بسر ہوئی
کیا تلخ کامیون مین گنوائی تمام رات

تہا اک جہان کو صورِ سرافیل کا گمان
نالون نے ایسی دہوم اوٹہائی تمام رات

ہم نے اوڑہائی خوب جوانی مین بہیر وین
ہیوقت تہی یہ نغمہ سرائی تمام رات

کہنے لگا کہ مجھکو زیادہ نہ چھیڑنا
ایسی نزاکت اوسکی نہ بہائی تمام رات

پہر تو جو صبح ہوگئی تو صلح بہی ہوئی
انداز کی تہی اوسکی لڑائی تمام رات

اپنے قدح کی خبر سنائی تمام رات
ساقی کی یہ ادا نہین بہائی تمام رات

پاؤن سے تیرے ماتہہ کا پایا پڑا نہین
عاشق نے منتون مین گنوائی تمام رات

دی اوس پریکو مین نے سلیمان کی بار بار
آغوش سے نہ جانے دوہائی تمام رات

بارے خدا کا شکر رکہا ہاتہہ ضبط نے
کی مین نے بیکلی سے کلائی تمام رات

صبحِ وصال اوسنے کہا ایک ناز سے
کی تم نے کس بلا کی ڈہٹائی تمام رات

ہے ہے رضا نہ دینے مین بوس وکنار کی
سرگرم تہی کسیکی رضائی تمام رات

دنیا کا حظ تمام اوٹہایا شباب مین
ہم نے لٹائی ساری کمائی تمام رات

لو صبح ہو رہی ہے نہ دینا جواب صاف
دیکہی تمہارے منہہ کی صفائی تمام رات

غصہ سے میرا حال بہی غیر اون کے ساتہہ تہا
بات اپنی ہوگئی تہی پرائی تمام رات

رویا فراق بت مین جو مین واڑہین مار کر
محتاج نیند کی تہی خدائی تمام رات

اوڑہی تو کس غضب کی حرارت تہی مجہپر آہ
گو یار ضائی تہی وہ دولائی تمام رات

پایا عجیب طرح کا قابو کہ واہ واہ
تہا ! تحفہ مین وہ دستِ حنائی تمام رات

ای جان لگا ہیا تون کو انسان کہون مین خاک
کتنون کیطرح نیند نہ آئی تمام رات

تہی کالے کوسون دور ہیلائی اک آدہ بہی
کی اوسنے ہیجاب بُرائی تمام رات

لوگون کی سب جوانی بُرے کام مین گئی
سوجہی نہ کہنے کو بہی بہلائی تمام رات

کومنہہ بہرائی دی مگر اوس گہر کے لوگ نے
حالی پہرا کے راہ تنہائی تمام رات

جب صبح ہوگئی تو مقدر رسا ہوا
معشوق تنگ ہوی نہ رسائی تمام رات

دل تنگ جان سے ہے مگر وسعت اسقدر
ہے سیکڑون بلا کی سمائی تمام رات

فرخندہ حال خانۂ تن مین تہی جانِ زار
کیا شادی وصال رچائی تمام رات

وہ بت جو میرے سامنے بے پردہ ہوگیا
دیکھی بغور علتِ غائی تمام رات

بوسے دئے ہین سینہ دیا پاؤن بہی دیا
وہ بن گئے تھے حاتم طائی تمام رات

تا رنگ صبح کو سونے کے بن گئے
دیکھا جو اوسکا رنگِ طلائی تمام رات

زلفین بکہر رہی تہین ہوا سے عذار پر
بدلی ہے مہتاب پہ چہائی تمام رات

رخصت کیوقت کہنے کو کہدی دُنا کی بات
رہنے کی شرط سے تہی رکہائی تمام رات

انگڑائی لی جو نیند سے تو ناف ٹل گئی
بیمار داریون مین گنوائی تمام رات

گو بت بنے تھے بار خدا منہہ تو کہل گیا
خمیازون کی تہی عقدہ کشائی تمام رات

بیتاب خواب ہوکے وہ منہہ کہولنے لگا
محفل جماہیون نے جمائی تمام رات

تا صبح تہی فراق کی شب مین ہوائے وصل
دل کی مرے کلی نہ کہلائی تمام رات

برقع اولٹ کے منہہ نہ دکہایا حجاب سے
صورت خسوف کی نظر آئی تمام رات

اوس حور نے دئے لب شیرین کے بوسے واہ
فردوس کی مٹہائی کہلائی تمام رات

پہر تو وہ صبحکو یہی کہنے لگا کہ کیا

گو سرگذشت اپنی سنائی تمام رات

صورت نہ بوسے کی نظر آئی تمام رات
کی اوسنے منھہ بنا کے لڑائی تمام رات

دم پر بنائی غیر کا دیوانہ جان کر
بے پر کی اوس پری نے اوڑہائی تمام رات

دق ہو کے مار کی سے وہ بولے اخیر شب
ایسی زندگی سے موت نہ آئی تمام رات

اک زہرہ وش کی بزم طرب کا جو تہا خیال
تہی مجہروں کی نغمہ سرائی تمام رات

اک دو گہڑی کے واسطے آئے تہے میرے پاس
فرصت کی ایک ہاتھہ نہ آئی تمام رات

عہد شباب وصل حسینان مین ہو بسر
دیکہون نہ مہ وشون کی جدائی تمام رات

بوسے لئے تو شرم سے وہ سرد ہو گئے
ہمنے مٹھائی برف کی کھائی تمام رات

کیون تیرے دشمنونکی طبیعت ہی بدمزہ
لذت میسر آج نہ آئی تمام رات

جوبن کا وہ ابہار نظر مین جو پہر گیا
بے اختیار آنکھہ بھر آئی تمام رات

بوسے کبھی لئے کبھی اون سے گلے ملے
بگڑے جو وہ تو اپنی بن آئی تمام رات

بادل گرج گیا تو چمک کر لپٹ گئے
برسات مین مراد بر آئی تمام رات

اک خوش گلو کے ہجر مین دلسوز تہا سماع
سارونگیکے تہی سرون مین جدائی تمام رات

آنکھون سے ایک شوخ سراپا جو دور تہا
تہی کس غضب کی بے سر و پائی تمام رات

جب منھہ کہلا فراق مین فریاد سے کہلا
تہی تکیۂ کلام دہائی تمام رات

پہر لطف یہ قہر ہے بت بے مہر کا فراق
بیخود ہوا تو بہولی خدائی تمام رات

تدبیر صلح کی یہ بن آئی تمام رات
گردن ہی مینے اوسکو لڑائی تمام رات

اتنے مزے اوڑائے نہ ایام وصل مین
فرقت مین جتنی خاک اوڑائی تمام رات

وہ مہربان جو آیا مرے بے اجل رقیب
قسمت کی اونکی موت نہ آئی تمام رات

ایسی دعا کرون کہ جدا ہو نہ جیتے جی
کیا فائدہ نہو ہی جدائی تمام رات

پہر صبح کو وہ مسند ضم ہو گیا
قسمین پر اسے لطف ہی کہائی تمام رات

خالی ہی امتحان کو شرارت جو اوسنے کی
یہ رنج دیدہ آنکھ بہر آئی تمام رات

سورج نکل گیا تو وہی مہ جدا ہوا
دوری کی جسکی تاب آئی تمام رات

دیکہا نہ آسمان نے سمان بزم وصل کا
دہوکے سے کچہ ہوس تو بر آئی تمام رات

پچھلے پہر جو سوگئے وہ کام بن گیا
مطلب سے تہی اگرچہ جدائی تمام رات

اک بندوا ہوا نہ سراپا ہی یار کا
کیا شوق کی تہی بے سروپائی تمام رات

اپنی ہی گا رہے تہے وہ تا صبح وصل مین
تہی اک ہی طرز نغمہ سرائی تمام رات

دیکہو کہ انتقام ہے ایام ہجر کا
یہ بات درمیان مین آئی تمام رات

تم کو فساد ہجر کا شاید کہ بس نہین
شر پر طبیعت اب ہی جو آئی تمام رات

اک ہی طرحکی چہیڑ رہی سیری صبح تک
دو لاکہہ اوسنے دی ہی دوہائی تمام رات

بوسے لئے ہین غنچہ دہن کے وصال مین
کہائی عجب گلابی مٹہائی تمام رات

لائی نہین جو باد صبا ایک گل کی بو
حسرت سے جان ناک مین آئی تمام رات

بدلی رہی نظر مری اپنے خیال پہ
گو نازنین نے آنکھ دکہائی تمام رات

پیارے نیا خیال ہمارا ہی سن تو لو
اپنی قدیم چہیڑ تو گائی تمام رات

مین نے کہا جو کل ہی قدم رنجہ کیجئے
بولا ادا سے کلی نہین پائی تمام رات

پہر تو نظر مین اک مہ بے مہر پہر گیا
آئینہ ضیا تہی ضدائی تمام رات

اوس ہو فلک کی جو بر آئی تمام رات
خوبی نصیب کی نظر آئی تمام رات

یہ بیکلی تہی شوق کی باہم کہ ایکدم
کل چارپائی نے بہی نہ پائی تمام رات

تہا ولے وصال کو ہی عذر لنگ یار
بگڑی ہوئی ہی بات بنائی تمام رات

اپنے خدا کو یاد کیا وقت کٹ گیا
دل سے بتون کی یاد بہلائی تمام رات

گردون کے ہاتھ بھیک کا ہے ٹھیکرا قمر
کرتا ہے تیرے در کی گدائی تمام رات

شب بھر تھا ایک چاند کے ٹکڑے کا انتظار
تھی مثل مہر مہر سے جدائی تمام رات

کیا خاک انتظار کسیکا دکھائیگا
آنکھوں میں پھرتا ہے سلائی تمام رات

پہنچا مرا خیال بھی تیرے خیال کو
کیسی فراق کی تھی رسائی تمام رات

کیا انقلاب چرخ ہی قسمت کا انقلاب
اک آفتاب کی ہی جدائی تمام رات

وہ مہر اگر نہیں ہے تو ہان ماہ بھی نہین
پرتو ہے روز جلوہ نمائی تمام رات

جلسہ تھا دل لگی کا مری جان تمام رات
دلچسپ تھا نشاط کا سامان تمام رات

جب صبح ہو گئی تو ہوا خواب کا خیال
نزدیک تھا وہ فتنۂ دوران تمام رات

کیا کیا نہ دلفریب پری زاد جمع تھے
دیوان خانہ تھا کہ پرستان تمام رات

کیا جلد باتین کرتے ہی کرتے گذر گئی
گویا کوئی گھڑی کی تھی مہمان تمام رات

پھولا خوشی سے وصل کی باغ جہان مین کیا
دامان گل تھا میرا گریبان تمام رات

تعریف جس سے ہی یہ زمین باغ کی زمین
ہی عندلیب خامہ غزلخوان تمام رات

آنکھون مین کٹ گئی شب زلف سیاہ یار
سنبل بھی رشک سے تھی پریشان تمام رات

مانند آئینہ در و دیوار سیر گہ
منھ دیکھ کر ترا رہے حیران تمام رات

بند کیا خانہ باغ گلستان سے بڑھ گیا
سرو روان یہان تھے خرامان تمام رات

وہ نوبہار تھا مرے پہلو مین صبح تک
بھرتا گل مراد سے دامان تمام رات

یاد آگئی جو وصل مین وحشت فراق کی
تھی مجھ کو سیر کوہ و بیابان تمام رات

وہ مست ناز آنکھون کے آگے تھا عشوہ سنج
تکتا رہا سرور دل و جان تمام رات

ہوتے ہی صبح وہ مہ بے مہر چل بسا
کیسا ستا چکے مرے ارمان تمام رات

چہرے لگا مرا سر اگر آنکھ چھپی
آپہی ہے شب وصال تھا دوران تمام رات

وہ مہربان بزم مین پہرلو تہا صبح تک
خورشید تہا زمین پہ نمایان تمام رات

شکر خدا کہ وہ مرا مہمان تہا آدہی رات
بوس وکنار کا یہان سامان تہا آدہی رات

پہر دوسرے وہ جلوہ فزا جب ہوا یہان
گل کی طرح سے دل مرا خندان تہا آدہی رات

کیا ایک زلف اوسکی پریشان ہوگئی
سنبل کی طرح مین جو پریشان تہا آدہی رات

پہلو مین تہا کوئی دل مضطر کو چین حف
کیا گردش نصیب کا احسان تہا آدہی رات

کیا ہڑبڑا کے نیند سے اوٹہا مین پچہلی شب
کل تجہ سے ہمکلام جوای جان تہا آدہی رات

آخر مہینے کا ہے بجا ہے گلہ نہین
پنہان نظر سے گرمہ تابان تہا آدہی رات

جو سرد تہا وہ شعلہ آہ چمن ہوا
گلگشت مین جو سرو خرامان تہا آدہی رات

گویا شب وصال پہر پہر کی ہوگئی
بیدادہجر سے وہ پشیمان تہا آدہی رات

وحشت مین کیا تصور مژگان کی تہی خلش
خود گہر مرا جنون کو بیابان تہا آدہی رات

کوتاہی نصیب پہ رونے لگا جو مین
آنکہون پر اپنی گوشہ دامان تہا آدہی رات

ہے تو خموشی نیم رضامندی آئینہ
پر مین سمجہنے کے لئے حیران تہا آدہی رات

لبریز جام چشم خیال مژہ مین تہے
کیا نشہ شراب مغیلان تہا آدہی رات

قسمت سے دل لگی ہی ادہوری ہی رہگئی
وہ گل مری کنار مین خندان تہا آدہی رات

کیا انقلاب ہی کہ شب چاردہ مین بہی
کل ماہ پردہ ماہ نمایان تہا آدہی رات

بے ہجر روتے روتے غش آیا شب فراق
ہشیار تیرا پہرلو گریان تہا آدہی رات

اسی بار ہے جہد ہے مجہے ارمان ملاقات
گویا کہ ہون پر اوردہ دامان ملاقات

تسکین ہوئی اکثر اوقات طپش مین
کیا کچہ ہے مرے حال پر احسان ملاقات

کہتی ہے جسے خلق خدا خُلق و مروت
اسلام ملاقات ہے ایمان ملاقات

آئین یہی تہذیب یہی وضع یہی ہے
اون سے نہ ملین جو نہین شایانِ ملاقات

ہر ایک مرض کیلئے دارو یہی ہے لازم
آزارِ جدائی کو ہو درمانِ ملاقات

دل کھول کے ملنا ہے مگر قالبِ جاندار
اخلاص ہی کی بات تو ہے جانِ ملاقات

اخلاص کے جلسے بھی تو ہین شہد سے میٹھے
ہے قدرِ عسل سے بھی فزون شانِ ملاقات

تفریح نظر فرحت دل راحت جان ہے
سو جان سے دلِ زار ہے قربانِ ملاقات

کافی ہے تری انگیا کا پان اور پسینا
یہ عطرِ ملاقات ہے وہ پانِ ملاقات

پامالِ حسد تفرقہ انداز عدو ہین
جب دوست ہین مہمانِ سرخوانِ ملاقات

آنکھون مین وہ جلسے بھی اور اغیار کا ڈر بھی
کیا مردمِ دیدہ ہے نگہبانِ ملاقات

دو چار گھڑی کیلئے عیش و طرب آئے
آخر رفقا بھی ہوے مہمانِ ملاقات

سو دا کہین ارمان ہین اس کے نہوا ہو
کیون ہجر مین ہون دست و گریبانِ ملاقات

بکتا ہے تپِ ہجر مین کیا کیا ترا بیمار
شاید ہے مسیحا اسے ہذیانِ ملاقات

تقدیر نے دکھلائے ہین دن کیا مجھے پر تو
طالع نہوا مہرِ درخشانِ ملاقات

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

فلک نے دیکھا جو دونون کو لیلئے تارے دانت
تمہارے صدقے مین تارون کے توڑ اوتارے دانت

زبان چلتی ہے بے تیر سے سر و پر جو مری
حیا سے توڑتے ہین سنگ کے سار آری دانت

تمہارے بام کو بخشا خدا نے حسن فلک
عذار چاند سے وہ چند ہی ستارے دانت

مین ایسے پیار کو پھر کسطرح نہ پیار کرون
کہ پیارے گال ہین اور پیارے ہونٹ پیارے دانت

دکھا مجھے نہ شبِ ہجر اے فلک ایسا
کہ صبح شیب جوانی گرینگے سارے دانت

نزش ہوا ہی جو ظالم سنگار مین اسپر
ہوے ہین شانے کے کھنچنے تمام بارے دانت

نہ داڑھین مار کے روئین نصیب کو پھر کیون
لگے ہین پیس کے رہ جانے کو ہمارے دانت

اودہر سے ہنستے ہوئے نامہ بر جو آ پہنچا	ادہر سگا نکل آئے خوشی کے مارے دانت
اڈہا جو پاس سے وہ شل ہوش جانے کو	تو دل سا تبھہ گئے یا خدا ہمارے دانت

ستارون پر کسی جوتی کی تا سحر پر تو
ہہم لگائے ہوئے ہین تمام تارے دانت

مطلع ہے قمر کا تیرا ای یار چھپر کہت	طالع سے ہوا ہے یہ پر انوار چھپر کہت
دم بہر مجھے سونے نہین دیتا شب فرقت	انکھون مین ہے سونیکا جو ہر بار چھپر کہت
افعی کے رخ و زلف و دہن و دیدہ و خط سے	سر سبز ہوا صورت گلزار چھپر کہت
جلد آکہ ہوا ہے ترے مانند پلنگ آہ	اب پہاڑ ہی کہا جانے کو تیار چھپر کہت
پردون نے چھپایا ہے اسے چار طرف سے	کیا دیکھہ سکے دیدۂ اغیار چھپر کہت
اچہا نہین پروقت نہ بیٹھو کہ نہ ہو جائے	آغوش کشا میری طرح یار چھپر کہت
اقرار تو کرتے ہو مگر یا وہی رکہنا	ہو جائیگا اک شاہد اقرار چھپر کہت
ہرچند کہ سونے کا ہی لیکن جو نہین تم	ہر شب مرے مانند ہی بیدار چھپر کہت
سونیکا ہے ای یار مگر لطف سے تیرے	رکہتا ہی عجب طالع بیدار چھپر کہت

زندہ مجھے درگور کیا ہجر نے پہر تو
کیا گور بعینہ ہوا ہے یار چھپر کہت

ہی خوب پری عیس سزا وار چھپر کہت	آباد رہے حشر تلک یار چھپر کہت
دم بہر مین علاج مرض ہجر سے ممکن	ہی دار شفا سے دل بیمار چھپر کہت
وہ رشک چمن گود مین ہی سیر کی جا ہے	ہی پہولا پہلا غیرت گلزار چھپر کہت
دلداری آغوش مین کس لطف کی ہی نیند	سونیکا ہی ای طالع بیدار چھپر کہت
خلوت مین کہلے بند رہوا نگیا نکی لو	مدت کا تو ہی محرم اسرار چھپر کہت
محفل سے اٹہو نیند سے کیون جہوم رہے ہو	وہ دیکہئے خلوت مین ہی تیار چھپر کہت

سوتے ہیں جو ہم تم تو یہ رکھ لیتا ہے پردہ
غفلت میں بھی کس درجہ ہے ہشیار چھپر کھٹ

سوتا ہے جو تو ناز سے ای مست نزاکت
ہوتا ہے مری طرح سے بیدار چھپر کھٹ

پرتو ہے تجھے برج اسد روے زمین پر
اوس غیرت خورشید کا ضوبار چھپر کھٹ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

ناف سے ناؤ ہے تمہارا پیٹ
چین سے عنبریں ہے سارا پیٹ

ناف کو چشم کس زبان سے کہوں
کہ ہوا احول ای نظارا پیٹ

پیٹھ خم اس لئے ہوی اوسکی
مفلسوں کا فلک نے مارا پیٹ

خم گردوں کی طرح خالی ہے
بادۂ وصل سے ہمارا پیٹ

ترے نظارہ کا یہ بھوکا ہے
کہ دکھاتا ہے ہر ستارا پیٹ

جب ملا کچھ تو منھ میں ڈال لیا
جسم پرخوار کا ہے سارا پیٹ

ہجر ساقی سے کہتی ہے بطمی
کیا قیامت ہے تو نے مارا پیٹ

جیتے بدہضمی سے جو مر مر کر
چارصو مارنا دوبارا پیٹ

کرتی ہے یہ دعا زن مفلس
نر ہے یا خدا دوبارا پیٹ

مل گئی تیلیوں کو نعمت خلد
دیکھا ای حور جب تمہارا پیٹ

کھا گئے غم تو پی گئے آنسو
ہجر میں یوں بھرا ہمارا پیٹ

جسم تیرا ہے کیا سراپا نور
کرے اب ناف کو بھی تارا پیٹ

داخل سنّۃ ضروری ہے بول
بند ہونے سے ہو نقارا پیٹ

ہوئی گرمی کسیکی جلد بدن
کیا پسینے میں تر ہے سارا پیٹ

پوچھو اہل شکم سے ای پرتو
کیوں دکھاتا ہے کیا نظارا پیٹ

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

وہ تو انکار ہی لکھتا ہے یہ تدبیر عبث
نامہ بر لاتے ہیں شرح خط تقدیر عبث

چشم آشوب نگہ سرمہ کی تحریر عبث
تیر کے ہوتے ستمگر کوئی شمشیر عبث

سادگی کان میں آہستہ سناتی ہے او نہیں
جب گرہ دل میں نہیں زلف گرہ گیر عبث

تری شوخی کہاں انداز کہاں ناز کہاں
دل کی تسکین کو کھینچی تری تصویر عبث

دوست تو دوست میں دشمن کے بہی آنکھوں میں ہوں
کیجئے کس لئے پھر گھر میاں تعمیر عبث

دامن دشت کی دہن دست و گریبان ہی جنون
چشم غمدیدہ ہہوں حلقۂ زنجیر عبث

پھیر دی پہلے چھری مرغ سحر نے شب وصل
اے موذن تری تکرار کی تکبیر عبث

شیر بچوں کے لئے ہے یہ کہ بوڑہوں کے لئے
لکھ دیا صبح کی تقدیر میں کیوں شیر عبث

ہم بہی کچھ بولینگے ہاں دیکھو جو کرتے ہو مذاق
تم تو چڑ ہجاتے ہو پھر چھیڑ کی تقریر عبث

او نکو ہے نامہ و پیغام سے نفرت پرتو
کوئی تقریر عبث ہے کوئی تحریر عبث

تکرار ہے بوسے کے لئے اور سدا بحث
دیتی ہے مجھے قند مکرر کا مزا بحث

ہوتا ہے یہاں خون مروت کا دمادم
کرتا ہے کوئی دشمن بنیاد وفا بحث

کب تک کوئی سمجھائے تجھے ناصح کج فہم
اب خوب خموشی ہے کہ نادان سے کیا بحث

آتا ہے تو بیہوش بنا کر مجھے ہر وقت
کیا خاک کروں تجھ سے پھر اے ہوش ربا بحث

اللہ نگہبان ہے ایمان کا اپنے
کرتا ہے مرے ساتھ بت کافر ادا بحث

ساتھ آج ہی دینے کیلئے منھ سے نکل کر
تاثیر سے کرتی ہے بہت میری دعا بحث

کچھ جہل کا باعث ہے یہ کچھ نشے کا موجب
ہیہات کجا رند کجا شیخ کجا بحث

اوس گل کو مرے سرد نفس کرتے ہیں کیا گرم
بھڑکاتی ہے کرتی ہے جو آتش سے ہوا بحث

نامرد کو ہاں بات بڑی ہے یہ مثل بہی
کرتا نہیں بیکار کوئی مرد خدا بحث

اوس مہر سے منہ پھیرنے کا شکوہ ہمیشہ
پرتو یہ سزاوار نہین صبح و مسابحث

بیکلی کل سے کچھ زیادہ ہے آج
دلِ بیتاب نامراد ہے آج

کسکی بیداد حد سے زاید ہے
دل سے لب تک جو داد داد ہے آج

کون آمادۂ شر ہے اے دل
یون وظیفہ جو خیر باد ہے آج

لال ہے احتراق غم سے بدن
ہائے کچھ طور سرخ باد ہے آج

ق
وعدہ کرتے ہو کل کا کیون ہر دم
آپکو کل کا اعتماد ہے آج

نظر آئیگی کل نفاق کی شکل
گرچہ آپسمین اتحاد ہے آج

ہین وہ بھوین پیشِ چشم و چشمِ دل
بیت یہ باب چار صاد ہے آج

سب کچھ اس یار کے سوا بھولا
ہرطرح دل کو کس کی یاد ہے آج

پوچھتا ہون جب اوس سے ملتا ہون
کی جو شرطِ وفا وہ یاد ہے آج

جھوٹے وعدے جو کل کے دیکھے ہین
آپسے دل بد اعتقاد ہے آج

شبِ مہ مین نہین ہے وہ نزدیک
چاندنی رات بے سواد ہے آج

کیون یہ لڑ مرتے ہین خدا کے لئے
خانہ جنگی ہے یا جہاد ہے آج

مسّی مالیدہ لب کا وصف ہون
رُبِّ جامون یہان مداد ہے آج

کسکی کہنے سکیون نے کی تاثیر
مجھ سے کیون آپکو عناد ہے آج

کچھ مرے باب ہی مین جھگڑا ہے
اوس کے گھر مین بڑا فساد ہے آج

دل مین پرتو کے غم بھرا ہے سب
کہنے کو جھوٹ موٹ شاد ہے آج

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

کر اے طبیب عاشق بیمار کا علاج
ہان ہان کبھی تو ایسے بہی دو چار کا علاج

غارتگر ایک ہے مرض الموت عشق ہی
ممکن ہے ورنہ یار ہر آزار کا علاج

پیشانی کے لکھے کی طرح کچھ نہا دہی
بیمار عشق ابروے خمدار کا علاج

صندل کی جا سے چاہیے تلچھٹ شراب کی
ساقی ہے یہ شقیقۂ میخوار کا علاج

ڈالینگے خاک راہ طلب کی ہم اکدن
کر لینگے اپنے دیدۂ بیدار کا علاج

ناوک فگن سے گوشہ نشینی غلط غلط
یعنے ضرور ترلب سوفار کا علاج

کوئی مرض نہین ہے یہ عادت ہے کیا کرون
آزار بدگمانی دلدار کا علاج

عشاق کو علاقۂ ایمان و کفر کیا
خود ہے شکست سبحہ و زنار کا علاج

دنیا کو لات مار کے چھوڑے خیال خام
کرتا ہے کون تحفۂ مکار کا علاج

تدبیر سے طبیعت موذی نہو درست
ممکن نہین ہے پیچ و خم مار کا علاج

ای چارہ ساز کوئی تو ایسا طبیب لا
پرتو کو چاہیئے دل بیمار کا علاج

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

چھوٹ جاے دل شیدا وہ نہین تار کے پیچ
پیچ تقدیر کے ہین کاکل خمدار کے پیچ

تیری زلفون نے بھی سیکھے ہین غضب مار کے پیچ
گال پر سجتے ہین جب تو کوئی مار کے پیچ

صفحۂ ہستی مین ہون شاہد مضمون پرست
کیا خوش آتے ہین مجھے بندش اشعار کے پیچ

مرتبہ پا جو گیا اوسکی بن آئی ہر طرح
کون سر پر نہین رکھتا یہان دستار کے پیچ

یون گلے پڑکے مسلمان بنائینگے خرد
قہر ہین ای بت کافر تری زنار کے پیچ

پیچ اوس سخت طبیعت کے ہین ایدل گویا
زلف رخسارۂ بخت رہ کہسار کے پیچ

سنبلہ ماہ کو درپیش ہر اک ماہ مین ہے
دیکھیگا روش چرخ کج اطوار کے پیچ

زاہد سادہ مزاج اور سر زلف حور
کس بلا کے ہین الٰہی دل دیندار کے پیچ

دل پریشان ہے کسی زلف کے سود مین پھنسان
مجھے بہاتے نہین سنبل ترے ربار کے پیچ

ہیچ سب بہول بہلیان کے بہلا دین پرتو
نظر آجائین اگر کوچۂ دلدار کے پیچ

پُرلطف ہے یہ سبز دوپٹے کی یار گاچ
ظالم برنگِ سبزہ ہے کیا پُر بہار گاچ

در پردہ خونِ رشک سے مثلِ حنا ہے دل
دل رات ایک شوخ سے ہے ہمکنار گاچ

تعریف اوسکی کون کریگا وگرنہ یون
پاتی ہے تیرے جسم سے کیا اعتبار گاچ

کہلتی ہے خوب غنچہ دہانون کے جسم پر
کرتی نہین بہار کا بہی انتظار گاچ

سینہ پر آج تیرے دوپٹہ ہے گاچ کا
حسرت سے دیکہتا ہے دلِ بیقرار گاچ

مجبوریِ فراق کا خانہ خراب ہو
یاد آگئی ہے یار کی بے اختیار گاچ

ای ماہ رو دوچار ہے تجہ سے جو ہر گھڑی
ڈرہے نہو مثالِ کتان دلفگار گاچ

دیوانی تیری یہ بہی ہوئی ای پری جمال
دامانِ صبر کرتی ہے کیا تار تار گاچ

اسکو جنونِ زلفِ معنبر ہے رات دن
ہے رشتہ دارِ دامنِ دشتِ تتار گاچ

پیرتو کی آنکہہ مین ہے خلاصہ بہار کا
تیری یہ سبز رنگ کی ای گلعذار گاچ

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

آتے آتے نور اپنا کرتی ہے کافور صبح
اس سیہ خانے مین آجاتی ہے کیا بے نور صبح

انقلابِ فرقتِ ساقی کی بے مہری بہی واہ
ہاتھ خالی ہے برنگِ ساغرِ بلور صبح

اِک جہان سمجہا ہے نادانی سے اوسکو آفتاب
ای پری دکہلا رہی ہے زخم کا انگور صبح

گھر ترا روے زمین پر گلستانِ خلد ہے
بار پانے کا مناسب وقت ہے ای حور صبح

سال مین اکبار آتا ہے یہان وہ آفتاب
اپنی شب سے اک برس کے رستے پر ہے دور صبح

ہجر کی شب خود سیہ طرّہ مری قسمت سیاہ
ورنہ دیکہا ہے کہ ہوتی ہے شبِ دیجور صبح

تیرا آہ اللہ کی شان شب بہر لبِ معشوق ہے
آسمان خود بن گیا ہے خانۂ زنبور صبح

جاگ اوٹھین حسرت مردہ قیامت ہوگئی
یہ اذان کا شور ہے یا پہونکی ہے صور صبح

ہمکو خود منظور کچہ درمان داغ دل نہین
کیا دوا کو بہی نہین دیتی اگر کافور صبح

کس طرح ٹہہرے کہ آخر ماہ وہ بہمہر ہے
گو دسے اوٹھ جانے کرتی ہے اوسے معذور صبح

وصل کا وہ نور تہا یہ ہجر کا اندہیر ہے
آگے کوہ نور تہی اور اب ہے کوہ طور صبح

با وجود روسیاہی شب نہین کرتی حجاب
پردۂ مشرق مین کیون مدت سے ہے مستور صبح

عالم پیری مین کرتا ہے ترقی پر مرض
رات سے بڑہکر ہے تیرے ہجر کی رنجور صبح

رنج پہنچانے مین کچہ یہ شام فرقت کم نہین
گو خلل انداز عیش وصل ہے مشہور صبح

ابتدا سے ہجر مین اوتنی ہے دور امید وصل
شام سے ای برق مضطر ہے جتنی دور صبح

کیا ہین نے تجھے دلدار گستاخ
نہ تہا آگے تو یون زنہار گستاخ

عجب انداز کی بیباکیان ہین
ہوا دل لیتے ہی دلدار گستاخ

وضو توڑین گے توبہ کی طرح پھر
کہین ای محتسب میخوار گستاخ

کہین ناصح نہو دست و گریبان
نہو جائے جنون ناچار گستاخ

سمجہ ای گل نہ کم اس ناتوان کو
گلون سے ہین زیادہ خار گستاخ

خدا جانے کہ دل کی بات کیا ہے
مگر منھہ پر نہین ہے یار گستاخ

کسی کے سامنے گونگا نہ بن جائے
کوئی دل ہے مجھے درکار گستاخ

سکھائی بات اوس بت کو غضب ہے
ہمین نے کر دیا ای یار گستاخ

لڑائی آنکھہ خورشید فلک سے
ہے چشم روزن دیوار گستاخ

ادا و غمزہ و انداز و عشوہ
ترے نزدیک ہین دو چار گستاخ

ہوئے ہین بہرہ ور برق ہزار و ان
لٹا ئی دولت اشعار گستاخ

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

بشر عبث نہین کہتے ہین آسمان کو چرخ
یہ چرخ وہ ہے کہ جس سے ہے اک جہان کو چرخ

ستمگا ٹھنے کی شرطون سے ایکدن ظالم
مٹا رہا ہے جو ہر نامی کے نشان کو چرخ

یقین ہے کہ ابھی عقل چرخ مین آئے
نگاہ بھر کے جو دیکھے مرے جوان کو چرخ

سنگار زیر سما چاندنی مین کرتا ہے
نظر لگائے نہ اوس مہ کی کہکشان کو چرخ

کسی حسین کو فلک سے کہان امید سکون
کردے رہا ہے جب اپنے ہی چاندخان کو چرخ

سنی نہین ہے کبھی فاصلے کے باعث سے
تڑپ نہ جائے جو سن لے مری فغان کو چرخ

نہ رکھو رشک ارم نام خانہ باغ ای حور
اوٹھا نہ لے کسی قابو مین اس مکان کو چرخ

مین اور اوس سے ڈرونگا خدا کی شان غضب
نکالے انجم کی آنکھین بہی امتحان کو چرخ

یہ مہر و ماہ بہی اس کے نکالے جائین گے
کرے یوہین جو تبہ سب کے عز و شان کو چرخ

کہان سے لائے چراغ یہ اوج ای پرتو
بغور دیکھے نہ کیون انکے آستان کو چرخ

مردم چشم دل زار ہے قدرت احمد
مطلب جان طلبگار ہے قدرت احمد

چارہ ساز دل بیمار ہے قدرت احمد
یعنی دارو ہی ہر آزار ہے قدرت احمد

دل بہلتا ہے ہر اک حال مین اس سے میرا
دل لگی کیلئے درکار ہے قدرت احمد

رنج کا ذکر نہین اس سے فقط راحت ہے
واقعی اک گل بیخار ہے قدرت احمد

اسی دلبند سے ہے نور مری آنکھون کا
اپنی ہر حس کا مددگار ہے قدرت احمد

زندگانی کو سہارا ہے فقط اسکا دم
جان کہنے کے سزاوار ہے قدرت احمد

مین پریشان جو ہوتا ہون تو دل رکھتا ہے
فی الحقیقت مرا دلدار ہے قدرت احمد

ہر طرح جوش محبت سے ہون مجبور اسکا
سب طرح سے مرا مختار ہے قدرت احمد

باتین کرتا ہے تو جھڑتے ہین عجب منہ سے پہول
نخل نورستہ گلنار ہے قدرت احمد

صاحبزادہ ظہور مصنف

اس کے باعث سے بیان ربط ہی جسم و جان کا
دلبر جان گرفتار ہی قدرت احمد

ہی خوشی میری فقط اسکی خوشی پر موقوف
مایۂ فرحت ہر کار ہی قدرت احمد

اسکی ہشیاری کا اللہ نگہبان ہی پر تو
چشم بد دور کہ ہشیار ہی قدرت احمد

ابھی معصوم ہی بیہوش ہی قدرت احمد
زینت آرائے سر و دوش ہی قدرت احمد

بولتا یہ جو نہیں ہی تو کسیکی نہ سنو ن
قوت سامعۂ گوش ہی قدرت احمد

ایک ذرا دیر میں جا کر جو کہیں رہتا ہے
بس تصور میں ہم آغوش ہی قدرت احمد

پاس رہتا نہیں جب یہ تو میں دیوانہ ہوں
اپنے حق میں ہمہ تن ہوش ہی قدرت احمد

دشمنوں کا ہی مزاج اسکے مگر کچھ بے خط
آج کس واسطے خاموش ہی قدرت احمد

مجھے بے اسکے کوئی لطف نہیں بھاتا ہے
سبب نوش و خورد و پوش ہی قدرت احمد

سونگ لو منھ سے ابھی دودہ کی بو آتی ہے
نشۂ طفلی سے مدہوش ہی قدرت احمد

دل اسے کہئے تو زیبا ہی مرے حق میں عزیز
رات دن رونق آغوش ہی قدرت احمد

یہ حسین وہ ہی کہ خارش بھی ہی دلدادۂ حسن
ہمہ تن اس کے لئے جوش ہی قدرت احمد

نہ شرارت نہ کوئی ہٹ نہ کوئی ضد پر تو
فصل بیہوشی میں ذی ہوش ہی قدرت احمد

نور نظر قدرت احمد
لخت جگر قدرت احمد

صورت مردم آنکھہ میں ہے
آنکھ بھر قدرت احمد

بحر مقاصد سے ہے حصول
ہی وہ گہر قدرت احمد

میری دعا ہے خوش ہو خدا
شام و سحر قدرت احمد

ذ سے میری آنکھیں ہیں
مہر ہے گر قدرت احمد

باغ تمنا کا میرے
اک گل تر قدرت احمد

دو کے ہنسا تو دیتا ہے ۔۔۔ لعل و گہر قدرت احمد

جوشِ محبت سے ہے مدام ۔۔۔ سینے پر قدرت احمد

ہنس کے ہنسائے رو کے رولائے ۔۔۔ شعبدہ گر قدرت احمد

پھر کہون تو دور نہو ۔۔۔ چار پہر قدرت احمد

نورِ چشم پرتو ہے
ہے وہ قمر قدرت احمد

خوش ہو سدا قدرت احمد ۔۔۔ دل ہے مرا قدرت احمد

سامنے ہو مثلِ مہ و مہر ۔۔۔ صبح و مسا قدرت احمد

استغنائے طفلی سے ہے ۔۔۔ بے پروا قدرت احمد

آب ہے معادن ہیری ہین ۔۔۔ مثل عصا قدرت احمد

عاشق ہین سو جان سے بشر ۔۔۔ ہے وہ پرا قدرت احمد

زندہ صد و سی ۱۳۰ سال رہے ۔۔۔ میرے خدا قدرت احمد

غنچہ دل میرا بھی کھلا ۔۔۔ ق جبکہ ہنسا قدرت احمد

گلشنِ عالم مین ہے مجھے ۔۔۔ موج صبا قدرت احمد

بس بسم اللہ کہتے ہی ۔۔۔ ق منھ سے مرا قدرت احمد

دشمن بھی قربان ہوسے ۔۔۔ تیز ہے کیا قدرت احمد

فرزند فرمان بردار ۔۔۔ بابا مرا قدرت احمد

پڑھنے لکھنے مین صرف ۔۔۔ ق رہتا ہے کیا قدرت احمد

کھیل کے دن ہین گرچہ ہنوز ۔۔۔ پر بھی پڑھا قدرت احمد

کم سن ہے لیکن صد شکر ۔۔۔ ق ہے دانا قدرت احمد

ہو جو اشارہ ایک ذرا ۔۔۔ تاڑ گیا قدرت احمد

پھر تو میری آنکھ مین ہے
رشکِ سہا قدرت احمد

اے جانِ جان تجھے کرے اللہ بامراد
تیری بلا سے گر دلِ عاشق ہو نامراد

دیتے ہین یہ دعا تجھے عشاقِ نامراد
جیتا رکھے خدا صد و سی سال بامراد

مانا کہ تم کوئی متلون نہین مگر
بننے سے کیا مراد بگڑنے سے کیا مراد

میرے حواس خمسہ ہین یہ تیرے عشق مین
ارمانِ اشتیاق طلب مدعا مراد

تمنے کیا جو ناز تو عالم کی جان لی
ہرچند کچھ ادا سے نہین ہے قضا مراد

اکبار تجھ سے پاؤن جو اپنی مراد کو
بولون دو ہاتھ اوٹھا کے مین یارب ہو نامراد

اوس جانِ جان سے دمبدم آباد بزم ہو
پروردگار کچھ نہین اس کے سوا مراد

معشوق کے فراق مین ہے تکیۂ کلام
یہ نارسا نصیب کجا اور کجا مراد

بلبل سے مطلب اپنا دلِ زار ہے فقط
اور گل سے ہے بیان گل عارض ترا مراد

تقدیر اڑ گئی مری پر تو بری طرح
برلائے اپنے فضل سے بارے خدا مراد

گذر جائے خوشی سے یا خدا چاند
نظر آیا ہے مجھکو تیرا چاند

فلک کو ماہِ رخشندہ مبارک
ہمارے واسطے چہرہ ترا چاند

جہان تاریک ہے چشمِ طلب مین
الٰہی جلوہ فرما ہو مرا چاند

تو وہ خورشید ہے آئے جو آگے
ترے مطبخ کا بنجائے توا چاند

نہین ملتے صفر کے چاند کو بھی
حقیقت مین ہے یہ کیسا برا چاند

دو چندان ہو مزا وہ چاند دیکھون
بتائے گر کوئی وہ مدلقا چاند

نظر آیا ہلال ابرو برس مین
الٰہی سال بھر مین اک ہوا چاند

ترے دیدار سے گذرا ہے خالی
اگرچہ یہ تو خالی کا نہ تھا چاند

کسی کے ہجر مین ایسا ہون بیخود
نہین معلوم یہ ہی کونسا چاند

اگر باہر وہ آیا چاندنی مین
حجاب ابر کے اندر چھپا چاند

وہ آیا تیسوین اس سال بہر مین
مہینے بارہ ہی تیسا ہوا چاند

بس اندہی نگری چوپٹ راج بالکل
کہ تیس ۲۹ انتیس ۳۰ کے شک مین ہا چاند

فلک کا چاند جیسا دیکھتا ہون
نظر آجائے ایسا ہی مرا چاند

دہوان آہون کا چھایا ہی شب سلخ
تو انتیس ۲۹ اب نظر آتا ہی کیا چاند

کمال حسن سے عبرت ہے کامل
فقط گھٹنے کو ای پرتو ترا چاند

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

اوڑ جائے وصل مین نہ مرا مرغ جان بلند
کر ای موذن آج نہ بانگ اذان بلند

تھاما ہی دل ہوا دم آتش فشان بلند
اوٹھا ہی ابر سے کہین اسکا دہوان بلند

مین خاکسار عشق ہون اور وہ سپہر حسن
ہر حال مین زمین سے ہے آسمان بلند

عرش برین کا پایہ بھی ہے آدمی سے کم
کیا اپنے مرغ جان کو ملا آشیان بلند

پستی نگاہ دیدہ ہمت کا حوصلہ
ہے سقف آسمان سے ترا آستان بلند

یا یہ دل اسیر ہی خوش قد کی زلف مین
یا سرو پر ہی فاختہ کا آشیان بلند

رخش خیال سبکا فلک سیر ہے مدام
کیا فکر ہے اگر نہ کرے آسمان بلند

منظور ہے ثنا ترے قد بلند کی
کی آج کل ہوی مری طبع روان بلند

پاس آکے حال پوچھ لے بیمار عشق کا
آواز کیا کرے یہ ترا ناتوان بلند

کرتا ہے آسمان سے باتین زمین پر
ایسا ہے میرے غنچہ دہن کا مکان بلند

دو چار دن حیات مین جھنڈے اوڑا لئے
روح روان کی کشتی کا ہو بادبان بلند

ای مہربان منزلت بام دل نہ پوچھ
قدنا بلند چاہئے ہے یہ مکان بلند

اک رنگ پر نہین گلِ خورشید آسمان | آخر ہوئین زمین سے بہار و خزان بلند
روتے ہوے مین بام پر اوس کے پہنچ گیا | ہے بخت فیض جاری آب روان بلند
ظالم کی شان دیکھئے میدان جنگ مین | خنجر کی معرکے مین ہے ہر دم زبان بلند
دب جاے دیکھ دیکھ کے چوتھے فلک کا اوج | چومنزلا ہو تیرے لئے مہربان بلند
تشبیہ دی ہے مانگ سے تیری جو رات کو | سات آسمان سے بھی ہوی کہکشان بلند
تیرِ شعاعِ مہر کے ترکش مین دیکھ کر | سمجھا یہی کہ ہوتی ہے قدر جوان بلند
تو حور اور گھر ترا جنت ہے واقعی | رضوان سے بھی ہے مرتبۂ پاسبان بلند

ہمیا رہے کہ شان فروشی ہے اصل مین
پیر تو عسل فروش کی ہو گیا دکان بلند

یہ کوئی شعبدہ ہے یا نظر بند | کمر اونکی نہین کیا کمر بند
موذن آج سو جائین شبِ وصل | ہون شب بیدار کی آنکھین سحر بند
مسخر جس سے ہو میرا پری زاد | بتا عامل کوئی ایسا بجر بند
نہین کھلتے ہین تیرے دل کے مانند | یہ دونون آنکھ ہین آٹھون پہر بند
نہ ڈھونڈھون کس طرح اٹھ اٹھ کر آنسو | کہ اک دروازہ ہے آٹھون پہر بند
نہین کھلتی ہے دھوپ اور چاندنی کیون | ہین کس سے مہر و مہ شام و سحر بند
کلیجا اونکا کھاتے ہین پدر کیا | کہ دلداری نہین کرتے جگر بند
سزاوار نوازش یکقلم ہے | ہمارے دفتر عصیان کا ہر بند
نہ کھلتے وصل مین بندِ قبا کیا | کہ ڈھیلا ہو گیا ظالم کا ہر بند
یہ کسنے راہ روکی نامہ بر کی | ہوی ہے بیخبر کی جو خبر بند
کھلا رہتا نہین دروازہ شب مین | مکانِ یار ہے گویا کہ در بند

ابھی تنگ کھلتے کھلتے کھل ہی جاتا

نہو تا مجھ سے پرلو کوئی گر بند

تمام روئے زمین پر ہے ناک گویا ہند
علی الخصوص ہے مدراس ہی سے اعلا ہند

جہان و ہند کے اعداد کیا برابر ہین
عدد کے رو سے مقابل ہوا جہان کا ہند

نصیب اوسکا خطِ زر سے لکھ چکا ہے قلم
اگرچہ دیکھنے کو ہے یہ ملک چھوٹا ہند

اب اختیار مین ہے ایک بت کی زلفِ دوتا
ترے عذاب کے بعد اپنے ہاتھ آیا ہند

عجیب طرفہ تر اس سرزمین کے جوہر ہین
جہان مین کانِ جواہر ہے کیا سراپا ہند

شمیم زلفِ معنبر ہے مشک ریز تری
ہے رشکِ چین و تتار و ختن یہ سارا ہند

اب ایک گل کی جدائی مین ہون جو نغمہ سرا
ہزار جان سے میرا ہوا ہے شیدا ہند

یہان قیام کو لندن سے آتے ہین گورے
یہ دیکھو صاحبو دلکش ہے واہ کیسا ہند

اگر قبول نہین یہ بھی دید و گورون کو
چلو یونہین سہی میرا نہین تمہارا ہند

غرض ہے تیرے رخِ صاف و زلفِ مشکین سے
کہان کا چین کدھر کا حلب ہے کس کا ہند

جہان کو ترک کیا ہم نے جبکہ ای پرلو
فرنگ گورون کو اور ہندون کو بخشا ہند

ہزار مین رخ رنگین بےحجاب پسند
ریاض دہر مین ہم کو ہے یہ گلاب پسند

گلے کی جا ہے نہین ہے شریکِ دور تو ہون
کباب چاہیئے ساقی نہین شراب پسند

فراق و وصل مین تعداد رنج و راحت ہے
ہمیشہ خاطرِ عاشق کو ہے حساب پسند

قبول ہے وہی جس سے کہ وہ مخاطب ہون
مجھے نہین ہے کوی دوسرا خطاب پسند

بجا ہے مثلِ اسیرانِ چاہِ بابل سب
کرین بشر بھی تو دنیا ہی کا عذاب پسند

مدام یاد دلاتا ہے بےثباتیٔ دہر
کنارِ بحر کیا چشم نے حباب پسند

سیاہ کار ہین یہ رو سیاہی کے طالب
جہانیون کو حنا کا نہین خضاب پسند

ہمارے سامنے وہی کتابی ہو اونکا
مطالعہ کے لئے ہے یہی کتاب پسند

ادلت دے اوسکو بھی یہ انقلاب قسمت کا
وہ دن بھی آئین آلہی کہ ہو زمانے مین

کرم پسند ہمین اور اونہین عتاب پسند
مجھے سوال پسند اور اوسے جواب پسند

ہوا ہے پرتو خورشید اگر مہربان ہو کوئی
اور آسمان کو اپنا ہی انقلاب پسند

حسن رخسار ہے قمر سے دوچند
روی دلدار ہے قمر سے دوچند

فیض نور وجمال عارض سے
خال ای یار ہے قمر سے دوچند

گھر بدلتا ہے وہ حسین ہر روز
تیز رفتار ہے قمر سے دوچند

مہربان چاند تیری ہیکل کا
اب پرانوار ہے قمر سے دوچند

آج آیا جو سیر کو وہ مہر
گل گلزار ہے قمر سے دوچند

کلف اوس مین ہی اسمین خال نہین
رخ عیار ہے قمر سے دوچند

تیرے عارض کا ہے تصور آج
داغ دل یار ہے قمر سے دوچند

دونون رخسار ہین نگاہون مین
آنکھ ضوبار ہے قمر سے دوچند

جلوۂ نور یار سے روشن
چشم دیوار ہے قمر سے دوچند

آج روشن جو تو نے ہاتھ سے کی
شمع ای یار ہے قمر سے دوچند

روز دو بار جلوہ آرا ہے
مہر سیّار ہے قمر سے دوچند

گال تکیہ اوس آفتاب کا واہ
پرتو زار ہے قمر سے دوچند

ایسا کھرا ہے رنگ رخ یار کا گھمنڈ
کھوتا ہو گر کرے یہان سورج ذرا گھمنڈ

موذی عذار صاف پر اوسکے پہونچ گئی
بیجا نہین اگر کرے زلف رسا گھمنڈ

ہمغزا اوسکی آنکھ سے ہم چشم ہوگیا
آخر کو سر کچل گیا بادام کا گھمنڈ

کسنے کہا بجا نہین تیرا غرور ناز
لے اب تو شاد ہو کہ برابر بجا گھمنڈ

بدلی جو اوسکی آنکھہ تو رویا ہین اسقدر
منھہ ابر تر کا سوکھہ گیا سب گھٹا گھمنڈ

رخسار صاف یار کے آگے نہ چل سکا
پیچھے تمام چاند جو کرتا رہا گھمنڈ

سایہ تو سایہ رہیان ہی سعدوسن کی ہی
کس بات پر کرے یہان ظل ہما گھمنڈ

دم بہر رہی ہے اوس گل تر کا ر اکیدم
کرتی ہی اوس گلی ہین صبا سے ہوا گھمنڈ

دیکھا جو اوسنے چاہنے والا تو ناز سے
میرے دکھانیکے لئے کرتا رہا گھمنڈ

انسان کا شرف ابہی پر تو ہی چار چند
سورج چڑہا ہی چوتھے فلک پر تو کیا گھمنڈ

ہمقافیہ بر غزل ظفر حضور شاہ دہلی

ای بت کا فر نہ کرنا خود نمائی کا گھمنڈ
غیر سے پوشیدہ رہ گر ہے خدائی کا گھمنڈ

دم بخود ہو دیکھہ کر اوس کے عذار صاف کو
آئینے کو ہی بہت اپنی صفائی کا گھمنڈ

آج جو دریا دلی سے جوی می ساقی ہے
پائین ندی پار سبکی پارسائی کا گھمنڈ

آزمایش کو بہی کچھہ تیز ہا ہوا ہین جب ذرا
نکلا اوس بے مہر کی سب کج ادائی کا گھمنڈ

داغ دل ہین جنکی حسرت کا ہی مہر و ماہ کو
کیون نہو بہر اوس کے در کی جبہ سائی کا گھمنڈ

کیا نزاکت نے مدد کی اس ضعیف و زار کی
کس قدر تہا اوسکو اپنی ناتہا پائی کا گھمنڈ

مرد وہ ہی جو کہے وہ کر دکھائے ایکبار
یون تو کرتے ہین بہت تیغ آزمائی کا گھمنڈ

چھا گیا رعب مروت کچھہ نہ ظالم سے کہا
وصل مین باقی نہین رشا جدائی کا گھمنڈ

آسمان پر ہی دماغ اوسکا بہی ای چاند اندنون
بارک اللہ خوب تیری چارپائی کا گھمنڈ

آشنا جیتے ہین پر لو غرق بحر مکر ہین
ڈوب جاے جو کرے اب آشنائی کا گھمنڈ

حساب کو نہین محتاجی قلم کاغذ
طلب کرے نہ زر داغ کی رقم کاغذ

لکھی ہے باد ہوائی تو کچھہ نہ اوس گل کو
اوڑا ہا صبا سے بہی کیون تڑہ کے دو قدم کاغذ

یہ دیکھیئے مژہ خونچکان و دامن تر — ہوئین بہر نقش و نگار ایسے ہو قلم کاغذ

وہ اس ذریعے سے جانے شکستہ حال مرا — خط شکستہ مین کردون کوی رقم کاغذ

لکہا کیا اونہین فرقت کے اضطراب مین واہ — مثال کاتب اعمال دمبدم کاغذ

وہ بہوت پہوت کے روئے یہ ماجرا لکہا — ہوا جو بدلی نہین کچھ گھٹا سے کم کاغذ

کوئی سند یہ نہوا اونکے لوگ کو اے دل — جو بات بات کو ہوتا ہے اک رقم کاغذ

جواب خط کا نہ آنے سے خوب جان گیا — کہ میری طرح سے کھاتا پڑا ہے دم کاغذ

زبان کیلئے سب یادداشت ہین گویا — مین لیکے کیا کرون جہوٹے سے کچھ قسم کاغذ

یہ کیا نوشتۂ تقدیر ہے خدا جانے
ہمیشہ ہاتھ مین سپرلو کے ہے قلم کاغذ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

خط شہ حسن کو لکہنے ہے یہ شایان کاغذ — چاہیئے میرے خریطے کو زرافشان کاغذ

آجکل روی کتابی کا ہے دیباچہ ضرور — ہاتھ سے میرے پہنچتے کسی عنوان کاغذ

کھنچ گیا جب تری تصویر کا خاکا ای چاند — ورق ماہ سے وہ چند ہے تابان کاغذ

کرون اس اوقت مین تعظیم خط شوق نگار — کہ سر آنکھون سے لگاتے ہین مسلمان کاغذ

صفحۂ دل سے کہین تر کہے ہو آنکھون کو عزیز — گر عنایت سے لکہیگا کوئی جانان کاغذ

شوق ہوتو ورا اوڑ ہے کاغذ بادی کیطرح — یہ ہوا خواہ جو لکہے کوئی جانان کاغذ

شوق بوسے کا ہین لکہنے کیلئے ڈرتا ہون — ہو دہن کیطرح آنکھون سے نہ پنہان کاغذ

شرح اوس روئی کتابی کی نہین مجکو گر ان — کیا تعجب ہے کہ ملتا نہین ارزان کاغذ

لکھکے خط مہر جو کی نام کی اپنے اوسنے — شوق سے نقش کی صورت ہوا چسپان کاغذ

وہ جو لپٹا ہم اوراق فرح مین سپرلو
جیسے ہون جمع شکنجے سے پریشان کاغذ

کیا سہانا ہے سیمبر تعویذ
نقشی سونیکا ڈنڈ پر تعویذ

مرد ہو کیون نہ رکہون آنکہون مین
کہ ہے منظورِ خوش نظر تعویذ

ہوا شیدا مین تیرے بازو کا
خوب دکہلا چکا اثر تعویذ

شیفتہ اسکے سخت جان بہی ہو
ہو گیا نقش کا لمجر تعویذ

خود ہی بیباک ہین وہ آگے سے
نہ کرے اور بخطر تعویذ

نا زبختِ رسا نہین بیجا
کب پہنچتا ہے اوسکو ہر تعویذ

خوفِ آسیب بعدِ مرگ بہی ہے
کیون لگاتے ہین قبر پر تعویذ

نقش اسکا ہے کیا ہی ہوش ربا
غش ہین عامل بہی دیکہہ کر تعویذ

ہشت پہلو جو دیکہہ لے اسکے
شرم سے ہو دو ٹکڑے ہر تعویذ

آج اوس نونہال نے باندہا
دیکہین لاتا ہے کیا ثمر تعویذ

بارشِ ابرِ چشم حاسد کو
نقشِ بارش ہو اگر تعویذ

کہیلو بازو کی مچہلیون کا شکار
بحرِ ہستی مین باندہ کر تعویذ

نقش آنکہون مین ہو مروت کا
بہرِ حب چاہئے اگر تعویذ

چہینتا ہے خرامِ نازمین دل
چلتا جادو ہے فتنہ گر تعویذ

مہربان چاہیے مجہ سے دون پرتو
زرِ خورشید کا اگر تعویذ

رغبت کہو گیا خاک پسر کو ہو پدر پر
شفقت نہین کرتے ہین پدر جبکہ پسر پر

تا بہول نہ جاسے عدم اوّل و آخر
کیا ناف گرہ یادکی ہے موی کمر پر

اس دور مین ٹہہری ہے یہ اسلام کی تعظیم
ہر بات کو قرآن اوٹہا لیتے ہین سر پر

کل اوڑتی تہی گلشن مین ادہر اور اودہر یہ
آج اوڑتے ہین بلبل کے ادہر اور ادہر پر

مین وہ ہون جری سینے کے داغون سے مرے جان
ای ترک یہ لکہے ہوے ہین پہول سپر پر

پر آب یہ تاب انہیں کہاں بات تو سچ ہے ۔ حرف اون لب و دندان کا جو ہے لعل و گہر پر

نہ درد کہ شان اہل نشیمن کی خبر لو ۔ آہستہ دباتے ہین کہ ہے ہاتھ کمر پر

یہ خال سیہ ہے لب شیرین پہ کسی کے ۔ یا کالی کوی چیونٹی یہ بیٹھی ہے شکر پر

آئینگی خبر اونکے کبوتر نے اوڑائی ۔ سچ دل کو بہروسا ہی رہا جہوٹی خبر پر

ہم مرغ اسیر قفس عشق ہین صیاد ۔ اسپر ہی خوشی یون ہی جو ہو روز گذر پر

دیکھا ہے جو آئینۂ رخسار تمہارا ۔ اب سکتے کا عالم نہو کیون ماہ صفر پر

کیون باپ کو فرزند ہون بار کا سو جب ۔ جب پہل کے سبب سنگ کی آفت ہی شجر پر

مشکل ہے ملاقات کی امید کہان پھر ۔ رکھو نہین اب وصل کی تم بار دگر پر

ہلجانے سے ابرو کے مراد امر ہے اور نہی ۔ معنی تہ و بالا ہے انہین زیر و زبر پر

مسجد مین لیا بوسہ جو اوس بت کا گنہ کیا ۔ جب بوسہ کی رخصت ہے حرم مین ہی حجر پر

کیا فخر اگر بار کشی بہر شکم ہے ۔ انسان سے وہ چند کہین بار ہے خر پر

بدر آج ہے جان دائرۂ نور کے باہر ۔ کیا رشک کی آفت پڑی اس شہر بدر پر

کیون ہوکے بشر بہر زن و شوہر مین نہین انس ۔ حیوان مین رغبت رہے جب مادہ کو نر پر

پرہیز غذا سے ہے گنہ سے نہین پرہیز ۔ کیا جان کا ڈر چھا گیا اللہ کے ڈر پر

اس عید مین ہے عید بہرا دامن مطلب ۔ خالی مین ملا آئے نہ یارب مری بر پر

تقدیر مین اسکی جو بلندی سے ہے پستی ۔ بربادی اشجار کا ثمرہ ہے تبر پر

چمکاتی ہے یاد رخ پر ریز پری زاد ۔ غش کرتے تارے مری آہون کے شرر پر

سینہ اگر ابھرا تو جھکے شرم سے کیون وہ ۔ کچھ بار شجر کو ہے ظہور دو ثمر پر

دوری مین نہین وضع کا پاس اونکو کہ مجکو ۔ جیا کی مظفر نہوی خوف و خطر پر

چار آنکھ نہ عینک سے جوانی مین ہو کوئی ۔ جائیگی نظر پہلے پہل کسر بصر پر

قربان بر و بحر دل و چشم کے مانند ۔ ای جان ترے منھ کی اگر اور نگر پر

دنیا کی تکاپو مین ضرر نفع سے بڑھکر
دیکھے کوئی ڈالے جو نظر نفع و ضرر پر

مستی مین کبھی آپ ہی کرتا ہے یہ فرفر
فربہ نہو تو عالم اسباب کے فر پر

ای چرخ کہان مانگ کہان کاہکشان واہ
یہ تیری ہی سر پردہ پر پڑا دون کے سر پر

ہر بات مزیدار ہے موسم ہی پرا یدل
غصہ نہین آتا کبھی اطفال کے چہر پر

کیون صبح شب وصل مین بدلے نہ وہ حالت
ہر جمع بدلجاتی ہے جب حالت جر پر

آگے تھے گلستان مین جہان غنچہ و گل سب
اب ہین وہین بلبل کے ادہر اور ادہر پر

پر کاٹ دئے ضعف جدائی نے سر دست
اب مرغ دل زار کہان اور کدہر پر

ہر بات مین کیسا یہ پس و پیش ستمگر
آتی ہے ہنسی تیری ہچر اور مچر پر

ظالم کو دل آزاری سے ہر دم ہے سروکا
بیرحم کبھی رحم نہین کرتے لفر پر

ہر روز نئی عید ہے قصاب کے گھر مین
پھرتی ہے چھری دمبدم ایک ایک بقر پر

ظالم اگر آرام سے ہو اپنے مکان مین
تکیہ ہے زبان کا بھی مری لفظ حذر پر

جب وصل کی شب بجنے لگا پچھلے پہر سے
پہلے مجھے دہوکا ہوا بادل کا گجر پر

دیکھا نہ ہمہ سر کو جس روز سے پیر لو
پڑتی ہی نہین آنکھ کسی شعبدہ گر پر

دہبہ نہ لگاؤن کبھی دامان نظر پر
دہوکا نہ بحث کھاؤن ترے منھ کا قمر پر

ای شمر تری تیغ چلی اون کے پسر پر
ہر دم رہا قبضہ جنہین اک تیغ دوسر پر

گلزار مین رشک رخ رنگین کی ہوا ہے
خشکی کا ہے صدمہ بدن ہر گل تر پر

ہر چشم فسونگر مین قیامت کا فسون ہے
قربان ہین بانکے تری ہر بانکی نظر پر

کہتا ہون مین یہ راست نہین کچھ کا گمان ہے
ای ترک فدا تیر تری ترچھی نظر پر

کہتا ہون جو مین لعل دو نیم اونکے دہن کو
گرتے ہے دل لعل یمن اپنی نظر پر

بل لاکھ کئے پر کوئی بل اوسمین نہ آیا
بلکہا رہا اک بل ہے ترے موی کمر پر

ای گل یہ سواری کا تری فیض ہے ادنی — گلگون صبا صدقے جو ہے اسپ کہر پر

پہولے ہین بیان داغ دل آنسو سے ہمارے — موقوف تہی سرسبزی باغ آب گہر پر

دندان دہن خامش جانان مین نہین ہین — کیا مہر لگائی ہے لب گنج گہر پر

عاشق جو ہوا ہون تو سمجھنے لگے مزدور — ہر بار بری اور بہلی ہے مرے سر پر

اونکے رخ پر ریز کو دیکھا تو ہوئے زرد — بس مات ہوی صنعت سکان بدر پر

پوچھو نہ سبب خانہ بدوشی کا عزیزو — آوارہ ہون دردر کہ وہ ملتا نہین گھر پر

کس منہ سے کہون پھر کسی موجود کو معدوم — یہ ناف نہین مہر ہے ہستئ کمر پر

کھلتا ہے تری ناف سے یہ عقدۂ نازک — اک مہر ہے گنجینۂ اسرار کمر پر

منہ چاند کا اوترا ہے یہ کچہ سامنے اونکے — پرتو نہ چڑہا بھول کے پھر میری نظر پر

لائی ہے مجھے بیکسی ای جان ترے در پر — بس ہے تری دیوار کا سایہ مرے سر پر

اک داغ نیا لگتا ہے قرطاس جگر پر — تڑپتی ہے جو گلشن مین نظر مور کے پر پر

ہیہات یہ غیرون کی شرارت کا گمان ہے — دستک بہی مین دیتا نہین اوس شوخ کے در پر

جب زرد کیا غم نے تو مین خوش ہوا اس سے — پڑتی ہے نظر سیم تنون کی ہی تو زر پر

کیون خانۂ دل پر مرے ناصح کا تحکم — بندون کا اجارہ نہین اللہ کے گھر پر

اس آبرو کا ابر پر احسان گہر ہے — اک قطرہ نہین ابر کا احسان گہر پر

کس منہ سے کہون یار تجھے شمع شب افروز — ٹھہراؤن تری زیست مین کیا چار پہر پر

کھٹکے تری آواز کے ہین ذہن مین پیچ کی — در پردہ چھری پھرتی ہے کیا مرغ سحر پر

تقدیر کا اپنی ہے فقط پھیر عزیزو — وہ عشوہ گر آمادہ ہے بیطرح جو شر پر

ہوتی نہین بیوجہ یہان آٹھ پہر ٹیس — دوری کا دل زار کی صدمہ ہے جگر پر

طاؤس کی صورت چمن یار مین رہنا — ہوتے دل پر داغ کے بازو مین اگر پر

روئے سے کہیں کشتِ مقاصد ہوی سرسبز
رحمت ہے خدا کی مرے ہر دیدۂ تر پر

خوب اونکی گذرتی ہے جہان گذران مین
کرتے ہین بسر جو کہ تری راہ گذر پر

دزات بدلتا نہین ہو جیہ اب رنگ
بدلی نگہہ چرخ رخِ رشکِ قمر پر

رشکِ رخِ گلرنگ سے یہ سوکہ نہ جاے
شبنم سے جو پانی نہو روی گلِ تر پر

سرمہ سے یہ معلوم ہوا ای بتِ خوش چشم
پسنے کی بلا ہے ترے منظورِ نظر پر

آئینے کے مانند زمانے کا زمانہ
رکہتا ہے نظر غیر ہی کے عیب و ہنر پر

ابتک کوی امید برائی نہین دل کی
غش کیون نہ رہون پہر مین دعاؤن کے اثر پر

کیون ہین عدم آباد کے آئے ہوے غافل
کیا خوب مسافر نہین آمادہ سفر پر

گو باندہتے کو باندہتے ہین بال باریک
ہستی کا توہم ہے نقط اونکی کمر پر

اب مرغ تحمّل کو ہوا شہپر پرواز
بے یار مرے بازوان کے تکیون کا ہر پر

اللہ رے اوس بت کے تعشق کا تصرف
ہے نقشِ محبت دلِ ہر فردِ بشر پر

ای جان تو وہ خورشید جہانگیر زمین ہے
سکہ ہے ترے دور کا اس دورِ قمر پر

تو وہ ہے شہنشاہِ مظفر کہ ہمیشہ
سایہ ترے جہنڈے کا رہا فتح و ظفر پر

پرتو کیلئے سرمہ او نہین پاؤنکی ہے خاک
نعلین سے جو پاؤن چلے عرش کے سر پر

ہمقافیہ غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

بجھ گئی رویا جو فرقت مین دلِ بیتاب پر
چاندنی آبِ رواں کی چادرِ مہتاب پر

وصل مین اسکو سلایا تکیۂ کمخاب پر
تار زرین ہوگئی پہر ہمارے خواب پر

دامن اپنا جسے رخ نے ڈالا رخِ مہتاب پر
جب تری آنکھہ اسکی اوس کے روی عالمتاب پر

عاجزی کی وجہ ہے اللہ کے گھر مین گذر
تہین مسجد مین یہ جملہ ہے لبِ محراب پر

یہ نہین رخسار ہے حسن پر خط سیہ
گرد جم کر زمین پیدا ہوئی ہے آب پر

بوسۂ لب پیار سے دے اس مریض عشق کو
متفق ہین سب اطبا شربت عناب پر

دیدۂ انصاف سے دیکھا تو مانند ابر کے
غش ہے دریا آج اپنے اشک کے سیلاب پر

ہے دل مضطر اپنے داغ ہجران کی بہار
پھول لالہ کے اوگے ہین معدن سیماب پر

گردشین غارتگری کے واسطے ہین رات دن
غرق فکر ظلم رہنا ختم ہے گرداب پر

دور ہجر ساقی رشک پری ہے دیدنی
جان جاتی ہے بطِ مے کی مرے خوناب پر

ہجر مین نیند اپنے چشم تر پر آ آ کر اوڑتی ہے
طائر خواب اپنا فائق ہے کہین سرخاب پر

آسمان کو ناز اگر مہر جہان آرا پہ ہے
ہے زمین کو فخر تیرے حسن عالمتاب پر

عالم اسباب مین پھر لو ہون ناسخ کیطرح
ہے نظر میری مسبب پر نہین اسباب پر

ایضاً ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

کی جو آہین ہجر مین بجنت دل بیتاب پر
آسمانی رنگ آیا چادر مہتاب پر

نیند آجاتی ہے اوسکو توشک کمخاب پر
چشم افسون کار کا چلتا ہے قابو خواب پر

آج کیا گلگاریان ہین چادر مہتاب پر
خون روتا ہون فراق روی عالمتاب پر

ضعف ہجر شوخ کعبہ رو مین ایسا جھک گیا
اس قد خم گشتہ کو تفضیل ہے محراب پر

کس لئے تا فرق بحر عشق دندان مین ہون غرق
بلبلے ہوتے نہین ہین موتیون کی آب پر

ہے بہت تبخیر ایام غم بنت العنب
منحصر تبرید ہے اب شربت عناب پر

مین سراپا کشتیٔ دریا سے ماتم ہو گیا
خانۂ تن تیرتا ہے اشک کے سیلاب پر

غصہ جب آتا ہے اوسکو بیکلی اوترجاتی ہے
ہے غضب کا شعلہ بہر طائر سیماب پر

خوب پھبتی ہے ہوائے وصل پر ای بحر حسن
چلتی ہے کشتی ہماری شوق کے گرداب پر

خنجر و شمشیر و تیغ و تیر قاتل دمبدم
تک رہے ہین چشم جوہر سے مرے خوناب پر

خواب مین سنتا ہون کیا میٹھی صدائین یار کی
طائر خواب گران کو فوق ہے سرخاب پر

دیکھہ سکتا ہی نہین مین آنکھہ بھر کر یار کو
آنکھہ ٹہری کیا جمالِ مہرِ عالمتاب پر

عالم اسباب اِی پرتو ہی دنیا سر بسر
بے سبب میری نظر پڑتی نہین اسباب پر

طعنہ زن ہے بیکلی میری ہر اک بیتاب پر
طایرِ قبلہ نما پر برق پر سیماب پر

اطلسِ گردون فدا ہا جامۂ کمخاب پر
بوٹہ بوٹہ نور افشان ہے رخِ مہتاب پر

سیر کو آیا جو وہ جوتا پہنکر کامدار
ہے ستارون کا بہی کام اب چادرِ مہتاب پر

خندۂ دندان نما ساقی کا وجہ دور ہے
کشتئ مے چل رہی ہے موتیون کی آب پر

ہے کشتی ہے خیالِ ابروئے قاتل مین عمر
کشتئ روحِ روان ہے نیمچون کی آب پر

بحرِ ہستی مین لگیگی ساحلِ غفلت پہ جا
گر چلے کشتی گدا کی آبرو کی آب پر

دوستی کے پردہ مین کرتے ہین اچھی دشمنی
اعتمادِ اِس دور مین ہرگز نہین احباب پر

یاد رکھہ غارتگرون کو چین دم بھر کا نہین
ہر زبان موج کہتی ہے رخِ گرداب پر

ہے دلِ نادان کو اب قاتل پہ ایسا اعتماد
جس طرح سے ہے بھروسا گائی کو قصّاب پر

تشنۂ دیدار ہے ہر مردم چشم پر آب
آجتک یہ پتلیان پیاسی رہین تالاب پر

درمیان خونریز ہو تو ہم ہو اتفاق
دیکھہ لینا ہین ہم معشوق و عاشق داب پر

جوشِ افغان سے مرا گھر ملکِ افغان ہو گیا
اشکِ خونین کو ہمارے فوق ہے سرخاب پر

روز حال اوس آفتاب حسن کا معلوم ہے
فایق ای پرتو تصور ہے مرا سرلاب پر

ہر ملاقات مین ہے بوس و کنار دلبر
بلکہ ہر بات مین ہے بوس و کنار دلبر

عاشقون کا ہے تصور کہ تصرف کہ نئی
ہجر کی رات مین ہے بوس و کنار دلبر

آہ لب پر ہے الم ہجر مین ہمبستر ہے
کیا مکافات مین ہے بوس و کنار دلبر

جز پری میکدہ مین کام نہین وحشی کو
اس خرابات مین ہے بوس و کنار دلبر

ابر اس سال مین ہی ابر کرم میرے لئے
یعنی برسات مین ہی بوس وکنار دلبر

وہ بہی دن تہا کہ میسر تہا کبہی بے چاہے
اب مناجات مین ہے بوس وکنار دلبر

ہجر مین ہی ہوس بوسہ وہم آغوشی
کیا منافات مین ہی بوس وکنار دلبر

دونون آنکھون مین ہی تصویر اسی عالم کی
اپنے مرآت مین ہی بوس وکنار دلبر

دم اکھڑتا ہے اسی آرزوی ناقص مین
ہاے سکرات مین ہی بوس وکنار دلبر

وہ کوئی غیر نہین مجہ سے کبہی ای پرتو
اپنی ہی ذات مین ہی بوس وکنار دلبر

کوی کیا کہیگا ہے اوس بت سے حق دور
نہ طاقت نہ جرات نہ قدرت نہ مقدور

زبان سے ہماری شب ہجر دم بہر
نہین قل اعوذ برب الفلق دور

کوہی درد کرتا نہین ہے کسیکا
کہان تنگ دل خلق سے ہی قلق دور

نہین شوق اوسکو جواب گنجفے کا
ہوا آفتاب فلک کا ورق دور

جو کچہ ہے سو پیشانی ہی مین ہی پالے
نہین رزق کا اپنے ناوان طبق دور

نہین ای سپہر جمال آج لب سرخ
نظر آتی ہے آسمان سے شفق دور

شب وصل ایسا پسینا ہوا وہ
بدن سے نہ اک دم ہوا پہر عرق دور

کوہی بستدی کس طرح ہمسبق ہو
دبستان غم مین ہے اپنا سبق دور

وہ بت کہہ رہا ہے کہ مین ہی خدا ہون
سراسر ہے اس دعوے سے اوسکے حق دور

وہ خورشید حسن اور مین اوسکا پرتو
کسی حال مین وہ نہین ہی رمق دور

جہوٹ کا وہم ہی گمان سے دور
بات ہی یہ مری زبان سے دور

ترے شیرین لبو کو سخن سے کہین
مرا شیرین ادا ہی جان سے دور

اک پری کیلئے ہی قاف کی سیر
پہر رہا ہون مین اک جہان سے دور

گوش زد با جرائے گریہ نہین | مری موتی ہین اوس کے کان سے دور
ایک پردہ نشین کا عاشق ہون | کوچہ گردی ہے اپنی شان سے دور
غمِ فرقت مجھے خوشی سے کہلا | کہ رکھائی ہے میزبان سے دور
خانۂ تن مین دل نہین اپنا | اوسکا گھر ہے مرے مکان سے دور
ہجر مین ہو نہ روح تن سے جدا | نہ مکین ہو کہین مکان سے دور
خانۂ دل مین وہ نہین آتا | کیا مکین ہو گیا مکان سے دور
جان ہو جائے دور اگر تن سے | ہون پُرخوار خطِ نان سے دور
ہون شبِ وصل مین ترا مدعو | میزبان ہو نہ میہمان سے دور
اس غزل مین تعلیان ہین غلط | یہ زمین ہے اس آسمان سے دور
خون رو رو کے لال ہین آنکھین | جب سے ہون ایک دہان پان سے دور
پلک اور بہون سے تیری ثابت ہے | تیر ہوتے نہین کمان سے دور
نہین پرتو سپہرِ حسن مین مہر | مہربانی ہے آسمان سے دور

رہے چشم بد یار سے تا ابد دور | اوسے جس نے دیکھا کہا چشم بد دور
نہین دور آنسو دل نوحہ گر سے | کہ والد سے ہوتے نہین ہین ولد دور
ثنا خوانِ معشوق یکتا ہون دایم | موحد سے کیا ہو خیالِ احد دور
کدورت سے دلکی نہ دیوار کھینچو | گرگئی تمہین مجھ سے آخر یہ سد دور
گلوگیر ہے طوق غم شکلِ قمری | ہوا اس چمن مین جو اک سرو قد دور
یقین ہے کہ پہنچون مقاصد کے نزدیک | طبیعت سے تیری جو ہو جائے کد دور
ہے سب پیش چشم دل اوس مہر کا حال | اگرچہ ہے بام اپنا مثلِ رصد دور
برابر مثل ہے ہوئے گن موے تنگ | نہو دل سے حاسد کے خوئے حسد دور
مری زندگی خاک بے جان جان ہے | رہا کیا کہ جب روح سے ہو جسد دور

شب ہجر افزونیان کسقدر ہین
نہین ہو سکا آہ سے اپنی مددور

کہان دہوکے دیدیکے بوسے لئے ہین
شب غم ہی مجہ سے یہ داد و ستد دور

کہان ضعف مین خون و لخت دل ای چشم
ہوا عین راہ طلب مین رسد دور

نقاب اوس کے عارض پہ شام و سحر ہی
نہ دیکہا ہی اس آئینہ سے نمد دور

لہو رو کے آنکہین ہوی لال میری
دکہا گوری صورت کہ ہو یہ رمد دور

وہ خلاق ہے اور رزاق بہی ہی
نہو فاقون مین بہی خیال صمد دور

نہو ملتمس رافضی سے کوئی نفس
کہ نرمی کے عادت سے ہین یہ اشد دور

کہین فاش دل کا نہ راز نہان ہو
نہو مہربان ضبط تیری مدد دور

وہ کیون بام پر اپنے آئین نہ پرتو
نہو مہر سے تا قیامت بہی شد دور

راہ طلب مین نقش قدم کی ہون ناک پر
سایہ کیطرح لوٹتا جاتا ہون خاک پر

عاشق ہون مین تمہارا تو تم میرے مبتلا
تا ترسے کرونگا مین بہی تمہارے تپاک پر

اپنی سواری کیلئے کیا بیکل ہے یہ
کرتا ہون سیر خوف و رجا کے دو چاک پر

کیا کہئے ان حسینون کو غصہ غضب کا ہی
کہتی بہی بیٹہنے نہین دیتے ہین ناک پر

ڈرتی ہی نہ حلقہ موے کمر مین کہین ترسے
کیا کیا اکڑ رہے ہین وہ اپنے جباک پر

غم کہانیکے سوا نہین فرقت مین کچہ غذا
اپنی گزر ہے آجتلک اس خوراک پر

آتا نہین ہے ایک خط اوسکا ہمارے نام
خط لاکہون آتے جاتے ہین ہر روز ڈاک پر

دیکہون تو ای پری تو کہان اوڑہ کے جائیگا
دیتی ہے جستجو کے لئے تیری تاک پر

موتی کی مچہلیون کو جو کانون پہ ناز ہے
اترائیگی بلاق بہی ای جان ناک پر

تم آفتاب ناز ہو ہم پرتو نیاز
تم عرش آسمان پہ ہم فرش خاک پر

ہمقافیہ بر غزل جناب داغ دہلوی

دندان کی دہن میں رو کے دل زار زار زار
سے لے آبرو سے ابر گہر بار بار بار

روتا ہے تیرا شیفتۂ زار زار زار
کرتی ہے تنگ آہ شرربار بار بار

جیتے ہیں تو ملینگے کسی شتے سے گلے
اے دل نہ کہہ گلون سے تو زنہار ہار ہار

آشوب چشم بھی کوئی آشوب حشر ہے
رو لوار ہا ہے سبکو یہ آزار زار زار

شبنم کے قطرے صاف بتاتے ہیں صبحکو
شب بھر کسی کے غم میں ہے گلزار زار زار

کرتی ہے جیب فتنۂ محشر قدم قدم
مانند جیب صبح وہ رفتار تار تار

قول زبان موج ہے فرقت میں گل پہ گل
بے آشنا ہے قلزم زخار خار خار

سودا اسے بھی ہے گرہ زلف یار کا
ہے جیب مشک نافۂ تاتار تار تار

میٹھے مزیکا لپکا پڑا تو ہوا نہ ترش
دیتا ہے بوسے مجھکو وہ ناچار چار چار

قاتل کی بھون کو دیدۂ جوہر سے دیکھکر
ہر دم یہ بولنے لگی تلوار وار وار

نو خط مری نظر میں ہیں بیگانہ سبزہ وار
جب تو نہیں تو ہین گل بیخار خار خار

سودائی کر دیا مرض ہجر زلف نے
رہ رہ گیا ہے سر ترا بیمار مار مار

وہ رفتہ رفتہ سخت ہوا تو ہوا میں نرم
رو لوارہا ہے ہوکے وہ بیزار زار زار

دیکھا جو پیچ خواب میں شب زلف یار کا
چلا گئے او تھے نیند سے ہم مار مار مار

پیرلو جو مہربان ہے وہ خورشید اندنون
ہوتے ہیں میرے کہنے کو اغیار یار یار

ہمقافیہ بر غزل جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

وہ جو گلگشت میں رکھتے ہیں قدم گن گن کر
کبک سکرات میں ہیں لیتے ہیں دم گن گن کر

قسمت اولتی تو لے ہم کو الم گن گن کر
ہجر میں پیر مغان نے دئے غم گن گن کر

بت کافر کو نہیں کچھ خطر روز حساب
مفت حیران ہوں میں لطف و ستم گن گن کر

کیا قیامت ہے کہ کرتے ہیں وہ فتنون کا حساب
محفل رقص میں رکھتے ہیں قدم گن گن کر

پیچ گنتی ہین ترے ہاے پریشانی سے
دام نسیان ہین پھنسا زلف کے خم گن گن کر

صفحۂ ہستی ہین ہر غم کے رسالے کے ورق
روز اولٹتا ہون ترے سر کی قسم گن گن کر

لطف سے اسکا بدل بھی وہ کرین گے شب وصل
اسلیئے ہجر مین کرتے ہین ستم گن گن کر

نقش تسخیر سے دانا ہو کہ نادان سبکو
لاکھون دل دام مین لاتے ہین درم گن گن کر

اٹھوین آکے کہا دوسرے آیا دیکھو
سادہ لوحی کو ترباتے ہین وہ کم گن گن کر

دانت بتیس تصور مین کسی ماہ کے تھے
وقت کاتا ہی تارے شب غم گن گن کر

عیب معشوق ہے عاشق کی نگاہون مین ہنر
خوش ہون مین اوس کے ستم کو بھی کرم گن گن کر

مہربان آپ ہی اپنے پہ ہوے ای پرتو
اک قمر چہرہ کی پھیری کو ہم گن گن کر

ہم نے بہرا کر دیا سفاک کو گل بولکر
دل کو نالون پر کیا آمادہ بلبل بولکر

بات کرتے مین مکر جاتا ہے وہ گل بولکر
بند ہو جاتا ہون مین مانند بلبل بولکر

اپنی اپنی ساری کیفیت سنا دیتے ہین مست
شیشہ چپ رہتا ہی محفل مین جو قلقل بولکر

بالکل اس تشبیہ سے وہ ہو گئے برہم ہوا
پھنس گیا آفت مین زلفونکو مین سنبل بولکر

کوی حد باقی نہین تدبیر کی آگے نصیب
آج قاصد ہمنے بھیجا حال دل کل بولکر

سونچکر احوال بول اوس سے کہے وہ درد رنج
پھر نہ پچھتا ناتوانی دل بے تامل بولکر

سازش دربان نہین گویا کرامت ہے مری
لوگ حیران ہین جو کھولا اوسکا در کھل بولکر

چپ جب سر فاختہ کی باغ مین گاتے ہو تم
سرو پر خاموش ہو جاتی ہے صلصل بولکر

منھ کہان پیمان شکن کہنے زبان خود لائی ہے
جھوٹ سے بولون جو بدلا ہی کوی گل بولکر

حرف علت خط کا کھٹکا ہو گیا آخر غضب
خار کھاتا ہون تمہارے گال کو گل بولکر

روشنئ طبع پر ہون مست مثل آفتاب
آج پرتو شربت دیدار کو مل بولکر

تڑپ رہا ہون جدائی مین یار آٹھ پہر
ہون مثل قبلہ نما بیقرار آٹھ پہر

ترے فراق کا ای بحر حسن غمزہ سے
پہرا جو صورت ابر اشکبار آٹھ پہر

بجا ہی تمکو مین بولون جو مہر و مہ سے دو چند
تمہارے آنیکا ہے انتظار آٹھ پہر

یہی ہے شغل شب و روز زلف و عارض کا
پسند ہی او نہین دل کا شکار آٹھ پہر

مزا ہے غنچہ دہن تجھ سے منہ پہرانیکی
نہین جو مہر سے گل کی بہار آٹھ پہر

اک ایک آنکھ سے روتا ہون آٹھ آٹھ آنسو
کہ آج کل نہین ظالم دو چار آٹھ پہر

زہے نصیب ہی اوس گل کے پاس بلبل دل
کہان ہی صحبت گل مین ہزار آٹھ پہر

وہ دن بہی آئین کہ درد دل و فغان کے عوض
ہو گلعذار سے بوس و کنار آٹھ پہر

یہان جب آتے ہو پیارے تو اک گھڑی کیلئے
ب ؤگو دمرا ایکبار آٹھ پہر

خیال نیزۂ مژگان و تیغ ابرو سے
دل حزین مین رہا کارزار آٹھ پہر

شراب عشق ہی دن رات وجہ درد سر
بجائے نشہ ہی اس مین خمار آٹھ پہر

اگر وہ چار گھڑی کے لئے نہین آتے
بدن سے دور نہوتا بخار آٹھ پہر

مزے کے ساتھ بسر ہو دل بلاکش کی
دو چار دن تو رہو ہمکنار آٹھ پہر

وہ زار ہون کہ ہون بیزار جس سے گلرویان
وگرنہ صحبت گل مین ہے خار آٹھ پہر

اوس آفتاب سے پہر تو شکایت شب ہجر
سنو تو مہر بہی رہتا ہے یار آٹھ پہر

قہر مظلوم پہ ناحق ہے کہ فریاد نکر
ای بت اللہ سے ڈر یون ستم ایجاد نکر

دل ترا نرم ہے کیون سخت تو کرتا ہی اسے
روئی کو بہر خدا بیضۂ فولاد نکر

یون تجھے دوست فرامش کی ہی کیون ایذا دل
ہرگز اوس دشمن احباب کو تو یاد نکر

بہت ارمان وفا تنگ جو کرتا ہی مجھے
یاس کہتی ہے کہ اوقات کو برباد نکر

گر جوان ہے تو ہنو پیرو پیر گردون

مہربان پرتو مشتاق پہ بیداد نکر

فدا طلعت ہے حسنِ دلربا پر — ضیا ہالا ہے روی پرلقا پر
یم دانست و بحرِ علم ہے تو — لیاقت ناز کرتی ہے ذکا پر
تمیز نیک و بد صدقے سمجھ کے — ادب قربان ہے آئینِ ادا پر
لگی ہے آنکھ گوشے پر تمہارے — نگاہِ مردمان ہے انزوا پر

سیاہی شام کی زلفوں پہ صدقے
اور ای پرتو سحر رخ کی ضیا پر

ہمقافیہ برغزل ظفر مغفور شاہ دہلی

فسادی صاحب کوئی نام کر فساد کی جڑ — کرائج تنگ نہوا ہی بشر فساد کی جڑ
مزاجِ یار بگاڑا ہے کیون طبیب اسنے — یہ اصلی سوس ہے یا سر بسر فساد کی جڑ
تمہارے عشق مین کرتا ہے عشق پیچان پیچ — یہ بیل میرے لئے ہے مگر فساد کی جڑ
کیا ہے حشر بپا غیر کی شرارت نے — نہین ہے آپکا آشفتہ سر فساد کی جڑ
ہمارے صبر مین ڈالا خلل کچون نے تری — نہال قد کے ترے ہین ثمر فساد کی جڑ
نہو محبت مفسد نہو مرے دل مین — زبو ی جائے الٰہی ادہر فساد کی جڑ
جہان گذر ہوا اسکا وہان فساد کیا — ہمیشہ ہے نگہِ فتنہ گر فساد کی جڑ
نہ تم شریر ہین فی الواقعی نہ ہم مفسد — دراصل اور کوئی بیخ شر فساد کی جڑ
کسی نے جھوٹ اڑائی ہے دشمنی سے خبر — کبھی نہین مرا پیغام بر فساد کی جڑ

زبان سے ہان کہو پرتو کو یا نہین کہئے
مگر ہے بیخ شر ای جان اگر فساد کی جڑ

سو ظلم توڑ ایک دل ای دلربا نہ توڑ — مرجھا گیا ہے ہائے شگوفہ مرا نہ توڑ
انگلی ملا کے دل کو مرے بیوفا نہ توڑ — یون آشنای ای بت ناآشنا نہ توڑ

زنجیرِ زلف کا ہون مین ہر سال مستحق
ای بخت ہان جنون کا مرے سلسلا نہ توڑ

ای دہان یار شہد کی پولی سے کیا غرض
تو اور توڑ تاڑ یہ شانِ خدا نہ توڑ

بحرِ جہان مین جو ہے وہ مثلِ حباب ہے
ناحق تو ایکدم کو دلِ آشنا نہ توڑ

پائے نہ دل شکست زمانیکے ہاتھ سے
تیغِ غضب سے سینۂ اہلِ وفا نہ توڑ

کیون خبط احتساب مین ہی مست محتسب
دل کیا کہ ایک شیشۂ مے کا گلا نہ توڑ

خوگر ہو تو شیشہ دل کی شکست کا
ای محتسب شراب کے شیشے سدا نہ توڑ

دو مین سے ایک ای دل امیدوار کر
سر توڑ آج سنگ سے یا آستانہ توڑ

اوس مہربان کی خاطر نازک نہ ٹوٹ جاے
پرتو خدا کے واسطے دل کو ذرا نہ توڑ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

گھنگھرون سے گلا کاٹتی ہے ناز کی آواز
تلوار کی تلوار ہے آواز کی آواز

پڑ جاے گلا نکلے نہ پھر ساز کی آواز
سن لے جو سُریلی مرے دمساز کی آواز

اس بات سے دُھن بزمِ طرب کی نہین مجکو
یاد آئیگی محبوب خوش آواز کی آواز

ہر ساز مین گو سُر ہے یہ تاثیر کہان ہے
دلچسپ ہے کافر تری انداز کی آواز

میدان مین وہ کیا آئے سنی ہی نہو جسنے
اک تیغچۂ معرکہ پرداز کی آواز

انداز مین کیا ناز ہے کیا ناز مین انداز
انداز کی ہر بات تری ناز کی آواز

کیا آہ کہ ہر بات مین دیپک کا اثر ہے
جانسوز ہے میرے دلِ جانباز کی آواز

خاموش ہے غماز کی صورت ترے منھ پر
غیبت مین فقط بولتی ہے ساز کی آواز

دم بن کے شبِ وصل صدا مرغ کی نکلے
یا رب سنون تفرقہ پرداز کی آواز

سُننے کی تمنا مین ہوے سنگ بھی گویا
داؤد مین کب تہی تری اعجاز کی آواز

لگتی ہے جو انسان کو ہچکی دمِ آخر
کیا طایرِ جان کی ہے یہ پرواز کی آواز

مرغوب فزون زمزمۂ طایر جان سے
کانون کو مرے دلبر ہمباز کی آواز

آنکھون سے اشارہ مجھے کرتے ہین کہ خاموش
سُن لیتے ہین جب وہ کسی غمّاز کی آواز

کیا طنطنہ و دمدمۂ بزم طرب ہے
طنبور کی اور اوس بتِ طنّاز کی آواز

بھائے نہ اوسے ہند کی طوطی کی صدائین
پرتو جو سنے بلبلِ شیراز کی آواز

ہمقافیہ بر غزل حضرت حاجی حافظ نواب خورشید احمد خان بہادر والد مغفور حضور مصنف

سیدھی ہوتی نہین اولٹی ہوئی تقدیر ہنوز
مجھ سے بن بن کے بگڑ جاتی ہے تدبیر ہنوز

مُنھ دیا پیار کیا اور بلائین بھی لین
پھر بھی کھلتی نہین وہ زلف گرہ گیر ہنوز

روبرو ہوکے جو اکثر وہ بگڑتے مجھ سے
منھ بنائی ہوی آنکھون مین ہے تصویر ہنوز

اوٹھتے جوبن مین جو ظالم ترا دل بنتھ گیا
پاؤن تڑتے ہی ہین چلتی نہین تدبیر ہنوز

اک جگہ آٹھ پہر مست پڑا رہتا ہون
بادۂ وصل کے نشّے کی ہے تاثیر ہنوز

آگ برسائی پر لوحش کی جدائی نے عجب
فصل برسات کی آئی بھی ہے تبخیر ہنوز

خواب مین یار نے کچھ ایسی عبارت پڑھ دی
چار دن گذرے ہین ملتی نہین تعبیر ہنوز

ای جوان سال دوشنبہ کا یہ وعدہ کب تک
نہوا ہفتہ مین شاید کوی دن پیر ہنوز

خانۂ تن کی مرمت بھی جو درپیش ہوئی
مضمون کو ہے وہی خواہش تعمیر ہنوز

ایک عالم کا ہوا خون خرابا پرتو
مہ نو کی نہ رکھی چرخ نے شمشیر ہنوز

کیا نقش کالحجر ہے دلون پر وقار ژاژ
سکّہ چلا رہا ہے یہان اعتبار ژاژ

پھولے ہوئے ہین لوگ کے دل ژاژ خائی پر
آئی ہے باغ دہر مین کیسی بہار ژاژ

آنکھون مین انقلاب زمانے کا چھا گیا
دلچسپ چشم خلق ہین نقش و نگار ژاژ

اک کیا کشش جہت مین ششش و پنجی کی ہے یہ ۔ ہر ہر کو دیکھتی ہین نگاہین دو چار ژاژ

علت نہو بہی اول و آخر کے درمیان ۔ آغاز سے جدا نہین انجام کار ژاژ

اونکو خلش مدام گل راستی سے ہے ۔ چبھتے ہین جن کے پاؤن مین ہر وقت خار ژاژ

خون کر رہی ہے راستیونکا زبان خلق ۔ یارب جہان مین گرم ہے کیا کارزار ژاژ

بیہودگی دلون مین ہے جاگیر بسطرح ۔ ان راستیون مین خوب ہوا اختیار ژاژ

مانند سرو باغ جہان مین ہے سرفراز ۔ آزاد ہو گیا شجر باردار ژاژ

منھ پر ہر ایک مردم غفلت شعار کے ۔ دیتی ہے چھینٹے کیا قطرۂ اشکبار ژاژ

پھر تو ابھی سے حشر بپا تو ہوا نہین
سر پر کھڑی ہے چشم تر اشکبار ژاژ

دل مین قیام آہ نہین واہ واہ دژ ۔ یعنے بیان ضرور ہے بہر سیاہ دژ

اوسنے کیا ہے دل جو برا مجھ سے آجکل ۔ ہوتا چلا ہے حال بہی شام و پگاہ دژ

فرقت مین تیری دیکھہ لیا آزما کے یار ۔ فریاد دژ فغان دژ و شیون دژ آہ دژ

آنکھین تری نظر نہین آتے ہین جب سے جان ۔ دکھلائی دے رہے ہین سفید و سیاہ دژ

اچھا نہین کبھی ستم ناروا ترا ۔ کرتا ہے کس لئے تو دل خیر خواہ دژ

ذرات ہے نہان جو کوئی رشک مہر و ماہ ۔ تھہرا نظر مین جلوۂ خورشید و ماہ دژ

اس سال کے صفر مین بہی اوسکو نہ تہا سفر ۔ گویا کہ سال بہر مین نہین اکماہ دژ

اچھا نہین کہ راز کوئی فاش ہو مگر ۔ پوشیدہ ہو اگر تو نہین رسم و راہ دژ

توبہ کر اختیار مین جب تنگ زبان ہے ۔ ای بندۂ خدا بخدا ہے گناہ دژ

ظاہر تمام آئینے باطن کے ہین فقط
پیر تو سے کیا طبیعت ہر کجکلاہ دژ

اشک بہی ہین دل پر یاس کے پاس ۔ اوس تڑپتی ہے مری آس کے پاس

وہ تصور کی بدولت شب ہجر
دور کے دور ہیں اور پاس کے پاس

فایدہ کیا کہ او نہیں راس نہیں
پہنچی گر آہ مری راس کے پاس

تیغ ابرو سے نہیں تر کے ہلال
چرخ کے پاس وہ یہ راس کے پاس

یار جو بات ترے دانت میں ہے
جوہر ایسے نہیں الماس کے پاس

جنگلیوں سے نہ ملا کر اے دل
آدمیت نہیں نسناس کے پاس

لامسہ لے گیا ارمانِ مساس
کیا رہا خواہش احساس کے پاس

دانۂ سخت ہے گویا دل سخت
نرم روئی ہے جو کرپاس کے پاس

مفت بنجاتی ہے کیون چور صبا
کچھ زر گل نہیں بو باس کے پاس

گئے وہ سیر کو پیرتو پو لور
وہ جو اک قریہ ہے مدراس کے پاس

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

دل جب ہوا اداس تو ہے گھر کا گھر اداس
دالان صحن اداس ہیں دیوار در اداس

ڈرتا ہوں بولنے کو اداسی کا ماجرا
میری طرح نہو دلِ پیغامبر اداس

دیکھی ہے شکل کونسی منحوس بخت کی
کیون بے سبب ہے آج مری چشم تر اداس

افسوس دل میں کسکی جدائی کا داغ تھا
تھا آسمان پہ جو قمر رات بھر اداس

شبنم سے اسقدر ہے دھوان دھار کیا کہوں
مانندِ نور چشم ہے نورِ قمر اداس

زاہد ہوی دعا سے اداسی مزاج کی
نکلا درِ قبول سے کیون آج اثر اداس

کیون دیکھتے ہیں دوست سب اس یاس حال کو
تاثیر سے نصیب کی ہوگی نظر اداس

پرسا مجھے ضرور ہے ای شوخ کس قدر
یون آج کس کے سوگ میں ہو اسقدر اداس

یہ انتقام کونسی عشرت کا ہے خدا
دکھلا رہا ہے چرخ جو شام و سحر اداس

چھائی ہے کیا دلوں پر اداسی یہان وہان
میں بھی ادھر اداس ہوں وہ بھی ادھر اداس

ہے ہے شب فراق کے عالم کی کیا کہون
گھڑیالی خود بجاتے ہین ہر ہر پہر اوداس

یاد آگیا مرا دل گم گشتہ یک بیک
ہمسائی کے خیال مین ہے کیا جگر اوداس

پامالی جفا و غضب تا کجا ابہی
رہتا ہے رات دن ترا آشفتہ سر اوداس

انجان اوس پری نے کیا کس بلا کا شہر
دکھلائی دے رہا ہے دل پر بشر اوداس

پیر لٹو وہ دیکھنے کو ستمگار ہے مگر
آنسو بہا دئے ہین مجھے دیکھکر اوداس

دین مین کیا دنیا مین کیا اللہ بس باقی ہوس
دونون عالم مین سدا اللہ بس باقی ہوس

دمبدم ہر جبر کہتا ہے زبان موج سے
ہوشیار ای آشنا اللہ بس باقی ہوس

آمد و رفت نفس آہستہ کہتی جاتی ہے
ہوش بر دم با خدا اللہ بس باقی ہوس

معرفت ذات خدا کی حاصل دارین ہے
کہتے ہین عارف بجا اللہ بس باقی ہوس

ذرہ سے خورشید تک فانی ہے او رقایم وہی
ہیچ ہے ارض و سما اللہ بس باقی ہوس

حور و جنت کی یہان لالچ نہ بتلاتا کبھی
کاش واعظ جانتا اللہ بس باقی ہوس

زاہد و واعظ یہ دونون بیخبر مطلب سے ہین
ہم سے بھی سن لین ذرا اللہ بس باقی ہوس

شوق وصل حور مین پرہیزگاری ہے تمام
پھر کجا زاہد کجا اللہ بس باقی ہوس

اشرفی دیکھی جو زاہد نے فراموش ہوگیا
یاد جو ہر وقت تھا اللہ بس باقی ہوس

غافلون کو اس سے کیا مطلب کہ واقف ہی نہین
عاقلون کا مدعا اللہ بس باقی ہوس

کان جب گفت و شنید دہر سے کرتے ہین بند
سن لو آتی ہے صدا اللہ بس باقی ہوس

ماسوا سب ہیچ ہے پیر لٹو اگرچہ ہوش ہو
مطلب دانا سدا اللہ بس باقی ہوس

ہائے افسوس صد افسوس ہے جانی افسوس
درد کے خاکے کو تصویر ہی مانی افسوس

بن گئے بت وہ شرارت سے جلانے مجھکو
ہر گھڑی کیسے کہون رام کہانی افسوس

رو کے تقدیر کو ہاتھ اس سے نہ دہوؤن کیونکر
دل مری گو دین ہے دشمن جانی افسوس

نام عاشق کی مصیبت کا پتا دیتا ہے
بے نشان کو بہی میسر ہے نشانی افسوس

مرے دل پر ہے فراق کمر یار کا داغ
بے نشان سے ہوی ہمدست نشانی افسوس

دمبدم ہجر مین جس روز سے ہے درد زبان
صاف ہے دلکی مصیبت کی نشانی افسوس

یا دین اوسکی پہپولا ہوا دل پک کے مرا
بدلے چھلّے کے یہ چہالا ہے نشانی افسوس

ہجر مین سرو روان کے ہے زکاوت قمری
خود روانہ ہے طبیعت کی روانی افسوس

سرد مہری تری اسر گرم تصرف جو ہوئی
خشک ہوتا ہی نہین آنکہہ کا پانی افسوس

ابر غم ہجر مین تہا چہا گیا ابر باران
ماہ کی بہی نہ رہی نور فشانی افسوس

غیر ہوتا تو کوئی شکوہ شکایت کرتا
بت بیدرد ہی ہے ظلم کا بانی افسوس

ای جنون پر بہی پتا رشک پری کا نہ لگا
خاک گو قاف سے تا قاف بہی چہانی افسوس

سب عمایا کی مسرت کا ہوا خاتمہ بس
جب سے اس دار فنا سے گئی رانی افسوس

ہر قدم ساتھ ہے آہون کا دہوان فرقت مین
جسم عاشق کا بہل ہے یہ دخانی افسوس

مدت عیش گذر جاتی ہے پل مین پر تو
طرفۃ العین مین جاتی ہے جوانی افسوس

صاحب ہے یہی مدام گردش
دیکہون گہر کی غلام گردش

ساقی ترے غم کا دور دیکہا
می کش کو ہے مثل جام گردش

قاصد کی طرح سے اک جہان کو
ہے روز پئے مرام گردش

ہے مت دوا دو ایک عالم
تقدیر مین ہے مدام گردش

آرام نہین کسی حسین کو
ہے مہر و قمر کا کام گردش

مطلب کے شکار مین تو نکر
ہر وقت ہے مثل دام گردش

اتراتے پہرتے ہین ہمیشہ
ہے قسمت خوش خرام گردش

طالب ہے وہ بیوفا نہ پہرجاے | بیکار رہو تمام گردش

لیتے شب وصل بہی وہ پہرکر | ابتنگ ہوی تمام گردش

پہرا نہ کسیکا دل سوے مہر
پرتو کو ہے صبح وشام گردش

ہمقافیہ برغزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

رہتی ہی لطف وصل کی اوقات کی تلاش | کچہ بے سبب نہین مجہے برسات کی تلاش

دینے کو یون تو دیتے ہین پر دین تو دیکھکر | مشکل گدا سخی کو ہو خیرات کی تلاش

اپنے کو آپ جانکے بولو برا بہلا | ہے عین جستجوی صفت ذات کی تلاش

اک شوخ کی تلاش ہے دل کے ثواب مین | آٹھون پہر نصیب ہے خیرات کی تلاش

اک رشک مہر و ماہ کی ہے جستجو مدام | مانند چرخ ہے مجہے دن رات کی تلاش

دست فلک سے چین میسر نہین مجہے | پایا جو وہ دہن تو رہی بات کی تلاش

تقدیر سے ملا ہے مصیبت پسند دل | آرام در کنار ہے آفات کی تلاش

سر پھوڑتا ہون سجدۂ شکرانہ کی جگہ | پوری ہوئی نہ قبلۂ حاجات کی تلاش

اندھیر ہے کہ روز مجہے رکہتی ہے خراب | تنویر آفتاب خرابات کی تلاش

سارے جہان کو فضل خدا کی طلب فقط | ہے جستجو صفت کی نہین ذات کی تلاش

شب کا ہے انتظار ہمی وصل کے لئے | آب حیات کے لئے ظلمات کی تلاش

پرتو کے ساتھ میکدے مین آکے دیکھ شیخ
پیر مغان کی ہے جو کرامات کی تلاش

ہمقافیہ برغزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

ہنو دشمن کو بہی دشنام کی حرص | آبرو جاے تو کس کام کی حرص

نام کو ہے مجھے دشنام کی حرص
بیدہن سے ہے یہ کس کام کی حرص

شبِ وصلِ بتِ خود کام کی حرص
یا خدا سخت ہے اس کام کی حرص

یہی میرے دلِ ناکام کی حرص
یعنے بالکل ہی نہین کام کی حرص

کشتۂ عالم کو سمجھتا ہے علف
واہ اے ابلقِ ایام کی حرص

دام مین آتے ہین نادان ہر وقت
کسی دانا کو نہین دام کی حرص

نقشِ دل پر ہین ترے نام ہزار
اس نگین کو ہے اپنے نام کی حرص

اک نہ اک روز جواب آتا ہے
ایسی قاصد کو ہے انعام کی حرص

جام تو جام لنذہے خم کے خم
کسقدر بڑہ گئی ہے جام کی حرص

نیند ننگ ہے شبِ غم مین سرِ خواب
اور پھر کیا کرون آرام کی حرص

ایسا برگشتہ مقدر ہون کہ چرخ
صبح کر دے جو کرون شام کی حرص

وہ تو دیتے نہین ناحق تعزیر
اسلئے ہے مجھے الزام کی حرص

نہ سُنا دے کہین پیغامِ اجل
اُنکے وصل کے پیغام کی حرص

داغ دیتی ہے مہ و مہر کو بھی
مرے دل کی سحر و شام کی حرص

ہر مسلمان کو خدا دے پر لطف
کسکی قسمت مین ہے اسلام کی حرص

ہین جو صندل کے دستِ یار مین قرص
ہو دوائے صداع چار مین قرص

کیون فلک چارہ گر مرا نہوا
مہر و مہ کے ہین اختیار مین قرص

مرضِ منتظر کو تسکین سے
تارے ہین تیرے انتظار مین قرص

دل کو آزارِ ہجرِ خط ہے طبیب
کہا کے ہون اکبے بار مین قرص

کیا مرض باغ کو ہوا عارض
گلِ رنگین کے ہین بہار مین قرص

یہ بھی ہے کیا مریضِ عشقِ عذار
گل کے ہین دامنِ بہار مین قرص

داغ کھایا تو ہو گیا اچھا | تھا علاج مریض زار میں قرص
ہو طلوع آفتاب صبح وصال | ہو یہ آزار ہجر یار میں قرص
داغ کھاتے ہیں دل کے داغوں پر | ہیں یہاں اپنی ہی کنار میں قرص
یا دخال سیہ ہے یا ہے یہ | دل بیمار کی کنار میں قرص

آنکھیں دلدار کی ہیں اے پرتو
چشم شیدائے بیقرار میں قرص

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

چشم گریاں ہے میسر مجھے ساغر کے عوض | اور خون جگر اس میں مے احمر کے عوض
یہ دعا ہے مری اللہ سے فصل گل میں | کوئی گلرو نظر آجائے گل تر کے عوض
آرزو ہے یہی جب سے تو اڑاتا ہے پتنگ | چاند تارا ترا دیکھوں مہ و اختر کے عوض
کھینچتا ہوں کسی گلرو کی جدائی میں اگر | پھول جھڑتے ہیں مری آہ سے اخگر کے عوض
ہوس وصل کے مطلب کا جو لکھا کوئی خط | طایر دل ہوا طیار کبوتر کے عوض
تو نے ہنستے ہوئے قاتل جو لگائی مجھ پر | ابر شمشیر سے گوہر ترے جوہر کے عوض
آج کیوں پھولے ہیں نازک بدنی پر غافل | بستر خاک ہے گل پھولوں کے بستر کے عوض
صورت مہ ترے آگے ہوا خورشید سفید | دن میں بھی چرخ کو چاندی ہی ملی زر کے عوض
جان سے بڑھکے ہے مال اہل جہاں کے نزدیک | سر ہزاروں کے دئے جاتے ہیں افسر کے عوض
اوتر گیا طایر دل اوسنے جو دیکھا دم بھر | بازؤں میں لگے پر تیر کے شہپر کے عوض
مست ایام جوانی ہوں یہی حسرت ہے | تری انگیا کی کٹوری ملے ساغر کے عوض
ہو گل اندام کو گلگشت میں گر ذوق شراب | پھول بنجائیں پیالے ابھی ساغر کے عوض
اور عالم کی جو ایجاد ہو منظور خدا | چشم گریاں مری پیدا ہو سمندر کے عوض

تری فرقت مین سمندر ہین مرے دیدۂ تر
درمیان ناک رہی سدِ سکندر کے عوض

زرد روئی جدائی کے لئے روتا ہون
ہاتھ آئی ہے یہ دولت زر و گوہر کے عوض

چاندنی رات مین سوتا ہے جو وہ زیر سما
جسم پر چادرِ مہتاب ہے چادر کے عوض

گھر سے کیا کام مرے دل مین بسر کر اے بت
مل گیا ہے تجھے اللہ کا گھر گھر کے عوض

شعلۂ حسن سے یار آئینہ آتشکدہ ہے
اور ہر طایر جو ہرہے سمندر کے عوض

سنگساری کے سزاوار جو ہے عاشق لب
لعل و یاقوت ہون پرتو کوی پتھر کے عوض

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

آئے وہ بے بلائے کیون اوسکی بلا کو کیا غرض
کام یہ جذب دل کا ہے دستِ دعا کو کیا غرض

وہ جو پھرے تو سب پھرے عیش پھرے تعب پھرے
ہجر مین مژدہ وصال پیک قضا کو کیا غرض

جور و جفا کی فکر کیا بخش دیا یہ حق مرا
تجھ سے جو تو چھٹے پھر خدا آس سے خدا کو کیا غرض

دل ہے ترے ہی گھر طرف تین طرف ہین ہر طرف
قبلے سے منھ پھرا لے کیون قبلہ نما کو کیا غرض

جاتے ہی اوس کے پاس سے جائیگی اپنی آس سے
دور رہون اوس سے ایکدم شرم و حیا کو کیا غرض

کوچین اوس کے جائینگے قوت مشام پائینگے
چار قدم ہی تر کے آئے باد صبا کو کیا غرض

بخت رسا ہو اگر اے دل امید قطع کر
تیری کوئی مدد کرے زلفِ رسا کو کیا غرض

اپنی ہی ہڈیان اوسے بہر غذا ہین مکتفی
اور کسیکی ہڈیان کھائے ہما کو کیا غرض

خضر کی شکل چاہئے اوسکے دہن کی جستجو
لہر کی طرح آہی جائے آبِ بقا کو کیا غرض

سینہ زنی ہجر مین باغ کی سیر کیا کرون
لطف سے پرتو حزین اہل عزا کو کیا غرض

ہمقافیہ بر غزل امیر مینائی لکھنوی

ابتو کوئی جواب مین لکھہ ایکبار خط
رخسار پر لکھا ہے ترے اے نگار خط

لکھا نہ اک جواب کوی غنچہ لب کبھی
پیک صبا کے ہاتھ سے بھیجے ہزار خط

تو خط کو اک نہ ایک تو پہنچیگا یا نصیب
ناچار یکقلم اوسے لکھے ہین چار خط

کیا لکھہ چکا ہے روی کتابی یار پر
آخر خط غبار مین دل کا غبار خط

ریحان کا لطف صفحۂ گلزار پر نہین
نکلا نہین ہے گال پر ای گلعذار خط

اوس بت کو لکھہ کے خط یہی کرتا ہون التجا
آئے جواب کا مرے پروردگار خط

قاتل جواب یون ہی کوی میرے خط کا دے
گردن پر اپنی تیغ سے کھینچ ایکبار خط

لکھی جو شمعرو نے بگڑ کر ابای وصل
پروانہ ہوگیا ہے پئے اختصار خط

امید منقطع نہین اوس کے وصال کی
کھینچا نہ شوق وصل پر اک زینہار خط

لکھا مریض ہجر کو انکار وصل مین
ایجاں ہے ردبکار پئے اختصار خط

سمجھا مین نامہ بر سند تین نہین ہی تو
پرتو کے نام کا ہوا کیون اشتہار خط

ہمقافیہ بغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

ہاتھ سے لکھا جو تو نے یار خط
مثل شاخ گل ہوا گلبار خط

لکھہ خط گلزار مین ای یار خط
مثل شاخ گل ہو کچھہ گلبار خط

ماجرائے چشم دربار سے
بن گیا ہے ابر دربار خط

ہو جو عینک طالع بیدار کی
پڑھ سکے پھر دیدۂ بیدار خط

کیا کہین قاصد کو سودا ہوگیا
دیدیا اونکو سر بازار خط

دل جو بھاری غم سے تہا لکھنے کیوقت
نامہ بر ہے ایک من کا بار خط

بولتا ہے طایر دل بار بار
لے اوڑ ہون بھیجے کوی طیار خط

خلق مین مشہور ساقی نامہ ہو
گر لکھین ساقی کو ہم میخوار خط

دیکھنے کے آگے کرتا ہو وہ جاب — کیا لکھے پھر کوئی دل افگار خط
سینے پر رکھ لون مین سوتے جاگتے — گر دکھائے طالع بیدار خط
کوئی بے پروا اگر لیتا نہین — لا مرے سر پر ہی قاصد مار خط

حالِ دل لکھ کر غزل بھیجی ہے آج
ہوگئے **پرتو** مرے اشعار خط

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

رہون آسیب سیہ زلف رسا سے محفوظ — اپنے بندے کو خدا رکھے بلا سے محفوظ
کس قیامت کے ہین پتلے جنھین کہتے ہین حسین — دل کسی کا نہین آشوب جفا سے محفوظ
نگھتا دیکھے کوئی حوصلہ چشم پر آب — رہی بدلی یہ مری تند ہوا سے محفوظ
عجب انداز ہے اسکا کہ ہے معشوق فریب — نازنین کوئی نہین تیری ادا سے محفوظ
درخور حسن عطا عالم نیرنگِ خطا — کہون کس منھ سے خدا رکھے خطا سے محفوظ
کہان چوسر مین اولٹ اور پلٹ بازی کی — ہاتھ آتے ہی ترے ہوگئے پا سے محفوظ
مجھ پر اے سیب ذقن ہے ترا احسان بہت — پر اک آسیب سے ہون تیری دعا سے محفوظ
رنگ سے اپنے ہی رنگین ہے یہ اے گل پردم — خون کیا ہے اگر رہے رنگ حنا سے محفوظ
کیا چھپے راز محبت کا ہوا سے تیری — بوئے گل رہتی ہے کب بادِ صبا سے محفوظ

آج کل آٹھ پہر ہے یہ دعا **پرتو** کی
حق رکھے اہل زمانہ کی دغا سے محفوظ

ہمقافیہ بر غزل خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

گالی دیتے ہو تو خدا حافظ — کیون خفا ہو کہو خدا حافظ
کس کی آمد ہے باغ مین کہ صبا — لے اوڑی رنگ و بو خدا حافظ

نزع مین بہی ہی اونکے آنیکا دم | دم کا ای ہمدمو خدا حافظ
گرمیون مین نہ دل ہی ٹہنڈا ہو | گرم ہے شعلہ خو خدا حافظ
ضبط ممکن نہین بیان محال | بات ہے گو مگو خدا حافظ
زہد پر ہے گہمنڈ حد سے زیاد | آخر ای زاہدو خدا حافظ
اپنا دیکہو کہ ہون غلام حسین | مرا ای صاحبو خدا حافظ
رام ہوتے نہین اگر تو نہون | بندے کا ای بتو خدا حافظ
دل چلا ہے بتون کے دیکہنے کو | ای عزیزو کہو خدا حافظ[سله]

سله اوسکو پرتو کہو خدا حافظ ۴

سله سارے بندون کا اپنے ہے وہ حفیظ

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

کیون نکلجائے چمن مین دیدۂ بلبل سے شمع | اس کے آگے راندن ہی آتش ہر گل سے شمع
تیری چوٹی مین کوی تعویذ سونیکا نہین | جہلکیان دکہلا رہی ہے کیا شب کاکل سے شمع
کیا تصرف ہے جلا دیتا ہے پانی کا چراغ | بارہا ساقی نے روشن کی ہے جام مل سے شمع
روی آتش رنگ سے دل کو بہبوکا کر دیا | آج اوس گل نے جلائی ہے چراغ گل سے شمع
گر اثر ہے عشق مین سرو چراغان سرو ہو | ہوگی روشن شعلہ ہائے نالۂ قلقل سے شمع
تیری زلفون سے ہے کیا رخسار روشن کی نمود | کب نظر آتی ہے ایسی کاکل سنبل سے شمع
گرم جوش آتش گل نے کیا ہے اس قدر | جل رہی ہے بلبل بیتاب کی چنگل سے شمع
می خود آب آتشین اور روی ساقی رشک گل | کیون نہ بہڑکے شعلۂ آواز ہر قلقل سے شمع
دل لیا اور داغ فرقت کا جلایا سینے مین | تم نے اس کاشانے مین کی ہا روشن جل سے شمع

یا ظفر کا حق تہا یا پرتو کا حق تہا یہ غزل
کب ہو روشن اسطرح کی طالب آمل سے شمع

ہجر نے مجکو نکالا کوی جانان الوداع | یہ بنی آدم چلا گلزار رضوان الوداع
نیچلا کہینچے ہوے گلشن کو اک گل کا جنون | الوداع ای صحبت خار بیابان الوداع

جوشِ وحشت کر رہا ہی مجکو عریان اندنون
الوداع ای آرزوی جیبِ دامان الوداع

تیرے آگے رنگ و بو نے گوشِ گل مین کہدیا
الوداع ای رونق آرای گلستان الوداع

باغ مین پہنچا خرامان جب کوی سرو روان
قمریان کہکر اوڑ ہین ای سروِ بستان الوداع

جب نظر آیا گلِ عارض تمہارا باغ مین
گل سے بلبل نے کہا ای چاکِ دامان الوداع

صبحِ وصلِ یار ہنگامِ وداعِ عیش ہے
مرغ کہتے ہین کہ ای عشرت کے سامان الوداع

کیا تصرف ہی جنون کا اوس لبِ خاموش کے
بولتا ہے میری گردن سے گریبان الوداع

پھر بلا طولِ شبِ فرقت کی آئی جان پر
الوداع ای آفتابِ روزِ ہجران الوداع

روزِ عاشورہ بند ہا **پرتو** قیامت کا سمان
جب صدا آئی کہ یا شاہِ شہیدان الوداع

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

دیکھو ہماری جانِ گرفتار کا دماغ
آزادی خیال مین ہے یار کا دماغ

کہتے ہین آج ہجر کت ہے مریضِ عشق
کیا ہو گیا ہے اوس بتِ عیّار کا دماغ

زاری نہین ہے چشم کی منظور اس لئے
ہو منتشر نہ غل سے دلِ زار کا دماغ

لازم پئے امید عیادت حواس ہین
بگڑے نہ مثل نبض کے بیمار کا دماغ

سر دے دیا ہے پہلے ہی اپنا غریب نے
پھر کیون سپاہی پائیگا سردار کا دماغ

سائے سے تیرے لاغرِ رنگین فراج کے
گل سے کہین زیادہ ہوا خار کا دماغ

پریون کو چٹکیون مین اڑ ہاتا ہے دمبدم
دیکھو تو اوس کے سایۂ دیوار کا دماغ

دیکھا نہ آنکھ اوٹھا کے تجلّی طور کو
اللہ رے تیرے طالبِ دیدار کا دماغ

پروا نہین ہے جان کی اپنی ہی یا خدا
رکھتا ہے دل لعبتۂ دلدار کا دماغ

پرتو اگر ملا بھی تو گویا ملا نہین
کچھ اور طرح کا ہے طرحدار کا دماغ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

دنیا ملی تو جانئے کچھ ہاتھ آئے داغ
کمخاب کی قبا ہے بدن پر قبائے داغ

دیتا ہے آسمان حسینون کے عشق مین
کیا داغ ہے برائے دل و دل برائے داغ

ای لالۂ ریاضِ تغافل بہار ناز
پایا نہ ہم نے ہاتھ سے تیرے سوائے داغ

گذرے نہ وہم دوست کو انکار عشق کا
مرہم کوئی ضرور نہین ہے برائے داغ

تل ہی کوئی نہین ہے تنِ صاف یار پر
کیا درد اوسے کیسنے اگر لاکھ پائے داغ

طاؤس کہیئے طایر دل کو تو ٹھیک ہے
پیدا ہوا یہ مرغ سراپا برائے داغ

تیری ہوا نسیم گلستانِ عشق ہے
ہوتی ہے دمبدم کوئی نشو و نمائے داغ

سوزِ درون کے ضبط نے آخر جلا دیا
کیا دفعتًا بھڑک اوٹھے سب شعلہائے داغ

مانند رنگ چہرہ ہے اک روز آشکار
دل تا کجا برنگ سویدا چھپائے داغ

کھایا اس آرزو سے کہ جزوِ بدن ہوا
اک اور داغ دے جو کوئی یہ چھڑائے داغ

پرتو ہزار رنج ہین اک دم کے ساتھ ساتھ
بعدِ فنا کبھی نہین ممکن بقائے داغ

کیا جان لب تہا خندۂ گل دوسے شب چراغ
دانت اوس کے آب و تاب مین گویا ہین شب چراغ

یارب کبھی نہ گل ہو مرے دل کی شمع داغ
گھر مین جلا گیا ہے کوئی غنچہ لب چراغ

وہ مہر چھپ گیا تو ہوئے داغ مشتعل
دنیا مین شب کیوقت جلاتے ہین سب چراغ

محفل مین گلفشان ہی جو اوسکی زبانِ تیز
روتا ہے اشک گرم مقدر پر اب چراغ

ہنسکر نہ کیون نصیب پر اپنے ہو گلفشان
اک غنچہ لب کے ہاتھ سے روشن ہی جب چراغ

اسکی زبانِ تیز ہے ایسی جو گلفشان
در پردہ ہمکلام ہی کس گل سے اب چراغ

دیکھا ہی اونکا مصحفِ رخ اسکو دیکھکر
کیا ہو گیا مرے لئے ماہِ رجب چراغ

دنیا ہی مین سزا ملی اعمال کی اسے
جلتا نہین ہے تا بسحر بے سبب چراغ

پروانوں کو جلانے لگا اونکی بزم میں
لائق نکال دینے کے ہے بے ادب چراغ

کیا کام روشنی سے اندھیرے سے کیا غرض
رندوں کی انجمن کو ہے بنت العنب چراغ

پرتو کے سامنے ہیں سب آتش زبان خموش
جلتا ہے پیش پرتو خورشید کب چراغ

دل کو ہے زلف و ابروی جانان سے کیا فراغ
طالب کو نظم و نثر سے حاصل ہوا فراغ

مایوس عیش عشق بتان میں نہیں ہوں میں
دیتا ہے اپنے بندے کو غم سے خدا فراغ

منعم خیال عیش میں رکھ رنج غیر کا
رہتا نہیں جہان میں کسیکو سدا فراغ

آئی خزان جو باغ میں زر گل کا لٹ گیا
ہر نخل کو بہار کے موسم میں تھا فراغ

جاتی نہیں ہے ہاے مصیبت نصیب کی
پاتا نہیں ہے غم سے دل مبتلا فراغ

پھنستا ہے اپنے ہاتھ سے ہر دم عذاب میں
یون ہی رہے جو حال کجا دل کجا فراغ

پامال ہے زمین تو ہے آوارہ آسمان
دنیا میں پاتے ہی نہیں ارض و سما فراغ

کہتے ہیں سب شراب کو دفع الم ہے یہ
مہجور کو ترے نہ ملا بیوفا فراغ

اک رشک مہر و مہ کا ہے غم رات دن مجھے
ہرچند اور غم سے ہے صبح و مسا فراغ

ساقی ترے فراق میں دیکھی تو غم تر ہا
دیتی نہیں ہے غم سے مئے غم گزا فراغ

پرتو خدا کا شکر ہے تکلیف کچھ نہیں
بندے کو ہے بفضل الٰہی سدا فراغ

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

کبھی جاتے ہیں اگر سیر کو ہم اور طرف
کھنچتے ہیں کسی دلکش کے کرم اور طرف

دونوں آنکھیں مری پڑتی ہیں بہم اور طرف
ہم سے تم پھر گئے تو پھر گئے ہم اور طرف

اب چھیڑو نہیں کچھ تم سے سروکار نہیں
یعنی اب ہے نظر دیدۂ نم اور طرف

للہ الحمد کہ اب خانۂ دل کعبہ ہے
گھر کوئی دیکھے کہیں عشق صنم اور طرف

پیار سے ہاتھ لگاتا ہون جو گالونکو تیرے — انکی زلف کا چڑھ جاتا ہے سم اور طرف

درد و غم آکے ٹھہرتے ہین مرے دل ہی مین — یہ مسافر کبھی لیتے نہین دم اور طرف

قصد تہا جوش جنون مین کہ جنگل ہیکون — کھچلا ایک پریزاد کا غم اور طرف

انقلاب ای فلک ایسا ہی دکھادے کوئی — ایک ہمسر کے ہو جائین ستم اور طرف

انقلاب فلک پیر ہے دوری جوان — ہاے دل اور طرف ہم سے تو ہم اور طرف

دم تحریر خط شوق یہ بے قابو ہون
دل مین کچھ اور ہے پرتو ہے قلم اور طرف

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

اگر کبھی چلی ہوا اوٹھا غبار ہر طرف — دکھائی دے رہا ہے کیا وہ شہسوار ہر طرف

بچائین صبر و ہوش و دل ہے چشم یار ہر طرف — ڈہونڈورے کیطرح سے مین کہون پکار ہر طرف

دیار دل مرا کوئی شبہ آرکات ہے — ہین آرزوی مردہ کے یہان مزار ہر طرف

طلوع آفتاب سے تمام جاگے خواب سے — پہنچ گیا شتاب سے کرن کا تار ہر طرف

تمہارے انتظار مین یہ بیقرار شوق ہون — تڑپ کے دیکھتا ہون یار بار بار ہر طرف

قرار کی طرح سے وہ کسی طرف ملا نہین — تلاش مین پھرا بہت یہ بیقرار ہر طرف

وہ ایک گوشہ جسکو دل کہین مرا ہے بے بہا — اگرچہ باغ دہر مین رہی بہار ہر طرف

زبان پر اوسکا نام ہے یہ تکیۂ کلام ہے — ہر اک جہت مدام ہے مری پکار ہر طرف

نہ دیکھے آنکھ اگر کوئی قصور اوسکا اسمین کیا — نظر اوٹھا کے دیکھ لین ہے وہ نگار ہر طرف

امید پرتو حزین بر آئے کب یہ دیکھئے
خراب صبح و شام ہے امیدوار ہر طرف

پوچھو نہ میرے دل سے جفائے شب فراق — کالی بلا ہے کوئی بلائے شب فراق

یہ روسیاہ عالم عاشق سے دور ہو — پروردگار منھ نہ دکھائے شب فراق

سائے کیطرح جانِ پریشان پڑای پری
پیچھے نہ روزِ وصل کے آئے شبِ فراق

تازیست ہو بہارِ وصال سمن بران
یارب نہ اپنا رنگ جمائے شبِ فراق

عاشق کو اس سے بڑہ کے مصیبت کوئی نہین
سب آفتین قبول سوائے شبِ فراق

بدلے زمانیکی طرح اسکا بھی رنگ کچھ
دیکھون شبِ وصال خدا سے شبِ فراق

بھڑکا رہی ہے اس دلِ پرسوز کو مرے
کیا بند گئی جہان مین ہوائے شبِ فراق

اٹکھیلیون سے چلتی ہے کیون میرے سامنے
بھاتی نہین کبھی یہ ادائے شبِ فراق

یہ پھیر ہے ستارون کا کیا اسکو بد کہون
ثابت نہین ہے کوئی خطائے شبِ فراق

شل ہوگئے جو پاؤن تو کیونکر گذر سکے
ای چارہ ساز پہلے دوائے شبِ فراق

پرتو کا اب کلیجہ بھی ٹھنڈا ہوا ای قمر
تا چند دل کی آہ جلائے شبِ فراق

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

لاکھون ہین زلفِ رسا کے عاشق
اس بلا کے ہین بلا کے عاشق

دیکھین محشر مین جو حسنِ انصاف
بت نہو جائین خدا کے عاشق

آئینے سے مرا حال آئینہ ہے
آپ ہین اپنی ادا کے عاشق

کچھ تو باتین کیئے جا شیرین لب
ہم تیری میٹھی صدا کے عاشق

روندتے ہین مجھے چل چل کے وہ چال
اپنی رفتار کا پا کے عاشق

کس توقع سے وفا کرتے ہین
دشمن جان وفا کے عاشق

اپنی بت انداز سے کرتے ہین بسر
یہ تری کافر ادا کے عاشق

منھ چھپاتے ہین کفن مین آخر
پردہ کر کر کے حیا کے عاشق

خون روتے ہین ترے ہاتھون سے
روز نا بند حنا کے عاشق

کیون نہو مستحقِ فضلِ خدا
حسنِ محبوبِ خدا کے عاشق
یار کردے کبھی مستِ مئِ وصل
تا کے ارمان سے تا کے عاشق

سُن لے پرتو کی بتون پر اے دل
نہو اے بندے خدا کے عاشق

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم لکھنوی

ابھی تعلیم اے قاصد کہان تک
رکھون کیا کاٹ کر منھ مین زبان تک
مری قسمت کی گردش کو جو دیکھا
ابھی چکر مین ہین نہ آسمان تک
رسا ہے گر مقدر تو نہین دور
رسائی ہو کسی کے آستان تک
یہ موسیٰؑ اور محمدؐ مین تفاوت
گئے وہ طور تک یہ لامکان تک
جوان ہو جائیگا اے زاہد پیر
اگر پہنچے در پیر مغان تک
وہان قاصد نہ رہا دل کی صورت
تمنا کی طرح آنا یہان تک
ہوائین خانہ باغ ہو ردش کی
ہزارون لے گئے باغ جنان تک
گلا اوس گلبدن کے غم مین ایسا
بنے ہین خار گھٹ کر استخوان تک
شب غم شور دل اللہ اکبر
موذن بھول جاتے ہین اذان تک

گل و بلبل کو روئین خاک پرتو
نہین اس باغ مین گل باغبان تک

ہمقافیہ بر غزل حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

ہائے پہنچے نہین خانۂ یار تک
رہ گئے صورت سایہ دیوار تک
رنگ اوڑ ہے گل کا بلبل کے بھی
وہ گل آئے اگر آج گلزار تک

طرّہ گستاخ ہے کس قدر واہ واہ
کیا پہنچ ہی گیا اون کی دستار تک

گل کے نزدیک ہان جا بلبل ہی خود
کوی زردار کیا آئے نادار تک

وحشت انگیز ہے کیا فراق پری
ایک کالی بلا ہے شب تار تک

اک یہ شکوہ ترا ای فلک ہے مدام
پھر کیا یار سے کیون نہ دوچار تک

خون مرا کرنے مین سوچ ہی کچہ او نہین
ہاتھ رک رک گیا آکے تلوار تک

کیا ہوا لخت دل کالے ہو گئے
دل سے آتے نہین چشم خونبار تک

جذب دل کا عمل کوہ کن نے کیا
ائی شیرین ادا آپ کہسار تک

بخت خفتہ کی یہ کیسی تاثیر ہے
کچہ دکھاتی نہین چشم بیدار تک

پرتو زار ہے عاشق گلعذار
اس سے کھنچین نکیون باغ کے خار تک

ہمقافیہ بر غزل ظفر مغفور شاہ دہلی

یون ہی کچہ تاب کو ہی اس دل بیتاب سے لاگ
جسطرح پارۂ آتش کو ہو سیماب سے لاگ

زرم ظاہر ہی کوئی آنکہ ہے کمخواب مری
خاب مخمل کو ہے پھر کس لئے کمخواب سے لاگ

برق آہ آگ لگا دیگی سنا دے کوئی
ابر رکھتا ہے جو اس دیدۂ پر آب سے لاگ

ہمہ تن ضعف جدائی سے ہون خم گشتہ بدن
کعبہ ردیون کو عبث ہی مرے محراب سے لاگ

بھونریان دیکھتی ہی تیرے بدن کی مری آنکھ
ای یم حسن ہی کشتی کو بھی گرداب سے لاگ

چاندنی رات ہی کیا ماہ جبینون کو پسند
چشم بد دور حسینون کو ہی مہتاب سے لاگ

جو ترا مست ہی کیفیت دیگر سے اوسے
مرے دل کو ہی بھر کیف می ناب سے لاگ

داغ دل مہر زمانہ کوئی گرگٹ پھر کیون
نہین حربا کو ہی خورشید جہانتاب سے لاگ

اشک اور آہ سے دل مین یہ ہے اعجاز فراق
ورنہ ای ہت یہان بس آگ کو ہی آب سے لاگ

اس زمانے کی محبت سے عجب طرفہ تر
خصم تو خصم ہی رکھتے ہین سب احباب سے لاگ

دوستی اپنی تڑہانا نہین اس سے پرتو
لاگ بڑہ جاے تو ہو جائیگی احباب سے لاگ

ہمرنگ لالہ بھڑکی گل و یاسمن مین آگ
رخسار آتشین نے لگادی چمن مین آگ

فرقت کا تپ زدہ ہون تو ای بت نہ چھیڑنا
چقماق کیطرح ہے نہان میرے تن مین آگ

کیا ماجرا سناؤن تمھین سوزِ دل کا آہ
لگجائیگی تمام زبان و دہن مین آگ

کھینچون اگر مین زلفِ بتان کے فراق مین
ہندوستان سے آہ لگادے ختن مین آگ

وہ گرمیٔ مزاج سے بیکل ہے بیطرح
خشکی نے ڈالدی ہے چھپر کے بدن مین آگ

اوس شعلہ رو سے بات بھی کی تو عدو جلے
گویا بھری ہوی ہے ہمارے سخن مین آگ

وہ آتشین عذار کہان اور کہان یہ شمع
اولٹی اگر نقاب لگی انجمن مین آگ

از خاک تا بہ کرۂ آتش ہے آگ ہی
کیسی بھری ہوی ہے دلِ نعرہ زن مین آگ

گرمیِ ہجرِ سروِ روان سے چنار ہون
ایسی بھڑک رہی ہے مرے تن بدن مین آگ

بیوجہ آج گرم سراپا ہوا جو وہ
دل جل گیا لگی ہے مرے تن بدن مین آگ

پرتو جو کھنچ گیا کوئی بے مہر بے سبب
آہین مری لگاتی ہین چرخِ کہن مین آگ

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

ہر بات پر زبان جو کہے ہاے ہاے دل
کس منہ سے ای عزیز کہون ماجراے دل

ای کاش مانگ لاتے ابہی سو بچا س ہم
تجھ کو بھی برا حسین ہے سواے دل

ہمسایہ کا یہ حق ہے کہ سینے مین دمبدم
چلاکے رو رہا ہے جگر ہاے ہاے دل

دل آگیا ادھر تو لگا جی کو روگ اودھر
کچھ دل لگی نہین کہ ہر اک سے لگاے دل

روٹھا ہوا ہے جب سے وہ جان جہان
دل کو جگر منائے جگر کو مناے دل

پہلو تہی مجہی سے ہر اک دم خدا کی مار
آزاد کر دیا ہے جہان چاہے جاے دل

لیجائے خوشی سے مبارک مگر سنو
میری طرح سے تم کو نہ ظالم ستائے دل

صورت بگڑ گئی اگر آئینہ پر ہو زنگ
ہر آئینہ کو چاہیے تہوڑی صفاے دل

ظالم ستا نہین کہ خدا جانے کیا کہے
ہوتی نہین ہے گوش زد اک بہی صداے دل

دیکھین گیا تو ہے مگر ایسا خدا کرے
دل اوسکا آتے آتے کہین ہاتہہ لائے دل

دل کی بلا سے جان چلی جاے یا رہے
لیکن یہ آرزو ہے کسی پر نہ آئے دل

ایجاد ظلم و جور مین اوسکا مشیر ہے
ہر ہر جفاے یار ہے گویا جفاے دل

دل کیا گیا خلل گیا فتنہ گیا تمام
واپس خدا نخواستہ باشد نہ آئے دل

غم اوسنے یہ کہلاے کہ منہ اوسکا پھر گیا
آخر کو چھوٹ ہی گئی بالکل غذاے دل

پیر تو ہم آپ روتے ہین بس اپنے حال پر
سنتا ہے کون کس سے کہین ماجراے دل

بد تر ہے جان غم مین ترے حال زار دل
اس ناتوانی پر ہے بگھار انتشار دل

بادل کرشمۂ قرۂ اشکبار دل
بجلی شرارۂ نفس پر شرار دل

پائی شکست معرکۂ عشق سے تو پھر
لوٹا ہے ایک ترک نے صبر و قرار دل

ایجان تیرے واسطے ذرات شوق سے
آنکھون کی طرح وا ہے سراپا کنار دل

یہ مخزن وجود ہے کیون مفت کہوئیے
ہستی جسم مین ہے بہت اعتبار دل

کیسی مصیبتون مین یہ اوسکا شریک ہے
اے ہمدمو جگر بہی ہے کیا غمگسار دل

کل آج ایکدم نہین مانند نبض کے
اللہ کی پناہ ہے کیا اضطرار دل

ذرات بیقرار ہے مانند چشم شوق
سینے مین ہے جگر کو یہ کچھ انتظار دل

کیون بیطرح سے آج دہڑکتا ہی دمبدم
مجھ پر کہلا نہین سبب انتشار دل

بادل ہے ایک عاشق گریان چشم تر
بجلی ہے ایک شیفتۂ بیقرار دل

کہتے ہین گھر ہے خالق کون و مکان کا یہ

پرتوؔ پھر اوبترہ کے ہوگیا انتخابِ دل

یاری ہر حسین کا یارا ہے نقد دل
ہمت نباہنے کو سہارا ہے نقدِ دل

الکیس کھیلنے کا اونہین جب سے شوق ہے
کیا تین تیرہ آٹھ اٹھارا ہے نقدِ دل

چھوتا خیال سر مین سمایا تو کیا علاج
تم سے زیادہ کب مجھے پیارا ہے نقدِ دل

لے لو خوشی سے ہاتھ پکڑتا ہے کیا کوئی
ای جانِ جان مال تمھارا ہے نقدِ دل

کھیلا ہے بازی گاہ جہان مین یہی جوا
بندہ کسی کے عشق مین ہارا ہے نقدِ دل

دل سے ہین سارے زہرہ جبین اپنے مشتری
وہ مال ہین کہ مول ہمارا ہے نقدِ دل

آسان دیکھنے کے لئے گو کہ بات ہے
لیکن بہائے جنس نظارا ہے نقدِ دل

اس ایک کی جگہہ مجھے دو چار کر عطا
یارب ہر ایک بت کو گوارا ہے نقدِ دل

ہر سیمتن سے شیفتہ ہنیوا کو بس
حسنِ معاملہ کا سہارا ہے نقدِ دل

بہرِ تقابل ایک سکندر شکوہ کے
عاشق کے پاس دولت دارا ہے نقدِ دل

کیون اوس کے جلوے پہ ہو قربان یہ رات بھر
پرتوؔ جو وہ قمر ہے تو تارا ہے نقدِ دل

پریشان دل ہے موذی دل بلا دل
پھنسا زلفِ پری مین یا خدا دل

شبِ غم سینے بیٹھے بولا و تھا دل
کیا نالہ تو دل سے گر گیا دل

ہوا بوسے کا سایل جب مرا دل
وہ ہنسکر بولے اچھا دل بہلا دل

نگاہِ دلربا نے جب لیا دل
کنارہ کش مری بر سے ہوا دل

قضائے جان ہے اسکا ہر کرشمہ
ہلا ہے سیکھ کر اوسکی ادا دل

اسیرِ زلفِ قاتل بے خطا ہے
نشانہ ہے ترا تیرِ قضا دل

ہوا خالی نہ خالی مین ہی اک روز
برس بھر سے ہے بدظن کا بہلا دل

کیا تنگ آزمایش آزمایش
ترا منہہ دیکھون کیسا دیکھنا دل

ہجوم آرزو و نعم البدل ہے دل اک کھویا تو پایا دوسرا دل
بتون کے سخت ترظلمون کی برداشت مری چھاتی مرا سینہ مرا دل
سبب بیداد فرقت کا جو پوچھا جواب صاف دیتے ہین مرا دل
ہمیشہ کا ہے یہ غارتگرِ جان بغل مین دشمنِ جانی ہے یا دل
ہوا دوچار جب پیوستہ ابرو ملی آنکھ آنکھ سے دل سے ملا دل
ہے مشہورِ جہان مظلوم و ظالم بہم ایجان تمھارا دل مرا دل
یہ بسم اللہ پہلی بیوفائی کسی پر آتے ہی بر سے گیا دل
مجھے بت زاہدون کو حور مرغوب کسیکو کیا کرا اونکا دل مرا دل
نظر آتی نہین گر قامتِ یار قیامت رفتہ رفتہ کر بپا دل
عزیزو لاکھ سر پٹکا نہ مانا ہوا اوس سنگدل کا مبتلا دل
ستانیمین بھی سے ہے کہنہ گر کی وہ ہردم چاہتے ہین اک نیا دل
سیہ دیو شبِ غم کا نہین ڈر پریرو کے جنون سے ہے بلا دل
بلا جو ٹل گئی نازل ہوی پھر تجھے ڈھونڈا جو ای جان ملگیا دل
ہے چارہ چارہ گر بیچارہ سب کچھ مسیحا دل مرض دل اور دوا دل
نہ پھسلے پاؤن ای نادان ہشیار کسیکی چکنی باتون پر نجا دل
ملیحون کا جو دم مار گیا یون ہی تجھے مین بھی چکھا ڈنگا مزا دل
تری دوری مناسب ہجر کی شب دکھا دے ابتدا مین انتہا دل
لپسا دانے کے مانند آپ ہر وقت مجھے قسمت سے وہ نادان ملا دل
رہا پابندی و آزادی ہی مین بلاؤن مین پھنسا دل اور چھٹا دل
نہ ڈال اللہ اسکو سختیون مین بنایا تو نے ہے نازک مرا دل
خبر دی بندا سے عیش کی واہ خوشی مین صرف ہے بے انتہا دل

بغیر یار بر دم بحر غم مین — ترا تیر اک ہے رنج آشنا دل
تجھے ای شاہِ خوبان کہتے ہین ہم — کرم گستر سخی فیاض عادل
ہمارے نالۂ موزون کو پہنچے — صبا گلشن مین فریادِ عنادل

وہ مہر آیا تو پرتو بھر نہ بھڑکا
شال نجم ٹھنڈا ہو گیا دل

بہت کچھ سوز فرقت سے جلا دل — نہ پھر آتش سکے پرکالے جلا دل
ملا منحوس قسمت کو ازل سے — بجھا دل سرد تر دل اور جلا دل
حسد کی آگ بھڑکاؤ نہ دل مین — جہان بھڑکی ذرا بھی یہ جلا دل
نگاہِ گرم سے وہ دیکھتے ہین — صدائین آئین یہ لو وہ جلا دل
دخانِ آہ سے بارہے ثابت — سراپا سینے کے اندر جلا دل
نہ آنسو نے بجھائی یہ لگی ہاے — لگی جب لاگ اوس سے تو جلا دل
ہماری گرم سانسون سے لگی آگ — گل بارود کی صورت جلا دل
لگی ہے آہ اشک گرم سے آگ — غضب کیا گرم پانی سے جلا دل
خیال گرمجوشی نے جلایا — لگی آتش تصور کی جلا دل

جلایا مہربان کی گرمیون نے
شعاعِ مہر سے پرتو جلا دل

خواب مین بھی تجھے بھولا نہین بسمل قاتل — دہن زخم سے ترّاتا ہے قاتل قاتل
تیغ کا گھاٹ ترا پار اوترنیکے لئے — دہرِ ردم کو ہے صراط رہِ بسمل قاتل
ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاتے ہین عدم کو شہدا — ابر شمشیر مین ہے قطع منازل قاتل
آب خنجر مین اگر بلبلون کی بھی ہو بہار — صاف رگ ترون مین ہو آوازِ عنادل قاتل
کہتے ہین بال سے باریک ہے نیلوار سے تیز — ق — یہی تعریف صراط اک ہے جو کابل قاتل

حشر کے روز بلا خوف چلا جائیگا
دیکھ ابرو و کمر کا ترے مایل قاتل

ابر گریان ہے کوئی بسمل مظلوم ترا
گر تری تیغ ہے اک برق شمایل قاتل

انتہا بھی کوئی بیرحمی کی اللہ اللہ
کیون یہ مظلوم نہین رحم کے قابل قاتل

قطرہ قطرہ ترے مشتاق شہادت کا لہو
جوش کہا کر رگ گردن مین بنا دل قاتل

تیغ خون ریز بنے ہر الف ممدودہ
تیغ ابرو کی صفت گر لکھون کامل قاتل

فرد لاثانی ہے ایسی تری تیغ ابرو
نہین تیغ مہ نو تد مقابل قاتل

آب تیغ آب بقا عاشق جانباز کو ہے
بوالہوس کیلئے ہے زہر ہلاہل قاتل

اور کی تیغ ترحم کا بھی مجروح نہین
جو تری تیغ تظلم کا ہے گھایل قاتل

حرز جان بہر حیات ابد بسمل ہو
ہو تری تیغ جو گردن مین حمایل قاتل

کوئی قاتل نہین ہمسر مقابل جو ترا
کون مظلوم ہے **پرتو** کا مقابل قاتل

تقدیر سے بنی ہے کوئی بات آجکل
ہو جائیگی نصیب ملاقات آجکل

سر چڑھ کے خوب پاؤن نکالے ہین زلف نے
آہستہ تر بہی جاتی ہے کیا رات آجکل

جز مان ملال رنج الم غم محن تعب
ہمرہ مرے رفیق ہین یہ سات آجکل

دم پر بنائی دل کو بگاڑا تباہ کیا
کیا جانے کیا کرے گی تری گھات آجکل

بیداری اور خواب دو عالم مین بہی نہین
پاؤن کہان ہین یار کو ہیہات آجکل

دزد حنا کے رنگ مین ایمان کے چور ہین
یارب بچا یہی ہے مناجات آجکل

حاجت روائے قصد نکاح و طلاق ہین
قاضی سنے ہین قاضی حاجات آجکل

تو وہ پری ہے آدمی کیا تیرے سامنے
دیتے ہین جان دیکھ کے جنات آجکل

سردی یہ بڑھ گئی ہے تری سرد مہری سے
سونے کے مول بکتی ہے بانات آجکل

شیدائے خوش نصیب کی چھاتی تو دیکھنا

پرتو کے سامنے ہے تری گات آجکل

چمن مین دیکھ کے ای گل تری نقاب کے پھول
ہوائے رشک سے کملا گئے گلاب کے پھول

وہ غصہ کرتے ہین تو منھ سے پھول جھڑتے ہین
بجا ہی کہئے جوان پھولون کو عتاب کے پھول

او بہار باغ کے جوبن کا ہے جو پانی سے
ہزار رنگ سے ممنون ہین سحاب کے پھول

نہال عکس قد و رخ سے اونکے بحر ہوا
شگفتہ لہرون کی شاخون مین ہین حباب کے پھول

پکارے کہتی ہے رنگینی اپنی بندش کی
یہ پر بہار دکھائے کوئی جواب کے پھول

دو گال اون کے دو گل ہین بغیر علت خار
کھلے ہین حسن کے گلزار مین حساب کے پھول

تری ہین جسم مین چنگاریان حرارت سے
بہار لائے طبیعت کے التہاب کے پھول

پڑا جو عکس رخ گلعذار شبنم پر
گلابی رنگ کے ساغر بنے گلاب کے پھول

یہ پر بہار ہین خال اوس رخ کتابی پر
دکھائی دینے لگے صفحۂ کتاب کے پھول

بہار پرتو گلگون عذار ساقی سے
پیالے بن گئے سارے شراب ناب کے پھول

یہ اونکے ہجر کا سوز و گداز روشن ہے
ہین اشک دیدۂ شمع پر اضطراب کے پھول

جوانی مین بھی ترے منھ سے پھول جھڑتے ہین
نئی بہار دکھاتے ہین یہ شباب کے پھول

ہمارے جسم پر اوس مہ کے ہجر کے نہین داغ
فلک کھلے ہمہ تن تیرے انقلاب کے پھول

زوال وہ ہی پہر مین ہے اسکو ایدل زار
نہ اتحاد پر اوس رشک آفتاب کے پھول

گل عذار جوانی مین رنگ لائے ہین
کھلے ہین یار ترے گلشن شباب کے پھول

نہین ہے شعر کوئی چھانٹنے کے لائق کا
مری غزل کی غزل مین ہین انتخاب کے پھول

شرار دیکھ کے وہ میری آہ کے بولے
عجیب رنگ کے ہین دل کے التہاب کے پھول

فزون ضیا مین گل آفتاب سے پرتو
ہین مہربان کی کیتر پھول کی نقاب کے پھول

طفل مولا داد ہی عبد السلام | خانمان آبادی عبد السلام

خوش رکھے ایسا سدا اسکو خدا
آج جیسے شاد ہے عبد السلام

یہ نہین پابند معصومی کی وجہ
اسلیئے آزاد ہے عبد السلام

غنچۂ باغِ مقاصد ہے صبا
بلبلِ دلشاد ہے عبد السلام

ہے ہمارا نورِ چشم و لختِ جگر
جانِ جانِ شاد ہے عبد السلام

خال دانہ زلف دامِ مرغِ دل
سر بسر صیاد ہے عبد السلام

تیغ ابرو سے کٹتے ناحق حسود
ورنہ کیا جلاد ہے عبد السلام

جوہرِ ذاتی ہے جوہر تیغ کا
خصم کو جلاد ہے عبد السلام

ہے عصای عالمِ پیری مجھے
غیب کی امداد ہے عبد السلام

چشم **پرتو** کو نہو کیون اس سے ضو
نورِ چشم صاد ہے **عبد السلام**

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب مینائی مرحوم لکہنوی

نازای نازنین اوٹھائین ہم
ہاتھ مین دل ترا بہی لائین ہم

او رچند سے وہان نجائین ہم
مہربان کو بہی آزمائین ہم

تری باتون کا اعتبار نہین
جانتے ہین اونہین ہوائین ہم

اپنا مشرب نہین ہے کم ظرفی
کیا پیالے کو منھ لگائین ہم

پوچھی دل لیکے داغ دل کی وا
تو ہی بتلا کہ کیا بتائین ہم

خاک اوڑہاتے ہین جلد آقاتل
پیاس کیا خاک سے بجھائین ہم

آبرو کہو نہ جائے ہاتھ سے گر
ایک بحرِ عطا کو پائین ہم

دلِ صد چاک و یار شانۂ زلف
وہ بگڑ جائے تو بنائین ہم

تری بخشش کہان سحاب کہان
ابر کہکر اسے گھٹائین ہم

چاہیئے مثل رشتہ و بخیہ
آپ گھٹکر اوسے بڑہائین ہم

دل بہلتا نہین ہے ای پرتو
کوی کاغذ قلم اوٹھائین ہم

ورد ہے صبح و شام تیرا نام
لب ہے زبان پر مدام تیرا نام

کبک کتنے ادب سے لاتے ہین
لب پر ای خوش خرام تیرا نام

ہمنے رکھا ہے ای مکان حور
رشک دار السلام تیرا نام

دو رسالے ہین دونون زلف سیا
ہے ذوی الاحتشام تیرا نام

بہر ہر درد ہے دوا مجکو
یار ما لا کلام تیرا نام

آزمایش کو دوست لیتے ہین
مرے آگے دوام تیرا نام

عاشق و اغدار نام مرا
شاہد لالہ فام تیرا نام

بولتے ہین تجھی کو شیخ اللہ
گبر کہتے ہین رام تیرا نام

دل کو اک پیچ کرکے پھانس لیا
رکھا ای زلف دام تیرا نام

کان اپنے پکڑ کے لیتے ہین
پھول ای گل مدام تیرا نام

مہر تو اور چشم پرتو مست
جس نے رکھا ہے جام تیرا نام

تو ہین بہار صحبت ای نو بہار ہم تم
کھٹکے سے خار غم کے بچ جائین یار ہم تم

پھر کیون نہ مبتلا ہون آپس مین یار ہم تم
کھیلین جو مرغ دل کا باہم شکار ہم تم

ہم پیر ناتوان ہین اور تم قوی جوان ہین
گویا ہم یہان ہین لیل و نہار ہم تم

ملنے کے طور سے تو ابتک نہین ملے ہین
ملتے ہین دیکھنے کو گو بار بار ہم تم

مختار کل خدا ہے گردون کہین نہ رد لوائے
ہنستے ہین آج باہم بے اختیار ہم تم

انصاف کیجے ساقی ہو کیا قرار باقی
برسون مین ہین ملاقی اک آدھ بار ہم تم

روتی رہیگی ہر اک آنکھہ آٹھہ آٹھہ آنسو
تقدیر سے نہو نگے جب تک دوچار ہم تم

باہم جو وصل کی شب ہو صبح غم کا کھٹکا
پہنینگے موتیا کیا موتی کے ہار ہم تم

دل اور جگر اشارے آپس مین کر رہے ہین
آجائے جانِ جان تو ہونگے نثار ہم تم

ہوگی نہ بات خط کی قندِ مکرر ای جان
گر مون وصال کی شب بے اختیار ہم تم

ہے گو کہ وصل کی شب دل کو قرار ہے کب
دنیا مین کیا مجسم ہین انتشار ہم تم

یان ضعف قفلِ لب ہے وان ناز جب تب ہے
عشرت کا گو کہ ڈھب ہے ہین بیقرار ہم تم

غفلت ہے لطفِ دنیا کیا خوابِ وصل دیکھا
سوتے ہین کس فریبے راتون مین یار ہم تم

مانند زلف ہو جب سین بہی دراز اپنا
کھاوینگے لڈوون کی ای جان مار ہم تم

تمکو پری جو مانین مجکو بہی سایہ جانین
اتنگ جدا نہین ہین ایک آن یار ہم تم

پیرتو کی چشمِ تر مین رونا ہے پتلیون کا
بے آشنا ہمیشہ ہین غرق یار ہم تم

دردِ سر کی مرے دوا ہو تم
صندلی رنگ دلربا ہو تم

رات دن دونون جلوہ زا ہو تم
پھر پیکر ہو مہ لقا ہو تم

چارۂ غم کرو جو چاہو تم
بد نہ چاہوگے خیر خواہ ہو تم

خواب ہی مین مزے اڑاتے ہو
یارِ غفلت کے آشنا ہو تم

دن کو مطلق نظر نہین آتے
کیسے جانون کہ مہ لقا ہو تم

سارے نقش و نگار باطل ہین
مردمِ چشمِ حق نما ہو تم

اپنے مانند کیون نہ سمجھوگے
مجہ سے کہتے ہو بیوفا ہو تم

گدگدانے سے بہی نہین ہنستے
خون رولانے مجہے خفا ہو تم

رشتہ ٹوٹتا نہین جنون مین بہی
چاک دامن مین گلِ قبا ہو تم

بزمِ ہستی مین سازگار ہے بخت
یعنے مین ساز ہون صدا ہو تم

گو دمین گر نہین خیال مین ہو
نہ جدائی مین بہی جدا ہو تم

حال آشفتہ آئینہ ہوجاے
آپ اپنے جو مبتلا ہو تم

کبھی الطاف پر نظر بہی نہ کی
کسقدر مائل جفا ہو تم

بیوفائی خیال باطل ہے
میرے حق مین کرو جو چاہو تم

یاد رکہو نصیحت ای پرنو
کسی بیمہر کو نہ چاہو تم

جانتا ہون کہ بیوفا ہو تم
اپنے مطلب کے آشنا ہو تم

بے خطا تیر ناز مثل قضا
قدر انداز خوش ادا ہو تم

بیوفا سنگدل ستم ایجاد
کیا بتاؤن کہ اور کیا ہو تم

دل دیا مین نے ہی تمہین بے سوچ
واقعی اسمین بے خطا ہو تم

صاف روشن ہے آفتاب ہین وہ
کور ہون جو کہون سُہا ہو تم

ق

رہگئے ہمتو لوٹتے روتے
آگ ہوگر گئے بلا ہو تم

مایۂ خاک وآب ہم گویا
پیکر آتش و ہوا ہو تم

جب عیادت نہ کی کہان درمان
کہو کس درد کی دوا ہو تم

مجہ سے تو تیگا کس طرح لگا
مین جو پرنو ہون مہ لقا ہو تم

بے یار باغ دہر مین افسردہ دل ہون مین
تکلیف بار سیرند و مضمحل ہون مین

الزام کا نہو کہین اطلاق عام پر
لوگون سے بہی خطا جو ہوی منفعل ہون مین

مین ناتوان تیرہ مقدر ہون آنکہہ مین
مردم کے حق مین چشم حسینان کا قائل ہون مین

رو رو کے کیون نہ خاک اوڑاؤن فراق مین
ای جان جان کہ ساختہ آب وگل مین ہون

ہے ضبط عشق لعل لب یار اسقدر
سوز دروں سے لعل صفت مشتعل ہون مین

گریہ نے مجکو یار سے شرمندہ کردیا
آنکھین دوچار ہو نہین سکتی خجل ہون مین

ای جان شبِ فراق تصور کے فیض سے
تو میرے متصل ہے ترے متصل ہون مین

پھر جائے اک جہان نہ پھرون اپنے قول سے
ہر حال مین زبان کیلئے مستقل ہون مین

مین رفتہ رفتہ جوشِ تصور سے تو ہوا
ایجان برای اہل نظر محتمل ہون مین

بے مہرئ فلک کی شکایت ذری نہین
ہمسر مہ جمال کا آشفتہ دل ہون مین

اندہیرے فراق مین اک مہربان کے
پیرِ فلک کے دور مین پرتو تجل ہون مین

روزینہ ایک بوسے کا نوکر ہوا ہون مین
کس پیار سے یہ منہ سے مقرر ہوا ہون مین

مظلومیان مری ترے ظلمون سے کم نہین
ای ظلم پیشہ تیرے برابر ہوا ہون مین

آمادہ میرے قتل پر ابروی یار ہے
منظورِ چشم جوہرِ خنجر ہوا ہون مین

اک بندۂ خدا کو بگاڑے فلک کا منھ
بد تر کیا جو اسنے تو بہتر ہوا ہون مین

ابرو کی تیغ ہوتی ہے ہر دم مجھی پہ تیز
کیا تیرے حق مین سان کا پتھر ہوا ہون مین

ہوتا خوشی سے پہول کے ہو جاؤن وصل کی
ای گل جو تیرے ہجر مین لاغر ہوا ہون مین

حیرانیون مین سکتے کا عالم ہے راتدن
تصویرِ عشق صورتِ دلربا ہوا ہون مین

حیرت زدہ نصیب کی خوبی نے کر دیا
آئینۂ جمالِ مقدر ہوا ہون مین

اپنا قلم سیاہی سے کیا مشک ریز ہے
جب سے اسیرِ زلفِ معنبر ہوا ہون مین

رکھتے ہین مجکو آتشِ فرقت مین راتدن
شاید بتون کے حق مین سمندر ہوا ہون مین

منھ پھیرنے سے تیرے یہ چکر آگیا کہ بس
گویا کہ اس نصیب کا چکر ہوا ہون مین

اوسنے کہا کہ آپکی باتون نے دل لیا
دلدار کی زبان سے دلبر ہوا ہون مین

سب دوست پوچھتے ہین کہ دُبلے بہت ہوا
کیا ایسا انکی انکھون مین لاغر ہوا ہون مین

وہ پاؤن اپنے ہاتھ تری چال چل کے آئے
ممنونِ سرنوشتِ مقدر ہوا ہون مین

کم سن ہے تو کچھ اپنے پرائے کی کیا خبر
آشفتہ غیر کا متصور ہوا ہون مین

کرتی ہے فخر جان کہ تیسری ہوا تو ہون
دل کو یہ ناز ہے کہ ترا گھر ہوا ہون مین

قدر اپنی بیقراری فرقت سے گھٹ گئی
وہ مطمئن ہوئے ہین جو مضطر ہوا ہون مین

بخشی توان خیالِ قناعت کا لاکھ شکر
ای ترکِ احتیاج تو نگر ہوا ہون مین

دنیا مین اک حسین سے ملکر مزے اوڑائے
گویا کہ اس پری کے لئے پرا ہون مین

مین جس حسین سے مل گیا اوسکو اوڑا لیا
آفاق مین پری کے لئے پرا ہوا ہون مین

واقف نہین کوی مرے مطلب سے آجتک
لوحِ زمین کا حرفِ مقدر ہوا ہون مین

اندر وہ اپنے گھر کے اس انداز سے گیا
بے اختیار آپ سے باہر ہوا ہون مین

اس سخت جان نے کاٹی ہے مر مر کے ساری رات
پتھر اگر ہوا ہی تو مرمر ہوا ہون مین

بارا مہینے سال کے پرتو ہے وصلِ یار
اس جلوۂ نصیب سے ششدر ہوا ہون مین

محو خیالِ جلوۂ جانان ہوا ہون مین
اتنی مجھے خبر نہین ابتک کہ کیا ہون مین

آیا نہین مثالِ دل رفتہ آپ مین
جب سے سمجھ گیا کہ ترا آشنا ہون مین

اوس گل کے کان تک کبھی پہنچی نہین فغان
کیا ناتوان مرغ چمن کی صدا ہون مین

آتش ہے وہ پری بھڑک اوٹھے نہ کسطرح
قسمت کے اپنے سرو نفس سے ہوا ہون مین

ہر النجا مری ہوی جاتی ہے نا قبول
کس منھ سے بولتا ہے تو ای بت خدا ہون مین

دل جو دُکھا پھر آگئے کے مانند عاقبت
اب چند دن کیواسطے تجھ سے جدا ہون مین

یہ فرق اعتباری نہین اعتبار کا
تجھ سے جدا ہی ہو ہون تو نہ تیرے سوا ہون مین

رنگ اپنا سب جمائے ہین کیا مجھکو پیس کر
گلرویون کی نگاہ مین برگِ حنا ہون مین

اپنا گذر محل سعادت سے دہر مین
کہتا ہے یہ مزاج مبارک ہما ہون مین

پرتو ہون عاشقِ رخ ہمیسر مہ جمال
کہتا ہے کون طالبِ مہر سما ہون مین

لالہ نہین ہون عشق کا جو داغ کہاؤن مین
کیون دامنِ نشاط کو دہبہ لگاؤن مین

سیر مین یہہ پُر بہار ہوا اب سما گئی
اوس گلبدن سے دامنِ مقصد بساؤن مین

پایا ہے وہ جگر جو کسیکو ملا نہین
دل بیٹھ جاے بھی تو ترا ناز اوٹھاؤن مین

بوسے لب و عذار کے لطف مثال بہی
شب بہر سر و دست وہ کہا کیا بتاؤن مین

سُننا ہو گر کہانی تو قصہ مرا بہی سُن
ای جان دلپذیر کہانی سناؤن مین

اپنا ہی رنگ مہندی کے مانند ای نگار
اب تیرے دست و پا مین برابر رچاؤن مین

فوراً نشانہ دلِ اغیار پر لگے
گر ایک تیر آہ کا اپنی چلاؤن مین

جی مین ہی خوش گلو کو اشارہ کرون کوئی
پہر تال کے بہانے سے چٹکی بجاؤن مین

رنگِ پریدہ عشق پریرو کا ہے نشان
خود راز آشکار جو ہو کیا چہپاؤن مین

عید الضحیٰ ہے آج گلے مل مثالِ تیغ
قاتل ہزار جان سے قربان جاؤن مین

پامالِ عجز ہون پہ سر امتیاز پر
ای جان مثالِ سایۂ دیوار چہاؤن مین

ظالم کی سر دہری مرا سوز دل کہلے
بہتر ہے بہیجون تحفہ اوسے دہوپ چہپاؤن مین

جہوٹے کا قول سچّے کا مطلب بگاڑ دو
سب مان جائین ایسی ہی باتین بناؤن مین

میم دہن ہے نقشِ محبت سے پُر اثر
دو بات مین حسینونکے دل کو لبہاؤن مین

عاشق ہون ایک دلبرِ دولت شعار کا
دشمن پہ کیون نہ رعب کے مانند چہاؤن مین

جا گیر حسرتین دل ویرا مین پہر ہون بار
یہہ اُجڑی بستی از سر نو پہر بساؤن مین

پہر لوٹ زندگی کے مزے کی ہو مرد ہو
پہر ایک شوخ چشم سے انکہین لڑاؤن مین

بتلائے نقشِ پا کی روش جب سلوک ضعف
پہر راہِ جستجو مین قدم کیا اوٹہاؤن مین

پہر تو لکہا ہے خط مین شبِ تار کا گلا
کیا خاک مہربان کو صورت دکہاؤن مین

تمہارے دیکہنے کے شوق مین یہ زار ہون مین
نظر مین مردمکِ چشم انتظار ہون مین

ہوا اگر مجھے منظور وصف تیر نظر
پکارا طائر مضمون کہ خود شکار ہوں مین

تڑپ کے قید تعلق مین سوی یار ہے منہہ
مثال طائر قبلہ نما شکار ہوں مین

مدد کو وقت مدد ہی یہ جذبۂ دل زار
قرار بنکے وہ آئے کہ بیقرار ہوں مین

غضب کی آنکھہ دکہانا ہی کسلئے منظور
نگاہ لطف کا تیری امیدوار ہوں مین

کرے جو قتل کوئی شہسوار آج مجھے
توکل وہی فراز مرکب ہے او سوار ہوں مین

فغان کہان کی کہ دم توڑ بھی نہین سکتا
شب فراق کے قالب مین جان زار ہوں مین

ریاض دہر مین پہولون نہ ہس بہار پہ کیون
ہمیشہ گلبدنون کے گلے کا ہار ہوں مین

پھٹے جو پردۂ غفلت مثال جیب سحر
زمین پہ پرتو خورشید رو یار ہوں مین

تمنا ہے وہ آنکھہ پیدا کرون مین
تجھے ذرے ذرے مین دیکھا کرون مین

شرف کو شریفون کے دونا کرون مین
ابہی ترک اخلاص دونا کرون مین

منقش منبت مشبک مطلا
ترے گہر کی تعریف کیا کیا کرون مین

دل بیقرار اوس سے کہنے کو ہے یہ
کہان تک مسیحا ان تڑپا کرون مین

تم آؤگے گہر میرا معلوم ہے یا
کسی آدمی کو روانا کرون مین

مسی دیکہہ اوس گل کی سوسن پکاری
گلستان سے منہہ اپنا کالا کرون مین

وصال بتان کے لئے یا الٰہی
مسلمان کہلاکے ترسا کرون مین

ترا آشنا ہوکے سجدہ الم مین
بہت شرم آتی ہے دعا کرون مین

کرون پیار گالون کو یا ہونٹھ چومون
بتا دو کہ اک منہہ سے کیا کیا کرون مین

غم و رنج و درد و الم کی ہے گرمی
کلیجے کو کس کس کے ٹھنڈا کرون مین

شکایت کسیکی ہو تقدیر سے ہے
زبان لال ہے کسکا شکوا کرون مین

طبیعت حسینونکی نازک ہے پرتو

مرے یار پر جبر کیسا کروں مین

جا کر جو ہے وہ غیرت گلزار باغ مین
گل جو سنجا ئین لیت سے بیزار باغ مین
گلگشت کو تو جاتے ہو لیکن یہ دیکھیے
نرگس ہے چشم طالب دیدار باغ مین
بلبل ہزار جان سے ہو جائیگی نثار
دکھلائیگا جو وہ گل رخسار باغ مین
ہے مائل خرام جو کوئی مسیح دم
ہو گی شفای نرگس بیمار باغ مین
منہ کھولنے کی تاب نہین تیرے سامنے
ہے یہ لب شگوفہ کا اظہار باغ مین
تیر نگاہ یار کے جب سے نشانہ ہین
ہر ایک پھول ہے جگر افگار باغ مین
تیری گلی سے آتے ہی گلزار کٹ گیا
جھونکا نسیم کا ہوا تلوار باغ مین
جوش بہار دیکھتے ہی سینہ پھٹ گیا
گل سے وہ گل ہوا ہی جو دوچار باغ مین
وہ نونہال حسن خرامان روش یہ ہے
ہو جائینگے نہال سب اشجار باغ مین

سنتے ہین جب سے مائل گلگشت ہے وہ گل
پرتو ہے اپنی جان گرفتار باغ مین

غم ہی غمخوار ہے جدائی مین
دل ہی دلدار ہے جدائی مین
تنگ ہے جسم زار سے میرے
جان بیزار ہے جدائی مین
زندگانی پر اپنی کٹنے کو
دم کی تلوار ہے جدائی مین
کوئی گلرو جو ہے نظر سے دور
گل مجھے خار ہے جدائی مین
روز مجھ زار کو بس ای بے زار
تازہ آزار ہے جدائی مین
سیر گہ بن گیا دل پر داغ
خاصہ گلزار ہے جدائی مین
مردمک دیدۂ تصور کی
سبحہ سے دو چار ہے جدائی مین
رنگ لائی تری حنای وصال
آنکھ خونبار ہے جدائی مین
ترے پیغام مین جدائی ہے
یہہ جدا بار ہے جدائی مین

ہی گرفتار مہروش پرتو
اور گرفتار ہے جدائی مین

ہمقافیہ بحر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

بحر قلزم ہے گہر جدائی مین — باب مندب ہے در جدائی مین
کیا نہو جائیگا وصال کا طور — روح کا ہے سفر جدائی مین
شرم رہیجیے کام بن جائے — وصل ای جان ہو گر جدائی مین
اشک رہتے ہین جاری آہ کے ساتھ — طبع ہے گرم و تر جدائی مین
باندہے ہے اب صندلی دوپٹہ کون — بڑہ گیا درد سر جدائی مین
تو پری ہوکے جب ہوا مجبور — کیا کرے یہ بشر جدائی مین
دیکھ یہ دل ہے ای دل بیمار — ہے جدا نامہ بر جدائی مین
ہر پہر ہوا اک آفتاب کا دور — اک برس ہے پہر جدائی مین
تپ غم سے زبان سوکہہ گئی — خاک ہو حلق تر جدائی مین

جوش گریہ سے دو بہوین پرتو
ہے کوئی شعر تر جدائی مین

مین پریشا ہون ہجر جانان مین — یعنے سنبل ہون اس گلستان مین
یون تو سب ہین صفات حیوانی — ایک انسانیت ہو انسان مین
انحراف اوسکا غم کی بات نہین — جو بلا ہے کنار احسان مین
وہ لگاتا نہین کسی کو گلے — کوئی تکمہ نہین گریبان مین
مصحف رخ کی ضو یہ کہتی ہے — سورۂ نور بھی ہے قرآن مین
ڈہونڈنے والے اپنے مین پائین — یار صحرا مین ہے نہ بستان مین
وہ گلے مل گیا تو عید ہوئی — یہی عالم ہے اپنا مودان مین

تیرے شیدا کے ایسے لالے ہین | کو وہ لیتے ہین اپنے دامان مین
تو بہ ہے ناسخ سیاہ نامہ | فرق کیا عاصیون کے ایمان مین

تہر تہرا تا ہے فہرای پرتو
جبکہ آتا ہے میرے میدان مین

لاکہون خطا مین گو کہ مین ہر اک زبان مین | لیکن کوئی قصور نہین آن بان مین
دن ہوگیا تو غم نہین ای زہرہ وش کوی | رہجا کے پہیرون تو اوڑ ہاس مکا مین
وہ ترک خانہ جنگ ہے تیڑا اوسیکے ساتہہ | سیدا نکل گیا جو کوئی امتحان مین
کیا بہون چڑہا کے اوسے نظر اوسنے کی ادہر | کیسے غضب کے تیر کو جوڑا کمان مین
پوچہا جو مین نے انکہہ چرائی تہی کسنے کل | دل کی زبان بول گئی اونکے کان مین
رو یا مین تو کبہی نظر آجائیگا وہ ماہ | لگجائے ایک رات جو انکہہ اوسکے دہیان مین
کیون اسمان سے متوقع ہے ساری خلق | ایا کہان سے رزق کسی خالی خوان مین
تنبولیون کے پان مفرح ہون کسطرح | تفریح ہے مجہے تری انگیا کے پان مین
بالفرض اسمان اگر خوان بہی ہوا | دو وقت کی غذا بہی نہین پوری خوان مین

پرتو کا حال غیر ہے اپ لینے مین نہین
فرمائے نہ غیر غلط انکی شان مین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

نہاتا ہے وہ ای دل آج تو بہی کود پانی مین | کہ لہراتا ہے لہرون کی طرح معشوق پانی مین
بہار آشنائی تغافل کب تلک ای گل | ہزارون بلبلون کے نغمے ہین نابود پانی مین
کنول کے پہول سب یکدست ہونگے پنجہ مرجان | عنایت سے اگر دیکہے وہ بحر جود پانی مین
بجائے چاہ سے جو رشک یوسف جلترنگ اکدم | بہرے سر کے عوض سب نغمۂ داؤد پانی مین
نہانے کو وہ گل اندام دریا مین جو آج اوترا | بہڑک اٹہی سراپا آتش بے دود پانی مین

جو بندے غرق ہوتے ہین وہ مصروف عبادت ہین
کہ ہر اک غوطہ ہے اک سجدۂ معبود پانی مین

یہ کس سے جنگ ہے جو خارپشت ایک ایک مدت سے
پہنکر دبکے بیٹھی ہے ذرہ اور خود پانی مین

جہان مین ٹھنڈ ہے ٹھنڈے موذیونکی ہے گذر پر تو
رہا کرتا ہے پہنسا سوسا مردود پانی مین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

ڈر ہے معدوم نہو جائے نظر آنکھون مین
مشک ہویون کی جو رہتی ہے کمر آنکھون مین

ایک پھرتا ہے تو پھی اٹھہ پہر آنکھون مین
دہرنہ کر سکتا ہے یون کون سفر آنکھونمین

جلوہ گر ہے جو ترا خال عذار پر نور
نظر آتا ہے کلف مثل قمر آنکھون مین

گر نظر ہے تری ای قاتل مردم کوی تیغ
مردمک یان بہی ہے مانند سپر آنکھونمین

کب سمائے کوی دنیا کا سفید اور سیاہ
وہ رخ و زلف ہین جب شام و سحر آنکھونمین

کیون نہ آنکھونمین حسینونکو رکھون ای مردم
باصرہ تیز ہے پتلی ہے اگر آنکھون مین

وہان حیلہ کشی یان ایک نظر مین تسخیر
جادوون سے کہین بڑہکر ہے اثر آنکھونمین

کسی خوش چشم کے دیدار کو روتا ہون مدام
رکہین ارباب نظر دیدۂ تر آنکھون مین

نگہ لطف بہی ای بے جگر اس بیدل پر
رو کے اپنی گئے اب لخت جگر آنکھون مین

نشۂ می سے نہین نشۂ دولت بہی کم
زر الٹ جائے تو ہو صورت زر آنکھونمین

بڑھ گیا نور نظر دید رخ روشن سے
واہ پیدا ہوا اک نور دگر آنکھون مین

سرزمین دل شیدا مین جو وہ شوخ نہین
شام غربت ہے وطن کی بہی سحر آنکھونمین

رات دن سامنے اک رشک مہ و مہر جو ہے
اب تو چرہتے نہین خورشید و قمر آنکھونمین

جو کہ منظور خدا کو ہے وہی ہوتا ہے
کب بتون کی ہین قضا اور قدر آنکھونمین

سرمۂ طور کی حاجت نہ رہی کچھ باقی
ہے جو ای نور نظر راہ گذر آنکھون مین

بخت بیدار کہان آئے جو وہ نور نظر
ہان مگر اشک کا ہوتا ہے گذر آنکھون مین

دُرِ دندان سے جو وہ درج دہن ہے لبریز
مین بہی رکہتا ہون کچہ آنسو کے گہر آنکہومین

ہمچہ سے نازک سے ہوا بندئی خانہ کیا خاک
اسلیئے مین نے بنایا ترا گہر آنکہون مین

زاتدین ہے طلب یار مین سیر عالم
کب مرے مرغ نظر کو نہین پر آنکہون مین

اے گیا جلد مجہے یاد سحر سے شب وصل
پرتو انجم بہی ہوے چند تر آنکہومین

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

ہستی نیست نما ہے جو نظر آنکہون مین
جلوہ آرا ہے تماشای کمر آنکہون مین

ہے یہان فرش نظر آٹہہ پہر آنکہون مین
جب سے منظور کسیکو ہے سفر آنکہون مین

روز روشن کہ شب تار ہین دونون شب نور
ہے طلوع آجکل اک رشک قمر آنکہومین

مجہ سے جب تیغ نظر تو نے لڑائی قاتل
پتلیان بنگئین تصویر سپر آنکہون مین

ضعف پیری انکی بدولت ہین ہم شیب شباب
شام کے وقت ہے یان نور سحر آنکہومین

بوسے خوش چشم کے لیلون مین نضو کے اوٹ
ڈالکر آنکہہ کوئی بیٹہے اگر آنکہون مین

اوس جوان سال کی آنکہین ہین عجب متوالی
ہے مے ناب جوانی کا اثر آنکہومین

لے تجہی کو دیا غم اپنا حسد کیا حاسد
کیون کہٹکتے ہین مرے دیدۂ تر آنکہومین

آئے جب لخت جگر آنکہہ مین مردم نے کہا
ہم تجہے رکہتے ہین ای لخت جگر آنکہومین

عشوہ سنجی تری جب سے کہ سمائی ای گل
ایک ماشہ کبہی تلتا نہین زر آنکہون مین

منفعل ہون کہ پہر اک صدمہ اوٹہانا ہی پڑا
پڑگئے پردے یہان بار دگر آنکہومین

چہاگیا ایک اندہیرا جو دم رخصت یار
صورت شب تہی سیہ پوش سحر آنکہومین

خیمۂ چرخ ہوا آنکہہ کا ہر اک پردہ
جب سے پہرتا ہے کوی رشک قمر آنکہومین

ترے نظارہ کا ای دوست وہ ہے بیاد و نافیض
آئی تاثیر قضا اور قدر آنکہون مین

دیکہتے دیکہتے آخر کو جیکا جو ندہ آئی
ہے جدا دس برق تجلا کا گذر آنکہومین

راہ تکتے ہوے رخصت ہوا خود نورِ نظر
مدتون سے جو نہین اوسکا گذر آنکھون مین

کونسی شکل سے فرقت مین ترا منہ دیکھون
خواب بھی اب نہین کرتا ہے گذر آنکھون مین

اب گل افشان ہون کبھی اور در افشان ہون کبھی
کھپ گئے ہین ترے دانتون کے گہر آنکھون مین

مین نے بھی پنجۂ مژگان سے بلائین لیلین
کیا پتلی کی طرح اوس نے جو گھر آنکھون مین

جانِ دیوانہ کو پرواز طلب ہے منظور
جب سے ہین ایک پریزاد کے پر آنکھون مین

غم مین اوس مہر کے سوزش ہے کہان تک پرتو
اشک کے قطرے ہوے آہ شرر آنکھون مین

رات کٹتی ہے یہان رشکِ قمر آنکھون مین
پاس پی جاتا ہون مین تا بسحر آنکھون مین

آج تو بلبلِ شیدا سے جو یون پیش آیا
چھا گئی چربی تمرا ای گل تر آنکھون مین

لی سواری سے ابھی شاہ سواری تو نہین
خاک ڈالے ہوے جاتے ہو کدہر آنکھون مین

دیکھتے ہی فلکِ ظلم طبیعت کا چلن
خون اوترتا ہے نہایت مری تر آنکھون مین

مین جو مست اوس نگہ مست کی دہن مین ہون مدام
سرسون کیا پھولتی ہے آٹھ پہر آنکھون مین

شکل کیا ضعف و نقاہت نے دکھائی اپنی
پڑ گئے حلقے اب ای شوخ نظر آنکھون مین

اس طرح ہے مجھے منظور نظر ہر شعر
جس طرح بچون کو رکھتے ہین پدر آنکھون مین

چشمِ تر مین کبھی آ جاؤ ذرا صورت اشک
ٹھنڈے ہے ٹھنڈے کرو اوقات بسر آنکھون مین

آنکھین میزان بد و نیک ہے مردم کے لئے
بیچ کم و بیش تلین عیب و ہنر آنکھون مین

عالمِ غیظ مین اک حال ہے اوسکا میرا
چھا گیا ایک اندھیرا مری تر آنکھون مین

ہم بشر ہی تو ہین کیا اسکا اچنبا پرتو
وہ جو کہتے ہین کہ تم رکھتے ہو شر آنکھون مین

جب سے بستا ہے نہین وہ رشکِ قمر آنکھون مین
پڑ گئے حلقے نقاہت سے اگر آنکھون مین

ہے کوئی موے مژہ تارِ نظر آنکھون مین
کھنچ گیا یار ترا نقشہ در آنکھون مین

میٹھی کڑوی تری نظروں سے یہ معلوم ہوا
ای پریرو ہیں بہم زہر و شکر آنکھوں میں

میں یہ سمجھا جو شب وصل ہوا آنکھیں درد
آ گیا دیکھنے کو درد جگر آنکھوں میں

جبکہ ہر ایک بد و نیک میں اوسکا ہے ظہور
ایکسان ہے مجھے ہر سو و ضرر آنکھوں میں

کسطرح آنکھوں میں اوس لعبت چین کو نہ رکھوں
دیکھیں مردم ذرا پتلی کا ہے گھر آنکھوں میں

یاد آتا ہے تلون جو ترا ای ظالم
ایک عالم ہے یہان زیر و زبر آنکھوں میں

کبھی گلگون صبا سے نہ کھلا غنچۂ دل
رات دن ہے جو ترا اسپ کہر آنکھوں میں

دوست تو دوست نہیں بھولتی ہے شکل عدو
یہان رہتے ہیں ہمیشہ یہ بشر آنکھوں میں

ذری حرکت میں پلک مارتے ہیں وہ پھر لو
ہے یہ بچپن کا تقاضا کہ ہے ڈر آنکھوں میں

ہے کوئی غیرت خورشید و قمر آنکھوں میں
ہے اوجالا اوسی کا شام و سحر آنکھوں میں

آجکل انہیں سمایا ہے کوئی نازک دل
پھر سمائی نہیں جاتی ہے نظر آنکھوں میں

بدلی طوطے کی طرح سبز خطوں نے آنکھیں
پتلیان دیتی ہیں مجکو یہ خبر آنکھوں میں

رات دن قاضیٔ حاجات سے اپنی ہے دعا
تو ہی منظور ہو جب تک ہے نظر آنکھوں میں

آستان بوسی کی حسرت ہے کہاں تک ای واہ
بس گیا خانہ برانداز کا گھر آنکھوں میں

غم کے اندھیرے میں کور ہوا جاتا ہوں
دو گھڑی اپنا مقام آج تو کر آنکھوں میں

احمقوں کو نظر آتا ہی نہیں کچھ بد و نیک
یہ بشر رکھتے ہیں شاید دم خر آنکھوں میں

کوئی ہنگامۂ رفتار نگاہوں میں ہے
کیوں نہ آشوب کا ہو جائے گذر آنکھوں میں

کیوں نہ دکھلائے مجھے پھر یہ تماشے نادر
پھر رہا ہے صنم شعبدہ گر آنکھوں میں

آئی اوس مہر کی آمد کی خبر جب پھر لو
شب غم پھر گیا اک نور سحر آنکھوں میں

آج آیا ہے جو یار اپنا ہمارے گھر میں
غیر بے موت مرے رشک کے مارے گھر میں

صاف ثابت ہے ترے کان کے جھمکے سے مجھے
چاند کے ساتھ چمکتے ہین ستارے گھر مین

آئینہ خانۂ دل مین ہے کسیکا جلوہ
مری آنکھون کو میسر ہین نظارے گھر مین

خانۂ چشم ہوس مین بھی گذر ہو جائے
غیر کی جائے جو دلبر ہے تمہارے گھر مین

مجھ سے اوس بحر ترحم نے کنارا جو کیا
نظر آنے لگے دریا کے کنارے گھر مین

بلبل دل کی تمنا کوئی آہ ہی نہ رہی
جلوۂ باغ ہے ای گل مرے سارے گھر مین

شوخ چشمی کا تری دلمین تصور ہے مدام
جو کڑی بھرتے نظر آئے چکارے گھر مین

جلسۂ جلوۂ تقدیر کی شادی دیکھو
وصل کے جشن کی دعوت ہے ہمارے گھر مین

کیا ہوا اوسکی ہوا کو جو نہین ہے تھنڈک
ہاے گرنے لگے دم بند حرارے گھر مین

سبز پوشاک کو سبزہ کے عوض دیکھ لیا
مین نے دیکھا مہ شعبان جو تمہارے گھر مین

گردش چرخ سے پھر لوٹ کبھی یہہ دو دن ہی آئے
اپنا گھر چھوڑ کے چاند آئے ہمارے گھر مین

رہا کسی کے لئے صبح و شام گردش مین
کسیکی عمر کٹی ہے تمام گردش مین

مکان مین گوشے کے باعث جو کم بلا ہو
بلا ہے کبھی صاحب غلام گردش مین

جہان مین قسمت صاحب سخن نہین آرام
زبان کی طرح نہین ہے کلام گردش مین

یہ رات دن کی تگاپو ہے کس لئے مجھکو
اگر ستارہ نہین صبح و شام گردش مین

کہین نصیب سے شوال اس سے خالی ہو
گذر گیا مجھے ماہ صیام گردش مین

جوانی اپنی بسر گردشون مین ہو تو کیا
کہ اس جہان کا بھی ہے اختتام گردش مین

مین اوسکے ملنے کی خواہش مین کیون نہین پھرتا
کہین تمام ہوا ہے مدام گردش مین

وہ میرے دو تمنا مین کیون نہ مست رہے
مثال ساغر می ہون مدام گردش مین

نہین ہے ادنی و اعلی پہ اس نصیب کا پھیر
جہان مین ہے ہر اک خاص و عام گردش مین

جہان مین عاشق و معشوق دونون ہین بے چین

وہ آفتاب ہے پرتو مدام گردش مین

شبنم کی طرح سیر ہے شب بھر شباب مین
یعنے مرکب اسکا ہے شب اور آب مین

تصویر حسن ہو نہ کہین نقش کالحجر
منہ دیکھیے نہ آئینۂ ماہتاب مین

آئینہ شب مین دیکھنے سے چھائین پڑتی ہین
دیکھو نہ منہ تم آئینہ ماہتاب مین

حیوان کو نصیب نہین علم کا شرف
کیڑے کو فخر کیا جو رہا ہی کتاب مین

حق ہے کہ فضل داور محشر ہے بیشمار
روز حساب جرم مرے کس حساب مین

تیرے گلابی گال کو دیکھین جو پرعرق
ای گل ہو غرق شرم سے ہر برگ گل آب مین

کیونکر نہ ہو فلک پہ شفق سیر ہی تو ہے
کیا فرق ہے شفق مین حنائی خضاب مین

مانند جزو و کل ہی تو فانی ہے ایک دن
دیکھو ثبات بحر کی صورت حباب مین

نیچی نگہ سے باغ مین دیکھا ہزار کو
پردہ ہے چشم شوخ کا ای گل حجاب مین

برق جمال خاک بنا دیگی کوند کر
ٹکڑا لگا دو آب روان کا نقاب مین

واعظ کا دل خراب ہے سب جان بوجھکر
کیون جیتے جی خیال ثواب و عذاب مین

گھایل کو تیرے سیر جہان کا مزا نہین
بیتاب ہون زیادہ شب ماہتاب مین

قسمت سے لاعلاج ہون چارہ نہین کوی
افسوس بے سبب ہون کسیکے عتاب مین

عبرت کی آنکھ کا ہے سویدا بس ای عزیز
پتلی اگر ضرور ہے چشم حباب مین

کیا سیرگہ ہے خطۂ گلزار واہ واہ
گویا ہے لالہ زار کے اپنے جواب مین

پرتو ضیا و نور نہین اس مین بے سبب
خاکا کھنچا ہے ورق آفتاب مین

کیا لہر کی کناری ہے انگیا کی گوٹ مین
دل لوٹ پوٹ ہے اسی دریا کی لوٹ مین

ہر دم ہے زعم منہ نہ لگانے کا حقّے کو
لیکن ہوا طلب کی ہے نیچے کی اوٹ مین

تحریر تیرے صفحۂ رخ کی سناتی ہے
دل چھپان نہین ہین یہ سرکاری نوٹ مین

شہ سخن کے آگے ترے کیا عقل کی شان
پھر جائیگا ثبات کا منہ ایک بوٹ مین

دنیا مین ہے یہی تو جوانمردی کی دلیل
برداشت کا قدم نہ ہٹے دلکی چوٹ مین

ٹوٹا ہے ساتھ اسکا جگر سے تو اسکا جگ
کیا فرق ہیرے و لعل اور اس بت کی گوٹ مین

ہوجاتا ہے لباس سے مذہب مین اشتباہ
روپوش ہے جہالت بے بہرہ کوٹ مین

تن پروروں کی حرص مزید ار ہے بہت
روٹی اگر ملی تو پڑی جان روٹ مین

اے شوخ خط سبز اگر سبزہ زار ہے
کیونکر نہ خال خط بھی ملے اوڑہ کے بوٹ مین

جب کیمیا کے شوق نے تاراج کر دیا
دنیا کا سب اثاثہ ہے گویا لنگوٹ مین

کھوٹا کھرا نہو جو بناوٹ کرے ہزار
کھوٹے کے رات دن تو گذرتے ہین کھوٹ مین

پھنستے ہین ایک آن مین کیا مرغ دل ہزار
صیاد تیری انگیا کی اس جالی لوٹ مین

چھاتی بھی پھٹ رہی ہے درندونکی عیب سے
ہے ترک شبہ شیر وہان شیرے ہوٹ مین

دو ایک کیا ہزارون مین لاکھون مین سیکڑون
کیا فرق دل مین اور تمنا کی لوٹ مین

ضو اسکے منہ کی کیا چھپے چیچک کے داغ سے
پرتو نہان ہو ماہ ستارونکی اوٹ مین

ہمقافیہ بر غزل جناب منشی امیر مینائی لکھنوی

کس قیامت کی لٹک ہے ناز کی رفتار مین
ہر قدم برپا ہین فتنے کوچۂ دلدار مین

شاہد جنگلے کا دکھایا پردۂ گلزار مین
نغمہ ساز جنون بلبل کی ہین منقار مین

اے پری جب تو نہین گہر مین تو یہ اندہیر ہے
چاندنی استر ہے فرش سایۂ دیوار مین

سالک پردہ نشین کا عاشق سودائی ہون
کیا غرض میری بلا جاتی نہین بازار مین

کیسے صید مخترق کا خون چہایا ہے
مسی تیر انداز نے مل دی لب سوفار مین

کاجل ابرو کا تمہارے جان لیتا ہے مری
دم بہڑک جاتا ہے سیہ تابی جو ہو تلوار مین

سرمۂ چشم عدم پیکا کمر کا ہو گیا
گنج مخفی بن گئے دندان دہان یار مین

دور چشم بد رہے پھولا پھلا گلزار حسن ۔۔۔ چھاتیان دونون دو پھل ہین نخل قد یار مین

جسکے آگے زنگ آلود آئینہ پرلو ہی مہر
دل یہ روشن ہے خیال عارض دلدار مین

گل ہزارون پھولے عشق عارض دلدار مین ۔۔۔ کیا رقم تقدیر میری ہے خط گلزار مین
رونق افزا سبزہ خط ہے عارض دلدار مین ۔۔۔ ہے بہار خط ریحان صفحۂ گلزار مین
نقش دیوار اب ہون ایسا حسرت دیدار مین ۔۔۔ پتلیان اپنی ہین چشم روزن دیوار مین
وحشئ مجروح تیغ ناز جامہ زیب ہون ۔۔۔ چاک لازم تر ہے اپنے زخم دامن دار مین
سرمہ خون عاشق تیرہ مقدر کا نہ دے ۔۔۔ چشم جوہر کو ای قاتل نہ تو تلوار مین
کیجئے گر معمار اطبا کو تو کتنا ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ مرمت کرتے ہین قصر تن بیمار مین
کفر و ایمان ایک ہین شان خدا ای بت در اصل ۔۔۔ رشتۂ پیوستہ ہے تسبیح مین زنار مین
فرد ہے تاثیر وصف مطلع ابروی یار ۔۔۔ شعر ہین پیوستہ ابرو دفتر اشعار مین

بیقراری بڑھتی ہے پرلو دل بیتاب کی
مہربان ہے غیر حال اپنا فراق یار مین

قم کی ہے صدا ساحل دریا کی ہوا مین ۔۔۔ اس سیر سے جان زیست کی لذت ہے فضا مین
ہمراہ جو تو ہے نہین فرحت سے کنارہ ۔۔۔ دل لوٹ ہے اس صحبت تفریح فزا مین
کیون شور کرون گو دہن ہے بحر ملاحت ۔۔۔ راحت مین ہون مین شور ہے گرداب بلا مین
کیا لطف ہے دو مست محبت جو ہم ہین ۔۔۔ یہہ سیر ہے کشتی می ہوش ربا مین
آسینے سے لگا ہے وہ محرم کے سوا کون ۔۔۔ ہم ہاتھ سے کب تنگ دل بیتاب کو نہا مین
گھبراؤ نہین ابر سے تم سیر کا حظ لو ۔۔۔ برسات کا اندیشہ نہین تند ہوا مین
اب چاندنی کا فرش نہین ہے نہ سہی یار ۔۔۔ یہہ چاند سا چہرہ نہین کم نور و ضیا مین
بوسے لئے اوس گل کے ہزارون لب ساحل ۔۔۔ گویا ہوی تیز آتش شوق ادا ہوا مین

ارمان نکلنے لگے اوس پنجہ سے پرتو
مست می مقصود ہون دو پائی فضا مین

چھلے ہونے کے سبا تہین سراپا ہاتھ مین | سعدین زر ہوگئی ہر انگلی گویا ہاتھ مین
خط مین یا ہے عکس موی زلف پیدا ہاتھ مین | ہے صفائی صورت آئینہ گویا ہاتھ مین
عقل حیران ہے مگر مطلق سمجھ پڑتا نہین | کاتب قدرت نے کیا لکھا معما ہاتھ مین
کیا سراپا نور تو ای مہربان پیدا ہوا | پنجۂ خورشید ہے ہر ایک پنجا ہاتھ مین
اس مسیحائی پہ دل سو جان سے قربان ہے | دم کے دم مین ہوگئی تصویر گویا ہاتھ مین
ہوگیا سیماب پشت آئینہ میرا قرار | اوس بہبوکے نے جو منہ دیکھا نہ ٹھہرا ہاتھ مین
دل مرا گر ہاتھ مین ای جان جان تم لا چکے | رفتہ رفتہ مین بھی لاؤن دل تمہارا ہاتھ مین
کیا مزا ہے میرے قدمون سے لگی ہے دل لگی | آجکل تقدیر سے ہے تیرا پنجہ اونکا ہاتھ مین

اندنون پرتو ہے دو چھلا زی ہوشیار
مہربان ہے سوچ ہاتھ اپنا نہ دینا ہاتھ مین

وہ گل جو نغمہ سنج ہوا ہے بہار مین | غش ہے ہزار جان سے بلبل ستار مین
کیونکر کہون نہ بلبل باغ طرب اوسے | وہ نغمہ سنج ایک ہے گویا ہزار مین
کیا ہجر کی خلش سے کنارہ رہا مدام | گذری ہماری لذت بوس و کنار مین
دم بھر کسی سے کب فرس روح تھم سکا | اس گھوڑے کی تو باگ نہین اختیار مین
پارہ نہین تو آئینے مین عکس کیا پڑے | تصویر یار کیسے ہے دل بیقرار مین
امید و یاس حسرت و حرمان کی سیر ہے | کہتا ہے کون لطف نہین انتظار مین
ارمان خلد و آرزوی حور عین نہین | وہ بت یہان بفضل خدا ہے کنار مین
ابھی ترک گرچہ ناوک مژگان نہین دراز | پر کوتہی نہین انہین دلکے شکار مین

اوس مہربان کی زلف کہان اور کرن کہان

پیرتو اسیر نو ہے یان تار تار مین

دکھائی آنکھ غصے کی جو تجھکو عین محفل مین
زبان سے بولدے ای جان کیا آیا ترے دلمین

تجھے راہ طلب سے چین کوی یار ہی مین ہے
مسافر کے لئے راحت بہر رہ سے بڑھکے منزل مین

تعجب اختلاط چار عنصر سے نہین کہلتا
سبب کیا ربط کا یون باد و آب آتش و گل مین

زیارت خانۂ دل کی نہین ہے کہیل نادانون
تفاوت ہے نہایت کعبہ مین اور کعبۂ دل مین

سخیون کو تو دس دنیا مین ستر آخرت مین ہے
انہین کیا لیئے جو للہ بہرتے ہین یہان چلمین

خلال نقروی دندان مین کب ہے بعد کہانے کے
کوی میٹھی چھری ہے بے خام اب سیت قاتل مین

عدم کے جانے والے کو نہ کیونکر قبر بہاری ہو
مسافر کو نہایت سختیان ہین پہلی منزل مین

مرے دل مین سوا معشوق کے ہی کون ای مجنون
فقط لیلا ہی لیلی ہے اکیلی اپنی محمل مین

پہسل جاتا ہے منہ کی چکنی باتو پیر دل نادان
نہین ای بیمروت تیل اک قطرۂ شئے تل مین

کہان ماہ فلک مہر رخ روشن کہان پیرتو
بہت کچھ مہربان ہے فرق ناقص اور کامل مین

دو چار ہوتی ہی بس تہرا کی ای جان تن مین
میٹھی چھری کا دم ہے ظالم کے بانکپن مین

پروانہ ہون مین گر تو ہے شمع انجمن مین
مین عندلیب ہون تو گل ہے اگر چمن مین

جو شہیدان سرخرو ہین وہ مرد کاہکو ہین
جوہر جو دیکہنا ہو خنجر کا دیکہو رن مین

تاثیر منقلب ہے کیا تیرے چشم و لب کی
مردہ ہے پیرہن مین اور زندہ ہی کفن مین

دنیا مین نرم دل ہے ہین سخت دل زیادہ
بتیس دانت تو ہین اور اک زبان دہن مین

ایذا سخت دل سے پرلطف نرم دل مین
شیرین سخن زبان ہے دندان جو ہین دہن مین

مقصود یان زبان سے گویائی زبان سے
حیوان بے زبان ہین گو ہے زبان دہن مین

گویا اگر نہ ہو تو کیا فایدہ زبان سے
کہنے کو گو زبان ہے گونگون کو بہی دہن مین

دنیا مین کوئی رشتہ پیوستہ یون نہین ہے
دیکہو کہ کس مزے کا لگا ہے مرد و زن مین

اوس مہربان کی ضو سے کیا تنگ مہر و مہ ہے
پرتوؔ ہر اک نگینہ بازو کے نورتن مین

ہمقافیہ بر غزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

حشر ہے معرکہ آرا ستم ایجاد نہین
آجکل ہے یہی بیداد کہ بیداد نہین

خواہش راہ زنی حق خسرو تو بہ
دل شیرین مین ترش طبعیٔ فرہاد نہین

وہ تغافل ہے کہ تسخیر کہ لب بندی ہے
طلب مہر سوا قہر کوی یاد نہین

ہے لڑکپن سے طبیعت مین ستم ایجادی
یہ وہ استاد ہے جسکا کوی استاد نہین

ہے شکست دل نازک کی رعایت منظور
ورنہ ای جان نہ کہو طاقت فریاد نہین

کوی گل آئیگا درکار ہے آرایش باغ
بے سبب تیز قدم سوی چمن باد نہین

سیر سنبل نہین مقصود تماشائی زلف
گلستان راہ زن خانۂ صیاد نہین

ہے تقاضای کمال ہوس ناقص دل
ستم ایجاد ہے وہ بت کرم ایجاد نہین

اوسکو آباد نہین ہرگز نہ کہونگا پیارے
گہر کوی تیرے قدم سے اگر آباد نہین

مثل غالب نہ کرو شکوۂ غربت پرتوؔ
تمکو بے مہری یاران وطن یاد نہین

گر آشنا تو ای بت نا آشنا نہین
اچھا خدا کا بندہ کوی دوسرا نہین

ای مہر آسمان ستم آ بے سبب
دل کو قرار ہجر مین تیرے ذرا نہین

گو ہے جوان ہنوز لڑکپن کی چال ہے
ای دل شرار تونکو ستم جانتا نہین

ضد اوسکی ایک ناز جدا گانہ دلفریب
یہ شکر کا مقام ہے شکوے کی جا نہین

حاضر کو غائب ای متکلم نہ بولنا
وہ کونسی ہے بات جو پیش خدا نہین

کس منہ سے بولتا کہ وہ ملتا نہین کبھی
ملتا ہے وہ جدا جو ہو وہ تو جدا نہین

بد باطن آدمی سے خدا کی پنہ کہ یہ
آسیب سایہ دیو پری جن بلا نہین

انصاف ہے معاملۂ عشق مین ضرور
پر غدر ہے کہ سن کا ترے مقتضا نہین

قربان جان نہ ہو جو دم تیغ ناز پر
عشاق کو حلاوت عید الضحیٰ نہین

ای آفتاب حسن یہ بیکار ہے گمان
پرتو کسیکا تیرے سوا مبتلا نہین

راس اس چمن کی بلبل دلکو ہوا نہین
اک نونہال غنچہ دہن کا پتا نہین

اک بت کے واسطے ہین یہ قسمت کی سختیان
کوسون گیا تلاش مین پتھر ملا نہین

بیقدر ہے جو صحبت دانا مین ہے مدام
تسبیح کا امام کبھی مقتدا نہین

ہر ایک زخم کا مرے منہ خشک ہو گیا
دم بھر جو آب خنجر قاتل پیا نہین

میٹھی زبان کی بات بھی میٹھی ہے بے سخن
کوئی نبات بات مین کچھ گھولتا نہین

تصویر میری آنکھ مین اک سیمبر کی ہے
ماشہ بھی چہرئی روپیا تل سکا نہین

اس منہ پہ بات بات مین ہے دعوی وفا
کہنے کو بھی کوئی ترا وعدہ وفا نہین

جو نامراد ہے وہ نہ پہنچے مراد کو
تقدیر کا قصور کسیکی خطا نہین

تیری حیات مجھ سے وفا کیا کرے بھلا
جب تیرے ہی مزاج مین خوی وفا نہین

پرتو پڑا گنہ ہے دکھانے کی بندگی
طاعت وہی قبول ہے جسمین ریا نہین

سر چڑھ کے اونترے وہ تری زلف رسا نہین
یہ وہ بلا ہے جس سے کوئی دل بچا نہین

تم مست ناز حسن مین مست نیاز عشق
میری بھی کیا خطا جو تمہاری خطا نہین

بندے مین اور خدا مین نہایت ہی فرق ہے
رزاق مشرکون کے لئے کیا خدا نہین

پر آز ہے ہر ایک تہیدست کا ہے دل
دم بھر یہ خالی ہاتھ بھی خالی رہا نہین

ہی پیش کہربا وہ سخاوت کا مرتبہ
یہ بندگی خراب خیال ریا نہین

کیا خاک نازنین سے دل سخت جان کھنچے
کچھ کہربا مین قوت آہن ربا نہین

دو چار دن کے واسطے روی زمین پر
یہ بیخودی بتون کی ہے گویا خدا نہین

ایمان مین اور عشق بتان مین نہین ہے فرق
اسمین بھی کوی خوف نہین یا رجا نہین

یارب اسیر زلف بتان ہون مجھے بچا
تا حال ایسے پیچ مین بندہ پھنسا نہین

پرتو سے تو نے دور کیا مہربان کو
ای آسمان یہ کینہ ستم ناروا نہین

ظالم تو زبردست کو ناحق ستا نہین
وہ کون جو ستا کے ستایا گیا نہین

بادل سے ہے میرا نالۂ غم انتہا نہین
بجلی سے ہے تیرا خندۂ دندان نما نہین

بلبل ہے خال غنچہ دہن ای صبا نہین
یہ طوطی اس چمن مین کہان بولتا نہین

حیران ہون چارۂ دل بیتاب کیا کرون
ہوش اب فراق راحت جان مین بجا نہین

یون چل نہ چال وصل کے طالب سے خوش خرام
سالک کو اپنے راہ ہوس مین پھرا نہین

انکار ہی سہی مگر اتنا تو دیکھئے
اپنے وصال کا کوی خواہان ہے یا نہین

ای کعبہ رو نہ تجھ سے پھرے باوجود ظلم
مرغ نگاہ طائر قبلہ نما نہین

باہم مثال ذات و صفت اتصال ہے
دم بھر اوس آفتاب سے پرتو جدا نہین

کیا فصل ہے کہ باغ جہان مین فضا نہین
اور اب چراغ گل مین وہ نور وہ ضیا نہین

امساک ہے جواب بھی دینے مین آجکل
سائل کو منہ سے کہتے نہین کچھ ہے یا نہین

کہتا ہون جب مذاق سے اونکو مین دل کے چور
کہتے ہین کچھ چرا کے تو دل کو لیا نہین

جیسا کہ اک نظر مین ترا حسن تل گیا
میزان چشم مین کوی ایسا تلا نہین

پھر کسلئے کسیکو ترے ہوتے چاہیئے
تجھ مین جمال و حسن کہ ناز و ادا نہین

آشفتہ ہین دل و جگر و جسم و جان و چشم
پانچون مین کسکا حسن سے لگا لگا نہین

اندھے ہین شیخ کفر بتاتے ہین عشق بت
حصّے مین انکے چشم حقیقت نما نہین

آمد کسیکی کوچ کسیکا ہے ہر گھڑی | کہئے تو دیکھ بہال کے دنیا سرا نہین

پرتو سے گوشہ گردش ایام ہے فقط
تو مہر حسن ہے تری شان انزوا نہین

دعا سائل کا بر آتا نہین | آج کل ایسا کوی داتا نہین
مہربان کوی اوسے لاتا نہین | رحم میرے حال پر آتا نہین
ڈال اس دیوانے کی گردن مین ہاتھ | کیلئے یہہ طوق پہناتا نہین
لطف پر اب لطف پیہم چاہئے | صدمے پر صدمہ سہا جاتا نہین
ہمسری مجھ سے نکرای عندلیب | بس بس ایسا جو چہچہاتا نہین
اپنے کھو جانے مین شاید نقص ہے | ورنہ پہر کیون مین اوسے پاتا نہین
کہا لیا کچہ غم تو آنسو پی لئے | طول اکل و شرب کا کہاتا نہین
خالی ہے روی کتابی بات سے | ہے کتاب ایسی الف باتا نہین
بت بنے ہو تو نہین کہتے ہو کیون | ہان فقط اک بولنا آتا نہین
کیا کرون فرمائیگا ای دوستو | یار مجھ پر رحم فرماتا نہین
سر جہکا کر وعدہ کرنا کیا ضرور | سچ جو کہتا ہے وہ شرماتا نہین
بیکسون کے فاتحہ کرتا ہے کون | پہول بہی انکے ہنین سماتا نہین
تو جو بت مین تب زدہ دونون ہین ایک | تجہ مین مجہ مین با نہین پاتا نہین
اپنے عاشق کو ہوا کہا دونہ بول | وصل کا بہوکا ہوا کہاتا نہین
دل سے پہلو خالی ہونے کے سوا | دلبرون سے کوی بہر پاتا نہین
جیتے جی مرتا ہے تیرہی فلان | کوی اتنا اوسکو سمجہاتا نہین
بے خبر ہے وہ جو ای قاصد ہنوز | مین سمجہتا ہون تو سمجہاتا نہین
کیون خفا ہے بے سبب کیا چاہئے | کیا ہوا کیون وجہ بتلاتا نہین

مین تو تو خطون کے ہاتھون کے سوا
پان اپنے ہاتھ سے کھاتا نہین

یار کا خط ہے کہ قسمت کا لکھا
یہ شکستہ کچھ پڑھا جاتا نہین

چشم تر مین آ نہانے کا ہو شوق
کیون دل ان چشمون پہ لہراتا نہین

دل ہجوم غم مین کیون وحشی ہوا
صحبتون مین کوی گھبراتا نہین

سینہ زوری ای زیب اس شکل پر
آٹھ انگل بھی ترا چھاتا نہین

آسمان پر چڑھتی ہے میری غزل
کون زہرہ جبین گاتا نہین

جیسا تڑپایا مجھے بیدرد نے
یون کسیکو کوئی تڑپاتا نہین

کب سے دروازے پہ بیٹھا ہون ترے
کوی مقصد دل کا بر آتا نہین

واہ ری واماندگیٔ اشتیاق
سینۂ دلبر کھلا پاتا نہین

سرو سے کہتے ہین قد یار کو
اس شجر سے کوی پہل پاتا نہین

رو دیا جس جاے ٹھہرا بے ترے
مین کہان برسات برساتا نہین

تیرا چپ رہنا زبان غیر سے
ہاے کیا کیا مجھکو سنواتا نہین

سائل بوسہ ہو **پرتو** کامیاب
دل کسیکا ایسا مین پاتا نہین

مین زبان پر حال دل لاتا نہین
بھید یہ وہ ہے کہا جاتا نہین

ہم پہنچ جاتے ہین سازش سے وہان
بے بناوٹ کام چل جاتا نہین

کیا فسادی لوگ نے ڈالا فساد
اتفاق باہمی بہاتا نہین

ایکدن ایسا ہی اوسکو بھی دکھا
ای فلک کیا کیا تو دکھلاتا نہین

ہر گھڑی اپنے خدا کو یاد کر
ڈھب مین گر ای دل وہ بت آتا نہین

ہار پہنائے ہین اوسنے خواب مین
کوی ایسے پھول پہناتا نہین

اوسکے بچپن کا تقاضا ہے فقط
دل لبھانے کا طریق آتا نہین

با مزا چکنے نوالے ہین شریر
کسلئے دیو فلک کہاتا نہین

ہے بڑا اندہیر ہجر یار کا
دن دہاڑے کچہ نظر آتا نہین

کہاتا پیتا ہے وہ اپنا گوشت خون
سر پہ جس بچے کے یان ماتا نہین

دوست پہر کیسا سمجہنا چاہیئے
مین جو روتا ہون وہ سمجہاتا نہین

درد دل **پرتو** کا جائیگا وہ خاک
ایک دن دل اوسکا دکہ جاتا نہین

کب مین اوسکو راہ پر لاتا نہین
تیڑہون کو سیدہا کیا جاتا نہین

جب بدلتی ہے زمانے کی ہوا
رنگ کس کس کا بدل جاتا نہین

حاسدِ بدذات کرتے ہین خراب
خوب رہنا دوست کا بہاتا نہین

آسمان سے دل مرا کڑوا ہوا
شربت دیدار پلواتا نہین

دم دیا ایسا کہ بیجان کر دیا
جلوہ جان بخش دکہلاتا نہین

کونسی شب بخت خفتہ بے ترے
خلعت کمخاب پہناتا نہین

بات یہ خالی نہین شر سے کبہی
خود بخود دل اوسکا بہر جاتا نہین

یان زمین و آسمان کا فرق ہے
مین کسیکو چاند بتلاتا نہین

غم کی چکی پیستی ہے رات دن
پہر بہی دل **پرتو** کا پسجاتا نہین

بے ترے دل ہی اک اوداس نہین
کون عضو بد حواس نہین

آجکل گو وہ میرے پاس نہین
نہ سمجہنا کہ اوسکا پاس نہین

ہمنے کاغذ کے گہوڑے دوڑائے
جب سے وہ شہسوار پاس نہین

ق

بیکسی کے سوا کوئی رفیق
شب تنہائی اپنے پاس نہین

کیا کہون مین فراق کا دکہڑا
اوس پریرو کو اپنا پاس نہین

دن مین سائے کا ساتھ رہتا ہے — رات مین وہ بہی اوس پاس نہین

ہر گہڑی اوسکا پاس ہے مجہکو — گو وہ بد ذات اپنے پاس نہین

رکہون حیوان مطلق اوسکا نام — جسے اپنی زبان کا پاس نہین

مجہے امید سے ہے یاس زیاد — اوسنے اک ہان کہی پچاس نہین

مستقل ہے وہ ساتھ دینے پر — اہل شر سے مجہے ہراس نہین

بیوفا ہے تمام دور کا دور — کُتّے سے بہی وفا کی آس نہین

نہ کہو آپ کو سگِ دنیا — تم مین لوگو وفا کی باس نہین

اچہی لگتی ہین گالیان تیری — اس بُری بات کی بڑاس نہین

حق سے حقدار سارے ہین محروم — آج کل کوی حق شناس نہین

اک بلا جانتا ہون مین دل کو — جہوٹ اپنا کبہی قیاس نہین

مجہے لیجاؤ یار سے لاؤ — دوستو اور التماس نہین

میرے ہاتہون نے مل دئے نارنج — بد تو ان سے جو کچہ مساس نہین

اشرفی کا وہ ذکر کرتے ہین — جنکی تہیلی مین ایک کاس نہین

ساغرِ مے کہان کہ بے ساقی — پانی پینے کا بہی گلاس نہین

بارہا ذائقہ کیا ہم نے — ترے نارنج مین کہٹاس نہین

چہاتیان چہونے سے ترش ہے وہ — ان اناروں مین کچہ مٹہاس نہین

ناک بہری ہے خانۂ تن کی — گندہ کیچڑ ہے اسمین ناس نہین

جیتے جی مر گیا جدائی مین — ترے عاشق کو بہوک پیاس نہین

عشق آتے ہی دل کا گہر اجڑا — واقعی اسکا پاؤن راس نہین

آم کے آم گٹہلیون کے دام — عشق مین مرنے سے ہراس نہین

بو بہرا ہے نتہنون مین کیچڑ ہے — ناک مین ای غلیظ ناس نہین

وہ جو آیا تو گھر بہ میرا
کون کہتا ہے پاؤں رس نہیں
واصل دختِ رز جو ہوں مشہور
کونسی تاک اپنی ساس نہیں
پاس والوں میں سب کی گنتی ہے
کون شخص انگریزی پاس نہیں
یا خوشامد اوسے نہیں منظور
یا مجھے عادتِ سپاس نہیں

سانس ہے تنگ تو آس ہے پر تو
وصلِ جاناں سے مجھکو یاس نہیں

کب شب عیش میں کچھ صبح کی بو باس نہیں
کب ترے منہ کی ہر اک چیز میں بھباس نہیں
گود میں رکھے مرے دل کی طرح خانہ خراب
پاس رہنے کا بھی مطلق سمجھے کچھ پاس نہیں
فکر کیا ہر طرف ارمان ہی کو ہم نے کیا
کوئی ارمان بر آنے کی اگر آس نہیں
راحت و رنج تمام اہل تعلق کے لئے
جیسے امید نہیں کوی اوسے یاس نہیں
یوں ترے بیس کے رہ جانے سے میں جان گیا
اب قسم کیا کہ کہوں وانتہیٰ الناس نہیں
پار دریائے محبت سے اتارے اللہ
کہ یہاں راہ نما حضرت الیاس نہیں
رخصت نیلگری نیل نہ بگڑی ہو طبیب
مرض ہجر کو یہ آب و ہوا راس نہیں
اوس لڑکپن سے بدل جانے کا اندیشہ ہے
مجھے اور اسکے سوا کوئی بھی وسواس نہیں
تذکرہ لاکھوں روپے کا ہے زبان پر اونکی
جنکے نزدیک کہ کوی کوڑی نہیں کاس نہیں

باوجود اسکے یہاں قحطِ وفا ہے پر تو
گو بڑا شہر ہے قصہ کو ہی مدراس نہیں

ہمدم بھی ایسے وقت میں فریادرس نہیں
دلبر پر اختیار نہیں دل پہ بس نہیں
مظلوم کو جفائیں جہاں تک ہوں بس نہیں
بیداد کی ہوس ہے ستم کی ہوس نہیں
ایجان اب اٹھا بہانہ کر بوسے کے لئے
قابو کا وقت ہے کہ کوئی پیش و پس نہیں
یہ بولتا ہے سینے کے چاکوں سے مرغ دل
ای بخیہ گر رفوئی چاک قفس نہیں

جب وہ ہمارا ساتہ ہی دینے ہے مستعد
قاضی کا خوف ہی نہین ترس عسس نہین

بہرون کو وعظ سے کوئی بہرہ ہو کسطرح
تا گوش کر رسائی بانگ جرس نہین

دم پر کسیکے جیتے ہین دوری مین دوستو
یون ورنہ بے سبب ہمین پاس نفس نہین

وہ کونسی گہڑی ہے شب ہجر کی تری
ای آفتاب حسن مجہے اک برس نہین

نشو ونمائے خط نہین رخسار یار پر
کیا صاف ہے چمن کہ کہین خار وخس نہین

اثبات کم ہے نفی سے اونکی زبان مین
دو ایک ہان اگر ہے تو ہین آٹہ دس نہین

کیا سینہ اونکا سوکہہ گیا ہے شباب مین
ہے ہے کہ جان رسیدہ انار ون مین رس نہین

آہ وفغان وگریہ وفریاد عشق مین
پرتو فضول ہین کہ کسی شئی مین جس نہین

ہمقافیہ پر غزل ناسخ لکہنوی مرحوم

شرابی کہتے ہین کچہ خوف احتساب نہین
سوای خمر حرام اور کوی شراب نہین

ہم اوسکا جلوہ ان آنکہون سے دیکہہ لیتے ہین
وہ پردہ چاہے جسے دیکہنے کی تاب نہین

تمام چشمے مری چشم سے ہین سائل آب
یہہ کاسے بہیک کے ہین کاسۂ حباب نہین

کسی نے زلف پریشان سمیٹ کر باندہی
سپہر حسن پہ مطلق کہین سحاب نہین

خیال اوسکا نہین کرتے اسپہ مرتے ہو
شبیہ موت سے کیا غافلو یہ خواب نہین

فلک کے بام پہ چہوٹین ہین ابر کی چقین
ترے حجاب سے بے پردہ آفتاب نہین

لبون پہ ہوکے عرق گال کا ٹپکتا ہے
اجی گلاب کا شربت ہے یہ گلاب نہین

فریب ومکر سے دل سب بہرے ہین ای **پرتو**
سوائے دشت کے کس شہر مین سراب نہین

آج اپنے ہی مین ہم آپ نہین
طفل تنک اب کسیکے باپ نہین

پاس والے ہمارے جل جائین
آتش غم مین ایسی بہاپ نہین

اور حسرت ہے اس سے جا کو نہین
اپنی قسمت مین اوسکی چاپ نہین

کیسا مذہب ہے ظلم کارون کا
دل دکہانا کسیکا پاپ نہین

مین خریدار ہون جہان وہ لعبت چین
شہر مین ایسی کوئی شاب نہین

دل غمگین کو سخت چوٹ ہے یہ
تری طبلہ نواز تہاپ نہین

گوش امیدوار کو ہے نوید
تیرے توسن کے سم کی ٹاپ نہین

ابھی شادی وصل دیر مہ ہے
ای مژہ دار چشم چہاپ نہین

ای خیال حزین نہو ہیبت
شب فرقت کا طول ناپ نہین

ہجر زہرہ جبین مین ای مطرب
ایک کہرام ہے الاپ نہین

کس قدر پھوٹ ہے زمانے مین
حلق کو ساز سے ملاپ نہین

پھوٹ حاصل ہے کشت عالم سے
خوب دیکھا کہین ملاپ نہین

نفع سبکا ہو اور اپنا بھی
مجھے مطلوب آپ دہاپ نہین

یان سوا حضرت ابن مریم کے
کوئی بیٹا بغیر باپ نہین

گرمیٔ مہر خوش نہین پھر تو
یہ کسیکے بدن کی بہاپ نہین

ہان نہین گر نہین تو ہان بھی نہین
کیا دہن کی طرح زبان بھی نہین

ہے نمایش کمال کی ناقص
کہ زمانے مین قدردان بھی نہین

ہر گمان یادآوری کا نشان
کچھ گمان اور ہے گمان بھی نہین

کیا نہ کرنے کا ہے گلہ اون سے
جب کمر کی طرح دہان بھی نہین

سب کچھ اپنے لئے وجود اپنا
جب نہین یہ تو پھر جہان بھی نہین

امتحان انبساط کلی ہے
ہیکلی ہے کہ امتحان بھی نہین

مردم چشم شوخ پردہ نشین
وہ عیان بھی نہین نہان بھی نہین

گوشہ ہے لازم کمان ابرو | جیسے گوشہ نہین کمان ہی نہین
نغمہ ہر نفس کہ صاحب چینہ | جو یہان ہی نہین وہان ہی نہین

کس طرح آفتاب اوسکو کہون
اپنے پرتو یہ وہ سر تا ہی نہین

دل کی صورت ہین وہ بیزار بلاتے ہی نہین | اور رویا مین ہمین شکل بتاتے ہی نہین
خوابین آکے وہ غفلت سے جگاتے ہی نہین | بخت خفتہ کے نوشتے کو مٹاتے ہی نہین
آپ سوتے ہی نہین اونکو جگاتے ہی نہین | ہم شب وصل کے فتنہ کو مٹاتے ہی نہین
کسی نالاب کے سوتے کو جگاتے ہی نہین | ہم شب ہجر کا غم [illegible] سے مٹاتے ہی نہین
خواب غفلت مین ہین مردم سو جگاتے ہی نہین | فتنہ حشر ہے شاید کہ مٹاتے ہی نہین
او ہمین غفلت ہی سہی حال سے میر لیکن | یہ تو کچہ اور ہی ہے خوابمین آتے ہی نہین
پہنچ سکتے ہی نہین جذبہ کی قوت آگے ایسے | حضرت دل مرے آغوش سے جاتے ہی نہین
اون سے امید جفا اور وفا کی توبہ | جو رولاتے ہی نہین اور ہنساتے ہی نہین
سبز خطون کی طبیعت مین ہے کیسی شوخی | برملا شکل حنا رنگ جماتے ہی نہین
ایسا انکار مرا کو دبانے سے ہے | اپنے جوڑے کو وہ پھولونمین بساتے ہی نہین
جبکہ کرتے ہین کوئی قہر بھی وہ رحم کی جا | بہولے جامے مین خطا دار سماتے ہی نہین
گرم و سرد آہ مین کیا جانون جہان مین کیا ہے | ٹہنڈا رکہتے ہی نہین دل کو جلاتے ہی نہین
اون سے امید کہان جام مئ وصل کی آہ | جو کبھی شربت دیدار پلاتے بھی نہین
خانہ جنگ اونکو محبت کہکے کرون کیون رسوا | جو ہنسون مین کبھی آنکھ لڑاتے بھی نہین
دل ملانا تو بہت دور ہے وہ ایسے ہین | گرد کہانے کے لئے آنکہ ملاتے بھی نہین
دمبدم خون بہاتے ہین ہزارونکا جو مفت | کسی بلبل کو گل اس باغ کے بہاتے ہی نہین
آشنا جان کے صدمہ کوئی دیتے نہین وہ | چاہ مین اپنی کنوین مجھکو جہکاتے ہی نہین

پرتوؔ اون کے لئے ہم مفت تبہ ہوتے ہین
مہر کرتے بھی نہین چہرہ دکہاتے بھی نہین

مہر زاید تری جبین سے نہین
کم زمین چرخ چارمین سے نہین

کیون گذارون تمہارے ہی دم پر
زندگانی مری تمہین سے نہین

خاکساری محیط عالم ہے
کسکی نشو و نما زمین سے نہین

وہ جو ہین گرم و سرد و خشک و تر
آتش و باد و آب و طین سے نہین

ترا عاشق ہون تیری گاتا ہون
لاگ مجھکو کسی حسین سے نہین

چشم تر مین ہے گنج بادآورد
اسے آمد اگر کہین سے نہین

دل کو پتھر سے بڑہ کے سخت کرے
ایسی امید نازنین سے نہین

ایسا جلتا ہے تیرے رشک سے ماہ
کم یہ مہتاب آتشین سے نہین

سچ ہے دل خوش جہان خوش ای ہمدم
دل لگی صحبت حزین سے نہین

وہ جو خود سے چُنا ہوا لوگو
کام اوسکو چنان چنین سے نہین

وان ہین مرجہین وہ گلاب کے پہول
جنکی نشو و نما زمین سے نہین

اوس کیا توڑنے کی عادت ہے
کہ غرض اوسکو آستین سے نہین

آج بزم طرب کا ٹہاٹہ ہے اور
مین جدا یار کے قرین سے نہین

زیب ہے زین کو اوسکے گلگون سے
زیب گلگون یار زین سے نہین

مہربان سے ہے لاگ پرتوؔ کو
کوی مطلب قمر جبین سے نہین

کب دیوان دلہار یہان گرمیٔ بازار نہین
کسکا سر زلف کے سودے کا خریدار نہین

کم شب وصل شب قدر سے ای یار نہین
کیا یہ وجہ شرف طالع بیدار نہین

غمزہ و ناز و ادا عشوہ و انداز و غرور
کونسی بات ترے حسن کی تلوار نہین

لیلۃ القدر شب وصل قمر چہرہ ہوی
اسمین کچھ شبہ نہین شک نہین تکرار نہین

کسکو دنیا مین نہین ہے ترے ملنے کی طلب
کون وہ شخص ہے تیرا جو طلبگار نہین

جان دیوانۂ عاشق کو ہے آسیب بلا
ای پری زاد ترا سایۂ دیوار نہین

ہے مرے دل پہ ترے ابرو و مژگان کی نظر
تیر ترکش مین نہین میان مین تلوار نہین

آہ کی زلف کی دہن مین ترے گریان نے یہ کچھ
ای ساون کی گہٹا آج دہوان دہار نہین

ہجر مین بڑہ کے گہٹا سے بہی اوداسی چہائی
وہ گل اندام نہین رونق گلزار نہین

سارہی پر فتنۂ دور انکی ستارونکا ہے کام
کون سا ہے وہ ستارا کہ جو سیار نہین

مثل موی کمر اوسکا ہے ڈسا خود معدوم
ہمسر زلف سیہ مار سیہ یار نہین

دار فانی مین بجز شیفتۂ زلف بتان
کوی خونخوار بہی ہو مستحق دار نہین

رہے خونخوار جوانمرد تو کیا جان کا ڈر
تیغ و شمشیر کبہی مستحق دار نہین

المداروں کو پلا گھول کے دینا طبیب
فایدہ بخش انہین شربت دینار نہین

رات دن جلوۂ رعنا ہے وہ جلوہ پرتو
چاند سورج کو بہی یہ طالع بیدار نہین

قند شیرین سے ہے تری بوسہ کی تکرار نہین
ای شکر پارہ نبات ایسی مزیدار نہین

حسن مین جفت سے ہے یہ ابرو کے محراب کی طاق
دل سے کیا کعبہ ترے چہرے پہ بلعار نہین

دہیان ایسا ہے مجہے صورت دلکش کا مدام
رات دن چشم تصور سے نہان یار نہین

بہولتا ہی نہین وہ دوست فراموش مجہے
یاد کرنا ستم ایجاد کو درکار نہین

عرصۂ شعر و سخن مین ہے یہ پایہ اپنا
ہاتھ باندہے ہوے مضمون کہان طیار نہین

شرم سے کٹتے ہین آگے ترے معشوق جہان
بانکپن سے ترے تیز آب کوئی تلوار نہین

بوسۂ عارض و لب دونون مین جو چاہو دو
یہ مزیدار نہین یا وہ مزیدار نہین

اہل غیرت کو ہے لازم یہان عزلت دایم
گہر کب اوس شرم کے پتلے کا دل زار نہین

ہے جو پرتو تیغ طالع یا ستارا خورشید
مہربان ماہ جبین کونسا ای یار نہین

تو بحر کرم مین قطرہ ترا تو اور نہین مین اور نہین
تجہ سے ہے بقا تجہ مین ہے فنا تو اور نہین مین اور نہین

مین جسم تو جان ای ہوش ربا تو اور نہین مین اور نہین
اس بزم مین مثل ساز و صدا تو اور نہین مین اور نہین

مین چشم تو مردم ہے گویا مین دل تو سویدا ہے جانا
مین سینہ تو دل میرا بخدا تو اور نہین مین اور نہین

گلزار جہان مین سیر ہے کیا ہو دیدۂ بینا تو ہے مرا
مین رنگ تو گل تو بو مین صبا تو اور نہین مین اور نہین

مین لفظ ہون اور معنی تو ہے مین روح ہون تو پیارے تو خو ہے
مین حرف تلفظ ہے تو مرا تو اور نہین مین اور نہین

ای جان سیہ بختی کے فدا یا این بہی مرا لگا نہ چہٹا
رخسار ہے تو مین زلف دوتا تو اور نہین مین اور نہین

تو چاند ہے مین ہالا ہون ترا تو چرخ ہے مین تارا ہون ترا
تو مہر ہے مین ذرا ہون ترا تو اور نہین مین اور نہین

تو سنگ سراپا ہے مین شرر تو دیدۂ تمکین ہے مین نظر
اس بتکدے مین ای بت بخدا تو اور نہین مین اور نہین

پرتو ہون مین تو خورشید جبین دوری کی گہڑی ممکن ہے کہین
کر سکتا نہین ہے چرخ جدا تو اور نہین مین اور نہین

دل کو پہلو مین بھی پناہ نہین
توڑ ہو وہ تری نگاہ نہین

واقدان محو حسن یار کے پاس ‌ ‌ ‌ خال عارض ہین مہر وماہ نہین

ہے کوئی آفتاب پیش نظر ‌ ‌ ‌ اپنے عالم مین شبکوراہ نہین

کیون نہو شوق وصل حد سے زیاد ‌ ‌ ‌ ہجر سے حال کیا تباہ نہین

جب پڑہی مین نے اپنی کوی غزل ‌ ‌ ‌ کون مصروف واہ واہ نہین

خیر خواہی جو کچھ ہے اپنی ہے ‌ ‌ ‌ غیر کا کوی خیر خواہ نہین

سر پہ رکہتے ہین اپنے نام کا تاج ‌ ‌ ‌ ان گداؤن مین کون شاہ نہین

اس کمین گاہ مین شریفون کو ‌ ‌ ‌ قدرت واعتبار وجاہ نہین

دل مین لازم ہے حسن خال بتان ‌ ‌ ‌ کیا حجر کعبے مین سیاہ نہین

ہے تصرف وصال کا پیرلو
دل مین نالہ لبون پہ آہ نہین

گل ہے ماہے اوسے آنے کوی غنی آڑ نہین ‌ ‌ ‌ ابہی ای صرصر غم گلشن دل جہاڑ نہین

عاشق سوختہ تن رشک سے ہے شاخ سفید ‌ ‌ ‌ کیا یہ بلور کا محفل مین تری جہاڑ نہین

شور ہے جب سے نیستان مین مری آمد کا ‌ ‌ ‌ شیر گیدڑ ہوے سارے کہین جنگہاڑ نہین

کند کردے جو ترے پنجۂ تیز کی دہار ‌ ‌ ‌ سخت جانی کو مری کہیل ہے کچھ دہاڑ نہین

ہم تصرالی مین ہمین تاڑی سے کیا مطلب ہے ‌ ‌ ‌ اپنے گلزار مین ہے تاک کہین تاڑ نہین

سمجھ تن تاڑ کا دہو کا نہو سمجہ پہ اے سرو ‌ ‌ ‌ بات منہ دیکہہ کے ہر ایک کا یون تاڑ نہین

بزم اوس گل کی ہے گلشن چمن عالم مین ‌ ‌ ‌ کہ یہان سرو چراغان کے سوا جہاڑ نہین

مرض ہجر مری جان کے در پے یہ ہوا ‌ ‌ ‌ دیکہہ کر ہاتہہ طبیبون نے کہا ناڑ نہین

لاکہہ پردون مین چہپاتے ہین سمجھے گو بد بین ‌ ‌ ‌ ایک پردہ بہی مرے دیکہنے کو آڑ نہین

کوچۂ یار کو پلکہون سے مین جہاڑ چلا اپنی ‌ ‌ ‌ اس چمن جہاڑنے والے سے کہو جہاڑ نہین

جو تیون سے دل آشفتہ نہ جہاڑے ناصح ‌ ‌ ‌ اسکا آسیب فقط باتون سے یون جہاڑ نہین

لب بام اوسنے کہا دیکھ کے خالی کوچہ
آج کیون میرے تماشے کے لیے واڑ نہین

مین جو کہتا ہون تو خاموش ہین محفل مین تمام
اپنی آواز بہی کیا شیر کی چنگہاڑ نہین

دعوی عشق اگر ہے تو صفائی ہے ضرور
اے دل اسطرح ہر اک شخص کو تو جہاڑ نہین

جوتیان کہا کے بہی آتی نہین جہوٹون کو حیا
کتنی رسوائی ہوئی پر تو نہین کچھ وناڑ نہین

ہمقافیہ بر غزل جناب حاجی حافظ نواب خورشید احمد خان بہادر خورشید مرحوم والد حضور مصنف اقدام

بخیہ جیب سحر پاؤن کی زنجیر نہین
کچھ نہ چلنے کی جنون کے کوئی تدبیر نہین

سبکو ناکام جو رکہا تو ہوا خود ناکام
ہاتھ مین چرخ کے ہے قوس قزح تیر نہین

واقعی مثل کمان رزم گہ عالم مین
جنگ کے وقت جوانمرد کوئی پیر نہین

بے تردد جو مقدر مین ہے ہوتا ہے نصیب
کسی تقدیر کو محتاجی تدبیر نہین

شب فرقت کے شفاخانہ مین کیا اپنا علاج
جز طباشیر سحر درد کی تدبیر نہین

دل لگی جس سے تری ہے وہ بہت امن مین ہے
چور بہی گنجفے کا لائق تعزیر نہین

خط مرا دیکھ کے دل سیر پر آیا اوسکا
مری تحریر تو کچھ گاڑہی کی تحریر نہین

کہیل کی بات سزاوار تفاخر نہین کچھ
گنجفے کا جو ہر اک میر ہے وہ میر نہین

وہ بہی نادان ہین جو دودہ پیا کرتے ہین
کسی بچے کی غذا د بجز شیر نہین

توسن عمر روان تہم نہین سکتا پہر تو
کہ اسے غیر اجل کوی عنان گیر نہین

آنکہون مین اپنی یار کی صورت اگر نہین
مردم کے دیکہنے کو بہی نور نظر نہین

زلفون سے کیون عذار ترا جلوہ گر نہین
وہ کونسی ہے رات کہ جسکو سحر نہین

مشکل کی بات ہے کہ وہ بت زود رنج ہے
اسکا ہی ایک رنج ہے رنج دگر نہین

بیخود ہوا مین سنتے ہی قاصد سے حال دوست
اوسکی خبر ملی ہے تو اپنی خبر نہین

اس بندۂ خدا سے یہ کینہ خدا کی مار
کیون التفات اے بت کافر ادہر نہین

دیوانہ ایک شاہد رعنا کا ہون کہ جو
جن و پری و سایۂ حور و بشر نہین

دشت جنون مین انکھون نے دریا بہائے و
کب یہ مرے سیر کے لئے یان بحر و بر نہین

باغ جہان مین لذت دید و شنید ہے
عاشق مثال نرگس و گل کور و کر نہین

جنت کو بھی مثال نہین اوسکے باغ سے
اسمین فرشتہ خان کا بھی سہو الگذر نہین

خشکی فراق یار مین کیا حد سے بڑہ گئی
پرتو ہماری انکہہ بھی کہنے کو تر نہین

بحر جہان مین دل بہی مرا آشنا نہین
پہلو تہی کا اسکی عجب ماجرا نہین

بحر جہان مین کون غرض آشنا نہین
خود غرضیان تو کوی نیا ماجرا نہین

بدلے ہوا کے تیری ہوا ہے بدن مین جان
کیا ایک رکن عنصر عاشق ہوا نہین

دل اوسکا سرد مہر مرا دل ہے سرد یاس
بنگلو مین تو سیلگری کی ہوا نہین

پوچھا اوٹہتا جوبن اوسکا دکہا کر نسیم تو
یہہ ای ہزار غنچۂ نوخیز کیا نہین

ای گل بتا او بہار کو جوبن کے دیکہہ کر
فصل بہار باغ جوانی مین کیا نہین

سالک ترے ہوا مین تری اوڑ ہے مین قدم
میدان جستجو مین کہین نقش پا نہین

ای گل تری ہوا مین صبا کا ہون ہمقدم
پہرتا ہون جستجو مین کہین نقش پا نہین

دیکھی محبت اپنی تو اوسنے دکہائی شان
یہہ بہی اک انقلاب مقدر ہے یا نہین

امیدواریون سے تو بہتر جواب صاف
خاصا سخی و شوم جو کہدے ہے یا نہین

سختی کے ساتھہ چاہیے نرمی بہی بات مین
دانتون کے ساتھہ منہہ مین زبان بہی ہے یا نہین

آپس کے اتفاق مین ہے لطف انبساط
سازون مین جب ملا نہین کچھہ مزا نہین

بیمار عشق یار وہ بیمار ہے طبیب
جسکے مرض کی دار شفا مین دوا نہین

اک مہربان کے ہجر کا پرتو ہے وہ مرض
جسکی سوا وصل کے کوئی دوا نہین

کیا واقعی مین عادت امساک شہر نہین — تاب اسکی نازنین کو کبھی ماشہ بہر نہین

تو جب نہین کہے تو کہے گہر کا گہر نہین — سقف و زمین نہین کہے دیوار و در نہین

کوی گنہ چہپا کے کرے بہی تو کیا ہوا — اللہ کا ہے ڈر کسی بندے کا ڈر نہین

وہ مہ تو شب مین ہہر تو دن مین فراق ہے — ممکن وصال یار کا آٹھون پہر نہین

روتا ہے کوی تہوکتا ہے کوی دیکھئے — یا آنکھہ تر نہین کوی یا مونھہ تر نہین

اکسیر کے خیال مین کیون خاک چھانئے — کیا فہم اکتفا بہی سر دست زر نہین

اہل سراے دہر مسافر ہین سب کے سب — در پیش اس جہان سے کسکو سفر نہین

معشوق کے دہان و کمر کے خیال مین — کیا ہست و نیست آنکھہ مین زیر و زبر نہین

اہل طمع کے پاؤن کو چکر ہے کسلئے — تقدیر ہی کا انکی یہ چکر اگر نہین

لطف نشاط خاک کیا ہجر یار نے — کیا یہ بہی اس زمانے کا اکسیر گر نہین

اعمال نامہ چشم حقیقت نگاہ مین — پہر کیا ہے شرح نامہ تقدیر اگر نہین

بہتے چڑہانے شیشے مین پریو اتارنے
کیا اوس پری کو حاجت مقدار زر نہین

مطلب کی بات ہونے مین کوی سخن نہین — ہمکو زبان نہین ہے جو اونکو دہن نہین

کیونکر نہ غم سے زرد رہون زر کی شکل مین — پہلو مین اپنے دل کے طرح سیم تن نہین

شمشاد اکڑ اکڑ کے گلستان مین رہگیا — ای نونہال حسن ترا بانکپن نہین

چوٹی مین کسلئے نہین موباف گوٹے کا — ناگن یہ کیسی ہے کہ جسکے کوئی پہن نہین

کیون خاکساریون سے انہین اجتناب ہے — انسان مین غیر خاک کسیکا بدن نہین

دل کو سفر ہے زلف حسینان مین رات دن — کسوقت یہ غریب غریب الوطن نہین

یہ چرخ ظلم کار ہوا پیر کسطرح — آگے کو آئینہ کا کوی اسمین چلن نہین

بکہرا کے زلف کہتے ہین منہ پردہ ناز سے — روی زمین پر آیا تو کوی ختن نہین

گلکاریاں ہیں داغِ جنون کی بہار کی
کیا زیب بخش دامن صحرا چمن نہیں

نامہربان ہوا ہے جو **پرتو** وہ مہربان
کیا یہ بھی مہربانیٔ چرخِ کہن نہین

تجھ سے کچھ تشنۂ دیدار کو امید نہین
کبھی پانی سے بھرا چشمۂ خورشید نہین

کیون ترے لطف و کرم ہوتے ہین کم ادریائ
کہین ابتک کسی تخفیف مین تشدید نہین

خم بیان کا نہین کسوقت خمِ افلاطون
جام میخانے مین کیا ساغر جمشید نہین

اسقدر دیدہ و دل کے مرے چھکے چھوٹے
ہوس وصل نہین آرزوی دید نہین

ماجرا دیدۂ تر کا لکھا صاف اور صحیح
کوی تاویل بھی خط مین نہین تمہید نہین

دیکھی ان آنکھونکی پتلی عوض دخترِ خوب
ترے قربان یہ کیا چاند بقرعید نہین

کب مین ہوتا نہین قربان ہلال ابرو
کون سا چاند مرے حق مین بقرعید نہین

نحر ہو جلد کہین دشمن اشتر گردن
پھر کیون سے یہ کیا عید بقرعید نہین

یار اگر کرتے ہو قربان تو کرو بسم اللہ
گلے خنجر سے ملے کیا آج بقرعید نہین

ایک ہی نور ہے شمس و قمر و انجم مین
دیکھو **پرتو** کہ کہان جلوۂ توحید نہین

سدرہ مہر پریزاد کبھی ناف نہین
کب تلاش اوسکی مجھے قاف سے تا قاف نہین

نور رخسار ہے صاف اور کلف چاند مین ہے
دیدۂ اہل نظر دیدۂ انصاف نہین

راحت جان بھی ہے آرام دل زار بھی ہے
سب طرح چین ہے تجھ سے یہ کوی لاف نہین

لاف ہے تو یہ سروکار نہین عاشق کو
طبع آشفتہ مین تو بوالہوسی صاف نہین

اپنے عاشق پہ کبھی لطف بھی تا چند عتاب
ناسزا ہے کہ جھینون مین بھی الطاف نہین

جگر افگار دم خنجر تیز بیداد
ہاے کیا مستحق مرہم الطاف نہین

آج جلتی نہین پریزاد اس آرایش پر
نار ہے چوٹی مین یہ نار کا موباف نہین

بڑھ کے عنبر سے بھی خوشبو ہے کہیں اسکی بو | یار یہ نافہ مشکین ہے تری ناف نہین

گرد کلفت کی ہے سرگرمی غضب حد سے زیاد
مہربان پرتو مشتاق سے دل صاف نہین

ای دشمن وفا مجھے تجھ سے غرض نہین | ای بانی جفا مجھے تجھ سے غرض نہین
بجلی ہی کو ہنسا مجھے تجھ سے غرض نہین | بادل ہی کو رولا مجھے تجھ سے غرض نہین
بس بس یہ نیڑھے ناز اوٹھاؤ نہین کب تلک | ای شوخ کج ادا مجھے تجھ سے غرض نہین
برداشت تا کجا کوی پتھر نہین جگر | انسان ہون یا بلا مجھے تجھ سے غرض نہین
سنجیدہ تو جو ہے تو مجھے بھی تو نفس ہے | مین بھی ہون اب خفا مجھے تجھ سے غرض نہین
مانا کہ تو پری ہے مین انسان ہی تو ہون | بے پر کی مت اوڑا مجھے تجھ سے غرض نہین
زلف سیہ کے پیچ مین کب تگ پھنسا رہون | سودا نہین ہوا مجھے تجھ سے غرض نہین
دو دل ملے رہین تو محبت کا لطف ہے | ورنہ ہے بدمزا مجھے تجھ سے غرض نہین
کیون پوچھتا ہے مجھ سے مکرر کہ کیا کہا | اکبار تو کہا مجھے تجھ سے غرض نہین
نادان گلا تو اہل تعلق سے چاہیے | بیکار ہے گلا مجھے تجھ سے غرض نہین
دیوانہ آدمی سے ہے نہ دیوانہ کو سنا | کوسے کہ دے دعا مجھے تجھ سے غرض نہین
ہر نیک و بد کا جاننے والا تو ہے خدا | کہہ لے برا بھلا مجھے تجھ سے غرض نہین
پیغام کو جواب سلام اب سلام کو | ای مطلب آشنا مجھے تجھ سے غرض نہین
ہر وقت ایک دل کی محبت سے ہے غرض | پھر اور دوسرا مجھے تجھ سے غرض نہین
دعوی فقط زبان سے محبت کا ہے عبث | کتنا کہا تو کیا مجھے تجھ سے غرض نہین
دولا کہہ دلربا ہین سلامت رہے جو دل | جیتا رکھے خدا مجھے تجھ سے غرض نہین
ای گل شگوفہ رنگ کی ہے اب تری بہار | بلبل نہ مین صبا مجھے تجھ سے غرض نہین
کیا رشتہ رفتہ پاؤن نکالے ہین آجکل | شاباش مرحبا مجھے تجھ سے غرض نہین

دارالسلام بھی ہے ترا گھر تو ہے سلام
تو حور ہے تو کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

ای بت مین تیرا بندہ مجبور کیون ہون
مختار ہے خدا مجھے تجھ سے غرض نہین

ای گل تو ایک کیا کہ کہونگا ہزار مین
کہتا ہون برملا مجھے تجھ سے غرض نہین

دنیا مین دل لگی کے ذریعے ہزار ہین
تو اک نہین تو کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

تیری طرح سے کوی منافق نہین ہو مین
جب دل بدل گیا مجھے تجھ سے غرض نہین

آتی نہین زبان کو جہوٹی خوشامدین
تو خوش ہوا یا خفا مجھے تجھ سے غرض نہین

کرنا ہے تو دکہلانے کی تکلیف کسلئے
برسون بھی آ نہ آ مجھے تجھ سے غرض نہین

اکبار کیا کہ دیکھ چکا ہون ہزار بار
پھر آزماؤن کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

کافی ہے تیرا گانے کا انکار حیلہ جو
کچھ چھیڑ گا نہ گا مجھے تجھ سے غرض نہین

اتنگ جو گذری گاتے بجاتے ہی گذری کیا
ای خوش گلو بتا مجھے تجھ سے غرض نہین

وہ گت نہین ہے اپنی محبت کی نہ روش
اور دن کو اب سنا مجھے تجھ سے غرض نہین

دل لیکے تو نے کیا نہ ستایا ہے یاد کر
بھولا سجھائیگا مجھے تجھ سے غرض نہین

داد و ستد ہی دل کے تعلق کا تہی سبب
جب واپس آگیا مجھے تجھ سے غرض نہین

تو حور عین ہے ادہر مین سراپا گناہ گار
خلد برین کو جا مجھے تجھ سے غرض نہین

سہوا اگر ہو کچھ بشریت کہین ادسے
عمدا یہ کچھ کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

رہنے کہا تو حیلہ کیا بات ٹالدی
فورا نکل گیا مجھے تجھ سے غرض نہین

تو آتشی پری ہے مین خاکی ہون آدمی
بیکار ہے ہوا مجھے تجھ سے غرض نہین

غفلت مین ہے یہ نفرت دل کا اثر یہان
سوتے مین بہی کہا مجھے تجھ سے غرض نہین

مین خواب مین بہی پاس زبان سے نہین ہون دور
بولا سو بول اوٹہا مجھے تجھ سے غرض نہین

کہتا بہی گدگدا مین ہنسونگا نہین کبہی
دل خوش نہین رہا مجھے تجھ سے غرض نہین

آگے بہی کیون خیال نہ رکہا مزاج کا
پچہتا کے فائدہ مجھے تجھ سے غرض نہین

یہہ جان تو پری ہے تو انسان سے کام کیا
تا قاف اوڑ کے جا مجھے تجھ سے غرض نہین

بیماری کا علاج ہے ممکن محال کیا
عادت کی کیا دوا مجھے تجھ سے غرض نہین

بیمار مین نہین ہون اگر تو مسیح ہے
کر اپنی ہی دوا مجھے تجھ سے غرض نہین

کچہ بل کی پیچ سے جو تری زلف لے کہون
تو کون ہے بلا مجھے تجھ سے غرض نہین

آئینہ وار دام تحیر مین کیون پھنسون
خود بین و خود نما مجھے تجھ سے غرض نہین

آئینۂ صفای محبت ہون دیکھ لے
ای کینہ انتما مجھے تجھ سے غرض نہین

خورد و کلان ہین خود غرض اس دور مین تمام
شکوہ تجھی سے کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

ق

عادت زبان کو بات بنانے کی ہے بہت
مطلب سمجھ گیا مجھے تجھ سے غرض نہین

قرآن اوٹھانے کے لئے کیون مستعد ہے تو
جھوٹی قسم نہ کہا مجھے تجھ سے غرض نہین

ق

اپنے پرائے مین نہین کچہ فرق تیرے پاس
دوری مین ہے بھلا مجھے تجھ سے غرض نہین

دعوت تری نہین یہ عداوت ہے واقعی
آیندہ مت بلا مجھے تجھ سے غرض نہین

کر پایمال نقش کف پا کو ہر قدم
مہندی کو خون رولا مجھے تجھ سے غرض نہین

خالی ولا سے اور کدورت سے دل ہے پر
وہ لطف ہی گیا مجھے تجھ سے غرض نہین

کوی غرض جو ہے بہی تو اپنے غرض سے ہے
فی الواقعی کہا مجھے تجھ سے غرض نہین

کہتا ہے کس لئے تو کہ منہ دیکھکر کہو
لے منہ پہ کہدیا مجھے تجھ سے غرض نہین

جب تک کہ تو مرا تھا مجھے کام تجھ سے تھا
جب تو نہین مرا مجھے تجھ سے غرض نہین

پیمان شکن مذاق نہ جان اپنی بات کو
جب تنگ ہے دم مرا مجھے تجھ سے غرض نہین

اچھی بری سے تیری علاقہ نہین مجھے
کر رحم یا جفا مجھے تجھ سے غرض نہین

ق

ای بت خدا یہ رکھتی ہے کیون چھوڑنے کی بات
کب چھوڑتا خدا مجھے تجھ سے غرض نہین

بندے کا ساتھ چھوڑتا ہے بندہ ہی فقط
انداز ہے ترا مجھے تجھ سے غرض نہین

ق

اللہ جانتا ہے ثواب و عذاب کی
تو جانتا ہے کیا مجھے تجھ سے غرض نہین

اک دن ملیگا ظالم و مظلوم کا پتا
خوش ہوکے جلد سجدۂ شکرانہ کر ادا
منت کوئی جو مانی ہو پہنچا شتاب سے
دن رات کی خلش گئی کانٹا نکل گیا

ق

جھگڑون مین کیون بھلا مجھے تجھ سے غرض نہین
بر آیا مدعا مجھے تجھ سے غرض نہین
مجھ سے تو سن لیا مجھے تجھ سے غرض نہین
مین نے تو کہدیا مجھے تجھ سے غرض نہین

پرتو ہوں مین چکور نہین ہون جو جان دون
بیمہر مہ لقا مجھے تجھ سے غرض نہین

ہمقافیہ بر غزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

بہار رفیوض قدم دیکھتے ہین
بیان عالم بیدہانی کا اونکی
دہن سے کمر بے ثباتی مین تیری
نظر تو وہان تو زبان تو بیان تو
غبار دل یار خط بنکے نکلا

تجھے حور گھر کو ارم دیکھتے ہین
دل سالکان عدم دیکھتے ہین
بمقدار یک مو کے کم دیکھتے ہین
کہین کسطرح تجھکو ہم دیکھتے ہین
ہم اسکو مبارک قدم دیکھتے ہین

یہان صفحۂ دل مین محتاج **پرتو**
خط دست اہل کرم دیکھتے ہین

مانگ کھاتے فقیر ہوتے ہین
تم جوان ہوکے بھی شیر رہو واہ
ذرّے اوس مہربان کے مسکن کے
موی مژگان ہر کمان ابرو
جو بنے ہین جہان کی مٹی سے
خطۂ حسن و عشق کے مالین
ذات سے اپنی ہین جو خود مختار

رفتہ رفتہ امیر ہوتے ہین
بچے اکثر شریر ہوتے ہین
رشک مہر منیر ہوتے ہین
تیر ہوتے ہین تیر ہوتے ہین
وہ وہان کے خمیر ہوتے ہین
عاشق اونکے سفیر ہوتے ہین
وہ کسیکے سفیر ہوتے ہین

سرو قمری ہیں تیرے گلشن میں
یہاں آزاد اسیر ہوتے ہیں

مدحت بے مثال کے باعث
شعر خود بے نظیر ہوتے ہیں

وہ جو گرتے ہیں تیری نظروں سے
سب بے تردد حقیر ہوتے ہیں

جسم مفلس پہ بس شکن کی جگہ
سب نقوش حصیر ہوتے ہیں

ملک ران اہل رای ہیں بیشک
بادشہ خود وزیر ہوتے ہیں

منہ جو دو ہوں تو بات ایک نہیں
غیر ہم ادھر غیر ہوتے ہیں

نوجوان اور پیر کا وعدہ
ہفتہ اتوار پیر ہوتے ہیں

حسن وہ نقش ہے کہ جسکے مطیع
جن ملک عون پیر ہوتے ہیں

پھر وہ بے مہر ہوتے ہیں پر لو
لطف عشر عشیر ہوتے ہیں

ہمقافیہ بر غزل مرزا نواب خانصاحب داغ دہلوی

زبان سے ہر دم ادا سے وصال کرتے ہیں
ہمیشہ میٹھی چھری سے حلال کرتے ہیں

یہ جام چشم حسین ہے کہ کاسۂ درویش
مدام غمزوں سے دل کا سوال کرتے ہیں

کسیکے عارض رنگین کا رنگ جمتا ہے
چمن میں گل کی جو ہم دیکھ بھال کرتے ہیں

اوٹھا کے چلتے ہیں کلیاں جو پاجامے کی
گلوں کو غنچہ دہن پایمال کرتے ہیں

یہ سرخروئی کو اپنی ہے ایک نیک شگون
سوال وصل سے وہ منہ جو لال کرتے ہیں

غزل سے کچھ غرض اظہار علم و فضل نہیں
بیان زبان سے ہم دل کا حال کرتے ہیں

زیادہ نقش خیالی سے کچھ نہیں پایا
اگرچہ پیدا اپنے خیال کرتے ہیں

رہیں عالم غفلت سے دلکی ہشیاری
کہ خواب میں بھی ہم اوسکا خیال کرتے ہیں

عجیب مکر کے پتلے ہیں آجکل کے لوگ
کہ بس اگر نہیں چلتا تو چال کرتے ہیں

سنو جو کچھ نہیں چلتی تو کیا کریں مجبور
زبان چلا کے نہ کہدیں کہ چال کرتے ہیں

انہیں کی موت کو نقل مکان کہیں تو بجا
جو لوگ عین حیات انتقال کرتے ہین

پرائے جانورون کو بھی کاٹ کر چکھنا
حرام مال کو کیسا حلال کرتے ہین

بتون کے عشق مین نقصان دین و دنیا ہے
کہ پہلے ہی دل و دین کا سوال کرتے ہین

ہے غم کی داخلی دلکی سفارشونکے سبب
جو ہر طرف ہوا اوسکو بحال کرتے ہین

کسیکا شعر ہو اپنا بتاتے ہین تنکر
بس اس زمانے کے شاعر کمال کرتے ہین

بجای مہر قیامت کا قہر ہے **پرتو**
حسین دور قمر کے کمال کرتے ہین

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

دلکو ہم خوش کیے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین
ہٹیکر شور اوٹھاتے ہین کہ وہ آتے ہین

چشم بد دور ہے جوش مسرت کی بہار
در و دیوار سناتے ہین کہ وہ آتے ہین

آزمایش ہے مقدر کی یہ آنا جانا
دیکھین ہم جان سے جاتے ہین کہ وہ آتے ہین

لایق دید و شنید آج کا جلسہ ہے یہان
ہم رقیبون کو بلاتے ہین کہ وہ آتے ہین

قاصدون کو مری تسکین ہے منظور فقط
اب خبر روز یہ لاتے ہین کہ وہ آتے ہین

کون کہتا ہے کہ غفلت ہین ابھی کہ یہان
نیند سے آنکھ ملاتے ہین کہ وہ آتے ہین

دلکو بہلانے کی تدبیر یہ ہم نے کی ہے
ساختہ آدمی آتے ہین کہ وہ آتے ہین

بیطرح شور مچاتے ہین اگر طفل سرشک
ہم بھی کہہ کے ڈراتے ہین کہ وہ آتے ہین

دیکھیے چل کے ابھی فیصلہ کیا ہوتا ہے
جان ناصح مری کھاتے ہین کہ وہ آتے ہین

کوئی کشتے کی ضرورت نہین آنے کی یہان
مرے انداز دکھاتے ہین کہ وہ آتے ہین

حال بگڑا ہوا دیکھا جو مرا ای **پرتو**
دوست سب بات بناتے ہین کہ وہ آتے ہین

گرجا بادل تو وہ گھبرا کے جھجک جاتے ہین
بجلی جب کوندنے لگتی ہے چمک جاتے ہین

اپنی گردش سے یہ کیون وہ فلک حسن ہے تنگ
گردشون سے کہین افلاک بہی تہک جاتے ہین

پیچ سے حقہ پلانے کی طلب کیون نکرون
دم مین آتا ہے وہ گل ہوش سٹک جاتے ہین

کوئی لینے منہ سے کہین ہم لب شیرین کو نبات
بوسے لیتے ہین تو شیرینی سے چہک جاتے ہین

اونکی خلوت وہ جگہ ہے کہ ہوا کو نہین دخل
کوئی موسم رہے ہم گرمی سے پک جاتے ہین

دور اندیش ہین کرتے ہین یہ صحبت کا پاس
جب قریب اونکے مین آتا ہون سرک جاتے ہین

واقعی عشق نہین ہے یہ پری کا سایہ
[illegible] ہم نیند مین راتون کو چمک جاتے ہین

خانۂ دل مین حرارت یہ کہان سے آئی
وہ جو آتے ہین کبہی گرمی سے پک جاتے ہین

بوسے لیتی ہے جو ای گل نئی قلیان ہر دم
آتش رشک سے ہم جلکے بہڑک جاتے ہین

کسطرح حضرت ناصح کو نہ کہیے بکّی
کبہی تشریف جو لاتے ہین تو بک جاتے ہین

نظر آتا ہے جو میرا وہ بت ہوش ربا
سالک راہ خدا راہ بہٹک جاتے ہین

چمن یار مین بسکر جو صبا آتی ہے
اہل گلشن کے مشامات مہک جاتے ہین

آمد و رفت کی تعداد خدا ہی جانے
سحر و شام ہین لک آتے ہین لک جاتے ہین

اطلس چرخ پہ ثابت ہے طلسمات کا کام
شام ہوتے ہی ستارے جو یہ ٹک جاتے ہین

وہم آتا ہے جنہین اونکو دکہا دیتا ہے
شبہ ہوتا ہے شیاطین کا شک جاتے ہین

خنجر ابروی قاتل کا سناتا ہون جو وصف
مرغ بسمل کی طرح لوگ پہڑک جاتے ہین

گرمی کی فصل مین سرگرم نصیحت ہین بہت
خوب اپریل مین احباب بہک جاتے ہین

بے خطا سولی پہ لٹکاتا ہے انکا جو شباب
تو بڑہاپے مین حسین آپ لٹک جاتے ہین

انتظاری تو ہے اک مہر کی لیکن ڈر ہے
صبح کو دیدۂ بیدار جہپک جاتے ہین

مہربان کا جو تصور کبہی آیا پہر تو
آن کی آن مین ہم فاصلے تک جاتے ہین

پہر کسی شوخ سے ہم آنکہ لڑا بیٹہے ہین
آٹہوین چوٹ ہے یہ دل پہ جو کہا بیٹہے ہین

دیکھین میدان کدورت سے کیا ہاتھ آئے
ہم جنون میں مثلِ حنا رنگ جما بیٹھے ہین

مژدہ ای طالعِ بیدار کہ ہے سیر کی جا
آنکھ دروازے کے روزن پہ لگا بیٹھے ہین

ایک مدت سے ترے وصل کے بھوکے ای بت
تن بہ تقدیر توکل بخدا بیٹھے ہین

چار دین پانچوین ٹھہری ہے ملاقات اونکی
رفتہ رفتہ قدم آہستہ بڑہا بیٹھے ہین

حسن تقدیر سے دیکھین نظر آئے کیا شکل
باتون باتون مین اوسے عشق جتا بیٹھے ہین

خفتہ بختی سے ہنوز سبزہ بیگانہ کہین
سبزِ خط کو تو ہرا باغ دکہا بیٹھے ہین

کیون نہو تیر تعصب کا نشانہ دل غیر
توڑ کر گوشہ مرے پاس وہ آ بیٹھے ہین

رہگذر مین تری مٹ جائینگے اوٹھنے کے نہین
یا رہم صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھے ہین

جب نہین اوسنے کہی دل کی طرح بیٹھ گئے
خوب ہم بیٹھنے کا لطف اوٹھا بیٹھے ہین

سامنے تو جو گلا صاف نہ کرلے نہ اوٹھین
آج ہم زیرِ منش مثلِ صدا بیٹھے ہین

ق

کس لئے آج مکدر ہے طبیعت کیا ہے
کس سے آزردہ ہین تم کسپہ خفا بیٹھے ہین

خوب دل کھول کے بیداد کرو بولو ہنسو
ہم تو کہتے ہین کہ مشتاق جفا بیٹھے ہین

باتین بوسے کی میان منہ سے کیون کرتے ہو
ہم سے بولو کہ طلبگار رہین کیا بیٹھے ہین

بے سبب ایسی طبیعت مین جدائی کیا خوب
مہربان کسلئے پیرو تو سے جدا بیٹھے ہین

نالہ و آہ و فغان یار کرون یا نکرون
مین غم ہجر کا اظہار کرون یا نکرون

اک نظر آئینہ مین دیکھ کے میٹھی صورت
تو ہی بتلا کہ تجھے پیار کرون یا نکرون

کہو عنابِ لبِ یار نہ چوسون کیونکر
انبساطِ دلِ بیمار کرون یا نکرون

پتلی وہ پنجۂ مژگان مین لئے ابرو کی تیغ
دل سے کہتی ہے ابہی وار کرون یا نکرون

ساتھ ہی اونکے نہ جاگے کوی سوتا فتنہ
دل دہڑکتا ہے کہ ہشیار کرون یا نکرون

پیچ سے بخت سیہ کے نہین پیچ اسکے زیاد
دل کو زلفون مین گرفتار کرون یا نکرون

رنگ و بو گلبدنوں کی ہے پسند خاطر
باغ ہستی میں گلے ہار کروں یا نکروں

اوہنیں وار روی مُنوّم ہے جوانی کا جوش
راتدن سوتے ہیں ہشیار کروں یا نکروں

ہونٹھ ہی اپنے ہیں اور دانت ہی اپنے گویا
ہجر میں شکوۂ دلدار کروں یا نکروں

نہ پڑے دل میں گرہ تیرے کہیں شکن زلف
مدحتِ نافۂ تاتار کروں یا نکروں

نہ شبِ وصل کوی فتنۂ خفتہ جاگے
گلۂ خواب گرانبار کروں یا نکروں

سوچ میں ہوں کہ دل زار کو اپنے **پرتو**
عاشقِ مہر پُر انوار کروں یا نکروں

ایک بوسے پہ جھگڑتے ہیں جھگڑنے دو اونہیں
منہ بنا کر اب بگڑتے ہیں بگڑنے دو اونہیں

ناک بنی عین گلشن میں وکہا کر ای صبا
ناک چمپے کی رگڑتے ہیں رگڑنے دو اونہیں

ہجر میں اوجڑے ہزاروں گلشن دل تو کہا
اوس گل تر نے اوجڑتے ہیں اوجڑنے دو اونہیں

ہے اگر تقدیر میں وصل ایک دن ہو جائیگا
بے سبب مجھ سے بچھڑتے ہیں بچھڑنے دو اونہیں

ہم بھی تن کر بیٹھینگے اب اپنے عالم پر ضرور
اپنے جوبن پر اکڑتے ہیں اکڑنے دو اونہیں

بیخ و بنیاد رقیب اب کٹتی ہے ہوں میں نہال
نخل یہ جڑ سے اوکھڑتے ہیں اوکھڑنے دو اونہیں

دل ہوا ساعی جو منت پر مری اوسنے کہا
آج سرکش پاؤں پڑتے ہیں تو پڑنے دو اونہیں

فقرہ و شبدیز روز و شب کبھی اڑیل نہ تھے
عرصۂ فرقت میں اڑتے ہیں تو اڑنے دو اونہیں

وہ لڑاکا نام کو ہیں مہربان مثل فلک
مجھ سے ای **پرتو** اگر لڑتے ہیں لڑنے دو اونہیں

ہیں قیامت گول گول ای جان تمہاری چھاتیاں
جان لیتی ہیں ہماری پیاری پیاری چھاتیاں

اوٹھتا جوبن تیرا رشک غنچۂ نوخیز ہے
ہیں کہاں منت کش بادِ بہاری چھاتیاں

چھوٹی چھوٹی چھاتیوں میں ہوتی ہے لذت بڑی
بدمزہ ہوتی ہیں اکثر بھاری بھاری چھاتیاں

دیکھکر مردم کا دم چڑھتا ہے جوش بار سے
ہوتی ہیں چھاتی کی سِل کمبخت بھاری چھاتیاں

جال کی انگیا سے کرلیتی ہین یہ دل کا شکار
بن گئین ہین اندئون تیری شکاری چہاتیان

دل مین آتا ہے تمہاری چہاتیون کو دیکھکر
جان جان صدقے کرون کوری کواری چہاتیان

چہاتیان دیکھے سے ہے ہر صبح عاشق کو اُدہار
وصل کے بہوکے کو ہین گویا ہماری چہاتیان

شوق دل کب توڑتا ہے دامنی کا تار توڑ
چہپکے کچھ کچھ جہانکتی ہین خود تمہاری چہاتیان

چشم پرلو مین زیادہ مہر و مہ سے پر ضیا
راتدن ای مہربان ہین یہ تمہاری چہاتیان

رات بہر بیقرار رہتا ہون
حارص وصل یار رہتا ہون

یا تری یاد مین ہون مین سکتا
یا نہین اشکبار رہتا ہون

تری زلفون سے با دل صد چاک
مثل شانہ دو چار رہتا ہون

ای گل تر ہے کیون خلش منظور
انتظاری مین خوار رہتا ہون

نظر آتا نہین ترا گل رخ
لالہ کی طرح یار رہتا ہون

ہجر زلف اور شغل اکل و شرب
نفس کو اپنے مار رہتا ہون

ایک زہرہ جبین کا ہے جو خیال
ساز سے ہمکنار رہتا ہون

اِدعا حال زار پرلو کا
اوسکا آئینہ دار رہتا ہون

ہمقافیہ بر غزل تدبیر الدولہ دبیر الملک منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ اسیر مرحوم لکھنوی

جلوے شباب سے یہ ترے دست و پا کے ہین
طوطی حواس طائر رنگ حنا کے ہین

محتاج بادشہ تری دولت سرا کے ہین
یان صاحب سریر کو رتبے گدا کے ہین

زاہد عمر و ہین جو شیطان کی بندگی
گو ہم گناہ گار ہین بندے خدا کے ہین

مرجاے گر قراعت خوبان خوش ادا
فاقون کو ناز سے کہین روزے قضا کے ہین

آتا نہین جبین کو ہی آئین دشمنی
پالے ہوے کنار غم آشنا کے ہین

بد نیک کو تو کیا نہ کہے بد کو بد کوئی
مخلوق سارے آئینے نور خدا کے ہین

عینک نہین ہے دیدۂ پرنور کو ضرور
محتاج کب یہ سمجھے نگینے جلا کے ہین

فایز ہین ماہ و شمس شب و روز شاہ و یال
شمسے یہ ضو فشان تری دولتسرا کے ہین

دم پر ہے بحر ہستی مین عمر روان کی چال
سے چلتے ہوے سفینے یہ موج ہوا کے ہین

بوڑھے ہے جوان شیفتہ ہین زال دہر کے
یہ بوڑھے ہے نخرے دیدنی اس بیسوا کے ہین

جو لوگ پیش بین ہین سراپا بدیتے ہین یہان
یہ پیش خیمے عرصۂ ملک بقا کے ہین

خوبون کو راہ راست پر آنا زوال ہے
معنی شناس ہم بھی خط استوا کے ہین

کہتے ہین لوگ گور غریبان کو دیکھکر
نقش اس زمین پہ نعل سمند قضا کے ہین

فرقت مین گلرخون کی سراپا یہ کہائے گل
میری قبا مین پھول گلو نکی قبا کے ہین

ہنستا ہون آسمان پہ ستارون کو دیکھکر
جلوے نظر مین خندۂ دندان نما کے ہین

بخت سیاہ عاشق تیرہ نصیب کے
دیباچے نثر مدحت زلف دوتا کے ہین

ہم نے خطا بھی کی ہے تو بوسہ لیا ترا
لایق سزا کے ہین بھی تو پیاری سزا کے ہین

وہ بات بات مین اب اوڑا جاتے ہین مجھے
کیا کیا مری سواری مین گھوڑے ہوا کے ہین

کچھ اک مجھی کو دھیان نہین اوس مسیح کا
مشتاق سب مریض جہا نمین شفا کے ہین

پھر تو مریض ہجر کو ہے اوس گلی کی دھن
طالب یہ لوگ دیر سے دار الشفا کے ہین

پھر تجھے دیکھنے کو شام و سحر روتا ہون
جب سے دو چار ہوا آٹھ پہر روتا ہون

غم دندان مین نکلتے نہین اشک آنکھون سے
مین بھی نیسان کیطرح آج گہر روتا ہون

کشت سرسبز ہے غم کی اودھر ای بحر کرم
بے ترے ابر کے مانند جدھر روتا ہون

لعل لب کوئی جو آنکھون مین سما جاتا ہے
ہاے آنسو کے عوض خون جگر روتا ہون

غم فرقت کا اثر ہے یہان دونون جانب
وہ بھی روتا ہے اودھر مین جو ادھر روتا ہون

ہجر مین حضرت حوا کے تھے آدم گریان
کیا تعجب ہے جدائی مین اگر روتا ہون

نالۂ غم کو خوشی سے ہے فقط مد نظر
منہ پہ کہنے کے لئے شاد ہون پر روتا ہون

دن کو آوارہ طلب مین روش باد صبا
شب کو شبنم کے مثال ای گل تر روتا ہون

آجکل زانوی دلدار میسر جو نہین
زانوؤن پر ہے اسی فکر مین سر روتا ہون

مہربان آتے ہی پھر تو مری آنکھین ہوی خشک
یعنے شبنم کی طرح تا بسحر روتا ہون

قیامت کا آشوب دکہلا رہے ہین
وہ بت بنکے عاشق کو ترسا رہے ہین

سر مو نہین اوسکے بالون کی تعریف
یہ چوٹی کے مضمون کیون آ رہے ہین

مری بیکلی ہے تماشا یقینًا
نہین تو وہ کیون کل سے تڑپا رہے ہین

نہ کہا سیر طبعی کا ان پر تو وہو کا
ترے عاشق زار غم کہا رہے ہین

مآل اسکا کیا ہاتھ آئیگا دیکھین
شب وصل وہ پاؤن پہیلا رہے ہین

یہ قسمت ہماری کہ نادان ہین وہ
سمجھتے نہین گو کہ سمجھا رہے ہین

بہار گلستان حسن اب ہے آخر
ترے پھول سے گال کملا رہے ہین

نہ جائینگے وہ چھوڑ کر زندگی بھر
مری گو وہین کیا مزے پا رہے ہین

یہان خود فراموش ہے عاشق زار
منا سد وہان اوسکو سکہلا رہے ہین

ہوا مہربان آج ساقی جو پھر تو
ہم اپنے پیالے کو چھلکا رہے ہین

سنا ہے یہ کہ وہ بیداد سے باز آنیوالے ہین
نہ دی لذت اگر شوق ستم نے پھر تو نالے ہین

مثال اشک ابر تر گریگا آنکھ سے اپنی
تری چھپے مہر لین پر آجکل ہم رونے والے ہین

دمان گور سے مردے سناتے ہین کہ جان پائی
جو زندہ ہین وہ کہتے ہین کہ تم پر مرنیوالے ہین

بہار آئی کہلے ہین داغ سودا شوق صحرا ہے
نئے سر سے جنون نے پاؤن پھر کیا کیا نکالے ہین

الٰہی خیر ہو ورنہ بڑے شر کی ہے بات آخر
دہان زخم کچھ قاتل کے منہ پیر کہنے والے ہین

نہو یہ بخطا چین بر جبین اونکی طرح ہرگز
وہ مشکین زلف سے مشکین اگر کسوانیوالے ہین

مسی آلیدہ ہونٹو کی ترے صورت ہے سوسن مین
چمن مین غنچہ لب اس کالی صورت کے یہ لالے ہین

غضب مژگان کا اک اک بال ہے اک ترک تیر افگن
بلا ہے چشم و دل اوس شاہ خوبان کے رسالے ہین

تری پلکین نہین یا یہ پٹہین چشم فسون گر پر
مگر صف بستہ شہر چین پر روسی رسالے ہین

قیامت مین اونہین کو سرفرازی ہے بس ای **پرتو**
یہان صدقے جو احمد کے قدم پر ہونے والے ہین

غزل اردو بے شرکت الفاظ فارسی و عربی وغیرہ تخلص پرتو کے عوض اوجلا ہے

منہ کھولو تو کل ہو بیکلی مین
یہ بات کہان کسی کلی مین

بیکل کو ہو کل کا کیا بھروسا
جھوٹے کوئی کل ہے بیکلی مین

پتھر چلے جب چلے یہہ بھڑکی
لڑکے ہین پچاس سو گلی مین

گھائل ہون یہ تیری گا رہا ہون
یہ ٹھاٹھ یہہ دہن ہے بانسلی مین

جوبن ہے جو کچھ تری کچون کا
یہہ کچھ ہے اوبھار کب ڈلی مین

بات اوسنے جو کی ہی تو جھڑے پھول
کیا پھول تھے ہونٹھ کی کلی مین

دہن باندھے اون کلائیون کی
ہاتھون سے پڑا مین بیکلی مین

تلوار سی چل گئی لگی آگ
کیا لاگ کی ہے کٹی جلی مین

تھم جاؤ تو آنسوؤن کے لڑکو
کھو جاؤ گے جھوٹی کھلبلی مین

ای سورج ہے ترا **اوجالا**
تنکا تنکا بڑی بہلی مین

غزل عمدہ سی اردو کہ جسکے ہو حضور مصنف مین بے شرکت الفاظ فارسی و عربی وغیرہ تخلص پرتو کے عوض اوجالا ہے

سورج کی کرن ہے ارولی مین
یہ ہے چمک اوس جھلا جھلی مین

ہیہات موسنا بھی میرا
کیا ملگیا دکھ ملا کلی مین

دیکھو دیکھو سمجھ کے دیکھو
مٹی نہ ملیگی پاگلی مین

پہر جان کے کیون سمجھ سے انجان
یان تم جو ہوے سمجھ پلی مین

یہ پیٹ کے کتنے مرتے ہین کیون
کیا چیز ہے ایسی اس نلی مین

ڈر کیا جو نہا کے لین لپیٹا
سانپ اندہے ہین اپنی کینچلی مین

نربہاگی ہے گورون کی جو مورت
سے ہے بہاگ بہانکی سانولی مین

گورون مین ہے اور نہ کالونمین ہے
جو بات ہے پیاری سانولی مین

بیکل ہون سنگار سے تمہارے
کب تک رکہوگے تل کہلی مین

بڑہ کر ہے کرن سے بھی اوجالا
چولی کی تری اسادلی مین

ہمقافیہ بر غزل سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم لکہنوی

بند اوس پھول کی انگیا کے جو وا ہوتے ہین
رنگ گلزار کے جوبن کے ہوا ہوتے ہین

گرم جور وہ بے مہر ذرا ہوتے ہین
ہم ستارون سے کئی ماہ خفا ہوتے ہین

کشتے کہا کہا کے جوانی مین فنا ہوتے ہین
نوجوان لوگ طلا کرکے طلا ہوتے ہین

دام کاکل کی جدائی مین تڑپ کر صیاد
طائر جان قفس تن سے رہا ہوتے ہین

پہنچی نوبت یہ سر دست جو پہنچا تر ادہیان
نہ کل آئی تو پہر انگشت نما ہوتے ہین

فصل گل مین جو بندہی تیرے جنونکی بہی ہوا
پیرہن تن پہ ہزارون کے قبا ہوتے ہین

مرد مو دیکہو قضا اور قدر کے غمزے
ناز لب یار کی پلکون سے ادا ہوتے ہین

جان آزردہ ہے آزردگی جانان سے
دم خفا کرنے کو بے وجہ خفا ہوتے ہین

ہان جو اچھے ہین وہ اچھے جو برے ہین وہ برے
بازوی بوم کہین بال ہما ہوتے ہین

جن کے سائے سے بہی اوڑہ جائے پری کا آسیب
ترے دیوانے مسیحان وہ بلا ہوتے ہین

کبھی ماشہ کبھی تولہ کبھی ناخوش کبھی خوش　　متلوّن ہین وہ خوش ہو کے خفا ہوتے ہین

ہم پیالہ ہین مرے خضر بیابان سلوک　　ساغر مُل قدح آب بقا ہوتے ہین

یہ نکھوار دم تیغ کے ہین خیر طلب　　شر نہین کچھ بہن زخم جو وا ہوتے ہین

ہاتھ آتا ہے فقط ناخلف اولاد سے رنج　　پور ابتر جو ہین انگشت نما ہوتے ہین

مہرباں کیون نہ ہر اک ماہ ہو مجھ پر پیرلو
پہنچے مقصد کو اگر بخت رسا ہوتے ہین

غیر سے آپ کے عاشق کو سروکار نہین　　جھوٹا دعویٰ نہ سمجھنا کہ یہ کردار نہین

جلوۂ یار کسی راہ نمودار نہین　　روزنِ در بھی نہین روزن دیوار نہین

یار حیوان ہے وہ صاف اور انسان ہے تو　　تری رفتار کبھی کبک کی رفتار نہین

جسطرح حُسن کی سرکار مین ہے ظلم روا　　اسطرح ظلم روا عشق کی سرکار نہین

کون معشوق نہین ظالم و سفاک و شریر　　کون عاشق ہے جو بیکس نہین لاچار نہین

جسم و جان و جگر و چشم و دل و پہلو و سر　　کون ہے ان مین جو قاتل کا طلبگار نہین

یار آنے کی قسم کہا کے نہ آیا سو بار　　سچ کوی وعدہ نہین اور کوی اقرار نہین

ہے فقط جسم مرا اوسکی ہوا ہی بالکل　　کہ عناصر مین شریک آب و گِل و نار نہین

ق

اشک کی فوج نے سو معرکے غم کے مارے　　کیا یہ بے قاعدہ لشکر مرا جرار نہین

دیکھیے معرکہ آرائی ہے یا شعبدہ ہے　　گولہ باروت نہین اور کوی ہتیار نہین

وعدۂ وصل بہی کس لطف کے جھگڑے مین ہے　　مجھے اصرار نہین یاد نہین انکار نہین

طلب بوسہ مین کرتی ہے خلل خانہ خراب　　شرم آجاتے ہی کہتے ہین وہ ناچار نہین

شرم کی بات ہے انسان جو بیکار ہوا　　یار دنیا مین کوئی چیز تو بیکار نہین

خاک خوش آئے مجھے گلشن ایجاد کی سیر　　مرے آغوش مین جب غنچہ دہن یار نہین

مین خطا وار سہی بخشنے مین کیون اِستاد　　یار کیا مستحق عفو گنہگار نہین

مہربان کی مرے زلفوں میں یہ ضو ہے پر لو
بال بال اوسکا کرن مہر کی ہے مار نہیں

دل لگی جس سے نہیں اوس سے سروکار نہیں
گرچہ مشتاق ہوں پابندی کی کردار نہیں

اوسکا جلوہ نہیں کس شے میں عیاں اور نہاں
خالی اوس جلوے سے بس لو نہیں نار نہیں

دیکھو دلچسپ حقیقت میں ہے وہ دام درم
کہو اس دام میں دل کسکا گرفتار نہیں

سب بھلے وقت کے خلاص جتانے والے
پر برے وقت کوی دوست مددگار نہیں

یار منظور نگاہ و دل انصاف پسند
تری گفتار نہیں یا تری رفتار نہیں

بے نہایت ہی ہیں اس رہ میں نشیب اور فراز
عشق کی راہ جسے کہتے ہیں ہموار نہیں

کیا ہوے پھول کے ساغر کے وہ رنگین دورے
گل کے مانند چمن آج وہوان دار نہیں

کب نگاہوں میں نہیں دیدۂ سرشار ترے
کب میں ساقی نہیں دو جام میں سرشار نہیں

مہربان عشق میں ہارا ہے دل اپنا پر لو
کون بازی ہے جہان جیت ہیں ہار نہیں

غزل در تعریف دیان خاص حضور دام اقبالہ

دکھلائیگی جو تیزی رفتار پیاری جان
رخش خیال ہے ہو پرے پار پیاری جان

گلگون سے بھی صبا کے ہے سیر میں تیز تر
گویا ہے باغ دہر میں پردار پیاری جان

ہر دم ہوا کے گھوڑے پہ گویا سوار ہوں
جب گاڑی میں ہے صاعقہ کردار پیاری جان

پامال رشک پولو میں پونی ہیں ساتھ کے
وہ پولو پونیوں میں ہے سردار پیاری جان

گاڑی اولٹ گئی تھی سواری میں ایکبار
دہشت سے بس بھڑکتی ہے ہر بار پیاری جان

فربہ غریب تیز ہے اور تندرست ہے
لاغر شریر سست نہ بیمار پیاری جان

ہے سیدھی ہاتھہ پاؤں میں اللہ کے فضل سے
اور پاک بال ہفو ہیں ای یار پیاری جان

کاٹے نہ لات مارے نہ اڑیل سواری میں
بے عیب ہے بفضل خدا یار پیاری جان

عہ نام دیان خاص

میدان مین حسد سے کٹے دوسرے سوار
چلتی ہے بنکے برہنہ تلوار پیاری جان

گھوڑون مین میرے یکی ہے یہ سبز مادیان
رکھتی ہے اپنے جوڑ سے کیا عار پیاری جان

قول فلک کہ ابلق لیل و نہار ہے
اس بیٹھی ہوئی پر تری بلہار پیاری جان

کھٹکا کسی طرح کا نہین اسکی سیر مین
فی الواقعی ہے اک گلِ بیخار پیاری جان

تجھی سے ایسی کڑوی یہ شیرین مزاج ہے
کھائے یہ کیا مجال کوئی مار پیاری جان

رئیس کے بس اشارے پہ یہ تیز دست ہے
حیوان ہوکے ایسی ہے ہشیار پیاری جان

گویا ڈھلا ہے سانچے مین بس اسکا جوڑ جوڑ
تصویر کے لئے ہے سزاوار پیاری جان

صورت مین دیکھنے کو ہرن ہے یہ مادیان
کیون بھرنے چوکڑی نہو تیار پیاری جان

کیا ریل اور ٹرام سے آگے ہے دو قدم
برق نظر سے تیز ہے اے یار پیاری جان

بھولے خرام ناز اگر کبک دیکھ لے
ایسی ہے خوش قدم دم رفتار پیاری جان

پرتو ہیں سب کشش و تجلی مین مہربان
گھوڑون سے شرط کے ہو جو دوچار پیاری جان

دل آرام کے دل دکھائے ہوئے ہین
مزے زندگی کے اوٹھائے ہوئے ہین

کئی داغ دل پر جلائے ہوئے ہین
جو اک شمع سے لو لگائے ہوئے ہین

لگائے ہون دانت اور لگی آنکھ ادھر کیون
وہ کاجل نہ مسّی لگائے ہوئے ہین

خمش اسلئے ہون کہ یان حضرت ضعف
گلا زور سے کچھ دبائے ہوئے ہین

سب انسانو ٹون کو کہتی ہے خلقت
کہ گنگا مین گویا نہائے ہوئے ہین

مجھی سے حیا وہ بچا جاتے ہین آنکھ
نیا پردہ ہے منہ چھپائے ہوئے ہین

چلاتے ہین تیر نگہ بھون چڑھا کر
کمانون کے چلے چڑھائے ہوئے ہین

جو دزدیدہ نظرون کا گھایل ہون گریان
مرے زخم پانی چرائے ہوئے ہین

نہین عیب رکھتے نہین ہین جو سامان
مسافر یہان لوگ آئے ہوئے ہین

کوئی آن تو ہمکو بھولے سے خوش کر
کہ اک عمر تیرے رولائے ہوئے ہین

کسی بُت پر آئی طبیعت جو اپنی
الٰہی سب اپنے پرائے ہوئے ہین

خدا جانے بگڑی ہے کس سے بتون کی
کہ یہ منہ جو ایسا بنائے ہوئے ہین

طبیعت کی لے کیا سچائی ہے بے گت
جو دل کینچنی سے لگائے ہوئے ہین

نہ دیکھا فقط ہم نے ہمسر تمہارا
بہت کچہ تو دیکھے دکہائے ہوئے ہین

مکان مین بلائین کہ پہر تو چلائین
درِ مہربان پر ہم آئے ہوئے ہین

سوختہ دل نفس شعلہ فشان رکہتے ہین
آگ خاکسترِ خاطر مین نہان رکہتے ہین

رام رام انکے لبون پر ہے کیا مین نے یہ رام
یا خدا بُت بہی برہمن کی زبان رکہتے ہین

ورقِ چشم ہے یا صفحہ تصویر کوئی
آنکہہ مین اہل نظر دونون جہان رکہتے ہین

لبِ سوفار مژہ گوشے سے چلانے لگے
ترک شوخ ابروی پرخم کی کمان رکہتے ہین

جادوگر ہین عدم آباد کے جانے والے
چار دن کہنے کو ہستی کا نشان رکہتے ہین

بے خطا ایسے ہین ای ترک ترے تیر ادا
جسکے گوشے مین قضا ہے وہ کمان رکہتے ہین

بال کہتے ہین کمر کو کبہی معدوم کبہی
ہست اور نیست کا اک شئی پہ گمان رکہتے ہین

اپنی تعذیر پہ ہنسنے کو فقط ای قاتل
ترے مظلوم بہی زخمون کا دہان رکہتے ہین

آن مین اسکو بہرا یا جہان چاہا ہم نے
چٹکی مین رخش تصور کی عنان رکہتے ہین

یہی مطلب ہے کہ پڑہنے کی ہمین تاب نہین
کان پر ہاتہہ جو سب عرضہ خوان رکہتے ہین

رحم دل مین تو نہین کہتے ہین منہ سے پہر تو
مہربانی کا خیال اور وہ کہان رکہتے ہین

بلبل دل کو نہین غنچہ دہن سر پہ پاؤن
صورت مرغ نو اسنج چمن سر پہ پاؤن

سینگہ سے شاخین سخن مین یہ نکلتے ہین عجب
رکہتے ہین آہوی تاتار وختن سر پہ پاؤن

خواہ خلوت مین رہے خواہ سُنتے ہین مین ہے لطف
گر مین بر دامنِ جو رکہہ دے بہی دولہن سر پہ پاؤن

نورِ چشمِ فلکِ پیر کیا ہے پامال
رکھین اربابِ نظر تیرے کہین سر پر پاؤن

ہر کہین اوڑہ کے پہنچتی ہین نسیم اور صبا
گو نہین صورتِ مرغانِ چمن سر پر پاؤن

ق

نہ تو کہہ سکتے ہین انسان نہ جا سکتے ہین مرغ
کہ نہین فکر کو دم روح بدن سر پر پاؤن

نہ پرندہ نہ چرندہ نہ درندہ نہ بشر
اوڑہتے پہرتے ہین خیالی ایسے تن سر پر پاؤن

سر چڑہانے کے سزاوار ہین معصومی و حُسن
طفل و معشوق کے ہین اہلِ زمن سر پر پاؤن

چشمِ نم دیدۂ انصاف ہو دیکہین جو بغور
ناز سے ہی جو رکہے مرد کے زن سر پر پاؤن

دامن ناز مین جسکے پلے ناز و سیہ کرے
کسطرح نوُر کے رکہے نہ ہرن سر پر پاؤن

انکہہ پر پڑتی ہین اوڑہ اوڑہ کے ہوا سے زلفین
مشک کے رکہتے ہین آہوی ختن سر پر پاؤن

اوڑہتا پہرتا ہے ہوا پر یہ پرندون کیطرح
گو نہین طائرِ نکہت کو بدن سر پر پاؤن

زاہد بکیلئے دستار مین رکہی مسواک
کہ نہین ہوتے ہین ای مشفقِ من سر پر پاؤن

شرق سے غرب پہنچ جاتا ہے اک ہی دن مین
مرغ زرین کو نہین چرخ کہن سر پر پاؤن

سست پہرنے سے ہے پہر تو گو یہ ثابت شبِ ہجر
چڑہ گئے تہک کے ترے چرخ کہن سر پر پاؤن

چالیون کے ہین خبردار غضب پیٹ مین پاؤن
جتنے سفاک ہین رکہتے ہین وہ سب پیٹ مین پاؤن

جانیئے سخت طبیعت کے ہین تب پیٹ مین پاؤن
ایک تا نیل ہی کے رہتے ہین کب پیٹ مین پاؤن

گرمی فاقہ عجب سر و بنا دیتی ہے
بہوکے جب سوتے ہین رکہہ لیتے ہین تب پیٹ مین پاؤن

ظاہر و باطن مکار کبہی ایک نہین
اہلِ تلبیس کے ہوتے ہین عجب پیٹ مین پاؤن

کہٹنیان عورتون کو دائی جنائی ہی تو ہین
پیٹ کے درد مین رکہہ لیتے ہین سب پیٹ مین پاؤن

مارنا پیٹ کسی کا بہی کبیرہ ہے گناہ
راہزن رکہتے ہین ناحق کے غضب پیٹ مین پاؤن

پیٹ کا مارا فلک دیکہیے زین تیغ کا پہر
یہ مثل جانکے ہی رکہتے ہین سب پیٹ مین پاؤن

پیٹ کو ڈالکے پہر بیٹھہ یہ لادو ہے مثل
اسکے بدلے مین رکہا کرتے ہین اب پیٹ مین پاؤن

دعوتون کی ہوی بوچھار تو گھر مین فاقہ — آیا رکھنے کو فقط ماہ رجب پیٹ مین پاؤن

سانپ کو پاؤن کہان رینگ کے چلتا ہے فقط — جھوٹ کہتے ہین کہ رکھتا ہے یہ سب پیٹ مین پاؤن

مانع الخیر ہے جو رزق مین آڑے آیا — رکھ دیا مفت بلا وجہ وسبب پیٹ مین پاؤن

کہتے ہین پھرتا ہے بچہ شکم مادر مین — یہ تو بتلائین کہان رکھے ہے غضب پیٹ مین پاؤن

جلوۂ صنعت صانع ہین سراپا حشرات — سیکڑون کیڑونکے ہین مثل عصب پیٹ مین پاؤن

کیا نکلتا ہے برون وقت ضرورت ایک ایک — دیکھیے رکھتے ہین ارباب طلب پیٹ مین پاؤن

آٹھ دن کوئی کوئی آٹھ پہر چلتا ہے — جتنے گھڑیان ہین بس اونکے ہین سب پیٹ مین پاؤن

سر دھری کے دن اوسکے بھی ہین سرما پرتو
روز ہین سارے ہوا خواہ کے شب پیٹ مین پاؤن

غزل بے معنی

ظالمون کو جو پیار کرتے ہین — وہی مظلوم خوار کرتے ہین

بنگئے بگڑا تمام مشاطہ — آئینہ سے سنگار کرتے ہین

پھر بہارون کے بعد آئی خزان — گل پہ قربان خار کرتے ہین

کون گھوڑا ہے اور کون سوار — کیا ہرن کا شکار کرتے ہین

دیدۂ روزن اور مردم چشم — سرمۂ انتظار کرتے ہین

شش وپنج کرشمۂ ہر ہفت — دیکھا دیکھی دو چار کرتے ہین

گل مین رنگینئ صبا نکہت — ذکر لاکھون ہزار کرتے ہین

پانچ چھہ سات آٹھ نو دس کو — ایک دو تین چار کرتے ہین

جو رہا سو وہ بے حساب رہا — انگلیون پر شمار کرتے ہین

مہر رویون کو چاہیئے پرتو
آسمان بے قرار کرتے ہین

ع ٥

غزل اوس ترکیب زبان مین جسمین ہر لفظ کی ہر حرکت مین ایک حرف ف زاید کیا جاتا ہے اسمین نظم لکھے کے موجد مصنف حضور ہین

تفیرفے غفم مفین بفیکفل ہفون مفین
تیرے غم مین بیکل ہون مین
آفنسفو فون سفے بفادفل ہفون مفین
آنسوؤن سے بادل ہونمین

افنگیفا تفیرفی جفب یفاد افا یفی
انگیا تیری جب یاد آئی
کفف مفل مفل کفر مفل مفل ہفون مفین
کف مل مل کر ململ ہونمین

اوفس کفے وفعدفے کفے بفاعفث سفے
اوسکے وعدے کے باعث سے
تفیرفا خفوفا ہفان مفنگفل ہفون مفین
تیرا خواہان منگل ہونمین

جفب وفہ کفڑفوفا ہفو جفاتفا ہفے
جب وہ کڑوا ہوجاتا ہے
تفلخفی سفے کفڑفوفا پفہفل ہفون مفین
تلخی سے کڑوا پہل ہونمین

تفیرفی ففرقفت کفی افاتفش سفے
تیری فرقت کی آتش سے
گفو یفا رفوشفن مفنقفل ہفون مفین
گویا روشن منقل ہونمین

تفلخفی دفل کفی کفہتفی ہفے یفہ
تلخی دل کی کہتی ہے یہ
افس گفلشفن مفین حفنظفل ہفون مفین
اس گلشن مین حنظل ہونمین

کفثفرفت مفین وفحدفت ہفی دفیکھفی
کثرت مین وحدت ہی دیکھی
کفیفا خفوش قفسمفت افحوفل ہفون مفین
کیا خوش قسمت احول ہونمین

مفیرفی افانکھفین مفیرفا دفل ہفے
میری انکھین میرا دل ہے
وفاقفف تفجھ سفے جفل تھفل ہفون مفین
واقف تجھ سے جل تھل ہونمین

افانکھفون مفین رفکھتفے ہفین مفردفم
انکھونمین رکھتے ہین مردم
کفیا افانکھفون کفا کفاجفل ہفون مفین
کیا انکھونکا کاجل ہون مین

اوفس سفورفج کفے غفم مفین جفل کفر
اوس سورج کے غم مین جل کر
پفر تفو جفلتفی مفشعفل ہفون مفین
پر تو جلتی مشعل ہون مین

غزل ہکلتی زبان سے مین اردو نظم کہنے کے موجد حضور مصنف ہین

تتتیری ففرقت مین یہ مضطر ہون مین
پپیارے سےسے بڑہکر د د دلبر ہون مین

درو ندان ککی دہن مین جو نکلا آنسو
ببولا چچمک کر گگگوہر ہون مین

پوچھتے ہین ببرہمن ککیون پپھر ناحق
بولتا ہے ببت خود ککہ پپتھر ہون مین

ہنہین ہوتی سسیاہی ششب ہجر کی دور
غغضب ایسا تتتیرہ ممقدر ہون مین

ککہتا ہے اای مہ رخ روشن تترا
ررر شک مماہ ممنور ہون مین

تراہر تل چچمک کر یہیہ کہتا ہہہے
طططلعت مین دیکھو ببس اختر ہون مین

تتتیرے ااابروی خخمدار کا قتول
ممیدان مین خونخوار خخنجر ہون مین

سستاؤن مین دلکو اااپنے ننہ کیون
ششششیدا ہے ششوخ سستمگر ہون مین

تتتنہائی مین جب گگھبراتا ہون
بیکسی بولتی ہے سسمر ہون مین

بیکسی سے جو ہوتے ہہین حیران غغریب
بولتا ہے تتوکل سسر پر ہون مین

ممہربان کیون د د دوری مجھ سے ایسی
واہ پیرتو تتتیرا ممقسر ہون مین

لب و رخسار کے بوسون مین جو پایا اوسکو
کھینچکر ہاتھ گلے مین نے لگایا اوسکو

مارکر ہاتھ مرے ہاتھ پہ کی شرط وفا
فتنہ انگیزون کا جب حال سنایا اوسکو

رحم کی اوس سے توقع دل نادان ہے عبث
جو سنجانے کہ بہت مین نے ستایا اوسکو

لے لیا بدلہ دل آزاری فرقت کا تمام
دکھہ شب وصل دیا یہ کہ رولایا اوسکو

مین نے سیکھے ہین اوسی زلف سے ہر طرح کے پیچ
پیچ مین اوسکے پھنسا پیچ مین لایا اوسکو

پان کیا کہاؤن کہان پان کہلانے والا
کیا مرا خون کیا جسنے چھپایا اوسکو

پہول کی باس سے دل دم مین ہے جھگڑا بے یار
چٹکیان لیکے مجھے ناک مین لایا اوسکو

تنگ کرتا ہے نصیحت سے فقط کیون ناصح
دلکو میرے ہی کہین ڈھونڈھکے لایا اوسکو

بیخودی مین بہی وہ ہردم مجہے یاد آتا ہے
آپ کو بہول گیا پر نہ بہلایا اوسکو

سخت دل کیون نہوا اوسکا کہ وہ آخر سنتا ہے
مرا ترسانا تماشا نظر آیا اوسکو

ایک کیا رات مین سو بار تو دن مین سو وقت
یہ تصور مرا یان کہینچ کے لایا اوسکو

مہربان کیا ہو وہ بہر کہ مہینون مین کبہی
مہربانی کا تصور بہی نہ آیا اوسکو

اوسکا شیدا ہو نہین اور وہ مرا مایل دل سے
تفرقہ سازون نے آفت مین پہنسایا اوسکو

آتش افروزون نے بہڑکا دیا کیا گل کو مرے
پہونک کر آتش بے دود جلایا اوسکو

پہر طلبگار اوسی کا ہے تو پرلو صد حیف
صدمۂ ہجر گذشتہ بہجے نہایا اوسکو

بیکلی سے مرے کیا کام ہے آرام کرو
چین تم اپنے مکان مین سحر و شام کرو

دلکی بے چینی سے واقف یہ نہین ہین شاید
کیا اعزا مجہے کہتے ہین کہ آرام کرو

جلوۂ زلف سیاہ و رخ روشن سے مدام
دن کرو رات کرو صبح کرو شام کرو

سست ہو جاے طبیعت نہ کہین آخر کار
چپ نہ بیٹھے رہو احباب کوئی کام کرو

یار سے اپنے ملو غیر کا خطرہ کیا ہے
زندگی مین کوی ای حضرت دل کام کرو

مین نے صبح شب وصل اون سے کہا منت سے
میل اگر دل مین نہین ہے یہین حمام کرو

آنکہہ سے خون نہ جاری ہو شب وصل کہین
جانے دو یاد نہ گذرے ہوے ایام کرو

کیون بہی دو روز کی دنیا تو گذر جائیگی
خلق مین اپنی نشانی کے لیے نام کرو

میٹہی نظرون سے مجہے دیکہئے ای متوالے
چمن حسن کی نرگس کو بہی بادام کرو

ہجر کے صدمون سے خاموش ہو کیون ای پرلو
کیا غضب کرتے ہو تم وصل کا پیغام کرو

قتل کرتا ہے وہ خدائی کو
کیا کہون ہاتہہ کی صفائی کو

دور ہی سے ہے بندگی میری
ای بت ایسی تری خدائی کو

آرسی چاہیے کہ آئینہ
دیر پھر کیون ہے رونمائی کو

دیکھنا ہو اگر وفا میری
دیکھ لو اپنی بیوفائی کو

سر گریبان مین ڈال لے زاہد
رند سمجھے ہین پارسائی کو

وان نہ پہنچا تو مین بھی رو بیٹھا
آج قسمت کی نارسائی کو

ق

جیسے دریا مین پنجۂ مرجان
نکل آتے ہین آشنائی کو

رکھدیا میرے دیدۂ تر مین
یار نے پنجۂ حنائی کو

جسمین ہاتھہ آبرو سے دہونا ہے
سو سلام ایسی آشنائی کو

اوسنے آنکھین لڑا کے دل لوٹا
دیکھنا دیدے کی صفائی کو

آہ اسواسطے مین کرتا ہون
آگ لگجاے اس جدائی کو

شیر کیسے کیا اسے کہ پلنگ
لوگ کہتے ہین چارپائی کو

مجھے منہ دیکھنے نہین دیتی
پہاڑ ڈالون تری دولائی کو

ایسا اوسکی ہوا نے گرم کیا
پھونک دونگا ہر اک ہوائی کو

ہاتھہ مین دو کوئی چھری پھر تو
بہوکتا ہون شب جدائی کو

مایۂ عیش ہے سراپا تو
حاصل گلستان دنیا تو

نظر آتی ہے تیری ہی صورت
مردم دیدۂ نظارا تو

کوئی خواہش نہین سوا تیرے
واقعی میرے دل کا منشا تو

کیون نہ لپٹاؤن تجھکو چھاتی سے
درد دل کا مرے ہے چارا تو

اسیر اتراتا ہون کہ تیرا ہون
اور یہ ناز بھی کہ اپنا تو

تیرے ہوتے پہ لعل سے کیا کام
لال ای لعل لب ہمارا تو

آنکھین ہے تو ہین مری ای جان
نظر آتا نہین جو ایسا تو

مرا مطلب یہی بہر عنوان
سب تمنا کا ہے خلاصا تو

دم نہ رک جائے تیرے پرتوؔ کا
ادہر آتے ہوئے نہ رکنا تو

رہ مین تری قرار نہین جان زار کو
حال شکیب بخش دیا انتظار کو

کسطرح سے قرار پہر آئے کہ رات دن
یاد اوسکی بیطرح ہے دل بے قرار کو

مرتا ہے تجھ پہ جو وہ مریگا نہین کبہی
مارے ہزار موت ترے جان نثار کو

گو مین ہزار رنگ کے صدمون مین ہون اسیر
آتا نہین خیال مرا گلعذار کو

انسان کو اعتبار سے زینت ہے ہر طرح
لازم یہ ہے گنوائے نہین اعتبار کو

امید توڑنا بہی نہایت خراب ہے
نومید تم کرو نہین امیدوار کو

تدبیر شرط ہے جو ہر اک کام کے لئے
سازش نگاہبان سے کی دید یار کو

پرتوؔ ہے مبتلا فقط اہی بیوفا ترا
آشفتہ اور کسیکا نہ جان اپنے یار کو

دے شاہ حسن چین مژہ کی سپاہ کو
لشکر کی شادمانی سے رتبہ ہے شاہ کو

والان کی کمان مین اوس مہ کو دیکہکر
اہل نجوم قوس مین بتلائین ماہ کو

اتنا وہ پانی پانی ہوا تاب وصل سے
بازو کی مچھلی ہوگئی مچھلی نگاہ کو

پیتا ہون ایک بیضۂ مرغ فراق روز
درکار ہے دوا جو ترقیٔ باہ کو

شبون کو میرے حشر اگر جانتے ہین لوگ
کیا آفتاب حشر نہ سمجھینگے آہ کو

آنکھون کو انتظار مین بہی انتظار ہے
تکتی ہین پتلیان تری بانکی نگاہ کو

میدان حشر ہے وہ عدالت کہ یکزبان
ہوجائین کوئی لاکہہ ہی چہوڑے گواہ کو

مین شرمسار ہون تو غفور الرحیم ہے
ممکن نہین حساب مین لاؤن گناہ کو

چلتے ہین خواب مین بہی تو پاے خیال سے
ہم بہولتے نہین ترے کوچے کی راہ کو

تاریکیٔ شب غم زلف سیہ دکھاؤں
آئینہ چاہیے مرے بخت سیاہ کو

میری طرح سے آپ بھی رو کر تباہ ہو
دیکھے اگر کوئی مرے حال تباہ کو

آنکھوں کو تیرے آدمی کا شبہ ہو گیا
دیکھا جو تیرے وحشی نے مردم گیاہ کو

آپس کے اختلاط کی صورت بگڑ گئی
ظالم نے رہ بتائی ہے کیا رسم و راہ کو

یہ بار ہے کہ بار نہ پائی نگہ نے بھی
کیا بولیں بارگاہ تری بارگاہ کو

پھر تو نہیں ہے قدرت خالق سے کچھ بعید
کر دے جو کاہ کوہ کو اور کوہ کاہ کو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی[علہ]

دلکو دکھ پہنچے تو اک آہ رسا پیدا ہو
ٹوٹے یہ بیضہ تو عنقا کی صدا پیدا ہو

آکے حوروں پہ نہ جنت میں قیامت ڈھائے
یا خدا حشر میں دل مجھ سے جدا پیدا ہو

جی کے آجاتے ہی کچھ وصل کی تدبیر بھی کر
درد کے ساتھ دل زار دوا پیدا ہو

غافلو صفحۂ ہستی پہ یہی ہے تحریر
جب مٹے نقش خودی کا تو خدا پیدا ہو

سیر وحشت سے پریزاد خفا ہوتے ہیں
عشق کرنا تو کوئی بے سر و پا پیدا ہو

مجھے آوارہ سراپے خالی نے کیا
دانۂ آبلۂ پا سے حنا پیدا ہو

اگر آجائے غم شاہد آرام طلب
حجرۂ دل میں ابھی سرد ہوا پیدا ہو

تو وہ آئینہ ہے ایجاں کہ چشم بد دور
جسکے دیکھے سے رخ شان خدا پیدا ہو

سرفراز اپنے قدم سے جو کرے بحر کو تو
پنجۂ مرجان کا ہر اک بہر دعا پیدا ہو

جسم معشوق بھی ہے دو متحرک مصفے
جب کمر مثل دہن بیچ میں نا پیدا ہو

وسعت اس دشت محبت کی نہ پوچھو کہ یہاں
تا ابد تار نظر کا نہ سرا پیدا ہو

راتدن اپنے ہوں احسان کش جلوۂ حسن
رشک خورشید کوئی ماہ لقا پیدا ہو

مہر وہ شاہد بیٹھا ہے مہ داغ جگر
وہ جو پوشیدہ ہو کیوں یہ بھلا پیدا ہو

[علہ] یہ شیخ ناسخ کی ایک غزل پر مصنف نے تضمین غزل لکھی ہین۔

مرے ویرانے کو پہر تو وہ جو عزت بخشے
بوم پر جہاڑے جو یان آکے ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

دلکو حرکت جو ہو پہر آہ رسا پیدا ہو
چہیڑیں اس ساز کو تو غم کی صدا پیدا ہو

کہین چلا کے قیامت مین قیامت نکرے
یا خدا دل مرے پہلو سے جدا پیدا ہو

مرض عشق کی عادت ہو تو ہو جاے شفا
درد بڑہ جاے اگر اپنی دوا پیدا ہو

مین جو باقی نہ رہے پہر تو وہ تو ہی تو ہے
بندہ پنہان ہو نظر سے تو خدا پیدا ہو

وہ سہی قد جو قدم رنجہ کرے گلشن مین
سرِ بر قامت شمشاد کو پا پیدا ہو

دشت مین خون کف پا سے جو پانی باندہون
تو ہر اک خار کی ڈالی سے حنا پیدا ہو

وہ تو پوشیدہ ہے پہر زیست کی کیا شکل بہلا
اوسکے مانند جو اوسکی نہ ہوا پیدا ہو

یون ہی حق گوئی کی بندونکو جو عادت ہو جاے
ہر بنِ مو ہو دہنِ نام خدا پیدا ہو

مہربان وقت سحر بام پر آئین اگر آپ
پنجۂ مہر فلک دست دعا پیدا ہو

بوسے رخسار کے لیلون نہین خوف دشنام
بات عنقا ہے وہن خود ہی جو نا پیدا ہو

کامیاب اون لب جان بخش سے ہوتا جو ہون
رشتۂ عمر رواں کا نہ سرا پیدا ہو

خرمن ابر جدائی کو مری آہ ہو برق
فلک بام پہ وہ ماہ لقا پیدا ہو

تو جو مختار ہے میرا تو اسے کیا کہنا
اب اگر کوئی برا اور بہلا پیدا ہو

دور سعد اسکا جو اس دور مین ہے ای پرتو
اب جہان مین عوض بوم ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

یاد آئے جو کوئی آہ رسا پیدا ہو
لب خاموش سے ماتم کی صدا پیدا ہو

کیا کرے نالہ جدائی مین کسیکو تاثیر
بلکہ اغلب ہے کہ تاثیر جدا پیدا ہو

چارہ ساز وہ مجھے بیمار کیا ہے جس نے
وہ جو پنہان رہے کیا خاک دوا پیدا ہو

گو کہ ہر چیز مین در پردہ ہے اسکا جلوہ
پردہ آنکھون کا جو اٹھ جائے خدا پیدا ہو

ای پری تیری طلب مین یہ اوڑتا پھرتا ہون
غیر ممکن ہے کہ نقش کف پا پیدا ہو

ای شہ حسن ترے عہد مین خفا ہے یہ عدل
دل چرانے کے لئے دزد حنا پیدا ہو

گرمی ہجر کہان وصل مین دل ٹھنڈا ہے
آتش افسردہ جو ہو جائے ہوا پیدا ہو

کبھی تعریف خدائی نہین محتاج زبان
ذرّے ذرّے سے یہان شان خدا پیدا ہو

مہربانی سے جو بھیجے وہ عنایت نامہ
خط سے مضمون خط دست دعا پیدا ہو

جز خدا ہستی مخلوق فنا ہونی ہے
آج پیدا جو ہو پھر کل وہی ناپیدا ہو

رشتۂ شوق ستم دل سے مرے یہ الجھا
لاکھ ڈھونڈے کوئی اسکا نہ سرا پیدا ہو

دور یہ دور قمر ہی تو ہے کچھ اور نہین
کیا عجب طفل ہر اک ماہ لقا پیدا ہو

وہ جو ظالم نہین پھر ظلم کی بنیاد ہے کیا
ذات سے غیر صفت کیسے بھلا پیدا ہو

ہر طرح سے ہے ریاضت مین سعادت پر لو
ہڈیان اپنی جو توڑون تو ہما پیدا ہو

ہم قافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

درد دل مین جو اوٹھے آہ رسا پیدا ہو
چوٹ پڑ جائے کسی شی پہ صدا پیدا ہو

دوستو اوس سے جدا ہو کے غزل لکھتا ہون
جب کرین غور تو مضمون جدا پیدا ہو

کبھی خط بنکے نکل جائے ترے دل کا غبار
سبزۂ خط مرے شکوے کی دوا پیدا ہو

ہے ہر اک کام مین کثرت کی رعایت منظور
خلق کا خوف ہو تو خوف خدا پیدا ہو

سفلون سے بھی یہان ترک تعلق ہے محال
وہ بھی معذور ہے جو بے کف پا پیدا ہو

غم کے رگڑون سے نہین شوخ طبیعت کو ضرر
پیسکر جبکہ ملین رنگ حنا پیدا ہو

پر وہ خالی جو ہر اک تیری ہوا سے نہین پھر
کیون کسی چیز کی حرکت سے ہوا پیدا ہو

منحصر منہ پہ نہین نام خدا کا اظہار
سانس سے گونگون کی بہی نام خدا پیدا ہو

باغ مین بچہ بنفشہ کا جو ہے دست دعا
غنچہ پراک لب گویا سے دعا پیدا ہو

بات کرتے ہین نہ بوسہ ہی دہن کا دیتے
کیا غرض مجکو یہ پیدا ہو کہ ناپیدا ہو

ایسے کچہ پیچ سے ہے مجکو تعلق اون سے
یہ وہ رشتہ ہے کہ جسکا نہ سرا پیدا ہو

مری صحبت پہ ضیا ریز ہے بدصورت پر
مہربانی جو کرون ماہ لقا پیدا ہو

یون بہلا ہو کے بہلا تو ہی جو ہو جاے بُرا
غم مری جان کو کیا کیا نہ بہلا پیدا ہو

وہ ہمایون ہے لعاب اوسکے دہن کا پرتو
ہڈیان چاب کے تہوکے تو ہما پیدا ہو

ہمقافیہ برغزل ناسخ لکھنوی

مین نہ پہنچون جو وہان آہ رسا پیدا ہو
نارسائی مقدر کی صدا پیدا ہو

اک پری وش کی جدائی کا ہوا ہے سایہ
جان لینے کو جنون ہی نہ جدا پیدا ہو

گرمیٔ ہجر سے ہوتا ہے مرے سر مین درد
صندلی رنگ کوی پہر دوا پیدا ہو

حسن مخلوق مین ہے جلوۂ خالق پنہان
شان بندے جو کرین شان خدا پیدا ہو

کوچۂ یار کو آنکہون سے مین چلکر جاؤن
مردم چشم طلبگار کو پا پیدا ہو

کرے وہ غنچہ دہن منہ سے حنا کی جو طلب
غنچۂ بستۂ گل سے ہی حنا پیدا ہو

دل جو ٹوٹے کوی آہ شرر افشان نکلے
بیضۂ قلب سے طاؤس ہوا پیدا ہو

کوی پتا ہی جو کہڑکے تو ملے ہو کا نشان
ڈالی ڈالی ہو زبان ذکر خدا پیدا ہو

جلوۂ پردہ نشین کے لئے کرتا ہون دعا
کبہی ممکن نہین تاثیر دعا پیدا ہو

آشیان اسکا ہے اوس ہت کے دہن مین ازل
طائر آندوی ہست بہی ناپیدا ہو

ظلم بیجد کے لئے یار ترے روتا ہون
اشک کے تار کا ہرگز نہ سرا پیدا ہو

جیب تنگ پہر کرون مین تو حسین پنہان ہون
پہر جیب جاے تو پر ماہ لقا پیدا ہو

ہر برائی سے بھلائی کا نشان ملتا ہے
کیا تعجب ہے برے سے جو بھلا پیدا ہو

مجھے دنیا کی سعادت سے غرض کیا پرتو
مری تقدیر جو پھوٹے تو ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل ناسخ لکھنوی

اوس سے حالت جو کہون آہ رسا پیدا ہو
پھوڑ دون اس دل کے پھپولے تو صدا پیدا ہو

یہی پیدا ہو جو وہ مہر لقا پیدا ہو
مہر ہی جب ہو پرتو بھلا کیا پیدا ہو

حشر مین نامۂ اعمال تو ہوگا لیکن
دفتر جرم ہر اک بند جدا پیدا ہو

شکوۂ ضعف شب غم ہے مجھے یا شافی
مثل شیر سحر ہجر دوا پیدا ہو

شوق دیدار نے ایسا مجھے دیوانہ کیا
بت سے کہتا ہون کہ اب پھر خدا پیدا ہو

آمرے دیدۂ تر مین نہ کوی پائے نشان
کسطرح آب پہ نقش کف پا پیدا ہو

لب جان بخش پر انگشت حنائی جو رکھو
زمزمہ سنج ابھی مرغ حنا پیدا ہو

انکھین روتی ہین تو لب آہ نہین کرتے ہین
مینہ برستا ہے جبتک نہ ہوا پیدا ہو

شرم کی بات ہے شیطان کا پیرو ہونا
جب بشر آئینۂ نور خدا پیدا ہو

مرغ ہر سنج کو جنگل مین اوٹھا کر پھینکے
بیضۂ دل سے جو شہباز دعا پیدا ہو

بوم آلام بہی عنقا کی طرح یا خالق
سر زمین دل بیتاب سے ناپیدا ہو

جی مین آتا ہے کہ اک آہ مین پھونکون اسکو
پھر شب تار الم کا جو سرا پیدا ہو

گو کہ یہ دور قمر کا ہے مگر مشکل ہے
مہربان تجھ سا کوئی ماہ لقا پیدا ہو

ترے منہ سے بسر چشم مین تسلیم کرون
ہجر مین کچھ جو برا او بھلا پیدا ہو

ترا مشتاق ہون نادان تری پیدایش سے
مجھ سے پوشیدہ نہو پھر خدا پیدا ہو

لاکھ چلائے تڑپ کر کوی تنہا کیا پائے
ہاتھ پر ہاتھ جو مارو تو صدا پیدا ہو

اپنے ہاتھون مین لگائے جو حنا اب وہ نگار
ہر خط دست رگ مرغ حنا پیدا ہو

نارسائی مقدر سے جو دل دکہہ جائے | دم فریاد کوئی آہ رسا پیدا ہو

ہر سعید اوس سے ہی پاتا ہے سعادت پرتوؔ
اوس پریزاد کے سائے سے ہما پیدا ہو

ہمقافیہ بر غزل جناب نیاز مرحوم

پیارے تمہاری زلف کا بوسہ لیا جو ہو سو ہو | موذی کو مین نے آجکل منہ تو دیا جو ہو سو ہو
چشم سیاہ مست حور کھب گئی انکہہ مین ضرور | کیون نہو پہر مجہے سرور جام پیا جو ہو سو ہو
اوسکی گلی مین اپنی راہ بند کریگا واہ واہ | چل تو رقیب روسیاہ دیکہون بچا جو ہو سو ہو
آج مرے زہے نصیب تیر فگن ہوا قریب | تیر نگاہ دل فریب دلمین لگا جو ہو سو ہو
خوش ہون خفا ہون نامہ بر نامہ مرا وہ دیکہکر | شوق وصال سر بسر لکہہ تو دیا جو ہو سو ہو
خوب کرے خدا کرے بندہ کرے برا کرے | خوف تری بلا کرے انکہہ لڑا جو ہو سو ہو
صبر و سکون سے ہار کے پہلے ہی جان وار کے | چاہ ذقن مین یار کے کود پڑا جو ہو سو ہو
داغ دکہا کے لالہ کا گل کو چمن مین برملا | میرے الم کا ماجرا کہدے صبا جو ہو سو ہو
بر سر شر رقیب ہے یاور اگر نصیب ہے | دیکہینگے پہر قریب ہے وصل ترا جو ہو سو ہو

پرتوؔ زار مین ترا اور تو مہربان مرا
ظلم کیا کرم کیا چرخ کو کیا جو ہو سو ہو

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی

وصل ہو جائیگا اب ہجر کے بیمارون کو | موت کر چہوڑ یگی آزاد گرفتارون کو
چین مرکر ہی نہین عشق کے بیمارون کو | موت سے ورنہ ہے آزادی گرفتارون کو
تیرے مانند یہ آزار نمودار نہین | تندرستی ہی رہی ہجر کے بیمارون کو
سر کو ٹکرا کے یہ پامال خیال دیدار | روز دروازے بنا دیتا ہے دیوارون کو
موذیون کو ہے یہان صحبت معشوق نصیب | گل کے آغوش مین ملتی ہے جگہ خارون کو

داغ سودا سے ہمارے ہے شقایق کی بہار
ورنہ یون کسنے گلستان کیا کہسارون کو

تکیہ جنکو ہے توکل پہ وہ محتاج نہین
دانے تسبیح کے دُر دانے ہین دیندارون کو

کیا عجب بوڑہے جو ہشیار نہین رہتے ہین
صبح نیند آتی ہے سب رات کے بیدارون کو

کسی عاقل سے ہی لب بندئ ظالم ہے محال
ہمنے لب بند نہین دیکہا ہے سوفارون کو

کفر منظور ہے اوسکو کہ ہے اسلام پسند
جائے رشتہ رکہین تسبیح مین زنّارون کو

ہردم اوس ترک کی ابرو ہین برہنہ شمشیر
کبہی رکہتا نہین وہ میان مین تلوارون کو

بلبلین چاہتین ہین صحن گلستان مین ہزار
کہول سکتین نہین آگے مرے منقارون کو

آتش گل سے مرے سر و نفس گرم نہون
چاہتا ہون کسی رخسار کے انگارون کو

باغ عالم مین وہ راحت سے ہین جو موذی ہین
گل کے مانند کہان توڑتے ہین خارون کو

شادیان اسکی ہین پرلو کہ خطاوار ہو نہین
رحمت دوست کی لذّت ہے گنہ گارون کو

ناچیز جانتے ہین جو دنیا مین آپ کو
کرتے نہین پسند وہ لوگ آپ و تاب کو

سب اہلِ ظاہر اپنے نظارے سے باز ہین
آنکہون کی طرح دیکہہ نہین سکتے آپ کو

کیسا خراب دور ہے ای چرخ کینہ جو
بچون سے اندنون ہین خصومت ہے باپ کو

اکبار لطف بہی ستم و جور کب تلک
بچہڑے ہوے ہین روتے ہین یا تیرے ملاپ کو

کرتا نہین جو برسون قدم رنجہ اس جگہ
کانون کی آرزو کہ سنین اوسکی چاپ کو

فرقت کی شب مین ایک قیامت بپا ہوی
بہو لینگے حشر تک نہین مطرب کی تہاپ کو

ای شہسوار حسن طلبگار جان نثار
سنتے ہین شوق سے ترے گہوڑے کی ٹاپ کو

کہنے لگے طبیب کہ ہے یہ کوی بخار
ہے ہے مرے مزاج کی گرمی کی بہاپ کو

سارے دغا شعار دل آزار ہو گئے
کیا پاپ جانتے نہین یہ لوگ پاپ کو

لاؤنگا پہر خیال مین کیسا کسی کی تان

پھر تم سنا ہے مین نے جب ٹیکے الاپ کو

مزاج شوخ ستمگار دیکھتے جاؤ
سبے دل دکھانے کو تیار دیکھتے جاؤ

غضب کی بات ہے غارتگری عشق کو بیس
الٰہی حسن کی سرکار دیکھتے جاؤ

ہے تاک جہانک مین ہر چشم زخم کا انگور
ہمارے دل کا بہی گلزار دیکھتے جاؤ

زبان دراز یان حد سے بہی گام فرسا ہین
قدم بڑہاتے ہو سرکار دیکھتے جاؤ

مری زبان ہی کے سر برائیان ساری
بہلا کچھ اپنی بہی گفتار دیکھتے جاؤ

مری نظر بہی نہ آجاے آزمایش پر
دل اپنا یار نہ ہر بار دیکھتے جاؤ

کہین تمہاری نظر ہی سے چشم زخم نہو
اب آئینے کو نہ ہر بار دیکھتے جاؤ

فقط ہمارے چلن کی شکایتین کیا خوب
کچھ اپنی چال بہی ای یار دیکھتے جاؤ

یہی دوا ہے مجرب کہ دوسرے چوتھے
تم اپنے ہجر کا بیمار دیکھتے جاؤ

گذشتہ را صلوات آجکل یہی پھر تو
کہ اس زمانے کو ای یار دیکھتے جاؤ

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

ضعف دامن مین چھپا کر نکرے گم مجکو
ناتوان اور زیادہ نکرو تم مجکو

یون ہی مارے جو تری طرز تکلم مجکو
مرے اعجاز بیان کون کہے قم مجکو

اپنی انکھون مین رکہینگے مہ و انجم مجکو
پرتو ای مہر ہون کم دیکھتے ہو تم مجکو

نام لیتے ہین تو ڈرتا ہے اوٹہا دین نہ یہ رند
خم بہی کہتا ہے بہ منت نہ کہو تم مجکو

راہ دیکھی شب وعدہ تو ادسے دیکھہ لیا
شکل دکھلا ہی چکا اور توہم مجکو

مری تقدیر کی کیا بات ہے ماشاء اللہ
بیدہانون سے ہے ارمان تکلم مجکو

مرگیا ہے مئی جان بخش لقا ای ساقی
قلح چشم کے لب سے تو سنا قم مجکو

صورت موج تری لہر کنارے پہنچائے
جو ملے راہ طلب مین کوی قلزم مجکو

خرمن صبر جلا غیر سے جب یار ہنسا
قسمت اولٹی ہے کہ ہے برق تبسم مجھکو

دست گلچین مین ہر اک گل کی زبانی ہے یہی
ہوگئی سیل فنا موج تبسم مجھکو

ہجر بت مین یہ سناتی ہے مری جان ہر دم
بندے اللہ کی امانت ہون نہ کر گم مجھکو

بول اوٹھے ناز سے وہ خوب کنائے کر کے
تم نے سکھلا دیا انداز تکلم مجھکو

بات پوری کوی مطلب کی نہ قاصد سے کہی
بدگمانی کا ترے ہے جو توہم مجھکو

مین گیا آپ سے باہر جو وہ پہلو سے گیا
انکھہ سے گم ہوا کیا اوس نے کیا گم مجھکو

بڑبڑاتا ہوا ہشیار ہوا نیند سے آج
خواب مین تہا کسی غافل سے تکلم مجھکو

لطف کیفیت صحبت کا اوٹھے حد سے زیاد
ایک ساغر وہ پلا دے کہ جو ہو خم مجھکو

دانت تارون کے نکل آئین فلک کے منہ پر
گدگدائین جو شب وصل ذرا تم مجھکو

منہ کوی زخم کا اللہ نے دیا ہے پہر تو
خون رولوانے کو آتا ہے تبسم مجھکو

تم خود سمجھ کے دیکھو کیا خود پسند ہو
اپنے خیال مین کہین حد سے بلند ہو

دیکھے جو اونکی قامت و رخ مہر چرخ پر
تعظیم کے لئے قد آدم بلند ہو

کہتے ہین مردم آپ کے توسن کو دیکھکر
انکھون مین پتلیون کی جگہ یہ سمند ہو

وہ جائین درد کی ہی جو لذت کبھی کبھی
دل تہام کر کہین نہ کوئی دردمند ہو

صحرا مین تیرے وحشی کی تعظیم کے لئے
ہر گرد باد بہی قد آدم بلند ہو

فرمائیے تو دفتر شکوہ کہلے نکیون
ناحق مرے گلے سے جو تم یار بند ہو

پہر کیون نہ آفتاب جہان تاب بولئے
تم حسن مین قمر سے کہین چار چند ہو

مقصد سے مستفید نہین کوئی بی غلط
بے بہرہ کیون کسی سے کبھی بہرہ مند ہو

ابرو چڑہا کے لڑتے ہو کیون بات بات پر
ای ترک خانہ جنگی مین تلوار بند ہو

ہر بات ہے تمہاری شکر ریزی کی نبات
تکرار سے نہین کچھ نہین پیارے کہ قند ہو

زنبور سے جیسے کہ طمع نوش کی نہین
ہو جبکہ کیسے نیش سے خوف گزند ہو

بے زہرہ وش خیال کو بہائے نہ بزم مین
ٹھمری ہو ٹپہ ہو کہ ترانہ ہو چہند ہو

جس آم کو پسند وہ نازک بدن کرے
عالم مین نام اوس آم کا نازک پسند ہو

دیکھے جو تیری انگیا کی چڑیا کو ای پری
شرمندہ ہو کے ابر مین پنہان پرند ہو

اس عید مین ہو عید ترے جان نثار کی
قربان مبتلا عوض گوسپند ہو

وہ صندلی عذار خرامان اگر ہو آج
پہر گرد رہ گذار کی صندل کا رند ہو

کیا پوچہنا کہ جوشش محبت ہے اسقدر
جو کام تم کرین وہ ہمارے پسند ہو

لیجا سکے اوڑا کے نہ بو دشت چین کو
زلف بتان ہند ہوا کو کمند ہو

لیجا سکے نہ باس چرا کر چمن کو پہر
موج ہوا کو زلف معنبر کمند ہو

پرتو نظر اوتارے سر شام اگر وہ چاند
منقل مین رشک نجم درخشان سپند ہو

کوی ثواب کا تم ای بتو خیال کرو
یہ مرغ دل ہے مرا جان بلب حلال کرو

نہین ہے حج تو سنلو جواب حضرت دل
ستم شعار سے اب وصل کا سوال کرو

کثیر حج سے ہے اسکا نہین ثواب قلیل
طواف کعبۂ دل روز و ماہ و سال کرو

زبان حال سے کہتی ہے گردش گردون
جو سر فراز ہے اوسکو ہی پایمال کرو

بس اس زمانے مین ہو ایک غیرت شیرین
نہا کے پانی کو کہاری کے تم زلال کرو

ہوا ہے بلبل دل ہے یہ ای گل اندام
گلون سے داغ جدائی کے تم نہال کرو

مکان بدلنے کو ای منعمو کہان تنگ حیرہ
خیال نقل مکان مین نہ انتقال کرو

قضا قدر کی جو باتین ہین تم کو آتی ہین
شرر کو بدر کرو بدر کو ہلال کرو

بشر کو نقص ہے ناقص نہ چاہیئے رہنا
حصول کوی برا یا بہلا کمال کرو

لکہا ہے اونکو کہ دفتر سے ہو سخنون کے مجہے
جو بر طرف نہین کرتے ہو تو بحال کرو

چھیری نہ پھیر و دلِ بے قرار پر لوؔ پر
ادا سے آپ نہ دانتون مین اب خلال کرو

انکھوںمین جسکی جا ہے وہ انسان تم ہی تو ہو
مردم تمام جانتے ہین جان تم ہی تو ہو

گوہر فشان فرقتِ دندان تم ہی تو ہو
سرمایۂ خلاصۂ نیسان تم ہی تو ہو

کیا شعبدہ ہے یہ دوسرا مین کہ واہ واہ
تم ہی تو میزبان ہو مہمان تم ہی تو ہو

چاہی نظیر حسن مین اپنی جو یار نے
نکلا مری زبان سے ہان ہان تم ہی تو ہو

دو دو پھر اب آئینہ بینی سے کام ہے
ہم کیا کہ اپنی دید کے خواہان تم ہی تو ہو

حرکت مجھے بغیر تمہارے محال ہے
مین خالی کالبد ہون مری جان تم ہی تو ہو

ہان ہان درست ٹھیک برابر بجا بجا
شب بھر مثالِ زلف پریشان تم ہی تو ہو

مجھکو جنون نہین سبھی اس بہار مین
گل کی روش سے چاک گریبان تم ہی تو ہو

روشن ہے یہ کنایۂ بالعکس دیکھ لو
ہر وقت شکلِ آئینہ حیران تم ہی تو ہو

کہتے ہین دونون لب تبسم انکھونکی بے سخن
خندان یہان ہم ہی تو ہین گریان تم ہی تو ہو

تم ہی تو آج دام مین اپنے اسیر ہین
دانا اجی ہم ہی تو ہین نادان تم ہی تو ہو

آئینہ اب تو سامنے ہے کیون نہ بولئے
اپنے جمال و حسن کے قربان تم ہی تو ہو

کہتے ہین جسکی نیند کو سرخاب مردم آہ
آنکھین دکھاتی ہین کہ وہ انسان تم ہی تو ہو

اپنے ہی آپ شیفتہ جو ہین وہ کون ہین
اپنے وصال کے جو ہین خواہان تم ہی تو ہو

ہان زاہد و ہے کفر سے پر لوؔ کا دل بھرا
ننگی کہی ہی مسلمان کہ مسلمان تم ہی تو ہو

ہمقافیہ غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مرحوم مینائی لکھنوی

اوس گل کو میرے رونے کی مطلق خبر نہو
آنکھ اس چمن مین صورتِ نرگس جو تر نہو

پیش نظر ہون زلف و رخِ رشکِ مہر و ماہ
اسکے بغیر عمر کی شام و سحر نہو

بیزار اسلیئے ہوں شراب و کباب سے
یہ خونِ دل کیںگا وہ لخت جگر نہو

موصوفِ شاعر آپ ہی کرتے ہے وصف پر
معشوق وہ حسین ہے جسکو کمر نہو

بس تیرے چاند سورج ابرُو ای آسمان حسن
عاشق کو کیا کہ جلوہ شمس و قمر نہو

آئینہ رو کا صاف پتا تو بتا دیا
حیران ہوں جا کے کہیں نامہ بر نہو

کیونکر گھٹے نہ قدر دہانِ ضعیف کی
قیمت صدف کی خاک بڑہے جب گہر نہو

تاثیر علم ساتھہ عمل کے ہے نفع بخش
حاصل وظیفوں سے جو زبان مین اثر نہو

جب تک ہٹے نہ منہ سے شب زلف مہربان
برسون گذر بھی جائین ہماری سحر نہو

شہزادہ آفتاب سرور اور یہ خمار
پرتو کے چھیڑنے سے کہا درد سر نہو

ہنسی ہنسی مین رولا رہے ہو یہ کیسی باتین سنا رہے ہو
بھبوکا بنکر جلا رہے ہو ہمیشہ ناحق ستا رہے ہو

گلون کا عالم چمن کا جوبن بہار دکھلا رہا ہے بن ٹھن
مگر ہے کیا گلعذار قدغن کہ رنگ اپنا جما رہے ہو

بڑہا ہے حد سے نہین ہے کچھ کم تمہاری بیدردیون کا عالم
بہانے ہی سے حنا کے ہر دم لہو ہمارا بہا رہے ہو

جہان کے بھی تو عیش و عشرت ضرور دکھلائیگی کرامت
کہ بے پرای اہل مال و دولت مزے ہمیشہ اوڑا رہے ہو

غم و الم سے کوی تو پوچھے دہرا ہے عاشق کے دلمین کیا بے
نہین ہے فرصت جو دم کی دم لے یہ کیون پیا پے تم آ رہے ہو

کلام مدراسی شاعرون کا یہ منہ پہ کہتا ہے او سنکے برجا
ہماری شہرت کا حال ایسا چھپانے کی جا چھپا رہے ہو

کمال ماشہ گھمنڈ تولہ پھر اوسپہ ذات کثیف ویسہ
بنے ہو بقال جاہلو کیا کہ وزن اچھا بتا رہے ہو

ق

غضب کی دیکھو رواری ہے کوی قیامت کی کھل بلی ہے
یہ غافلو کیسی غافلی ہے جہان سے کیون دل لگا رہے ہو
حباب سی ہے نموی ہستی عدم کو بہتی ہے جوی ہستی
عدم سے آتے ہو سوی ہستی عدم کو ہستی سے جا رہے ہو
جفا کے موجد ستم کے بانی ذرا تو عاشق کی قدر دانی
کبھی تو پرتو یہ مہربانی مدام کیون دل دُکھا رہے ہو

قائم رکھے خدا سے کریم اس وفاق کو
اور حشر تک سیہ کرے روی فراق کو
در دامن اور یار کے دامن سے ہے ثبوت
رشتہ ہے جامہ زیبی سے ہی طمطراق کو
یار ایک دم نہین ہین ترے ذکر سے خموش
ہے وردِ تیرا نام لب اشتیاق کو
بہتر ہے جسقدر کہ مذاق سخن رہے
یارو نہ ہیچ سمجھو سخن کے مذاق کو

گم ہو گیا بغل سے دل زار مہربان
مین پرتو آج دیکھتے ہی اک براق کو

اللہ سے وصال بت نہ چاہو
ای حضرت دل عجب بلا ہو
خاک اپنی جو چاہو کیمیا ہو
سالک کے قدم کی خاک پا ہو
دیدار کا ڈھب نہ چارۂ وصل
بدخواہ سبنے وہ خیر خواہ ہو
تاثیر ہی جب نہین تو پھر کیا
مصروف دعا ہو یا بکا ہو
یون بیٹھے ہین شیخ سبحہ گردان
گویا کہ بڑے ہی پارسا ہو
انصاف بتون مین ہے نہ بخشش
کس منہ سے کہے کوی خدا ہو
یان تو ہے شریک جرم اعضا
محشر مین کہوگے کیا گواہ ہو

وزرات نہ کیون تمہین کرون پیار
ہیمہر ہو اور مہ لقا ہو

نادان کا نفس کفر پرست ہے
ہر شی جو ہے ناروا روا ہو

پر تو یہ وہ مہربان ہو گا
بندے پر مہربان خدا ہو

ہمقافیہ برغزل ظفر مغفور شاہ دہلی

اوچہالتا ہے جو فوارہ آب دو دو ہاتھ
اوچہل رہا ہے فلک پر سحاب ہو دو ہاتھ

الاپتا جو کبہی محفل نشاط مین وہ
اوچہلتے وجد مین اگر رباب دو دو ہاتھ

ابہی یہان سے اوٹہائے نہ اوسنے اک دو قدم
نہ کودای دل پر اضطراب دو دو ہاتھ

یہ ہاتھ آینکا اونکے ہے اشتیاق کہ واہ
دعا کو اوٹہتے ہین ہر دم شتاب دو دو ہاتھ

امنگ کرتی ہے کیا دخت رز مرے آگے
مدام اوچہلتے ہین جام شراب دو دو ہاتھ

وہ گل جو آگیا محفل مین اپنی دعوت کی
گلاب پاش سے اوچہلا گلاب دو دو ہاتھ

کبہی جو ماتھے مین اوس مہ کے دیکہتا [ہے] شراب
تو کانپتا ہے مدام آفتاب دو دو ہاتھ

نکیون خوشی سے قیامت مین کودتا پہرتا
ہر اک غلام شہ بوتراب دو دو ہاتھ

مژہ کے پنجہ مین آیا نہ طائر مقصود
اوڑا رہا شب فرقت مین خواب دو دو ہاتھ

ابہی روانہ ہو پیرتو کا عیش کوسون دور
تو ہٹکے بیٹھے جو خانہ خراب دو دو ہاتھ

ہمقافیہ برغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

تقدیر لڑی گر تری آنکہون سے لڑی آنکہہ
پہر کہلے رکہتی ہے اب آنسو کی لڑی آنکہہ

جب آنکہہ بدلتا ہے کوی خانہ برانداز
دروازے کی زنجیر دکہاتی ہے کڑی آنکہہ

اس عالم نیرنگ کے نظارے پر ای وای
کیا دیکہنے کے واسطے بیطرح اڑی آنکہہ

اوٹہا ہی نہین اشک کے مانند مین گر کر
خوش چشم پر اکبار یہ بیطور پڑی آنکہہ

کچھ بات تھی دل مین کہ وہ بولا نہین منہ سے ‌ ‌ بت بنگیا جوبن پر اگر میری پڑی آنکھ

بھیجون اوسے خط ہاتھ سے اب کے عزیزو ‌ ‌ حیوان کہو ترنے ہی کی جا کے بڑی آنکھ

یاروی کتابی مین ترے صاد کئے ہین ‌ ‌ یا پھر تو گل مین کوی نرگس کی جڑی آنکھ

کیا عشق نے سکھلائی ہے اعجاز نمائی ‌ ‌ بے فصل دکھا دیتی ہے ساونکی جھڑی آنکھ

آنسو کے جو ہمراہ گرے لخت جگر بھی ‌ ‌ اک پھول کی دوری سے ہوی پھولجھڑی آنکھ

تا دان ہین بتاتے ہین سویدا اسے مردم ‌ ‌ رکھتی ہے جو دلمین تری مستی کی دھڑی آنکھ

ہر وقت مین کرتی ہے یہ ساغر کی طرف میل ‌ ‌ رکھتی ہے نظر مین تری مستی کی دھڑی آنکھ

مستی کی دھڑی کو تری پھر کیون نکرے یاد ‌ ‌ گلشن مین جو دیکھے لب سوسن کی دھڑی آنکھ

خط مین جو لکھا آنکھ کو ہے شوق نظارا ‌ ‌ لکھتا ہے شرارت سے کوئی بٹ کہ سڑی آنکھ

اوس ماہ کو دیکھا جو کبھی دیدۂ دل سے ‌ ‌ یا دل کی طرح روتی ہوی دور کھڑی آنکھ

خون اپنے ہی آرام کا ہاتھون سے کیا ہے ‌ ‌ ای ترک ترے خنجر ابرو سے لڑی آنکھ

پھر کیون نہ یہہ روتی رہے تقدیر کو اپنی ‌ ‌ دیکھے جو ترے ہاتھ مین نرگس کی چھڑی آنکھ

جھونکے جو دئے موج صبا نے ترے آگے ‌ ‌ نرگس کے شجر نے کہا مٹی مین گڑی آنکھ

جب گھور کے دیکھا ہے کسی شوخ نظر نے ‌ ‌ فی الفور مری آنکھ مین نشتر سی گڑی آنکھ

تقدیر سے آئے ہو کئی سال رولا کر ‌ ‌ ٹھہرو کہ ذرا سینک تو لین چار گھڑی آنکھ

پھر آٹھ پہر مین تو بچھڑنے کی گھڑی ہے ‌ ‌ آنکھون سے ملائے رہو دو چار گھڑی آنکھ

پھر تو ہر اک ابرو جو کڑی ایک کمان ہے
پھر تیر نگہہ کیون نہ کرے مجھ سے کڑی آنکھ

جتنا آرام مین تھا یار دل آرام کے ساتھ ‌ ‌ اوٹھی تصدیع مین ہو یعنی دل ناکام کے ساتھ

کیسی کوتاہئی قسمت ہے بنی وصل کی صبح ‌ ‌ صبح ہو جاتی ہے عاشق کے لئے شام کے ساتھ

ان خط و خال پہ ای مرغ دل زار نہ جا ‌ ‌ دیکھنا دانہ بچھایا ہے یہان دام کے ساتھ

ضبط ممکن ہی نہین جوش محبت کے سبب
رونا آتا ہے مجھے یار ترے نام کے ساتھہ

چین سر فاختہ کی گائی تو بس ہوش اوڑ ہے
لطف بزم طرب سرو گل اندام کے ساتھہ

پہلوان ہے یہ ترا شیفتۂ زار لڑے
رستم و زال و نریمان کی طرح سام کے ساتھہ

ہستئ زر نہ کسی دست نگر کو مبتلا
شر کشی شیشے کو بالکل ہی نہین جام کے ساتھہ

جشن وصل بت بے پیر سے ہے آغاز مدام
للہ الحمد کہ راحت کے سرانجام کے ساتھہ

گردش چشم فسون ساز تری ملتی ہے
ستم و جور مین کیا گردش ایام کے ساتھہ

کیا ہوا آنکھہ دکھا کر کوی کی منہ سے نبات
یار مصری کا مزا خوب ہے بادام کے ساتھہ

او نہین کہتا ہون جو رشک مہ لالا پیمد تو
اختلاط اور ہی رکھتا ہے الف لام کے ساتھہ

قیامت اور ہی کچھ ہے وہ قامت اور ہی کچھ
یہ آفت اور ہی کچھ ہے وہ آفت اور ہی کچھ

حسین حور ہین لیکن کہان تری صورت
یہ صورت اور ہی کچھ ہے وہ صورت اور ہی کچھ

مجھے وفا کی تمنا اونہین جفا کی ہوس
یہ حسرت اور ہی کچھ ہے وہ حسرت اور ہی کچھ

کمند حسن پر اونکو ہے عشق پر ہمکو
یہ دولت اور ہی کچھ ہے وہ دولت اور ہی کچھ

اگرچہ کر گئے چنگیز و کسرا و نون نام
یہ شہرت اور ہی کچھ ہے وہ شہرت اور ہی کچھ

یہ دلربائی کا باعث وہ جان کنی کا سبب
نزاکت اور ہی کچھ ہے نقاہت اور ہی کچھ

ادا جلیس تری ہے بلا انیس مری
یہ صحبت اور ہی کچھ ہے وہ صحبت اور ہی کچھ

مین بے قرار ہون اور وہ قرار مین ہر وقت
یہ حالت اور ہی کچھ ہے وہ حالت اور ہی کچھ

منافقون کی طبیعت ہے خوبرویون مین
کہ صورت اور ہی کچھ ہے تو سیرت اور ہی کچھ

مین بے قرار ہون دور ہی سے اونکے پاس ہے دل
یہ قسمت اور ہی کچھ ہے وہ قسمت اور ہی کچھ

جہان کو مہر تو پیمر تو کو مہربان مطلوب
یہ طلعت اور ہی کچھ ہے وہ طلعت اور ہی کچھ

فلک نے کیسا یہ دن دکھایا الہی توبہ الہی توبہ
کہ مہر ماہ کو مرے چھپایا الہی توبہ الہی توبہ
عجیب نیرنگ دور آیا الہی توبہ الہی توبہ
لہو براک کا سفید پایا الہی توبہ الہی توبہ
کبھی ستایا کبھی رلایا کبھی لٹایا کبھی جلایا
کسینے پتھر کا دل بنایا الہی توبہ الہی توبہ
وہ صدمے سنگین اوٹھائے دلبر کہ جس سے ہو جائیں پانی پتھر
بتون کے قابو مین ناحق آیا الہی توبہ الہی توبہ
ہوا ہے جنکو پری کا سایا اونہین بہی مہہوش یون نہ پایا
جنون سر مین عجب سمایا الہی توبہ الہی توبہ
کسیکا کچہ ہو خیال ہے یہ کہ باپ کا اپنے مال ہے یہ
بنا ہے نادان پسر پرایا الہی توبہ الہی توبہ
مثال غنچہ اگر ہنسایا تو ابر کی شکل پھر رلایا
کہان سے دل یہ کمال لایا الہی توبہ الہی توبہ
غلط باتین سنا چکا جب زبان سے سمجھای مطلب
پسینے مین شمع نے نہایا الہی توبہ الہی توبہ
مین دلکو ایسا نہ جانتا تہا خدا کے گیسو نہ مانتا تہا
بلاؤن کے پیچ مین پہنسایا الہی توبہ الہی توبہ
کیا نہ بہولے سے یاد اکدم یہ بت ہین نا آشنا مسلم
دو دن مین دل سے مجھے بھلایا الہی توبہ الہی توبہ
وہ ہین سراپا سمجھکے دشمن تو ہاتھ اوٹھائے سے ہو نہ بدظن
پئے دعا بہی نہ ہاتھ اوٹھایا الہی توبہ الہی توبہ

وہ مہر ہے اوسکا روی پرضو نہین نظارے کی تاب پرتو
فلک نے دیکھا وہ چرخ کھایا الہی توبہ الہی توبہ

سر ہے ترے سودے کا خریدار ہمیشہ
دل ہے ترے جلوے کا طلبگار ہمیشہ
ای مردمو ہے غمزۂ ہر چشم حسینان
مدراس کا مدراس ہے فرخار ہمیشہ
مردم کی طرح اسلئے انکہون مین بٹھایا
ہوتا رہے حاصل ترا دیدار ہمیشہ
یارب یہ جگر پارۂ محبت کی دعا ہے
رکہیے مرا دل ہاتھ مین دلدار ہمیشہ
نرمی کا نہین ذکر بہی ان سبکے دلون مین
کیا سخت ہین یہ بت کے پرستار ہمیشہ
چالاک کو محنت سے نہین ہے کبہی انکار
پرسست طبیعت رہا بیکار ہمیشہ
جان کی طرح اسکی بہی مین دیکہون نہ جدائی
یارب رہے آغوش مین دلدار ہمیشہ
تڑپیگا مرے دل کے کلیجے کی طرح سے
دنرات ہے وہ شوخ طرحدار ہمیشہ

ابرو کے اشارون کی یہی بات ہے گرو
چلتی ہے ترے باغ مین تلوار ہمیشہ

اس باغ سے ای یار ہو منہ زرد خزان کا
سرسبز رہے حسن کا گلزار ہمیشہ

آرایش معشوق مرے پیش نظر ہے
مسرور رہے چشم طلبگار ہمیشہ

ایذا سے کوی موذی نہ آئیگا کبھی باز
آزار رسان پیچ سے ہین مار ہمیشہ

جھگڑون مین ترقی و تنزل کے ہین خاکی
ہے زیر و زبر سایۂ دیوار ہمیشہ

مردم مجھے بتلا ئینگے کیا اور کوی صورت
چہرہ ہے نظر مین ترا ای یار ہمیشہ

پرتو ہے مرے گھر مین وہ خورشید شمایل
طالع کا ستارا ہے مددگار ہمیشہ

تقدیر کے ہے دام مین تدبیر کا دانہ
تدبیر کے بس مین نہین تقدیر کا دانہ

خال نہ ابرو نے بچھایا ہے عجب دام
لایا مجھے دم مین تری شمشیر کا دانہ

ہر عکس ہے شکل آئینہ ہے عالم حیرت
دل دام مین لاتا نہین تصویر کا دانہ

رو کین بھی وطن مین تو سفر سے نہین رکتے
جب دام سیاحت مین ہے تقدیر کا دانہ

دنیا مین ملا گلشن فردوس کا میوہ
اوس حور نے بھیجا مجھے انجیر کا دانہ

نسخہ جو لکھین وحشت عاشق کا طبیبو
ہان جزو ہو اعظم کڑی زنجیر کا دانہ

دل پھانسنے ہر دایرۂ حرف ہوا دام
ہر نقطہ ہوا یار کی تحریر کا دانہ

ہر بات جوان کی ہے نبات ای فلک پیر
ہر دانت ہے شیرنیٔ تقریر کا دانہ

کیا مرغ نظر کے لئے گورے ترے منہ پر
ہر خال سیہ رنگ ہے تزویر کا دانہ

پھندے سے مرا مرغ نظر بچکے اوڑ ہے کیا
خط دام ہے ہر خال ہے بے پیر کا دانہ

ای مہر ترے نور سے ہے تخم درخشان
ہر خال ہوا خرمن تنویر کا دانہ

تخمیر ہی مین مزرعۂ طبع بشر کی
بویا ہے فراموشی و تقصیر کا دانہ

ہر خال نہ خط بھی ترے مصحف رخ کا
ہر حافظ و ناظر کو ہے تفسیر کا دانہ

تل دیدۂ خوش چشم کا مرغوب ہے دلکو
کیا خوب نشانے پہ لگا تیر کا دانہ

کیا بات ہی کی بات مین بس نشو و نما ہے
فی الاصل یہان غم کا ہے تاثیر کا دانہ

سمجھا سر پستان کو مین طفلی مین سراپا
ہے گلشن ایجاد مین یہ شیر کا دانہ

پانی کو بھی اللہ نے تاثیر یہ بخشی
ہر قطرہ ہے انسان کی تخمیر کا دانہ

جب خواب مین دیکھا اوسے چیچک نکل آئی
ہر دانہ ہوا عالم تعبیر کا دانہ

اس دور مین زیور سے ہے عورات کی عزت
ہر دانۂ گوہر بھی ہے توقیر کا دانہ

غم دوسرے کے دلمین بڑا ایک کے دیکھا اشک
تاثیر کا ہے نالۂ دلگیر کا دانہ

فرقت مین رہا صبح تلک نالہ پہ نالہ
ہر اشک ہوا نالۂ شبگیر کا دانہ

گریہ نے گرایا مجھے ظالم کی نظر سے
ہر اشک کا قطرہ ہوا تحقیر کا دانہ

رونے کی سزا اوسکے محروم ہین آنکھین
کیا اشک کا قطرہ بھی ہے تعزیر کا دانہ

یاد آتے ہی اک بوسہ پہ لولو ترا کھانا
لولو ہوا اشک دل دلگیر کا دانہ

دل پھیرنے کو نقش نہین اس سے موثر
ہر دام بلا شبہ ہے تسخیر کا دانہ

دنیا مین عمارت کی اس سے ہی بنا ہے
فی الواقعی ہر اینٹ ہے تعمیر کا دانہ

یہ پڑتے ہی ہر راز کو لگ جاتے ہین گویا
غماز کی ہر آنکھ ہے تشہیر کا دانہ

یہ کھاتے ہی دہ کرنے لگا سینے مین کو جوش
ہے داغ غم ہجر کو تاثیر کا دانہ

تفسیر ہی والتین کی خط دست مین تحریر
جب ہاتھ مین تھا یار کے انجیر کا دانہ

دانا کے لئے دام نہین دام و درم بھی
نادان کے لئے دام ہے تصویر کا دانہ

گویا لب خندان سے انار اوسکا دہن ہے
ہر دانت ہوا شاہد بے پیر کا دانہ

ہے تیغ ہی ذقن چشم سیہ مست دلا مین
انگور کے دانے مین ہے انجیر کا دانہ

عارض مین بھی سوزش ہے ترے سوز الم سے
چھالا بھی جلن سے ہوا تبخیر کا دانہ

شیر سحر وصل مین ڈوبا جو ستارہ
شیرینی طالع سے ہوا کھیر کا دانہ

مضمون ہوے بارور اس سخت زمین مین
بویا ہے مری فکر نے تاثیر کا دانہ

اب لطف مساس اوسکی کچون مین ہے کچہ ایسا
میٹھا ہے انار بت بے پیر کا دانہ

ایام جوانی کی نمایش ہے جو اس سے
گویا ہے مہاسا بت بے پیر کا دانہ

اولی کوی اعلی نہ شباہت سے ہنیگا
گولر کبھی ہوتا نہین انجیر کا دانہ

بیمار شب ہجر کو اوس مہر کے پرتو
ہے صبح کا تارا بھی طباشیر کا دانہ

تہوڑی ہے رخ یار مین انجیر کا دانہ
ہے حسن کے گلزار مین انجیر کا دانہ

ابرو کے تصور مین زنخدان کی بہی دہن ہے
پہل ہے تری تلوار مین انجیر کا دانہ

سوچے مین کئی طرح کے مضمون خوش آئین
دیکہا جو کف یار مین انجیر کا دانہ

یا پچہ انگلی کا ہے بے شش پنج اک یہ اشارہ
اعجاز سے ہے چار مین انجیر کا دانہ

پتلی کیطرح تا یہ تنویر نظر آج
ہے چشم طلبگار مین انجیر کا دانہ

آرام سے معشوق کے ہاتھو مین ہے شادان
بلتا ہے دل زار مین انجیر کا دانہ

کچہ بنجہ خورشید سے وہ بنجہ نہین کم
ہے مہر پر انوار مین انجیر کا دانہ

دیکھو کہ یہ نکلا ہے بنفشہ سے مقرر
اس دور خوش اطوار مین انجیر کا دانہ

موتی نظر آتا ہے تری زلف مین اب
گویا دہن مار مین انجیر کا دانہ

لپکا جو ترے قند مکرر کو ہے اسکا
رہنے لگا تکرار مین انجیر کا دانہ

اوس کاکل شکین مین ہے میرا دل پرخون
یا سنبل تاتار مین انجیر کا دانہ

ہے زلف کے بالون مین دل خشک مطالب
یا سوکہا ہوا تار مین انجیر کا دانہ

ہے گرمئ فرقت سے لہو خشک طبیبو
ہو نسخہ بیمار مین انجیر کا دانہ

دیکھو وہ خط سبز و لب سرخ و زنخدان
طوطی کی ہے منقار مین انجیر کا دانہ

دور فلک حسن مین پرتو دل پرخون
بے مہری سے ہے چار مین انجیر کا دانہ

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

رہی بدلی ہی عمر بھر بدلی
رات آئی گئی سحر بدلی

کیا برا تہا وہ بت گرجنے سے
ہوگئی خود ہی شب گجر بدلی

ہے برسنے پر ابر چشم پر آب
بہاگتی ہے ادہر اودہر بدلی

تجہ سے لپٹون نئے لباس کیطرح
ساتہ پوشاک کے نظر بدلی

رونے والون کو ایک جا ہین چین
کرتی ہے رات دن سفر بدلی

ہے پریشان جو ابر زلف سیاہ
ہے پراگندہ چرخ پر بدلی

بدلہ ہے جو مرا ہی دل بدلا
آنکہ مجہ سے تری اگر بدلی

زلفین گالون پہ یار کے بکہری
چہا گئی مہر و ماہ پر بدلی

کیا برستی ہے واہ استغنا
ہے سراپا وہ سیمبر بدلی

خلل انداز وصل ہونے کا
بدلہ دیتی ہے بیشتر بدلی

شام سے روز چہائی رہتی ہے
شر پر آمادہ ہے مگر بدلی

ماجرائے فغان پر لو سے
خط کا خط ہے یہ نامہ بر بدلی

خیال ہجر کا دل مین بغل مین یار رہے
شب وصال طبیعت مین انتشار رہے

بس ایک سال کی نوبت ہو صبح تک کافور
جو ایک شب کسی بیمار کو بخار رہے

یہی تو موت ہے دنیا مین اعتبار نہین
مرا ہے زیست کا یار وجو اعتبار رہے

پہلا شباب سے وہ نخل قد نہال ہوا
درخت یہ وہ ہے جسین دوام انار رہے

نہ دے جو کوئی دست آج کل تو ہے امید
مگر یہ چاہ ہے قائم کسیکا پیار رہے

جدائی مین کسی مہ پارہ کی ہیشون تک
ہم آہ صورت سیماب بے قرار رہے

طبیب نے جو اجازت ندی غذا کی وہان
تو ہم مریض محبت یہان نہار رہے

طمع ہے عاشق ناکام کو کہ سیری ہو
ترے شکار یہان حرص کے شکار رہے

اوبہرتے ہین جو وہان سیب سینۂ دلدار
یہان بہی زخم سے انگور کا اوبہار رہے

خلاف قاعدہ آنکہون مین نور ہے پر تو
اک آفتاب سے ہم سالہا دوچار رہے

ہے دیدنی بہار دل داغدار کی
گہر بیٹھے مجھکو سیر رہی لالہ زار کی

بے فکر ہے جو باغ مین مجہ زار سے وہ گل
کیا جانے گل کے دلمین نہین دیکہی خار کی

تو ایک گل ہے ایسا گلستان دہر مین
اک کیا کہ تجہ پہ غش ہے طبیعت ہزار کی

کیفیت عتاب کی تلخی سے ہے بد مزا
ہوتی ہے ورنہ بات مزیدار پیار کی

بیزار ہو کے مجہ سے وہ گلزار کو گیا
مجہ زار کی شبیہ ہوی نوک خار کی

سینہ پہ ہاتھ ڈالنے دیتا نہین ہے وہ
قسمت کی بات ہے دل بے اختیار کی

اک بوسہ مجکو قرض کسی نے نہین دیا
آخر یہ بات ہوگئی ہے اعتبار کی

خود سادگی سے زلف مین دل پہانستا ہے وہ
ظالم کو احتیاج نہین ہے سنگار کی

سرشار اضطراب ہے ساقی کے ہجر مین
کیفیتین نہ پوچھو دل بے قرار کی

پیر تو ہے خار غم کی خلش دلمین رات دن
اک حشر ہے جدائی کسی گلعذار کی

شب وصل شر مین بسر ہوگئی
جھگڑتے جھگڑتے سحر ہوگئی

جو وہ زلف پیش نظر ہوگئی
تشفی آشفتہ سر ہوگئی

شب وصل کی جب سحر ہوگئی
جدائی رشک قمر ہوگئی

کہا دل نے کروٹ بدلتے ہی یار
کہ دنیا ادہر کی اودہر ہوگئی

تلون نہین ہے سر مو پسند
طبیعت اودہر ہے جدہر ہوگئی

تری سرد مہری نہین کرتی سرد
حرارت مجھے کسقدر ہوگئی

یہ پھبتی ہے صبح شب وصل پر ‖ شب قدر عاشق سحر ہوگئی

ہوا خانۂ تار دل پر ضیا ‖ جب انکھہ آپ کی رہگذر ہوگئی

شب وصل بھی کیا شب قدر ہے ‖ شرف ختم ہے جب سحر ہوگئی

بڑھاپا جو آیا تو انکھین کہلین ‖ شب قدر سوتے بسر ہوگئی

شب زلف نور رخ یار سے ‖ شب ضوفشان قمر ہوگئی

ترے ہجر مین سینہ کوبی جو کی ‖ دوا بہر درد جگر ہوگئی

بڑھاپے کے آتے ہی سمجھا کہ ہاے ‖ شب عیش اپنی بسر ہوگئی

نظر پڑگئی جب ذرا شکل پر ‖ تو سب حال دل کی خبر ہوگئی

ہوی ٹھیس پرتو اوٹھا درد دل
سلامی کوی توپ سر ہوگئی

موثر دعا سے سحر ہوگئی ‖ نظر جان نثار اثر ہوگئی

طبیعت کی سستی بتاتی ہے صاف ‖ کہ تمکو کسی کی نظر ہوگئی

ادہر ہی کا ہین ہو رہا عمر بھر ‖ طبیعت مخاطب جدہر ہوگئی

مین گھر تمکو پہنچا نے کا ذمہ دار ‖ سحر ہونے دو جی اگر ہوگئی

طبیعت ہے کیون آج سست اسقدر ‖ تمہین کیا کسی کی نظر ہوگئی

سنواری گئی زلف چوٹی کے ساتھہ ‖ یہ نازل بلا سے دگر ہوگئی

دعا سے میسر ہوا وصل یار ‖ ہماری زبان پر اثر ہوگئی

رکاوٹ سے تیری سمجھا ہون مین ‖ کہ بیشک کسی کی نظر ہوگئی

اب انگور لایا مرے دل کا زخم ‖ زہے شاخ غم بارور ہوگئی

غم ہجر دندان مین ہر شک پر ‖ نثار آب و تاب گہر ہوگئی

خدا جانے کیا بات پوشیدہ ہے ‖ دہن کے برابر کمر ہوگئی

اودہر تم روانہ ہوئے گور سے
ادہر دل کی حالت دگر ہوگئی

یہ کیون دہند ہو آج صاحب کہو
خدا جانے کسکی نظر ہوگئی

نہین بے سبب دہندلا ایسا مزاج
ترے دشمنون کو نظر ہوگئی

فراقِ بتِ حیلہ جو مین خدا
مری زندگانی بسر ہوگئی

شبِ وصل کی اوس نے مجھ سے نہ بات
زبان تہی سو تنگ شکر ہوگئی

لبِ بام آیا کہ اوترا وہ مہر
سحر تہی ابہی دوپہر ہوگئی

سنا جب کہ خشکی سے ہے وہ مریض
مری آنکہہ فی الفور تر ہوگئی

اوسے ساتوین آٹھوین دیکہنا
اسی پر ہماری گذر ہوگئی

کیا سب کچھ اوس رنگ خورشید نے
خطا مفت پرتو کے سر ہوگئی

دل کیا کہ جان تک بہی مروت مین لیجئے
جو چاہتے ہو آپ محبت مین لیجئے

اک بوسہ مجکو قرض عنایت ہو جان مین
دنیا مین گر نہ دون تو قیامت مین لیجئے

یہ زور پر ہے ضعف کہ حرکت محال ہے
کیا کام ہاتھہ پاؤن سے وحشت مین لیجئے

تصدیع مین پکارتے ہو حق کو غافلو
اللہ کا نام عالمِ راحت مین لیجئے

تاب و توان رفتہ سے کہتا ہون ضعف مین
گرتا ہون مجکو تہام نقاہت مین لیجئے

دل دیکے بندہ بندۂ بیدام ہوگیا
حاضر ہے جان آپ کی خدمت مین لیجئے

دل کو ہمارے مضغۂ کہل نہ جاننا
کام آئیگا جناب ضرورت مین لیجئے

بے اختیار حضرتِ دل چاہتے ہین آج
اک بوسہ اوسکے لب کا طراوت مین لیجئے

منہ ڈہانپ روئیے یا آنکہہ پوچھئے
دامن سے کوی کام تو رقت مین لیجئے

پرتو کا نام آپ کسی طرح سے تو لو
گر شکر مین نہین تو شکایت مین لیجئے

کیا کرین ہم یہ تاج لے کوئی
جھوٹی دنیا کا راج لے کوئی

رہن کرتا ہون مین متاع دل
ایک بوسے پر آج لے کوئی

دیکھیے نقارۂ حباب کو پھر
اپنا نقارہ باج لے کوئی

پھول کر آج بولتا ہون مین
مجھ سے پھولون کا ساج لے کوئی

کہہ رہا ہون کہ شمع روہین برے
سنکے یہ بات تا جلے کوئی

کنج عزلت مین راج کرتے ہین
ہم سے اسکا خراج لے کوئی

بکتے ہین شاہدان گندم رنگ
مفت ہے یہ اناج لے کوئی

ق

کس سے بولون کہ جان دل لینا
کیسے بے احتیاج لے کوئی

راضی کا سودا گڑ سے میٹھا ہے
کسطرح لاعلاج لے کوئی

کیون تمنا ہے کسطرح پیرلو
بوسۂ بد مزاج سے لے کوئی

یہی ایک حسرت ہے گوش حزین کی
زبان لال ہو جاے تیری نہین کی

یہ تعریف ہے حمد حسن آفرین کی
تجھے دیکھکر خلق نے آفرین کی

ہوا چودھوین سال جب جلوہ گر وہ
ہوی فرش پا چاندنی چودھوین کی

نہین زیر و بالا کی تمئیز بے یار
کہون آسمان کی جو پوچھے زمین کی

اگر بہروین وہ اوڑھتا نہین ہے
کوی چیز مطرب سنا بہروین کی

یہان گیارہوین بارہوین جب وہ آیا
کبھی گیارہوین کی کبھی بارہوین کی

لیئے ساتھ پھرتا ہون اسواسطے مین
پڑھے ہے کوئی تحریر لوح جبین کی

نظر پڑتے ہی مسمریزم ہے گویا
عجب بات ہوتی ہے روی حسین کی

خطاوار ہون مین سزا دیجیئگا
اگر چین کی ہے درست آستین کی

کہا ہمسرنے دیکھکر اسکو پیرلو

قیامت کی طلعت ہے اس ماہ وطلعین کی

امیدوار وصل ہون مدت کا یار سے	سایل ہون ایسی پیاری عنایت کا یار سے
اپنا عدو ہے خود دل پروردۂ بغل	مجکو گلا نہین ہے عداوت کا یار سے
دیتا ہے خوب دادِ حق بے مروتی	ارمان فضول تر ہے مروت کا یار سے
پوشیدہ کر رہا ہے جو وہ آشنا کشی	اظہار بس عبث ہے محبت کا یار سے
آرام اکدم بہی نہ دونگا شبِ وصال	لے لونگا انتقام مصیبت کا یار سے
بیدرد کو کبہی نہین ہوگا کسیکا درد	قاصد بیان نکر مری حالت کا یار سے
اوسنے سنا تو اسنے کہا میرے باب مین	شکوہ رقیب کی بہی رقابت کا یار سے
عالم یہ کارزار خصومت ہے آج کل	دعوا نہین ہے خون مروت کا یار سے
آفات ہجر اوٹہا کے ہوا نا امید وصل	اچہا صلا ملا مری محنت کا یار سے
پوچہا جو وصل کی تو کدو لو سنا دیا	پایا ہے خوب ثمرہ مشقت کا یار سے

پہر تو ہے روز دن کی ملاقات گو نصیب
اب ملتمس ہون رات کی صحبت کا یار سے

انسان کو صاف سینۂ بے کینہ چاہیے	منہ دیکہنے کے واسطے آئینہ چاہیے
اک بوسہ مجکو روز دیا کر تو سیمبر	کچہ روز آنے جانے کا روزینہ چاہیے
بچون کی آشنائی کہلونہ بنائیگی	ان دوستی کو آدمی دیرینہ چاہیے
اون چہاتیون کو ہاتہ لگانے کے واسطے	ای دل بڑا کلیجہ بڑا سینہ چاہیے
اچہا خیال زلف دوتا باندہ لینگے ہم	سردی مین اوڑہنے کو جو پشمینہ چاہیے
ملنے کو تیرے زہرِ وش مشتری خصال	ہر رات کے عوض شب آدینہ چاہیے
عشق بتان ذریعۂ عشق الٰہ ہے	ہر ایک بام کے لئے اک زینہ چاہیے
ابرو کو ماہ نو سے نہ دونگا مثال مین	نسبت سوائے نسبت پارینہ چاہیے

میمون خصال ہے یہ سراپا جہان مین
نام آج سے رقیب کا بوزینہ چاہیے

ہر وقت ایک تازہ بلا مین پہنسا رہا
باز آیا پیر تو ایسا مجہے جی نہ چاہیے

آج اسی درد سے ہر عضو مرا دُکتا ہے
کہا اوسنے کہ گلا دُکتا ہے

سخن ترک محبت نہ زبان پر لانا
کیون تڑپتا ہے تو ناصح ترا کیا دُکتا ہے

ہای ای بُت تو سمجہتا نہین اپنا جو مجہے
دل اسی بار سے میرا بہ خدا دکتا ہے

جب گلا بیٹھ گیا ہاتھہ اوٹہا ماتم کو
اک گلا دکتا تہا اب ہاتھہ جدا دکتا ہے

شکوہ اعضا شکنی کا جو کیا مین نے کہا
دل دکہانے کی سزا جسم ترا دکتا ہے

صندلی رنگ کی تاثیر کہان ہے دکہلا
قصہ فیصل ہے اگر سر ہی ترا دکتا ہے

چشم سوزن کی نظر تجکو لگی ہے بیشک
سینے کے بار سے گر ہاتھہ ترا دکتا ہے

اس نزاکت کا بُرا ہو کہین چہوڑے نہ سنگار
کنگہی کرنے سے اگر شانہ سدا دکتا ہے

دل دکہانا ہی سیکہا نہین جاتا خالی
اک دن آخر دل بانئ جفا دکتا ہے

لوگ اس دور کے بے مہر ہین ایسے پیر تو
ان سے ہر وقت دل اہل وفا دکتا ہے

جب سے اپنے راحت جان کے گلے مین درد ہے
دم الکتا ہے گلے مین جسم لاغر سرد ہے

کام ہے بارا ہمینے انکو ٹہنڈی سانس سے
سال بہر عشاق کے عالم مین فصل برد ہے

ہے مرض عشق گل سرخ عذار یار کا
ای طبیب اک جز مرے نسخے مین لازم ورد ہے

آہ وزاری سالہا کی ہجر مین دلدار کے
دل مرا اچہی طرح آگاہ گرم و سرد ہے

حشر کے دن کیا ضرورت دفتر بیداد کی
خود سراپا ہر ستمگر کا ستم کی فرد ہے

دیدۂ طالب کو مطلب طور کے سرمے سے کیا
سرمۂ چشم طلب تیرے قدم کی گرد ہے

خانۂ دل کا مکین مطلق نظر آتا نہین
آج کل گہر گہر تلاش اپنی مثال نرد ہے

کیا ہوا ے رشک شیرین سے ملے داغ جگر
میرے حق مین یہ خزانہ گنج باد آورد ہے

اوڑہنی میلی جو اوڑہی یار نے تو فکر کیا
ہجر کے غم سے ہمارا جامۂ تن زرد ہے

غیر کی حاجت کو سمجہا ہے جو اپنی احتیاج
دونون عالم مین وہی پیر تو سراپا مرد ہے

دل لگانا دل لگی کی بات ہے
بات یہ وہ ہے کہ جی کی گہات ہے

دل لگی اوس سے ہے جس سے دل لگا
وہ نہین تو بیکلی کی بات ہے

بے ترے شطرنجی ہوی
لیٹتے ہی بیکلی کی مات ہے

بند دم ہوتا ہے یہ جو بن گتھین
چولیون کی گات جی کی گہات ہے

اچہی صورت دیکہکر بدلی ہے آنکہہ
جان لینا دل بڑا بدذات ہے

ای عدو مجہ سے نکر بیہودگی
جانتا ہون جو تری اوقات ہے

مین تمہارا گہر ٹہیر جاؤ
کچہ زیادہ رات کچہ برسات ہے

تو جدا جس روز سے ہے مہربان
خاک اس اوقات پر آفات ہے

غم مین سراپا تاسف ہون ترے
رات دن ورد زبان ہیہات ہے

کالے گورے کی نہین مجکو تمیز
ایک تو ہی دہیان مین دنرات ہے

بندے کو بندون سے کچہ مطلب نہین
حق تعالیٰ قاضیٔ حاجات ہے

بات اوس شیرین دہن کی ہے نبات
بات مین خود دعوے کا اثبات ہے

جسکی چاہی اوسکی صورت دیکہ لی
دل مرا ہے یا کوی مرآت ہے

رام وہ بت وصل کی شب مین نہین
ہاتھ پاؤن مین سراسر لات ہے

مہربانی ایک روز ای مہربان
بیکلی پیر تو کو ساری رات ہے

اندنون وہ ماہ پیکر مہربان ہونے کو ہے
انقلاب انتظام آسمان ہونیکو ہے

پھر خبر ہے یان قدم رنجہ کریگا کوی حور
پھر گلستان ارم اپنا مکان ہونے کو ہے

وہ بہی دن اللہ کرے قلعی کہلے ہرایک کی
آج کل مین عاشقون کا امتحان ہونے کو ہے

تیغ باتون سے گلا ہی کاٹنے کا ہے خیال
اب زبان یار خنجر کی زبان ہونے کو ہے

میرے تیرے عشق کے چرچے ہوئے ہین اسقدر
پھر نئے سر سے ہراک بوڑہا جوان ہونیکو ہے

اوس بت نادان کو سکہلاتے ہین پھر کچہ اہل شر
خیر کر یارب کہ محنت رایگان ہونے کو ہے

فیصلہ ہے دعوی خاموشی اصنام کا
عذر ہائے بیدہانی در میان ہونے کو ہے

کیون نہ چلاؤن کہ کوی گوشہ ہونیکو ہے لیس
تیر مژگان صورت ابرو کمان ہونے کو ہے

میرے دل مین زلف جانان ہو رہی ہین جاگیر
اب خدا کے گہر مین دخل کافران ہونیکو ہے

پیچ راحت سے بدل با کارساز پاک تو
آفت دل شاہد آرام جان ہونے کو ہے

غم پہ غم اوسکو دکہاکر دل کو اپنے خوش کیا
چرخ نے پایا جو کوی شادمان ہونے کو ہے

بیگنہ دن رات خون عاشقان سے فائدہ
شاید اوس ظالم کا دل چنگیز خان ہونیکو ہے

رشک اوس شمشاد قد کا معجزہ ایسے کم نہین
سرو ہراک باغ مین سرو روان ہونیکو ہے

دل دیا دلدار کو مین نے طمع مین وصل کی
سود کے سودے مین آخر سب زیان ہونیکو ہے

صاف تہا دل اوسکا مجہ سے کیا سبب میلا ہوا
اسمین پھر تو خوب گنجایش گمان ہونیکو ہے

پھر مرے گہر رات مین وہ آفتاب آنے کو ہے
آسمان کی چال مین پھر انقلاب آنے کو ہے

شیشے کے سر کی طرح توڑینگے پاے محتسب
میکشون کی بزم مین خانہ خراب آنے کو ہے

مستعد ہین تفرقہ انداز اپنے کام پر
بےگنہ اب سخت ترمجہ پر عذاب آنے کو ہے

سنکر اپنے ہوش کے توتے ہوا ہونے لگے
قہر ہے کہتے ہین اونکو کچہ عتاب آنے کو ہے

ہے بشارت سے بشاشت اس دل رنجور کو
خواب مین دیکہا جواب باصواب آنے کو ہے

وصل کی تو شب ہے کیون لبہان کہلنگے بہلا
شرم تو وان ساتہ ہے یان بہی حجاب آنیکو ہے

ہے خبر وہ شہسوار حسن آتشگیر بان
لیکن اسی دم خبر ہمرہ رکاب آتی ہے

عین گریہ مین خیال آیا ہے کس گلفام کا
آنسوؤن کے بدلے آنکھون سے گلاب آتی ہے

یون خیال یار اوڑا دیتا ہے جیسے مینہ کو باد
کسطرح سے کبھی آنکھون مین خواب آتی ہے

اے عزیز مصر دل تیرے خریدار ونکو سب
پھر بوڑھاپے مین زلیخا کا شباب آتی ہے

ہے صفت کا ذات سے لوگو یہان پھر اتصال
سو سے پھر تو پھر وہ رشک آفتاب آتی ہے

یہ آسمان کہین اے جان تجھے جدا نہ کرے
تو جان مین جسم مین ایسا ہو خدا نکرے

مریض ہجر ہون تدبیر وصل کرنے دو
یہ کوئی بات ہے بیمار بھی دوا نہ کرے

روا نہین ترے لوگون کو کوئی بھی آنا
تو کسطرح سے کسیکو کوئی روا نہ کرے

گلے سے چڑتے ہو فریاد سے بگڑتے ہو
بتاؤ کیا کرے عاشق پھر اور کیا نہ کرے

مروت اور ہی کچھ ہے معاملہ کچھ اور
معاملے مین مروت کبھی کیا نکرے

سنا ہے مل کو کہتی ہے خلق ہاتھ کا میل
ذلیل پیسے کو نادان تو ہوا نکرے

بڑا غضب ہے دل اوسکو خفا جو کرتا ہے
مجھی کو دم سے یہ خفگی کہین خفا نہ کرے

او لیٹ نہ جائے کہین یہ کہ حق تو عادل ہے
کوئی کسی کے لئے مفت بد دعا نہ کرے

سنو کہ رنج نہ دو بے سبب دعا گو کو
دعا کے وقت کہین تمکو بد دعا نکرے

زمانہ مکر و دغا سے بھرا ہے اے پر لو
ہزار بات سنے ایک بھی کیا نہ کرے

مصلحت ہے کچھ کہ ظاہر مین جفا کرنے کو ہے
لیکن اوسکا باطنی منشا وفا کرنے کو ہے

یا خدا تیرے حوالے میرا اوسکا ارتباط
اک جماعت فتنہ سازون کی جدا کرنیکو ہے

اوس کمان ابرو کو تاب دید حسن خود نہین
بے خطا جو تیر ہے وہ بھی خطا کرنے کو ہے

گھر کا گھر تیرا خفا ہونے کا غایت ہے یہی
دم کو میرے خانۂ تن سے خفا کرنیکو ہے

کیسا قابو ہے کہ اک عالم کمینہ ہو گیا
جسکو دیکھو وہ کمر بستہ دغا کرنے کو ہے

شکریہ کچھ اسکا مجھ سے ہو نہین سکتا ادا
وہ قضا کا حق محبت سے ادا کرنے کو ہے

مجھ سے تو کیا پوچھتا ہے ای دل بیکس دلکی بات
کیا خبر مجکو خدا جانے کہ کیا کرنے کو ہے

سرد مہری موسم سرما مین تیری جانِ جان
ٹھنڈے ٹھنڈے رفتہ رفتہ دم ہوا کرنیکو ہے

شہر پیرا آمادہ ہین اہل شہر تو کیا ہوگا مرا
ہو رہیگا خیر وہ جو کچھ خدا کرنے کو ہے

مستعد ہے دل کسی پر آہی جانے کے لئے
پھر مجھے غارت گرِ جان مبتلا کرنے کو ہے

ایک عالم سیم اندامون کے شوق وصل مین
کشتہ کہا گر کشتہ ہونے کو طلا کرنے کو ہے

ایک دن پر تو سے ناصح حال دلبر بولئے
آپ کی ذاتِ مبارک گر کہا کرنے کو ہے

جلوہ فرما بادشاہِ مہوشان ہونیکو ہے
آج میرا نام قیصرِ آسمان ہونے کو ہے

آج شیدائے کمر کس جا روان ہونے کو ہے
کونسا ہے وہ مکان جو لامکان ہونے کو ہے

ہر مژہ تیر اوسکا ہر ابرو کمان ہونے کو ہے
ہے نشانہ کون کسکا امتحان ہونے کو ہے

آسمانِ بام پر وہ مہ عیان ہونیکو ہے
آسمان کا اطلسی ڈیرا کتان ہونے کو ہے

احتراق گرمیٔ عشق بتان ہونے کو ہے
شعلۂ جوالہ ہر ہر استخوان ہونے کو ہے

وای قسمت آفتاب اپنا نہان ہونے کو ہے
عیش کا دن ساتھ ساتھ اوسکے روان ہونیکو ہے

مجھ پہ کچھ کچھ مہربانیٔ بتان ہونے کو ہے
موم پتھر ہونے کی بھی داستان ہونیکو ہے

فتنے کے مانند وہ گھر سے روان ہونیکو ہے
راز پوشیدہ قیامت کا عیان ہونیکو ہے

سینہ گلزار جدائی بتان ہونے کو ہے
میرا قصہ بلبلون کی داستان ہونیکو ہے

اپنے ویرانے کو کس سے ہے سعادت اسقدر
چغد کی جا پر ہما کا آشیان ہونیکو ہے

آبِ خنجر آبِ حیوان تیرے کشتے خضر ہین
کامیابیٔ حیاتِ جاودان ہونے کو ہے

حالِ دل ہنسنے کے قابل ہے کسیکے ہجر مین
مزرعِ ماتم بھی کشتِ زعفران ہونیکو ہے

غمرۂ شوال آتا ہے گیا ماہِ صیام — اب طلوعِ آفتابِ میکشان ہونیکو ہے
اشتیاقِ وصل بہی جوشِ جنون سے کم نہین — واقعی صبر و تحمل دہجیان ہونے کو ہے
خوش ہون اس سے گلشنِ دل مین نہین آئی بہار — جو بہارستان ہے پامالِ خزان ہونیکو ہے
یا خدا تو آپ اپنے گہر کا حافظ یا خدا — مسجدون مین اختیارِ کافران ہونیکو ہے
جوشش پروان سرد مہری ہوتی جاتی ہے مدام — صبر کب تک دل مرا گرمِ فغان ہونیکو ہے
وصل کے بارے مین دیکہون کیا کچہ آتا ہے پیام — سرگذشتِ ہجر قاصد سے بیان ہونیکو ہے
کونسا خوش چشم آج آمادہ ہے گلگشت پر — نرگستان گلستان کا گلستان ہونے کو ہے
نفسِ امارہ ہے ای پرلو بڑی موذی بلا — ہاے بندے کے خدا کے درمیان ہونیکو ہے

دن رات بے ترے ہے عجب بیکلی مجہے — مخصوص مطلق آج نہین کل ذری مجہے
دیتا نہین کسیکو کسیطرح کا بہی دم — پہر کسطرح بخیل نہ بولے کوی مجہے
پر ایسے کچہ لگا کہ اوڑ ہے آؤن تیرے پاس — خاصہ پر ابنادے کبہی ای پری مجہے
سب بے اختیار یاد وہ آئے تو کہدیا — بہولا نہین مین تم کو نہ بہولو کبہی مجہے
ہیا دیر کو نوچ کے گلشن مین رکہہ چلا — مجبور کر رہی ہے بہت بے پری مجہے
ای آسمان مین ہی سلیمان وقت ہون — آرام ایک لحظ نہین بے پری مجہے
بدنامیون کا خوف ہے ورنہ تجہے اوڑاؤن — کردینگے سب نشانِ ملامت ابہی مجہے
حرکت فراقِ یار مین دشوار امر ہے — چالاک ہونے دیتی نہین کاہلی مجہے
ہرگز خفا نہ رہئے مرے سامنے کبہی — آزردہ جان کرتی ہے آزردگی مجہے

پہر لو کسیکی ذات و صفت سے غرض نہین
منظور ہر طرح ہے فقط دل لگی مجہے

قاصد آیا ہے مگر کیسی خبر لایا ہے — مری تقدیر سے کیا مجکو جواب آیا ہے
دمبدم ناک چہنکنے کی ہے کیسی سکرات — نتہنیان جلتی ہین اور ناک مین دم آیا ہے

آج قاصد نے کہی مجھ سے یہی وہ مطلب
خیریت پوچھی ہے اور آپکو بلوایا ہے

مجھے شرم آتی ہے آئے تو بیداری مین
رات بروبا مین رخ صاف کو دکھلایا ہے

اب تڑپتا ہے وہ خود میرے آگے پھر
دوستو جسنے مجھے خوب سا تڑپایا ہے

سفر پیش بہا چیز نہ کر سکا کبھی
آبرو دار سے جو کھوئی تو مجھے پایا ہے

شعلۂ غیظ سے وہ گال ہی انگار ہین
آتش گل کو یہ کس باغی نے بھڑکایا ہے

ای بھولی نہین دل کی مرا اوسکے دل نے
لاکھ گو راہزنون نے اوسے بہکایا ہے

کچھ سمجھتا نہین میری وہ سمجھنے والا
مین سمجھتا ہون کہ اچھا کوئی سمجھایا ہے

بیجا خالی کیا ناصح نے غضب ای پیر لو
آج اس پاجی نے کیسا مرا سر کہایا ہے

جو شے کوئی لب شیرین نگر و چاہیے
میٹھا کرنے منہ گلابی مجکو لڈو چاہیے

پہول کیا لون بلبل دل فگار کہتا ہے مرا
پہول دینے کے لئے بہی کوئی گلرو چاہیے

وقت پر اوسکے ہر اک حرکت ہے زیبا ای عزیز
یعنے ہر اک کام کے کرنے کو قابو چاہیے

ہم ہر اک کو دل نہین دیتے ہین لیکن دیکھکر
دل کے دینے کے لئے معشوق دلجو چاہیے

منہ دیا تو سر چڑہے ایسا کہ اوس سے بہی نہین
شیخ جی کا نام اب ہے شیخ صدو چاہیے

حسرت بوس و کنار یار مین کرتا ہون فکر
دو دو اک اک شعر کے معنی مین پہلو چاہیے

وہ کبھی خود چاہ کر پوچھے کہ کیا ہونا تمہین
ایک کیا سو بار بولونگا مجھے تو چاہیے

کیون نہو انکھو نمین اوس لیے کا جگنو عشق مین بہی
میری انکھون کے اندہیرے کو یہ جگنو چاہیے

لپٹے ہاتھون سے مجھے تو جیسا چاہے پہیر لے
کہیلنے ای طفل نادان کوئی لٹو چاہیے

عیب ہر اک شخص کا پیر لو ہنر ہوتا نہین
چال چلنے کے لئے بہی کوئی چالو چاہیے

کل سے گہر آنے کی تو شہرت ہے
آج کچھ اور ہی سماعت ہے

گر میاں کرتا ہے مجھ سے فراق — کیا بری طرح کی حرارت ہے
بدنصیبون کو رنج ہے اسکا — خوب رویون سے مجکو صحبت ہے
بے سبب نام ان کا شاہ نہین — کہ فقیری بھی ایک دولت ہے
حکم مین اپنے ہین پریرویان — کیا پرستان کی حکومت ہے
خیریت عافیت ہے درپردہ — اوسے شر کا خطر نہایت ہے
اوس پریزاد کو اوڑھا لیتا — بشریت کو پر ندامت ہے
اپنے عیبون سے جب نہین واقف — عیب چینی بڑی حماقت ہے
ق
مجھے بلواتے ہو پرائے گھر — واہ وا کسقدر حماقت ہے

شکریہ کیا ادا کرے **پرتو**
کہ بہت آپ کی عنایت ہے

جبکہ میخانون مین ساغر کی جھلک ہوتی ہے — روشنی مہر کی بجلی کی چمک ہوتی ہے
جب ترے ہجر مین طبلے کی گہمک ہوتی ہے — بھیجا ہلتا ہے مرے سر مین دھمک ہوتی ہے
سنکے آواز کو پاگل کی وہ چلاتے ہین — اور بجلی کے چمکنے سے چمک ہوتی ہے
اوسکی جنبش مین ہین سب جنبش لب کی باتین — لب ترے چشم سخنگو کو پلک ہوتی ہے
چاند سورج سے شب و روز ہے آرایش سر — مہ و خورشید سے تزئین فلک ہوتی ہے
جو لکھا وعدہ کیا اوسکو بہرحال وفا — تری تحریر مرے واسطے چک ہوتی ہے
بے ترے سیر چمن سے مرا دل دکھتا ہے — ٹیس دلکی مجھے غنچون کی چٹک ہوتی ہے
دیکھے دہوکا جو ترا پاس کوی گل بیٹھا — مرے آغوش مین کانٹے کی کھٹک ہوتی ہے
فکر بیداد مین ہوتی ہے اونہین جبکہ شکست — فتح کیا ہو کہ مرے دل سے کمک ہوتی ہے

خون دل ہے غم ساقی مین شراب ای **پرتو**
غم جو تازہ کوی ملتا ہے گزک ہوتی ہے

ہمقافیہ برغزل اسد اللہ خان غالب دہلوی

جز خاک نہین عالم دنیا مرے آگے
ہے خاک کے پتلون کا تماشا مرے آگے

ہے پر کی اوڑا کر نہ کہو تخت سلیمان
مر مر کے نہ بول اوٹھو مسیحا مرے آگے

ہین وہ ہون کہ ماہیتِ ہر چیز ہے معلوم
مقلوب ہے کیفیتِ اشیا مرے آگے

خود لوٹ ہے یہ دیدۂ پر آب پر اپنے
اک لہر سے زاید نہین دریا مرے آگے

ایسا ترے لوگون نے تجھے اب کے چھپایا
نکلا نہ کوئی ذکر ہی تیرا مرے آگے

بیتاب ہوا ایسا کہ بیتاب بنایا
سیماب ہوا آئینہ سیما مرے آگے

ہو رو سے خطا وار کا یہ رنگ پریدہ
دہوکے سے ہی آجائے جو صہبا مرے آگے

وہ ناز سے چپ ہین مجھے سکتے سے ہے ہچکی
نقشہ مرے مانند ہے اونکا مرے آگے

ہے کفر کی ظلمت مین نہان طاعت ایمان
رہتا ہے کلیسا نہ کلیسا مرے آگے

کیا کیا مہ بے مہر ہین ان پردون کے اندر
ہر رات ہے اک محمل لیلا مرے آگے

آ پردہ پہر اب مجھ سے تو کیا خاک کریگا
خاکا ہے ترا تیری تمنا مرے آگے

ہر چند وہان اور ہی تعلیم ہے لیکن
خاطر مری کرتے ہین وہ کیا کیا مرے آگے

ہین وہ متشرع ہون کہ مانند پری کے
اوڑہ جاتا ہے ہر چیز کا مینا مرے آگے

انداز ہے اس پردے مین رسوائی کا پرتو
اون سے کہو آجائے اچھا مرے آگے

شطرنج ہے یہ صفحۂ دنیا مرے آگے
ہر گہر مین ہے چالون کا تماشا مرے آگے

ہے کیا شب فرقت کا اندہیرا مرے آگے
اک چاند ہے اوس چاند کا چہرا مرے آگے

یک قطرۂ ناچیز ہے موتی مرے نزدیک
کہلجاتی ہے ماہیتِ اشیا مرے آگے

جب سیر مین اوسنے نہ کیا مجھ سے کنارا
کیا لوٹ ہوا دیکھ کے دریا مرے آگے

قطرے کی روش دیدۂ تر سے نہ گرا دون
ہے لوٹ اسی لہر مین دریا مرے آگے

قصرِ تنِ عاشق ہے سکونت گہِ معشوق
مجنون ہے کوی محملِ لیلا مرے آگے

دیکھا نہین ای یار ترا محوِ نظارہ
دنیا کے تماشے ہوے کیا کیا مرے آگے

اللہ کو معلوم ہے سب ای بُتِ کافر
چھپنے سے ترے آئیگا کیا کیا مرے آگے

فرقت مین پس و پیش ہے رنج و غمِ یار
کیا کیا مرے پیچھے رہا کیا کیا مرے آگے

بہر بہر کے پیالون کو ہوا جاتا ہے خالی
پُر دل نہین رہتا کوی مینا مرے آگے

گو مست ہے لیکن یہ سرفراز نہین ہے
آتا نہین اس شرم سے مینا مرے آگے

مین وہ ہون بلا نوش کہ جب بزم مین آیا
تعظیم کو جہک جاتے ہین مینا مرے آگے

یہ فیض مرا ہے کہ تری آن بڑہائی
کسنے تجھے معشوق بنایا مرے آگے

کہتے ہین گھٹا ابر کو اس وجہ سے اتنگ
بدلی جو مری آنکھ نہ ٹہیرا مرے آگے

بہر جاتا ہے آنکھون مین شبِ وصل کا عالم
شرمندہ ہے وہ شوخ سراپا مرے آگے

پوچھا کہ مجھے تم نے فراموش کیا ہے
ہان بول اوٹہا آج وہ بُت کیا مرے آگے

یہ سخت کیا عشقِ بتان نے مجھے ای دل
پہٹ جائیگا پتھر کا کلیجا مرے آگے

اپنون سے جدا کر کے اوسے خود بہی جدا ہون
جو مین نے کیا تہا وہی آیا مرے آگے

تقدیر جو تیڑہی نہین پر تو یہ بتاؤ
پہر کیون ہین وہ زلفِ چلیپا مرے آگے

ہے منزلِ مقصود ہمیشا مرے آگے
ہر وقت ہے اوس شوخ کا کوٹہا مرے آگے

جنت کو جو دیکھا تو ہر اک آنکھ پکاری
ہے تیرے محل کا ابہی نقشا مرے آگے

کیا خاک کسی شوخ کو دیکھون کہ ہمیشہ
ہے مشق تصور سے وہ خاکا مرے آگے

ای یار ترے واسطے روتا ہون مین ایسا
اک کہیل ہے طوفان اوٹہانا مرے آگے

مین وہ ہون کہ پانی ہے جگر ابر کا مجہ سے
مین وہ ہون کہ نالے کرے دریا مرے آگے

مین وہ ہون کہ چشمون کو کہون دیدۂ پُرنم
مین وہ ہون کہ آہین کرے نالا مرے آگے

مین وہ ہون کہ ہوجاؤن اگر تلخ ذرا بھی
ندی ابھی کھاری ہو سراپا مرے آگے

مین وہ ہون کہ دیکھون جو کبھی میٹھی نظر سے
کھاری کا وہین پانی ہو میٹھا مرے آگے

مین وہ ہون کہ جب سامنا ہوتا ہے کوی دم
اوٹھتا ہے سمندر مین مروڑا مرے آگے

مین وہ ہون کہ تالاب کی جب سیر کو جاؤن
سوتا نہ جگیگا کوی اصلا مرے آگے

مین وہ ہون کہ آب آپ رہے ابر بہاران
مین وہ ہون کہ نیسان ہو پسینا مرے آگے

مین وہ ادب آموزِ دبستانِ چمن ہون
آہستہ بھی ہنستا نہین غنچا مرے آگے

نرگس بھی ملاتی ہی نہین انکھ مین اب آنکھ
سنبل نہین کرتی کوئی لٹکا مرے آگے

لالہ بھی دکھاتا نہین داغ اپنے جگر کا
اور گل کا نہین خندۂ بیجا مرے آگے

سبزہ نہین بیگانۂ آئینِ گلستان
باقی نہین پامالی کا شکوا مرے آگے

خاموش ہے بنفشہ نے کسی سے نہ کیا پھر
گلزار مین پنجے کا ارادا مرے آگے

پھر خار نہ دینے کا ہزارون مین کیا قول
گل بلبل شیدا سے نہ کھٹکا مرے آگے

قمری نے کیا ہی نہین شمشاد کا پھر دھیان
بلبل نہ اوڑی سوے ہزارا مرے آگے

گو طوق بہ گردن ہے پر آزاد ہے قمری
ممنون ہے اب تک یہ پرندا مرے آگے

بلبل بھی نہین زمزمہ پرداز فضولی
بگڑا ہوا گلزار کا سہرا مرے آگے

بیوجہ کبھی ناک چڑھاتی نہین اپنی
تہذیب سے باہر نہین چنپا مرے آگے

کیون شر سے گذر کر نہ کرون خیر کوی آج
کل آئیگا ہر خیرہ و شر اپنا مرے آگے

پایا جو مجھے اپنی محبت کا پرستار
بت بنگئے ہین آج وہ کیسا مرے آگے

محرم ہون مین ہر رازِ نہانی کا تمہارے
لایق نہین اس طرح کا پردا مرے آگے

قابو مین ہے وہ شوخ مرے دل کی طرح سے
بس اور کا اکسیر نہین چلتا مرے آگے

پھر تو دل گم گشتہ کا پھر تازہ نہ ہو رنج
اب ذکر نکالو نہین اسکا مرے آگے

مین وہ ہون کہ خاموش ہین گویا مرے آگے
منہ کھول سکے منہ یہ کسیکا مرے آگے

حسان کا منہ کھل نہین سکتا مرے آگے
اس منہ یہ زبان دانی کا دعوا مرے آگے

ہین وہ کہ قدم سنجِ قدرت مین ہے اپنے
مین وہ کہ مطالب ہین مہیّا مرے آگے

ہین وہ ہون کہ تا سندر امدرس کا مدرس
مین وہ ہون کہ یہ کچھ نہین اصلا مرے آگے

ہین وہ کہ امام شعرا اپنے زمان کا
اس صف سے کوئی بڑھ کے نہ آیا مرے آگے

ہین وہ کہ سخن تابع فرمان ہے اپنا
بندش ہے کمربستہ سراپا مرے آگے

ہین وہ کہ مضامین کے قلمرو کا شہنشاہ
استادہ ہین لفظون کے پرے کیا مرے آگے

مدرس ہے یونان مین فلاطون سخن ہون
سودائی ہوا جائے جو سودا مرے آگے

منسوخ ہے ناسخ کا زمانہ مرے ہوتے
مغلوب ہے غالب کا بھی دعوا مرے آگے

مومن ہے نہان زاویۂ خوف و رجا مین
آتے ہوے ہلتا ہے کلیجا مرے آگے

آزاد اسیر اپنے خطر سے نہین دم بھر
اس حوصلے پر ہو نہ سکیگا مرے آگے

وہ ابر ہون ہر ابر دہوان ہے مرے نزدیک
وہ بحر ہون ہر بحر ہے قطرا مرے آگے

شاعر ہون فلک بھی زمین پر نہین زیبا
ہے فرش زمین عرش کا دعوا مرے آگے

مین وہ ہون کہ ہے رشک مرا رشک سراپا
ہوتی ہے چمک برق کو کیا کیا مرے آگے

مین وہ ہون ہوا خواہ گلستانِ سخن کا
گلگون بھی صبا کا نہین چلتا مرے آگے

وہ عالم شعر و سخن اس دور مین ہون مین
ہے رند کوئی رند سراپا مرے آگے

مین وہ کہ اسیران معانی مرے سائل
مین وہ کہ گدا شاہ سخن کا مرے آگے

ہے ننگ تقابل ہمہ تن شرم و حیا سے
ہے داغ سراپا کوی دہبا مرے آگے

پرتوؔ ہون مین اوس مہر پُرانوار کا پرتو
ہے مہر فلک ایک ستارا مرے آگے

رہتی ہے کوی زلف چلیپا مرے آگے
نقشہ ہی رہا تیڑھی بلا کا مرے آگے

سب ہے فہم ہمہ اوست کا جلوا مرے آگے ۔ ہین سارے تماشے وہ تماشا مرے آگے
نغمے ہین مجھے یاد ہزار اس سے زیادہ ۔ کچہ چیز نہین بلبل شیدا مرے آگے
ناصح مرے دلدار کی مجہہ سے ہی شکایت ۔ ہشیار کہ شکوا کیا کِسکا مرے آگے
موجین ہین حجابون سے نقاب آب رواں کی ۔ محجوب روانی مین ہے دریا مرے آگے
کردیگی تمام آرزوے کاکل مشکین ۔ ہوجاے اگر عنبر سارا مرے آگے
کیا شرط بدہی ہے فرس وہم وگمان نے ۔ گھوڑ دوڑ کا ہوتا ہے تماشا مرے آگے
کیونکر نہ بہرے ہجر مین ساقی کے مرا دل ۔ پُر رہنے لگا ہے دل مینا مرے آگے
شوخی جو کرے رشک سے اک آہ جگرسوز ۔ اوڑہ جائیگا رنگ انکی حنا کا مرے آگے

چرچا جو ہوا اپنا تو سب دب گئے پہر تو
کیا کیا ہُوا لوگون کا چرچا مرے آگے

ہمقافیہ بر غزل حضرت شریف استاد حضور مصنف مد ظلہما

اوس قد سے کیا سرو نے دعوا دِے آگے ۔ درکار گواہی کو ہے طوبیٰ مرے آگے
کہتی ہے یہ جنبش لب جان بخش کی اونکے ۔ خاموش ہے اعجاز مسیحا مرے آگے
کس درجہ مری خاکِ قدم کی ہے تمنّا ۔ پہیلاتا ہے دامان کو صحرا مرے آگے
ہر موج زبان ہوگئی اظہارِ طلب کو ۔ کیا شور مچانے لگا دریا مرے آگے
منہ اسکا جو میٹھا نہین کرتا کبھی دم بہر ۔ کیا تلخ ہوی جاتی ہے صہبا مرے آگے
حق بین ہون کبھی اسکی نہ مانونگا سرِ مو ۔ کعبے کی طرف دیکھیے کلیسا مرے آگے
مین بہی ہون کچہ ایسا ہی بتو سخت طبیعت ۔ چلتا نہین کچہ روز تمہارا مرے آگے
کہتی ہے خموشیٔ بُت شوخ طبیعت ۔ یان بول کسیکا نہین بالا مرے آگے
کہنا نہ خبردار مجھے بیدہن ای واہ ۔ وہ چہیڑنے سے بول اوٹہا کیا مرے آگے

روتا ہے تڑپتا ہے او چہلتا ہے شب ہجر

پرتو ہے عجب دل کا تماشا مرے آگے

بستا ہے مری آنکھوں میں بستا رہے کوی
ٹھنڈا کیا دلکو مرے ٹھنڈا رہے کوئی

کہتے ہو یہ کیا سامنے آ آکے نہ دیکھو
کیا پہوڑکے آنکہوں کو بہی اندہا رہے کوی

جب بند کیا آنکہ کو سب کہل گیا مجھ پر
پوشیدہ مری آنکہ سے پہر کیا رہے کوی

جیتا ہوں فقط دم پر اوسیکے میں ہر اک دم
جینے کا سہارا تو ہے جیتا رہے کوی

کیا عاشق و معشوق میں ہیں رمز کی باتیں
پوشیدہ رہے کوی تو پیدا رہے کوئی

اک روز تو ان چشموں کو ہو چشم نظارہ
کب تک تری بیداد سے دریا رہے کوی

شیرینئ وصل ای فلک ترش طبیعت
تا چند غم ہجر سے کڑوا رہے کوی

کتنی ہی خرابی کرے میری نہ کہوں بد
لیکن کہوں اتنا ہی کہ اچہا رہے کوی

سمجہ او رہو اتنا تو ہو اپنے کئے سے
آگے مرے شرمندہ سراپا رہے کوی

زاہد نہیں **پرتو** ہے ترا رند گرفتار
کیا کام اگر حور سراپا رہے کوی

زندہ جو ہے وہ تم پہ مرتا ہے
مردوں کے درمیان پردا ہے

یار نے جو پیام بہیجا
جان بلب کے لئے مسیحا ہے

خیریت بہی کبہی نہیں پوچہی
شر نہیں ہے تو مدعا کیا ہے

منہ تمہارا اوتر گیا بالکل
خیر تو ہے مزاج کیسا ہے

کیسے عاشق ہو گرم نظارہ
سیر کا اوسکے وقت ٹہنڈا ہے

میں ادہر بیکلی سے بیکل ہوں
وہ ادہر آجکل تڑپتا ہے

پہر مرے دلکی پوچہی ای ناصح
کیا بتاؤں ترا کلیجا ہے

رخ عاشق ہے کیا غبار آلود
کہنچی تصویر بہی تو خاکا ہے

نہیں حیرت میں گردِ دل زائل
پیچہے تصویر پہلے خاکا ہے

شگفتہ جو ادا کا ہے اونکی | زندگی میں قضا کا شیدا ہے
بے ترے یہ برس ہے خالی کا | گرچہ خالی کلا اک مہینا ہے
پھر مرے گھر وہ آنے چاہئے سال | مہر بے مہر دین سے ہنستا ہے
ہوں وہ بیر زمین شعر و سخن | کہ عطارد مرا ستارا ہے
وہ جو مطلق نظم نہیں آتا | خواب میں رات اسکو دیکھا ہے

فکر کس بات کی ہے ای چھوہو
منہ سے فرماؤ کیا ارادا ہے

جگہ اور دل میں ہمارے نہیں ہے | فقط ایک گنجایش دلنشین ہے
ہے رشک گل مہر و مہ بوٹہ بوٹہ | وہ چپٹے کی جو آسمانی زمین ہے
مقادیر میں ہر زبر و بالا ہے یکسان | خط دست عنوان خط جبین ہے
حقیقت سے اپنی نہیں معرفت کچھ | کسیکو بھی کہنا چنان ہے چنین ہے
گلستان عالم کی رونق ہے تجھ سے | صباحت سے گال اک گل یاسمین ہے
سیہ زلف سنبل ہے چنپا تری ناک | ہر اک آنکھ نرگس ہے رخ یاسمین ہے
چنبیلی کا تیل اوسکو بھاتا نہیں کچھ | اسی پاس میں ہر گل یاسمین ہے
بناوٹ کے زاہد سکہ کیا ہے کہ ہنستے ہیں | دغاؤں کے تھیلون کا نام ستین ہے
یہ اثبات خود نفی یا نفی اثبات | جواب اونکے گھر سے جو پایا نہیں ہے

وہ خورشید سیما جو طالع ہے چھوہو
زمین بھی فلک ہے گر چار زین ہے

وہ چین پر شکن ہے تو مطلب نہیں ہے | ہمارا مقدر ہماری جبین ہے
تصور میں اوس بت کی چین جبین ہے | دل مبتلا ہے کہ خاقان چین ہے
نہیں اہل دین خارج دایرہ دنیا | کہ دنیا ہے دین میں تو دنیا میں دین ہے

نہایا ہوں آب ندامت میں ہر روز | اگرچہ نہانے کی حاجت نہیں ہے

ہے کیوں گو وہ اوس ماہ کامل سے خالی | اگر آج شوال کی چودہویں ہے

وہ دلدار ہے اوس سے مہجور ہوں میں | غضب میں کہیں ہوں مرا دل کہیں ہے

اوسے دیکھ لیتا ہوں دوری میں نزدیک | ہر اک آنکھ خود اپنی اک دوربیں ہے

دل مہربان نے بھی پہلو تہی کی | مصیبت میں دمساز جان حزیں ہے

یہی فرق معشوق و عاشق میں دیکھا | فرحمند ہے وہ یہ اندوہگیں ہے

جو لوگ ایسے ویسے ہیں فی الاصل پرلو

وہی بولتے ہیں جہان سے حسین ہے

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکھنوی

طوق قمری کا نہ مجکو طوق آہن چاہیے | طوق سیمیں اوس پری کا ہر گردن چاہیے

جنگ کی ٹہری ہے دلِ سخت روز ہجر سے | آج مجکو دوست کے بازو کا جوشن چاہیے

ایک دن اپنے تقابل سے بنا دے آپ اب | آسمان کو بہر شمع ماہ روغن چاہیے

اے فلک ہر شب ہمرے جو منزل کے واسطے | وہ چراغ رشک شمع مہر روشن چاہیے

خانۂ دل تیرے غم سے خانۂ زنبور ہے | شمع اس گہر میں جلانے موم روغن چاہیے

وہ پری پیکر بھی خود دیوانہ میرا ہو گیا | طوق سیمیں کے عوض اب طوق آہن چاہیے

گرمی ارمان بوسہ سے ہوی تڑتے ہیں ہونٹھ | یار کے ہونٹوں کا مجکو موم روغن چاہیے

اب بجہے پانی کی رخصت دی طپش نے مجھے | شہسوار حسن کو ای لعل توسن چاہیے

چاک ہوں تیری قبا کے جسمیں کہای جامہ زیب | پیرہن کو میرے ایسا کوی دامن چاہیے

بے طلب فرقت میں شدت سخت جانکو پیاس کی | کہدو قاتل سے کہ اک گہونٹ آب آہن چاہیے

جسم پر چیچک کے دانے سب رسیدہ کیوں نہوں | ہے وہ کشت حسن و خوبی اسکو خرمن چاہیے

روز مجہ سے ہے جنوں ساعی کہ ای عالم نواز | ہر سحر کو جیب اور صحرا کو دامن چاہیے

سخت دل ای بت جو ہے تو مین بہی ہون اک سخت جان
جوڑ ہونے کے لئے آہن کو آہن چاہیے

اسفل و اعلی باہم ایک ایک کا محتاج ہے
روح تن کو چاہیے اور روح کو تن چاہیے

شیشے کی گردن سے کیا مطلب ہے مست عشق کو
سامنے کوی صراحی وار گردن چاہیے

معرکہ تیغ نگاہِ ناز سے تیری ہے آج
آئینے کو عکس کا زلفون کے جوشن چاہیے

دیکھتا ہے اب زبان اپنی مسی ملکرو ہ گل
آئینے کے باغ کو بہی برگ سوسن چاہیے

کیون دکہاتا ہے ہمیشہ خوشۂ پروین فلک
کیا ہنسی اوس غنچہ لب کی برق خرمن چاہیے

خاک دیکہینگے یہ بد بین عالم درد فراق
زخم کا منہ دیکہنے کو چشم سوزن چاہیے

دوستی ممنون احسان ہی کے دشمن ہے سدا
دوست کو پہچاننے بہی کوی دشمن چاہیے

نفس نے جو راہ کاٹی مین اوسی رہ پر چلا
رہبری کے واسطے عاقل کو رہزن چاہیے

گلشن ایجاد مین ہون بلبل گلزار حسن
مجکو نخل عشق مین شاخ نشیمن چاہیے

عاشق شیدا کو کوی یار ہی سے کام ہے
جسطرح ہر حال مین بلبل کو گلشن چاہیے

بت بنے ہو کیون کہو تو جا مجہے آتی نہین
بت برہمن کو ہوا اور بت کو برہمن چاہیے

ضمیمہ ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش	مرگ دشمن کی تمنا مجکو ای پری لقا نہین دشمنی کے واسطے بہی زندہ دشمن چاہیے	ناسخ مرحوم لکھنوی

عاشق نازک بدن کو طوق آہن چاہیے
ای جنون تار اوس نظر کا زیب گردن چاہیے

معرکہ جب مارنا ہو سخت جانون کا تجہے
ای نگار نازنین بازو پہ جوشن چاہیے

ڈال ای چارہ گر مرہم مین بہلاوین کا بہی تیل
مجکو بہر شمع داغ ہجر روغن چاہیے

بتیان لازم ہین صبح ہجر کے کافور کی
وصل کی شب خانۂ دل اپنا روشن چاہیے

پہر ہو کیونکر خیال آرایش ان کا یار کو
ہے وہ شمع حسن اوسکو رنگ و روغن چاہیے

زردروئی گرد کہاؤن نرم ہو سخت دل
کہتے ہین سب زر پئی نرمی آہن چاہیے

آج کل اوس گل کو ہے جو موم روغن کی طلب
ہے یہی روشن کہ شمع گل کو روغن چاہیے

منزل ملک عدم کو جا پہنچنے کے لئے
خلق کو عمر رواں کا تیز توسن چاہئے

مست عریانی ہوں میں تیرے جنوں کے دور میں
اب گریبان چاہئے مجکو نہ دامن چاہئے

آرزوی قتل میں بڑہتا چلا ضعف جگر
آب آہن تاب کیسا آب آہن چاہئے

خوشۂ پروین سے اب ثابت ہے خرمن چرخ کا
پہر ہلال مہر پیکر برق خرمن چاہئے

تا خبر ہو جامہ زیبی میں جنوں کا رنگ ہے
چاک جس دامن میں ہو مجکو وہ دامن چاہئے

دشمنوں کا سامنا اور زمیان مردی نہیں
جنگ کے میدان میں شمشیر آہن چاہئے

کسلئے ای جان ہے تجکو فکر تعمیر مکان
روح ہے تو تجہکو کوی خانۂ تن چاہئے

سر جو اک کٹجاے پیدا دوسرا ہو مثل شمع
تیرے مشتاق شہادت کو وہ گردن چاہئے

جی میں آتا ہے شکست اس سختیٔ دوران کو دون
نرم طبعی کا بدن پر کوی جوشن چاہئے

ہے مسی مالیدہ اوس گل کی زبان کا وصف آج
باغ کے منہ میں زبان برگ سوسن چاہئے

کیا غرض ہے خوشہ پروین سے تیرے ای فلک
دانۂ انگور کا مستون کو خرمن چاہئے

پنجۂ مژگان سے میں ای گل نکالوں خار پا
کسلئے دوہری خلش کیون تجکو سوزن چاہئے

بے خبر ناصح میں اور وہ بیوفا ہشیار ہے
خاک ایسے دوست پر مجکو وہ دشمن چاہئے

عاشق بت کو بتائی تو نے واعظ راہ خلد
رہبری دیکھی تری اب کوی رہزن چاہئے

ای فلک شمع قمر بجہتی ہے باد صبح سے
میرے کاشانے میں کوی حسن ایمن چاہئے

صاحب تمیز ہو تم کسلئے بچپن کی بات
کچھ سمجھکر دیکھو لڑکون کو لڑکپن چاہئے

خالی باتوں سے نہیں آتا ہے کوی پیچ میں
دام میں دل پہانسنے مشتاق پر فن چاہئے

کیون نہ اٹکاؤں دل اپنا مار زلف یار میں
سانپ ہے وہ زلف پیچان سانپ کو بن چاہئے

دوستی بڑہتی ہے تو ہوتی ہے پرتو دشمنی
دوست سے زاید مروت پہر دشمن چاہئے

خانۂ زنبور میں گر شمع روشن چاہئے
ای شکر لب جاے روغن موم روغن چاہئے

بلبل شیدا ہون صحرا کا نہ دامن چاہیے
ای جنون میرے لیے اوس گل کا گلشن چاہیے

ہے جو اسیر گلزار مکانِ غنچہ لب
آج مجکو اک صبا رفتار توسن چاہیے

کیون دکھاتا ہے فلک تو معدنِ لعل شفق
یار خندان کو دکہا ہیرے کی معدن چاہیے

اک فرنگن کے تماشے کا ہوا سودا مجھے
چل رہون مدراس سے بازار لندن چاہیے

اک برس سے رو رہا ہون تیرے گہر کے سامنے
کب تلک ای گرم خو پھر اور ساون چاہیے

غم نے باندہا مجکو سہرا آنسوؤن کے تار کا
ای مقدر اب تو دولہا ہون وہ دولہن چاہیے

اشک خونین یون نہ جامہ رنگ کر دولہا بنا
پہر کسی تقریب سے دولہے کو دولہن چاہیے

کیا کرون ہین ہاتھ آگرائے ہی سب ملک فرنگ
دل لگا ہے اپنا جس سے وہ فرنگن چاہیے

پہر تو نغمہ سرا ناساز قسمت کیا برا
گر تری محفل مین خوش آواز ارگن چاہیے

سینۂ نو خیز تجکو رشک گلشن چاہیے
تو سراپا گل ہے ای پیارے تو جوبن چاہیے

سیر کو اوس رشک گلشن کی جو گلشن چاہیے
سینۂ پر داغ مین گلشن کا جوبن چاہیے

رشک بلبل ہو ہمین کو ہی رشک گلشن چاہیے
ہر طرح رنگینیٔ قسمت کا جوبن چاہیے

یہ نہین پروانہ اسکو شمع سے کیا کام ہے
گہر مین بلبل کے چراغ گل ہی روشن چاہیے

روشنی بزم تصور کی مجھے درکار ہے
روی روشن کی تمہارے شمع روشن چاہیے

طالب دیدار ہے پروانہ شمع جمال
میری محفل کے لیے وہ روی روشن چاہیے

سب یہی کہتے ہین یا خالق اندہیری رات ہے
آسمان پر آج شمع ماہ روشن چاہیے

دوستی اور دشمنی سب دیکھ لی ہے خلق کی
دوست ہی اب چاہیے مجکو نہ دشمن چاہیے

دشمنون سے دوست کو اب رات دن ہے میل جول
دوست کے ملنے کو بہی تقدیر دشمن چاہیے

اب ندیم خاص ہے غیر سیہ رو یار کا
دوست کی تکریم مین تعظیم دشمن چاہیے

یہ تو میرے ساتھ رکھتا ہے بدل کچھ دشمنی
دوست اگر اپنا نہین ہوتا تو دشمن چاہیے

بھیجیے جتنا چاہیے پہردم دوستی کا مارنا
پہلے ای دل کچہ تمیز دوست دشمن چاہیے

ہر گہڑی دل کو خیال اک دشمنِ جانی کا ہے
دوست اک ایسا ملا ہے جسکو دشمن چاہیے

کیون جنونی لوگ ہوتے ہین عزیز و برہنہ
جان دیوانہ کو بہی پیراہن تن چاہیے

دامن جیب و گریبان کی تو نوبت ہو چکی
اب تجہے دست جنون صحرا کا دامن چاہیے

دامن صبر و تحمل کب تلک تہامے رہون
ہاتہہ مین اپنے کسی پیارے کا دامن چاہیے

جب تلک تقدیر مین ہے سخت جانی دوستو
رزمگاہِ دہر مین ہم کو نہ جوشن چاہیے

جنگ مین جوشن ہے خود سختی طبیعت کی مجہے
نرم طبعون کے بدن پر کوی جوشن چاہیے

ہجر کی شب روکے داڑہین مار کر کہتے ہین داڑہہ
اب تباشیرِ سحر کا مجکو منجن چاہیے

میرے سینے کی طرح ای آہ دل اسکو بہی چہید
یار کی دیوار مین انکہون کو روزن چاہیے

تفرقہ سازون نے دلبر کو چہپایا اندنون
فکر کا چشم تصور کو لب انجن چاہیے

بے غذا ہے مرغ تسکین آشیانِ ہجر مین
اوسکی بیین دانی کا تہوڑا سا بیسن چاہیے

ٹہاٹہہ مجہ نا چیز کے دل کا بنا ای زہرہ وش
آج کچہ تیرے مبارک منہ سے ایمن چاہیے

حکم جب غم نے کیا آنسو کا لشکر چلدیا
تابع افسر کو کوی ایسی ہی پلٹن چاہیے

کردیا لب کے تصور نے مری انکہون کو زرد
واقعی کنکر بٹہانے کو بہی کندن چاہیے

دل کا ارمان یہ کہ خندہ چاہیے ہمرنگ گل
اور فرقت کا تقاضا یہ کہ شیون چاہیے

یہ ہنسی کی جا نہین ہنسنا یہان بیکار ہے
حالت دنیا پر او احباب شیون چاہیے

کیون نہ تہامون ہاتہہ مین پہونچا ترا ای نازنین
تو عروس حسن ہے ہاتہون مین کنگن چاہیے

کیون نہ لپٹے جسم سے تیرے مری نظرونکے تار
جانِ جان پیراہنِ تن مین بہی سیون چاہیے

حضرتِ دل سے یہی پر تو ہے میری گفتگو
کسکو کسکو چاہتا ہے جی کے دشمن چاہیے

بیکلی سے اگئی ای شوخ پر فن چاہیے
نامہ بھجوانے کبوتر کوی لوٹن چاہیے

ہے رکابی داغِ دل اور غم غذائے عاشقان
کیون نہ چاہون داغ پھر کہانے کو باسن چاہیے

یون تجھے میدان مین آنا جو ہوا ای جنگجو
جسمِ نازک پر مری نظرون کا جوشن چاہیے

دور سے پائے خبر اوس کی گوشش سے بے خبر
قاصدِ جانان ترے پاؤن مین پینجن چاہیے

کہلے آنکہین مجہے نہلا رہی ہین خون مین
کیا پئے دفعِ بلائے غم نہاون چاہیے

سینہ اپنا جب مشبک ہوگیا مین خوش ہوا
حجرۂ دل مین جو وہ آئین تو چلمن چاہیے

مچھلیان بازو کی اپنی بہون دونون ای بحرِ حسن
آج دستر پر اگر تجھکو مطنجن چاہیے

بخش جاگیرِ عدم روحِ ضعیف و زار کو
حسن کی سرکار سے عاشق کو پنشن چاہیے

آمرے دل مین گذر کر امن و امان سے مدام
ای غمِ جانان جو تجھکو کوئی مامن چاہیے

دوست کے دلمین نہین تو چشمِ دشمن مین سہی
آخر اس عالم مین کوئی اپنا مسکن چاہیے

ہجر مین مجبور کر ناصح نہ یون پہر طعام
ورنہ مشفق کے کلیجے کا ہی سالن چاہیے

ہے دل روشن ہمارا زلفِ پیچان مین ضرور
یہ سراپا سانپ ہے اور سانپ کو من چاہیے

رہت ہوتا ہی نہین دستِ جنون کچھ ادا
بات سیدہی ہے مجہے ہر روز چیکن چاہیے

کیون نہ لشکین مبتلا اوس ناک کے ارمان مین
ناک کے آراستہ ہونے کو لشکن چاہیے

ضعفِ ہجران سے ہے غش منہ پر نہ پانی مارئیے
دوستو اوسکی قبالے تن کا دہوون چاہیے

حسرتِ شیرینئ تقریبِ وصلِ یار سے
کسطرح کہائے کوئی دانتون مین لچھن چاہیے

چشمِ مہرِ آسمان سے کچھ مجہے مطلب نہین
مہر کی ای مہربان تیری ہی چتون چاہیے

آج رشکِ لعبتِ چین کی سواری کے لئے
خوبصورت تیز رو بہیگو کا ٹانگہن چاہیے

مارے غم کے تمام اعضا ہین میرے چور چور
کیا تجھے دیو فراقِ یار چورن چاہیے

سینۂ پیرِ لقو کا سینا ہو جو چاک ای بخیہ گر
بہر پیوند آج اوس انگیا کی کترن چاہیے

دل جو پہانسا ہے گرہ زلفون مین پڑن چاہیے
مال ای ظالم بچار کہنے کو بندہن چاہیے

کیا غرض تاتار سے اوس گل کا برزن چاہیے
مشک کی بوکے عوض زلفون کا لادن چاہیے

دیکھکر اوسکو برہنہ یون اشارہ کر دیا
جامۂ تن کو مری نظرون کا دامن چاہیے

تیرے دسترخوان پر ای ساقیٔ رشک پری
کام مینا کا ہو جنپر ایسے برتن چاہیے

رہ نہ اٹکن مشکن اوس طفل حسین کا کہیل ہے
ہاتھ چہونا اس بہر لیے سے دل مین چاہیے

دولت عشق گل اندامان حریم دل مین ہے
ہر خزانے کے لئے دنیا مین مخزن چاہیے

پہر بہی مستی بیجے ونلے کا بالا مال ہو
تیری مستی پیسنے نیلم کا اون چاہیے

کہتی ہے پیارے صفائی اللہ کی حجام کے
اسکو تہوڑا سا ترے گلشن کا گلخن چاہیے

گل پہ گل دیتا ہو دل لیکر اگر ای غنچہ لب
گو عوض ہے لیکن اتنے گل کو اک من چاہیے

چال چل چل کر زمانے کی وہ دے کس کسکو رنج
پاؤن مین اب فتنہ گر کو پا برنجن چاہیے

صورت اطفال عاشق کہیلتے ہین جان پر
عشق کے آگے بزرگون کو بہی جہٹپن چاہیے

زاہدو تم کو مبارک سبحہ و ریش دراز
ہمکو ریش کو چکٹ اور اوس بت کی سمرن چاہیے

رکہدیا زانو پہ سر تو بس چلا پہر کلک فکر
واقعی قط مارنے خامیکو قط زن چاہیے

جوگ جب مین نے لیا وہ بال کہولے آگیا
واہ ری دل کی کشش جوگی کو جوگن چاہیے

معدن اہل ہنر ہے مخزن صاحب کمال
سارے اظہار ہنر کو شہر برلن چاہیے

کہیل پر مائل جو ہے اوس چاند کے ٹکڑے کا دل
اوسکی گڑیون کے لئے بہی چوب چندن چاہیے

کیون نہون میری طرف سے لوگ اوسکے بدگمان
بد ظنون کے واسطے ہر وقت اک ظن چاہیے

زال دنیا سے جوانون کو نکیون رغبت رہے
کوی بوڈہی ہو جوان ہو مرد کو زن چاہیے

آزمایش کو جوانمردون کی میدان ہے ضرور
امتحان جوہر شمشیر کو رن چاہیے

وہ جو بگڑا بن کے مجہ سے گلشن ایجاد مین
دل لگی کو اب مجہے بگڑا ہوا بن چاہیے

آمد و رفت نفس ہے لوح سینہ کی صفا
تختیون کے صاف کرنیکو بہی سوہن چاہیے

مفلسون کو بیسکر آٹا کرے ارمان نان
ردہیون کو بیلنے پہلے بلیتہن چاہیے

بار پانے کے لئے دمساز مطرب کیون نہون
یار کی محفل مین طنبورے کی گردن چاہیئے

یون ہی بن بن کرمہ بیہودہ بگڑے اگر
پہر اوسے بننے مہینے اور باون چاہیئے

تو اگر ہے جان جان آغوش مین پیرلو کے آ
عالم ہستی مین ہراک روح کو تن چاہیئے

نورتن یعنی نہ غزل ہمقافیہ بر یکغزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی

بہر مست خواب راحت اک جہان گردشمین ہے
اک جہان کیا صورت مہد آسمان گردشمین ہے

جو معاون ظالمون کا ہے اوسے راحت نہین
تیز ہوتی ہے چہری سنگ فسان گردشمین ہے

تم جو آئے دل مین ہوتا ہے غم دوری نثار
گہر مین صاحب خانہ ہے اور پاسبان گردشمین ہے

گردش چشم سخنگو دیکہیگا غور سے
یان زبان کی شکل ہے گویا بیان گردشمین ہے

گوکہ ہے دور مئی ساقی پر یہی ہے قسمت کا دور
جام کے مانند بخت میکشان گردشمین ہے

رو رہا ہون اندنون جو گردش تقدیر کو
اپنی ہراک چشم تر گرداب سان گردشمین ہے

ای عزیز مصر جان حسن تیری چاہ مین
اک جہان دن رات مثل کاروان گردشمین ہے

کچہ نشان ملتا نہین اوس شمع بزم حسن کا
عاشق تیرہ مقدر دود سان گردشمین ہے

جو بہان فیاض ہین اونکو نہین اک جا قرار
ہردم اپنا خامۂ گوہر فشان گردشمین ہے

ای سپہر حسن تیرے واسطے شام و سحر
صورت تقدیر پائے عاشقان گردشمین ہے

ہے جو گویائی جہان مین باعث آوارگی
کیون ہوا سے شمع محفل کی زبان گردشمین ہے

خانۂ تن دربدر ہے ہجر کے اعجاز سے
کیا عجب پیرلو جو دل کا آستان گردشمین ہے

اسکی گردش کے سبب سے اک جہان گردشمین ہے
صورت تقدیر عالم آسمان گردشمین ہے

آج کیا تیغ نظر کی تیزیان منظور ہین
آنکہ اوس خوش چشم کی مثل فسان گردشمین ہے

دور ہین راحت لیئے ان جہان سے دور بین
پاس جو انکے ہے مثل پاسبان گردشمین ہے

بات تو معقول ہے آسان نہین تسخیر دل
چار سو ذرات ہر جادو بیان گردشمین ہے

کیون نہو ہر دورین انگوشتی نوروز کی
مثل خورشید آفتاب میکشان گردشمین ہے

حسن کا اعجاز ہی کیا دیدنی ہے ای فلک
وہ تو ہے بیمہر لیکن مہرسان گردشمین ہے

کیا ہجوم شوق سرگشتہ ہے تیری راہ مین
راستے کے پھیر سے یہ کاروان گردشمین ہے

بادشاہون کو فقط ہے نام کی گردش یہان
نام انکا رات دن بس سکہ سان گردشمین ہے

خون فشانی کر رہا ہے ہر طرف تیرے لئے
سال کے بارہ مہینے جان فشان گردشمین ہے

وہ پری آیا تو آئی اور گیا تو چل بسی
سائے کے مانند جان عاشقان گردشمین ہے

دور مین ہر نیک و بد ہے اس زبان کے ساتھ ساتھ
اک جہان گردشمین ہے جبتک زبان گردشمین ہے

وہ تو ہرجائی کہان پر لو جبین سائی کرون
میری قسمت کی طرح وہ آستان گردشمین ہے

جسنے پائی سرفرازی جہان گردشمین ہے
سر اوٹھانے کے سبب سے آسمان گردشمین ہے

ظلم کی امداد ہے آوارہ بختی کی دلیل
تیز تر ہوتی ہین شمشیرین فسان گردشمین ہے

بنگیا پیچ حوادث ہے غم جانان جو دور
خانۂ دل کا ہمارے پاسبان گردشمین ہے

دور ہے اشعار کو میرے زبان خلق پر
رات دن میری طرح میرا بیان گردشمین ہے

ہجر ساقی مین پری بنکر اوڑی شیشے سے می
محفل ہستی مین جان میکشان گردشمین ہے

کونسا ہے وہ حسین جسکو نہین ای دل زوال
بخت خوبان قسمت خورشید سان گردشمین ہے

عاشقون کی عقل چکراتی ہے تیری فکر مین
ایک دو کا ذکر کیا اک کاروان گردشمین ہے

پاؤن تھک جاتے ہین تو سر پھرنے لگتا ہے مرا
کس طلب مین زیر و بالا ایکسان گردشمین ہے

آبرو والون کو راحت ہر زمانے مین نہین
ابر نیسان گو کہ ہے گوہر فشان گردشمین ہے

کسطرح پائے قرار اک جائے معشوق مراد
ای فلک جبتک نصیب عاشقان گردشمین ہے

ہے تماشا قدرت خالق کا آنکھون کے حضور
سیر حاصل ہے جہان کی جب زبان گردشمین ہے

جس جگہ وہ خانہ برانداز ہے پرتو ہو وان
خانہ بر دوشی سے اپنا آستان گردشمین ہے

کیا عجب زیر و بالائے جہان گردشمین ہے
سکتے کا عالم زمین پر آسمان گردشمین ہے

بیکسان عشق کے خون کا کہان جائیگا صبر
شامتِ اعمال سے اپنے فسان گردشمین ہے

روز و ان پہرا ہے میرے نالۂ شبگیر کا
کیون نہ سوئے چین سے وہ پاسبان گردشمین ہے

لطف گویائی کا جنبش مین زبان کی ہے فقط
یعنے اس محفل مین ہر شیرین بیان گردشمین ہے

ہے کبھی گلشن مین دورہ چاندنی مین ہے کبھی
مثل روز و شب سرور میکشان گردشمین ہے

دن کو وہ خورشید وش ہے شب کو ماہ داغ ہجر
بام اپنا رات دن افلاک سان گردش مین ہے

ہے ترے دیوانے کے ساتہ ازدحام دردِ عشق
ساتہ تنہا کے بلا کا کاروان گردش مین ہے

داپرے سے میر سے لگے سکہ وہ مہ باہر ہو گیا
ساتہ ساتہ اوسکے یا ای دل آسمان گردشمین ہے

دامن و جیب گریبان کیون نہ افشان ہو مدام
جب نہ تب عاشق کی چشم خون فشان گردشمین ہے

دلربا کے چار دن یکسان نہین رہتی خوشی
صورتِ گل انبساط عاشقان گردشمین ہے

ہے ہر اک گویا کو بہر دیگران بہی گشت ہی
راحتہ ہر عضو کو تنہا زبان گردش مین ہے

قدرت و ثروت جہان کی ہے کہ پرتو گردشین
ہر زمان اہل دول کا آستان گردشمین ہے

اسکے پہرتے ہی نظر مین اک جہان گردشمین ہے
کیا ہمارا سر مثالِ آسمان گردش مین ہے

جو نکلتا ہے زبان سے لفظ ہے شمشیر تیز
کیا زبانِ یار مانندِ فسان گردش مین ہے

ہر شب فرقت نہ گذرے کسطرح آرام سے
خود مری تقدیر مثل پاسبان گردشمین ہے

اعتبار فعل فاعل کا فقط ہے اعتبار
جو زبان گردش مین ہے اوسکا بیان گردشمین ہے

بخت نافرجام سے ہے فرقتِ ساقی کا دور
رات دن مینائے قلب میکشان گردشمین ہے

پانی پانی ہے یہ تابِ وصل سے وہ بحرِ حسن
بہونری بہونری جسم کی گرداب سان گردشمین ہے

تو وہ گلرو ہے کہ یان تیری ہوئے رشک سے — بوی گل کا صبح و شام اک کاروان گردشین ہے

ہے خلل ثابت حواس و ہوش و عقل و فہم کا — سر مرا ای مہر پیکر چرخ سان گردشین ہے

بیکلی ہے قسمت رنگین مزاج اس باغ مین — دمبدم ہر اک زبان گل فشان گردشین ہے

جب مزاج دلربا کو خود نہین یکسو قرار — رات دن آرام جانِ عاشقان گردشین ہے

گردش تقدیر کو مطلب سے کچہ مطلب نہین — منہ مین گو نگون کے بہی کہنے کو زبان گردشین ہے

پا پرتو مجبور رہتا ہے یہ کچہ تیرے لئے
صورتِ گرداب سنگ آستان گردشین ہے

ایک عالم کو ہے گردش دل جہان گردشین ہے — خاطرِ برگشتہ مثلِ آسمان گردش مین ہے

سخت دل کے دور مین خونریز ہین سب کامیاب — تیغ و خنجر آب ہلتے مین فسان گردشین ہے

تجہ سے دوری ہو جسے کیونکر نہو گردش اوسے — دور والون کے برابر پاسبان گردشین ہے

ہے دمِ تحریر مضمونِ صریرِ کلک یہہ — جو کہ ہے میری طرح معجز بیان گردشین ہے

اک بلا ہے دورِ ہجر ساقی رشک پری — غم کے مارے سے نصیب میکشان گردشین ہے

کیون نہو نادان کو آرام دور چرخ مین — ابتدا سے رات دن گہوارہ سان گردشین ہے

باوجود اسکے نہین اوس رشک یوسف کا پتا — کب سے اک عالم مثال کاروان گردش مین ہے

یہ عرق آیا ہواری سے تری وہ شہسوار — بہونری ہر اک گہوڑے کی گردابسان گردشین ہے

عالم عاشق مین ہین اندہیر پہکی دور یان — صورت مہر اوسکا دوری ضوفشان گردشین ہے

تو نظر آیا جہان بس ہے وہین انکی برات — روز لطف جلسہ عاشقان گردشین ہے

قول سے اپنے جو پہر جاتے ہین یہ ہم ہین کہ تم — کچہ تو لو انصاف کی کسکی زبان گردشین ہے

ہے جو عمر پرتو کسی مہر تلون طبع کا
آسمان کی طرح سخت آستان گردش مین ہے

اک جہان دوری سے ای جانِ جہان گردشین ہے — نوجوان کیا ہین کہ پیر آسمان گردش مین ہے

ظلم کا بانی جو ہے عزت ہے گردش مین اوسے
جسطرح سے قیمت و قدر فسان گردش مین ہے

گردشِ تقدیر صحبت سے نہین جاتی کبھی
گو کہ پاس اوسکے ہے لیکن پاسبان گردشمین ہے

بات جب منہ سے نکلتی ہے نہین پھر قید مین
جب زبان سے ہوگئی حالت بیان گردشمین ہے

وصل و ہجر ساقیٔ گلفام کا ہے دور دور
مثلِ فصلِ گل بہار میکشان گردش مین ہے

میری آنکھون کی ہوا جو بند ہوگئی ای سحر حسن
حلقہ حلقہ زلف کا گرداب سان گردش مین ہے

تا عدم جا جا کے عاشق سوی ہستی آتے ہین
اوس کمر کے واسطے یہ کاروان گردش مین ہے

دوستو حیرت کی جا ہے بخت خوابیدہ مرا
کیون نگاہِ دیدۂ بیدار سان گردش مین ہے

پھر گیا دل زلف مشکین کا جو اوس خوش چشم کی
شب بھر اپنا خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

شکل پھرتی ہے جب آنکھون مین تری ای جانِ جان
صبر کے ہمراہ ضبط عاشقان گردش مین ہے

دوسرے اعضا کی نسبت ہے زبان کو بیکلی
یان ہر اک راحت طلب کی بھی زبان گردشمین ہے

وہ جو برگشتہ ہوا پھر لو زمانہ پھر گیا
جب مکان گردش مین ہے تو آستان گردشمین ہے

جھوٹ کس منہ سے کہون سارا جہان گردشمین ہے
لیکن اپنی ذات سے اک آسمان گردشمین ہے

بھگیا ہون کے گلے کٹتے ہین اسکے دور مین
چشم قاتل کی طرح سنگ فسان گردشمین ہے

ہے جنہین منظور آسایش رہین لوگون سے دور
دور رہے راحت سے ہر دم پاسبان گردشمین ہے

دور میری داستان کو ہے زبانِ خلق پر
صبح و شام اپنے مقدر کا بیان گردش مین ہے

گردشین دور فلک مین انکی قسمت ہو گئین
ساغر عیش و نشاط میکشان گردش مین ہے

چشم دریا بار سے دریا ہے ای جوش جنون
گردباد اس دشت کا گرداب سان گردشمین ہے

جادۂ مہر و محبت گم ہے مانند کمر
آج کل اخلاص دل کا کاروان گردشمین ہے

ای رقیب روسیہ اوس گل کو باہر کا نہ تو چھوڑ
آہ سوزان شعلۂ جوالہ سان گردش مین ہے

آنکھہ مین پھرتی ہے تیری زلف مشکین کی بہار
یان صبا سا خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

مہربان معشوق کی گردش سے ثابت ہے یہی
اندلون بالکل نصیب عاشقان گردشمین ہے

دشمن آرام ہے فی الواقعی دنیامین نطق
جسم گو راحت مین ہے لیکن زبان گردشمین ہے

یار سرگردان ہے اور پرتوؔ مقیم بیت عشق
چاہئے انصاف کسکا آستان گردشمین ہے

بہر شوخ رشک مہر و مہ جہان گردشمین ہے
راتدن ہر ایک مثل آسمان گردشمین ہے

خامۂ تیغ تیز ہے سر حاسدون کے ہین قلم
فکر کا چرخا یہان مثل فسان گردشمین ہے

دزد معنی صورت دزد حنا ہے ہاتھ مین
شحنۂ خواب بہ شکل پاسبان گردشمین ہے

چین دم بہر کا اسے ممکن نہین مثل زبان
ای سخنگو یہ بہر صورت بیان گردشمین ہے

گردش دوران کا انکو رنج کچہ مطلق نہین
لذت ہر درد بہر میکشان گردش مین ہے

رات کو وہ مہربان مطلق نظر آتا نہین
بام بہی کیا گنبد دوارسان گردشمین ہے

ای عزیز دل کیا دیوانہ تیری فکر نے
کیا حواس خمسہ کا یان کاروان گردشمین ہے

ہوش عاشق کی طرح نیند آتی آتی اوڑہ گئی
میری ہر اک آنکہ چشم یارسان گردشمین ہے

حرف سب ممنون احسان ہائے زلف یار ہین
جب سے اپنا خامۂ عنبر فشان گردش مین ہے

جستجو فرصت نہین پائیگی ان کے ہاتھ سے
جب تلک ہے جان پای عاشقان گردشمین ہے

وصل کی ہردم دعا ہے اور اثر کچہ بہی نہین
راتدن بے فائدہ اپنی زبان گردشمین ہے

سرفراز اوس بت کے پاؤن سے ہی پرتوؔ نہین
آج کل تقدیر سنگ آستان گردش مین ہے

مثلث یعنی سہ غزلہ ایک ہمقافیہ ناسخ ایک ہمقافیہ آتش ایک ہمقافیہ آبادیہ تینون غزلین بہارستان سخن کی غزلون کے

ہمقافیہ بر غزل شیخ امام بخش ناسخ مرحوم لکہنوی ہمقافیہ ہین

سیکڑون گردش ہے انکہ اوسکی جہان گردشمین ہے
قسمت مردم شریک آسمان گردش مین ہے

صورت قفس نہین ہے نغمہ پردازون کو چین
زرشتئ دوران سے ہر اک خوش بیان گردشمین ہے

آسمان کی سیر گاہے گاہ گلگشت زمین
مثلِ دورانِ حالِ طبع میکشان گردشین ہے

رشک یوسف جانِ جان اسکو تلاش بے سبب
راندن عالم مثالِ کاروان گردش مین ہے

کیا ہے گنجایش کہ منہ کھولے دہن کے وصف مین
دم بخود ہے فکرِ ہر صاحب لسان گردشین ہے

سرزمین چین زمین شعر وصفِ زلف مین
مثلِ آہو خامۂ عنبرفشان گردش مین ہے

بیکلی جو بڑھ چلی حد سے تو رونے لگ گئے
صورتِ گرداب صبرِ عاشقان گردش مین ہے

ایک کی زحمت سے ہے یان ایک کو رحمت نصیب
سان کو حاصل ہے لذت جب زبان گردشین ہے

یا خدا تیرے سوا کوئی نہین فریادرس
اس زمانے مین غیاث بیکسان گردشین ہے

ہے جو گردش بھی تو ای **پرتو** مری تقدیر کی
بولون کس منہ سے کہ سنگ آستان گردشین ہے

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی

کب نصیب خاکسارانِ جہان گردش مین ہے
ہے زمین ساکت ہمیشہ آسمان گردشین ہے

کیون نہو دورِ خرابات جہان مین خلق مست
جب بقدرِ حوصلہ ہر ایک یان گردش مین ہے

صاف کر مجھ پر زبان ہون سخت جانِ برگشتہ بخت
تیز کرنے تیغ کو جب تنگ فسان گردش مین ہے

اوس کمر کو گم کوئی کہتا ہے اور پیدا کوئی
بات یہ ہستی عدم کے درمیان گردشین ہے

آسمان کے دور مین مانند دورِ آفتاب
ہر پریرو صورتِ مہ ہر زمان گردش مین ہے

مطلبِ شعرِ مقدر کو سمجھنے کے لئے
کیا خیالِ نازکِ معنی رسان گردشین ہے

کافرون کے منہ سے غارت کرنے پھرتی ہے زمین
کاروبارِ مومنان کو آسمان گردشین ہے

وہ سپہرِ حسن جب مثل فلک ہے دور مین
صورتِ عالم جہانِ عاشقان گردشین ہے

ہر طرف پھر پھر کے آنکھین دیکھتی ہین یار کو
جب مکین **پرتو** نہین بختِ مکان گردشین ہے

ہمقافیہ بر غزل آباد لکھنوی

ٹہر جانے کے لیئے یہ آسمان گردشمین ہے
آسمان تو آسمان سارا جہان گردشمین ہے

کشتیٔ مے کے عوض دوری سے ای ساقی تری
بحر غم مین کشتیٔ روح روان گردشمین ہے

کچہ کمان کو تو نہین ہوتی فسان کی احتیاج
بہون کے نیچے انکہہ کیون مثل فسان گردشمین ہے

دورۂ صیاد بہی دور فلک سے کم نہین
اس چمن کی بلبلون کا آشیان گردشمین ہے

روی روشن پر ہوا سے زلف بل کہاتی نہین
آج شمع حسن و خوبی کا دہوان گردشمین ہے

ہو گیا ثابت مسلسل روز و شب کے دور سے
تا قیامت قسمت پیر و جوان گردش مین ہے

یہ وہی دنیا تو ہے جو آخرت کا کہیت ہے
وان بہی گردش ہی ہے اوسکو جو یہان گردشمین ہے

بہون ہلاکت کیلئے مجہ پر نظر کرتے ہین وہ
بے سبب کسواسطے اونکی کمان گردشمین ہے

نسبت باہم مین فرق آتا نہین ہر طور سے
وہ بہی وان گردش مین ہے پرتو جو یہان گردشمین ہے

کچہ تو ہے اسکا سبب جو آسمان گردشمین ہے
اور سجز گاو زمین سارا جہان گردشمین ہے

مہربانی سے پہرا جو اوس قمر پیکر کا دل
اندلون اپنا ستارا بیگمان گردش مین ہے

دربدر ہے عاشق گلدار ہجر جور روش
آج کل زیر فلک باغ جنان گردشمین ہے

خواب کے مانند اوڑا پہرتا ہے لطف وصل یار
عاشقون کی بزم ہستی کا سمان گردشمین ہے

سیر منظور نظر ہے اس تماشا گاہ مین
یون کہان ہو جہ بخت بیکسان گردشمین ہے

اب خدا جانے کہان سے آگئی اتنی توان
جان جان تیرا مریض ناتوان گردشمین ہے

خوب طغیانی ہے طوفان ہوای ہجر کی
کشتیٔ عمر روان کا بادبان گردشمین ہے

ایک دن بہی غیر ممکن ہے قیام آفتاب
کیا تعجب ہے جو مہر گلرخان گردشمین ہے

پہر گیا دل آزمانے کے خیالون سے وہ شوخ
گردش قسمت سے پرتو امتحان گردشمین ہے

ایک چرخے کی طرح سے آسمان گردشمین ہے
کیا عجب گر تار امید جہان گردش مین ہے

وہ سپہر حسن پہرتا ہے جدہر ہے مانگ اودہر | آسمان کے ساتہہ خط کہکشان گردشمین ہے

یار ہے زہرہ جبین اور مین ہون اوسکا مشتری | کیون نہ ملنے کو پہرین باہم قران گردشمین ہے

ای ہماسے شوق وصل شوخ برگشتہ مزاج | فکر مین تیری یہ مشت استخوان گردشمین ہے

نسبت بیداد سے بیزار وہ ہونے لگا | قسمت روح شہ چنگیز خان گردشمین ہے

ہوگیا ایسا دہوان دل اپنی آہون سے جہان | ابر بے باران بہی مانند دخان گردشمین ہے

سمجہا اوس دمباز کی زلفین پریشان دیکہکر | دور بزم حسن رخ مین پیچوان گردشمین ہے

ہے اگر اس عالم اسباب مین سامان ضرور | توسن عمر روان کیون بے عنان گردشمین ہے

اوس سپہر حسن سے پہرنے کا شکوہ ہے عبث
آسمان کو دیکہو **پرتو** جاودان گردشمین ہے

جہان مین ہین گل پیرہن کیسے کیسے | کہلے اس چمن مین چمن کیسے کیسے

جوان مرگئے گل بدن کیسے کیسے | بہارون مین اوجڑے چمن کیسے کیسے

ہوا تند چلتی ہے کسکی ولا کی | ہین طوفان زدہ قصر تن کیسے کیسے

ہر اک ماہ بے مہر ہے تجہ سے روپوش | پڑے اس برس مین گہن کیسے کیسے

پریزاد کوئی جو بن بن کے بگڑا | جنون نے دکہائے ہین بن کیسے کیسے

کرینگے یہ خودسر حسین مجکو پامال | کہ سر پر ہین رنج ومحن کیسے کیسے

دبے تیری آنکہون سے ترکان عالم | ہوے شیر تیرے ہرن کیسے کیسے

ذرا لعل خندان کو تیرے جو دیکہے | لہو روتہین لعل یمن کیسے کیسے

صبا تیری زلفون کی بو کیا نہ لائی | پریشان ہین اہل ختن کیسے کیسے

ذرا اپنے **پرتو** برای مہروش مہر
فلک چل رہا ہے چلن کیسے کیسے

کالے ہین زلف اور وہ رخ من نہین کوئی | دندان صنم ہیرے کی معدن نہین کوئی

بت بن گئے کہنے کو بھی پھر مانگ نہ بولے
بوسے کا مین سایل ہون برہمن ہنین کوئی

اس ابر مین اوس ابر کرم سے ہے جو دوری
داغون سے ہے ابری یہ مراتن ہنہین کوئی

کڑوے ہین سب اس گلشن ایجاد کے بادام
دو آنکھین ہین اک دہر کی چتون نہین کوئی

دنیا مین جو ہین دشمن و دوست اپنے توہم ہین
فی الاصل اگر پوچھیے دشمن ہنین کوئی

ارگن کی طرح یہ ہون ہوا اور صدا سے
سب نغمۂ معشوق ہے شیون ہنین کوئی

کیا حال ہے پتلا ہوس اک بھی ہنین پوری
مانند ترے ظلم کے ہیلن ہنین کوئی

آہن کا کوی طوق سبھی جوش جنون مین
گر ہاتھ ترا زینت گردن ہنین کوئی

کیون سخت ہے ایسا دل اصنام خدایا
پتھر یہ ہنین ہے کوی آہن ہنین کوئی

سہرا نہ بندھے اشک کا سر سے مرے کیونکر
پرتو مرے آغوش مین دولہن ہنین کوئی

ترکی کا ادعا ہے لڑائی سے کام ہے
وہ شوخ جنگ جو ہے بتیری مقام ہے

اس دعوے پر دلیل ہے تلخی شراب کی
وہ خود ہی بدمزہ ہے جو شرعاً حرام ہے

پڑھنے لگا ہے وہ سبق کینہ و فساد
اخلاص والسلام ہمارا سلام ہے

تولے اسے ترازوئی شہرت مین گر کوئی
بدنام سے زیادہ کہان نیک نام ہے

کل کی طرح نصیب کا چکر نہ پھیر دے
صاحب جو آج وعدۂ لطف دوام ہے

بخشی خدا نے کیسی بزرگی کہ واہ واہ
ہر صاحب سر پر تمہارا غلام ہے

اس میکدے مین لطف اوٹھایا خمار کا
ہر خط مری جبین کا بھی کیا خط جام ہے

تحریر دیکھ کر دل حُسّاد چھد گئے
جٹکی مین تیر یا قلم تیز گام ہے

سونگھی ہنین جو باس کسیکے سہاگ کی
دو دن سے ناک بند ہے مجکو زکام ہے

پرتو وہ آفتاب ہے ناقص ہو کس طرح
بے مہری اوس پہ ختم ہے شوخی تمام ہے

تم چار چند ہو چہ نختب کے ماہ سے
جلتا ہے میٹھی ہوئی جو میرا صبا قدم
کیسا مبارک در ہمایون ہے جبیہ یہ
اعلیٰ کو احتیاج ہے ادنیٰ کی دہر مین
زاہد مزا ہے عفو کا تقصیر وار کو
دریافت ہوگئی نازو ادا سے جو حشر مین
ہوتی ہے اسفند رشب دیجور جو سیاہ
پوچھینگے اون سے محکمۂ حشر مین ضرور
بے اختیار انکہہ سے آنسو نکل پڑے

بتلایا مین نے چاند تمہین اپنی چاہ سے
مردم بہی دیکہتے ہین تو میٹھی نگاہ سے
دیکہا کسی کو آج جہروکے کی راہ سے
اوڑتا ہے بادشاہ کا جہنڈا سیاہ سے
نیکی تری زیادہ ہے میرے گناہ سے
بنجائیگی ہماری تمہارے گواہ سے
لیتی ہے تیرگی مرے بخت سیاہ سے
جو لوگ پوچہتے ہین کچہ داد خواہ سے
مطرب کی تان کم نہین عاشق کو آہ سے

پر تو سے ہر مہینے مین دو روز دور ہے
وہ ماہِ حسن کم نہین گردون کے ماہ سے

بیکسون پر ستم و جور سے کیا حاصل ہے
کبھی زندہ تہا یہ اخلاص ہی مرحوم ہے اب
سگ دنیا در فردوس سے مین دور تمام
مثل پاپوش سر طالب پابوس کو واہ
ارض کے سامنے کیا خاک سما اترائے
ہاتھ مین ہاتھ ہے معشوق پری پیکر کا
آج کل خلق ہے مصروفِ عبادات ریا
دیکہتا ہون رخ زیبائے بتان بے پردہ
رات دن پاس ہے آرام دل و راحتِ جان
تیرے منہ چڑھنے سے بیزار نہین ہین خود سر

ہائے نادان ترا کام یہ لاحاصل ہے
آج کل دوستی مین ایک دغا حاصل ہے
در بہشت انکے جو دستر یہ ہے کیا حاصل ہے
سرفرازی کفِ پا سجدہ حاصل ہے
ہر قدم پر ترا نقشِ کفِ پا حاصل ہے
دیکہہ لینا اثرِ دست دعا حاصل ہے
اب کدو کے سوا اس کہیت سے کیا حاصل ہے
روز نظارۂ انوارِ خدا حاصل ہے
غیر مرتے ہین کہ جینے کا مزا حاصل ہے
کیا رسائی تجھے ای زلفِ رسا حاصل ہے

اونکے آنے سے ہے بیمار محبت کو شفا
شربت دید مین تاثیر دوا حاصل ہے

خواب مین آنے لگے عاشق مہجور کے وہ
راتدن لطف جدا رنج جدا حاصل ہے

آئینہ رویون کے دل مین ہے قیامت کا غبار
کھو گئی دل کی صفا منہ کی صفا حاصل ہے

کیا غم سیب ذقن کا مجھے آسیب ہوا
عوض وصل پریزاد بلا حاصل ہے

خون ارمان دل عاشق جانباز سے ہاے
ایک بے مہر کو بس لطف خنا حاصل ہے

ہے مثل کتے کی دم ٹیڑہی کی ٹیڑہی پرتو
کتنا سمجھائین بہی کچھ فہم کو کیا حاصل ہے

جسکی صفت مین لال قلم کی زبان ہے
وہ شوخ رنگ یار کی انگیا کا پان ہے

گر نفس پر ہو فتح یہی دل کی جان ہے
در پیش اگر شکست ہو تو کسر شان ہے

پہر کیون ہمارے قتل کا بیڑا اوٹہا لیا
وہ سبز خط حسین اگر دہان پان ہے

جیتے ہین تیرے عشق کی گرمی سے سب حسین
ای آتشین عذار تو پریون کی جان ہے

کس کس کے دل نشان ملامت ہون دیکہئے
دست فلک مین روز قزح کی کمان ہے

کیا باب پانچوان ہے گلستان کا روبرو
لوگون کو میرے باب مین ناحق گمان ہے

اک ہی روش کی چال ہے دونونکی ظلم مین
گو چرخ کہنہ گرگ ہے وہ نوجوان ہے

روشن ہے احتیاج فلک نان مہر سے
نادان ہے جو اس سے طلبگار نان ہے

کچھ ہڈیون کی بیٹ کے کتون کو کیا کمی
آیا دجب تلک ترا دستار خوان ہے

آتا ہے میرے خانۂ دل مین اک انکو
اپنے مکان مین آپ ہی وہ مہمان ہے

پرتو ہے سب کچہ اپنے ہی اک دم کے ساتہہ ساتہہ
سچ کہتے ہین کہ جان جو ہے تو جہان ہے

ناز بانکا تری ادا بانکی
چال بہی تیری دلربا بانکی

ترا ہر ستم ہے بانک سے تیز
قتل کرتی ہے کیا جفا بانکی

ایک بانکا ہلاک کرتا ہے
کیا نہ ہو جائیگی فنا بانکی

ٹوپی بدلی کہ ہو گئے تیڑھے
لوگ کرتے ہین کیا دغا بانکی

دیکھئے زلف کج نہاد پری
نظر آتی ہے کیا بلا بانکی

جب نہین کہدیا گلا کاٹا
کیا نکالی غضب صدا بانکی

بانک پن ہی تو ہو گیا ثابت
ہر کلائی ہے دلربا بانکی

کان کی بانک سے یہ سنتا ہون
معدن حُسن ہے سدا بانکی

تیری طینت مین راستی کیا ہو
جبکہ پیدا کرے خدا بانکی

اس چمن مین اگر وہ گل نہ ملا
راہ لی مین نے بھی بیابا نکی

یار کو ہے ہوائے سیر چمن
ہے بہار آج کل خیابانکی

کھوگئی غزل ہے ای پیر لو
اس غزل کے سوا بھلا بانکی

فیصلہ چاہئے پھر اور یہ جھگڑا کیا ہے
جانتا ہون کہ دل آزار کا منشا کیا ہے

میہمان سب یہان دو دن کے لئے آ آ کر
دیکھ لیتے ہین کہ دنیا کا تماشا کیا ہے

انکھ سے ہم نے تجھے مردے جلاتے دیکھے
اک سنی بات ہے اعجاز مسیحی کیا ہے

حاصل عالم ہستی ہے یہ اپنی ہستی
آپ کو دیکھ لیا جب تو نہ دیکھا کیا ہے

مین تو مشتاق سخن ہون ہی کہدون کیونکہ
پوچھتے ہین وہ زبان سے کہ تمنا کیا ہے

خواہش اس ظالم بے پیر نے پوچھی تو کہا
حسرت انصاف کی ہے اور تمنا کیا ہے

بندہ ہر حال مین مجبور ہے اللہ مختار
کچھ خیال آج کا اندیشۂ فردا کیا ہے

انکھ کھلتے ہی تو غفلت کے مزے بھول گئے
سچ کویا د نہین خواب مین دیکھا کیا ہے

دو سے لینے نے نہ چھڑا کہ یہ تقصیر ہوئی
ای پیری پھر بشریت کا تقاضا کیا ہے

جان دینے کا نتیجہ یہ ہوا آخر کار
کبھی دلدار نے پوچھا نہین منشا کیا ہے

بے تکلف رہو کیا بات حیا کیون آئی
یہ تو خلوت ہے یہان دخل کسیکا کیا ہے

بت بنے وہ مرے اظہار طلب پر صد شکر
خامشی نیم رضامندی ہے کہنا کیا ہے

چور کی داڑہی مین تنکا یہ مثل ہے مشہور
پوچھتے ہین وہ تمنا سے تمنا کیا ہے

دیکھو یہ وصل کی فرصت ہے غنیمت ای جان
فیصلہ ہے یہی انصاف کا جھگڑا کیا ہے

جبر معشوق پر ای واہ سزاوار نہین
چال ایسی ہی جو اوندی ہے تو چلتا کیا ہے

جو کہ نظرون مین سمایا وہی منظور رہا
دوسرا ہم نے سوا ایک کے دیکھا کیا ہے

سیر گلزار جہان خوف و رجا مین ہے مدام
سخت محنت ہے حقیقت مین تماشا کیا ہے

وہ پری جانے کو ہے خاک مین اپنی دیکھون
جان جاتی ہے اگر جسم کی پروا کیا ہے

ایک نخوت تو ہے منظور نظر آٹھ پہر
جھوٹ کہتے ہو کسیکی مجھے پروا کیا ہے

خوش گلو جتنے ہین بیباک نہین ہین دم بھر
منہ سے بولین بہی مگر حلق مین کھٹکا کیا ہے

دوست اپنا ہی جو پروا نہین کرتا میری
غیر کے غیر غلط کہنے کی پروا کیا ہے

جب سے وہ پاس نہین پاس بد و نیک نہین
کیا خبر مجکو برا کیا ہے اور اچھا کیا ہے

غم عالم دل عاشق سے یہ کہکر نکلا
گھر پرایا ہے یہان کام ہمارا کیا ہے

حرف علت جو نہو بیچ مین یہ خط سے
گال کو تیرے کہون گل تو اچنبا کیا ہے

ہمین پروا ہے بہر حال کہ ہین اہل نیاز
بے نیازی ترا شیوہ تجھے پروا کیا ہے

سوچیئے حاصل اظہار سے بے پروائی
پھر دوبارہ نہ کہین آپ کہ پروا کیا ہے

نہین رہتی ہے جوانی مین بڑاپے کی خبر
شبکو معلوم نہین صبح کو ہونا کیا ہے

جب نئی شکل نظر آئی تو مردم نے کہا
یا الٰہی تری قدرت مین ابہی کیا کیا ہے

تیرا خود بہی پردا ہے تو پہر کیسی شرم
خواب مین آنے سے ہشیار کہ پردا کیا ہے

اسی مین تو ہین دنیا کے بکھیڑے پرتو
جب خودی اپنی مٹا دی ہے تو جھگڑا کیا ہے

ہر ملاقات مین جہگڑا سبب اسکا کیا ہے
کہدے جہگڑا لو زبان سے ترا منشا کیا ہے

بیٹھنے پاس مرے تنگ تو ایسا کیا ہے
ہاتھ اوٹھا نا ہی خطِ دست مین لکہا کیا ہے

خانۂ دل مین بتو دخل کسیکا کیا ہے
کعبتہ اللہ مین بندون کا اجارا کیا ہے

زیست بہر مطلب نادان ہے فتیلہ تعویذ
نقش تقدیر کا لیکن نہین دیکہا کیا ہے

آئینہ خانہ حسینون کے لئے ہے دنیا
غیر خود بینی انہین اور تماشا کیا ہے

ای پری کیا کوی جن سر پہ چڑہا ہے تیرے
توبہ لاحول ولا وصل مین جہگڑا کیا ہے

صاف خوش چشم کی غفلت سے ہے تعبیر مراد
ورنہ در پردہ یہان خواب مین آنا کیا ہے

رہ رہا ہے جو کوی ٹوٹ کے پیکان قاتل
دل مین پہر کانٹے کے مانند کہٹکتا کیا ہے

جان دیتے ہین جو بیدل او نہین اسکا غم کیا
دل تو لے بیٹھے ہین جان دینے کی پروا کیا ہے

صاف تو رشک گل و سنبل و سرو و نرگس
آگے قد کے ترے گلشن کا سراپا کیا ہے

زلف بکہری جو نہین کان کی بجلی کے قریب
برق اور ابر کا دلچسپ تماشا کیا ہے

شرح خط سے ہے سر دست نمودار تمام
متن کا روی کتابی کے خلاصا کیا ہے

غصہ ہو گریۂ فرقت پہ مرے وہ تو کہون
یہ تو ہے موسمی برسات گرجنا کیا ہے

آئے شیشے کی پری بہی تو نہین خاطر مین
کیا خبر مست محبت کا ارادہ کیا ہے

جان لینا ہو اگر جی مین تو لے بسم اللہ
دمبدم غفلت بیجا کا تقاضا کیا ہے

مہر ہی مین ہے نہ بے مہری مین ثابت قدمی
پہر تو آفت ہے قمروش کا ارادا کیا ہے

منہ لگایا ہوا پیارے کا ہے غصا کیا ہے
جان پر اپنی جو بن ہی گئی بگڑا کیا ہے

جلنے دو ہجر شب وصل سے غصا کیا ہے
روز قسمت سے بنی لطف اوٹہا جہگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹہایا ہوا پاتا ہون محبت سے تری
چیر کر دیکہہ دلِ غیر مین بیٹھا کیا ہے

اس زمانے مین جہانگیر ہوی بوالہوسی
سو مین اک بہی نہین واقف کہ سلیقا کیا ہے

ہجر مین تم نے کیا وصل مین ہم نے بیزار	اسکا غم کیا ہے گلہ کیا ہے بکھیڑا کیا ہے

شور پھر کیون نہ کرون ہجر مین مانند موج	مجھ سے ای بحرِ ملاحت یہ کنارا کیا ہے

جب سے تو گود مین ہے مجکو نہین اسکی خبر	آرزو کیا ہے ہوس کیا ہے تمنا کیا ہے

شکوہ مطلق نہین وہ طفل حسین ہے جو شریر	کہئے پھر اور لڑکپن کا تقاضا کیا ہے

ہاتھا پائی ہے شب وصل کے جھگڑون کا عوض	تم نے بدلا تو لیا خوب یہ جھگڑا کیا ہے

کیون جی دل جبر سے تم نے لیا ہم نے بوسہ	قصہ فیصل ہے مساوات ہے دعوا کیا ہے

چین لٹ جائیگا ہو جائیگی رغبت کو شکست	خانہ جنگی کا تری اور نتیجا کیا ہے

اہل ظاہر کو خبر اسکی نہین کیا بتلائین	بتکدہ کیا ہے حرم کیا ہے کلیسا کیا ہے

یان کسیکا ہے تولد تو کسیکی ہے وفات	غور سے دیکھئے دنیا مین کہ ہوتا کیا ہے

کوی خندان ہے خوشی سے کوی غم سے گریان	غیر رعنائی یہان اور تماشا کیا ہے

گھٹتا جاتا ہے مگر ہوتا ہے اوس سے دوچار
پر تو اوس مہر کو مہ چرخ پہ سمجھا کیا ہے

لطف سیر چمن دہر کا کہنا کیا ہے	یہان رنگینیٔ قدرت کا مزا کیا کیا ہے

کون ہے رنگ کی صورت رخ ہر گل سے عیان	کون بو بنکے نہان ہے یہ معما کیا ہے

زلف سنبل کی پریشانی ہے کسکا لٹکا	لالہ کے سینے مین یہ داغ ہے کسکا کیا ہے

کون ہے مردمک دیدۂ نرگس دیکھو	گوشِ گل کے لئے ہے سامعہ کسکا کیا ہے

کس طرناک کی ہے ناک کلی چمپے کی	کان کس کان نزاکت کا ہزارا کیا ہے

چشم انگور کو کس مست کی ہے تاک مدام	مردمو دیکھو یہ پرکیف نظارا کیا ہے

گل کے آئینہ مین ہے کسکی شگفتہ طبعی	نہ کھلا کسکا لب بستہ ہے غنچا کیا ہے

کسکی دلچسپ ہوا ہے سبب خندۂ گل	کسکی ناسازی ہے بلبل کا ترانا کیا ہے

کون ہے صورت جان دیدۂ مردم سے نہان	کون ہے جسم کے مانند ہویدا کیا ہے

یون جو گل چاک گریبان ہے بہار و نہین سدا
کس کی وحشت کا یہ بیہمات تقاضا کیا ہے

کون قمری کیطرح طوق ولا مین ہے اسیر
روش سرو دل آزاد ہے کس کا کیا ہے

کون لاکھون مین بہی یکتائی کی بو سے ہے بہرا
کون ہے نکہت دلچسپ ہزارا کیا ہے

خرمن نور کے اوس مہر کے ہین خوشہ چین
کہکشان کیا ہے سہا کیا ہے ثریا کیا ہے

کچہ سمجہ مین نہین آتا ہے کہ یہ سیر ہے کیا
رنگ و بو کیا ہے صبا کیا ہے شگوفا کیا ہے

مہر و بے مہری کا ارمان نہین زیبا پرتو
مہر کیا چیز ہے بے مہری کا معنی کیا ہے

لو ایک شمع حسن سے آخر کہین لگی
آتش متاع صبر کو ای ہمنشین لگی

بیداریان ہین آنکہہ جو اپنی کہین لگی
کہنا عبث کہ آنکہہ ہماری نہین لگی

شاید کہ میری آبروریزی ضرور ہے
پانی سے آنکہہ کے جو سجہی ہی نہین لگی

ہو جائیگا قباحت قسمت کا اختتام
عاشق کے ہاتھ اگر شب وصل حسین لگی

سمجہا مین یہ سعادت دارین ہے حصول
جب اوسکے آستان سے اپنی جبین لگی

موذی کا مال بعد فنا دستیاب ہو
زنبور مارے جائے تو ہاتھ انگبین لگی

مین نے گلا کیا تو ہنسا کہلکہلا کے وہ
کیسی یہ بات دل کو ترے مہ جبین لگی

مہر و ستم مین دونون جدا گانہ لطف ہے
تیری نہ کوی بات بری ای حسین لگی

ٹہنڈے ہوے ہین تفرقہ انداز کے جگر
آنہون سے میری آگ کسیکو نہین لگی

پہر تو پر ایک رات کبہی مہربان ہو
بے انتہا ہے مہر کی ای مہ جبین لگی

جب چال ہین یون حشر کی نوبت ہو کسیکی
قامت ہو کسیکی تو قیامت ہو کسیکی

وہ جب مرے مایل ہوے لائے یہ زبان پر
ہان دل ہین کسیکے نہ محبت ہو کسیکی

دیکہا اوسے انکہون نے دعا کی جو زبان نے
انعام کسیکو ملے محنت ہو کسیکی

ناسازیٔ قسمت سے ہے سوزِ دل شیدا
تم اپنی ہی لئے پر رہو کچھ گت ہو سکیگی

آہون سے فلک چادرِ مہتاب جلاؤن
جب چودھوین شب بہی شب فرقت ہو سکیگی

ہاتھون کی طرح ناک ہی کاٹون سرِ محفل
مضمون مین اپنے جو خیانت ہو سکیگی

دامِ ہوس وآز مین آجاے جو دایم
دانائی کے پردے مین حماقت ہو سکیگی

نقارۂ گردون کی صدائین تو یہی ہین
قایم نہ ہمیشہ یہان نوبت ہو سکیگی

تنہائی مین ہر وقت دعا ہے یہی میری
ارمان اسی کا ہے کہ صحبت ہو سکیگی

پرتوؔ پر اوسی مہر کی ہو مہر خدایا
کچھ رنج نہین گر نہ عنایت ہو سکیگی

مایل نہ طبیعت مری صورت ہو سکیگی
صحبت مین گذر جاے نہ فرقت ہو سکیگی

ہان صاف سناتا ہون کہ چھیڑا نکرے پھر
جب چھیڑ سے چڑ جانے کی عادت ہو سکیگی

دوری مین بہی نزدیک اگر دل سے ہم ہین
کیا پاس ہی رہنے کی ضرورت ہو سکیگی

مفت اپنی سمجھ سے کبھی محتاج نہ سمجھو
ہر حال مین تم آپ ہی دولت ہو سکیگی

کیا اسکا علاج آپ تو کہلائین مسیحا
اور مفت مین سکرات کی حالت ہو سکیگی

یاد آتی ہے قامت کوی صحراے جنون مین
اچھا اسی میدان مین قیامت ہو سکیگی

آجاے نظر گر شب گیسو شب فرقت
مر سے گئی آئی ہوی شامت ہو سکیگی

صبح شب وصل اونکو یہ مطلب کی سنائی
گھر آئے ہوے جانے اجازت ہو سکیگی

وہ کوی طبیعت کہ عداوت کئے جانا
اور یہ بہی کوئی دل کہ محبت ہو سکیگی

محشر مین بہی ایک کشش پیچ رہا ساتھ
ہے ہے نہ کہین چار مین ذلت ہو سکیگی

ای مہر جبین پنجۂ گردون سے نکالون
ہو تم جو امانت تو خیانت ہو سکیگی

پرتوؔ اوسے مطلب نہین کچھ مہر و ستم سے
جب ناز اوٹھانے کی طبیعت ہو سکیگی

گلزار آرزو کی ہوا کیا بدل گئی — بے اختیار ہو کے طبیعت سنبھل گئی

اک بت کے پیچ زلف سے بندہ نکل گیا — حق نے کرم کیا کہ بلا سر سے ٹل گئی

وعدے کا وقت ٹال کے اوس شوخ نے کہا — اچھی گھڑی ہتی آج بلا سر سے ٹل گئی

وعدے کی رات توپ چلے آنے کی ہتی بات — ہیہات رہ ہین صبح کی بہی توپ چل گئی

آگے سے بڑہ کے اوسہی انکھون مین کہب گیا — خوش چشم پر نظر جو مری آج کل گئی

مجکو دکہا کے پوچہتے ہین وہ یہ کون ہے — صورت بھی اپنی اونکی نظر سے نکل گئی

گہر مین جو بیٹھے بیٹھے ہوا انقباض کچہ — نکلا اگر سواری طبیعت بہل گئی

خوش خوش ہین اپنی زلف مین دل پہانسکر مرا — بہولے ہین یہ کہ شاخ مطالب کی پہل گئی

ممکن نہین نصیب سبک وضع تمکنت — ربڑ کی گولی دیکہو کہ گر کر اوچہل گئی

پرتو ہے کوی یار کا یہ حال آج کل
سکوچے ہمارے کاٹنے تلوار چل گئی

دیکہا نہین پہر اوسنے ہمارا جگر کبہی — تیرِ نظر چلاے نہ بارِ دگر کبہی

فرصت سے اتنی آتے نہین وہ ادہر کبہی — اک جائے ملکے بیٹھے نہین دوپہر کبہی

ظالم سے چشم عین عنایات کور ہے — بیداد چہوڑتا نہین بیداد گر کبہی

اک گہر کے بدلے خانۂ ہر دل مین گہر کیا — باہر جو انکہہ سے ہوی اونکی نظر کبہی

عاشق کو بزدلی سے رہا تنگ اسقدر — کہنے کو آہ بھی نہوی پُر اثر کبہی

مجروح نازِ شاہدِ خاموش لب جو ہون — ای دل کہلا نہین لبِ زخمِ جگر کبہی

لائیگا ایک دم کوی شاید جواب صاف — لایا نہین جواب کوی نامہ بر کبہی

بیچارہ یہ مریضِ محبت وہ چارہ گر — کم بخت ذی شعور نہین چارہ گر کبہی

جی مین ہے اب بڑہاپے مین کرونگا التجا — ہوتی نہین دعاے سحر بے اثر کبہی

اندیشہ ہے اونہین کہ عدم کا نہو گمان — تلوار اسلئے نہین زیب کمر کبہی

پر توؔ شب فراق تاسف اسیکا ہے
ہوتی تھی ایسی راتین خوشی مین بسر کبھی

مہربان جھوٹی عنایت کبھی ایسی تو نتھی
کیا سبب ہے کہ محبت کبھی ایسی تو نتھی

فصل کے ساتھ حرارت بھی جدائی کی غضب
شہر مین گرمی کی شدت کبھی ایسی تو نتھی

دل کے آجانے سے کچھ اور ہی رونق آئی
پیاری پیاری تری صورت کبھی ایسی تو نتھی

غیر کے نام سے منہ اپنا بناتے ہین وہ
للہ الحمد کہ نفرت کبھی ایسی تو نتھی

کس پر آئی ہے کہ جاتا رہا آرام تمام
یا خدا اپنی طبیعت کبھی ایسی تو نتھی

بات کی بات مین کیا جلد بدل ہی گیا رنگ
زود رنج اونکی طبیعت کبھی ایسی تو نتھی

بول بالا ہوا کیسا مری صحبت مین ترا
بھولی باتون مین فصاحت کبھی ایسی تو نتھی

امتحان عاشق دلگیر کا منظور ہوا
خیر باشد تری عادت کبھی ایسی تو نتھی

سیکڑون ظلم و ستم کی ہے سمائی کیونکر
اوس دل تنگ مین وسعت کبھی ایسی تو نتھی

یاد آئی ہے کسی شوخ کی ہنستی صورت
شاد پر توؔ کی طبیعت کبھی ایسی تو نتھی

ہمقافیہ بہ غزل شریف مدراسی اوستاد حضور مصنف دام اقبالہ

نہ زوال اچھا ہے مہ کا نہ کمال اچھا ہے
ایک انسان ہین کہ انکا ہی جمال اچھا ہے

کیون نہ دل دیکے خریدونگا مین سینۂ اونکا
بیش قیمت وہی ہوتا ہے جو مال اچھا ہے

خاکساری کی فلک سیر کو کیفیت کیا
جام خورشید سے ہر جام سفال اچھا ہے

کچھ نہین کے سوا اس دور مین مطلب ہی نہین
صاف مہمل ہے سراپا یہ سوال اچھا ہے

مست ہو حال مین اپنے ہی نہین ہو صاحب
مری کیا پوچھتے ہو آپ کا حال اچھا ہے

ہے شرفیاب نظر مہر رخ یار سے روز
اک مہینا ہے یہان کیا کہ یہ سال اچھا ہے

ہاے کس دور مین پیدا کیا اللہ نے مجھے
نہ حرام اچھا ہے اب کا نہ حلال اچھا ہے

چشم بد دور سُہاتا ہے نہایت پیارے
گورے منہ پر ترے کالا جو ہے خال اچھا ہے

سال بھر اک مہ بے مہر مرے ساتھہ رہا
اس برس بارا مہینون کا ہلال اچھا ہے

اوسے چکر ہے فلک پہ اسے پہلو مین قیام
مہر سے بھی کسی بے مہر کا گال اچھا ہے

منہ وہ رویا مین جو دیکھا ہوا بوسے کا خیال
رات کے خواب کا **پرتو** یہ خیال اچھا ہے

دل گرفتار بتان ہوتا ہے
سخت بیتاب و تُوان ہوتا ہے

بد زمانے مین نہین اسکے سوا
رحم خوبون مین کہان ہوتا ہے

دل بیتاب کا اللہ حافظ
راز پوشیدہ عیان ہوتا ہے

ان بتون مین ہے شرارت پنہان
شرر سنگ نہان ہوتا ہے

بیدمانون کی عجب باتین ہین
وا ہمارا بھی دہان ہوتا ہے

پیر گردون کا نگہبان خدا
بُتِ بے پیر جوان ہوتا ہے

آہ کو چاہئے خم گشتہ بدن
تیر محتاج کمان ہوتا ہے

دیکھتا ہون جو حسینون کو بغور
مجھے دلبر کا گمان ہوتا ہے

کیون نہ محشر کی تمنا ہو مجھے
فیصلہ سب کا وہان ہوتا ہے

آسمان اور زمین پر یکسان
اونکے ستانے کا سمان ہوتا ہے

یاد آتا ہے منہ اوسکا **پرتو**
مہر جب نور فشان ہوتا ہے

حسن تیرا پاک اک لاریب ہے
چاند سورج مین گہن کا عیب ہے

جاننا تیری کمر کے حال کا
واقعی دلدار علم غیب ہے

کو لئے خورشید کا ہے یہ جنون
کس لئے تکمتر سے سحر کا جیب ہے

ایک شب مین ختم ہے شباب فلک
صبح کی آمد سے ہمرہ شیب ہے

یار اچھون مین برائی کیا ضرور
ظلم کرنا سخت تم مین عیب ہے
کوئی چیز اللہ سے چھپتی نہین
حق تعالی عالم ہر غیب ہے
یار بے پر کی اوڑاتا ہے مدام
ہان زمین پر وہ پری لاریب ہے
اہل دنیا کا تشین کید سے
مکر کی تہیلی ہے جسکا جیب ہے
فرق حیوان اور انسان مین وقوف
آدمی کو بیوقوفی عیب ہے

مہر ہی کو اک نہین پرتو زوال
آدمی کو بہی شباب و شیب ہے

انکھون مین جان اگئی ہے انتظار سے
سکرات مین ہون آرزوی دیدیار سے
آئے کہان ہزار ہمارے شمار مین
گل خار کہاتے ہین مرے گل کی بہار سے
گلزار دہر مین وہ سراپا بہار ہون
لالہ ہے داغدار دل داغدار سے
دوری سے اوسکی راحت و آرام دور ہین
بیکل ہے جان زار دل بیقرار سے
مختار ہے خدا دل بے اختیار کا
جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
اب خواب مین بہی دیکہنا دشوار ہو گیا
وہ بہی تہے دن کہ رات کو ملتے تہے یار سے
بے یار میری آہ سے ہے کیا سحر سیاہ
طاری سواد شب ہے گریبان کے تار سے
میٹہی نظر سے دیکہنے پر کیون ترش ہوے
پیارے ہو دل کے دیکہو نہ کیون تمکو پیار سے
میٹہی نگہ سے دیکہتا ہے وہ کنارہ کش
لذت ملی ہے کچہ مرے بوس و کنار سے
دولت فقط ہے عالم ہستی مین اعتبار
بندون کو اپنے رکہے خدا اعتبار سے

لالے ہین باغ دہر مین پرتو اب اسقدر
نرگس نے تاک باندہی ہے اونکے عذار سے

ہزار بار لیئے بوسے پہر حیا کیا ہے
ہنوز غنچہ دہن مجہ سے چونچلا کیا ہے
گلا کیا اگر اک کچ ادا گلا کیا ہے
قصور فہم ہے ورنہ مری خطا کیا ہے

ترے دماغ کا لازم ہے تنقیہ پہلے
طبیب عشق کے بیمار کی دوا کیا ہے

دلون کو مفت دکہاتے ہین کسلئے حاجی
طواف کعبہ سے ان لوگ کو ملا کیا ہے

تمہارے واسطے اچھی بری سنی سب کی
خبر نہین ہے کہ قسمت مین اور کیا ہے

ہے فرض مذہب عاشق اطاعت معشوق
روا کیا جو مرا خون ناروا کیا ہے

عبث خراب ہوا ہون مین دیر عالم مین
بتون نے پوچہا نہین بندۂ خدا کیا ہے

ہماری آہ کی تاثیر دیکہینگے جو کبہی
سمجہ وہ لینگے کہ اندازۂ ہوا کیا ہے

عمل ہے زلف سیہ کا حسینون کے منہ پر
پری کی جان پر اللہ یہ بلا کیا ہے

پڑہا لکہا ہی جو سب کچہ تو اس سے کیا حاصل
خبر نہین کہ جبین پر لکہا ہوا کیا ہے

وفا کی بات فقط منہ سے دمبدم لیکن
جفا سے مطلب دل بانیٔ جفا کیا ہے

دکہا رہی ہین تری چشم مست کیا کیا لطف
ہمارے دور مین جام جہان نما کیا ہے

بجائی تالی جو گانے مین ہو گئے رنگین
کف نگار کو پہر حاجت حنا کیا ہے

عجب ضلالتون مین ہے جماعت نیچر
یہ کور فہم سمجہتے نہین خدا کیا ہے

کشاد دولت کا مطلب بتائیے قاصد
لفافہ بند الگ خط الگ کہلا کیا ہے

ہر ایک بات پر اونکی نئی ادا کیا خوب
وہی ہنوز تجاہل کا پوچہنا کیا ہے

او داسی چہائی ہوئی رہتی ہے جدائی مین
اسے یہ دل لگی دل سے مرے سدا کیا ہے

وہ مہربان شب و روز و ماہ و سال رہے
پہر اور پیرتو شیدا کا مدعا کیا ہے

ق

کام ناصح کو ہین نصیحت کے
یہ بہی پتلے ہین کیا حماقت کے

مین نے مانا کہ تم پری ہو مگر
نہو ممنون جہوٹی نخوت کے

دم بہر آئینہ خانے مین تو چلو
دیکہو دو چار اپنی صورت کے

عجب آرام آجتک پایا
سر پر احسان ہین کنج عزلت کے

گلبدن ہانتھ آئے ای بلبل
ترے خط کو کہون نوشتۂ بخت
ہوش تک بہی کہین شریک نہین
سب کے سبکو نہین لغیب وقار
عشق کا ہے صلا بلائے فراق

چو سنچلے ہین تمام جرات کے
خط جبین پر ہین اپنی قسمت کے
اس جہان مین خراب حالت کے
بندے سب گو ہین رب عزت کے
شکرئے آپ کی عنایت کے

مہر بے مہر دیکہے تو کہل جائین
معنے پیرلو ہماری رغبت کے

ای بتو ایسا نہ ترساؤ خدا کے واسطے
آج منگل ہی سہی جاؤ خدا کے واسطے
ای ستم آرا مری تقدیر پر پتھر پڑے
دیکھکر طفل برہمن کو جو غش آیا مجھے
انکو اور مجھکو ہے ایذا راتدن کی بے سبب
طائر قبلہ نما کی طرح مرغ دل کو ہاے
ہوش دوری سے تمہاری دور ہو جاتے ہین
ہجر مین کہانا نہین تو کہانے کا غم ہی سہی
غفلت لینے حال سے ای لاابالی تا کجا
آج اگر یون ہو گیا ہے خیر کل آسکتے ہین
دشمن جان کا ہوا ہر عشق تو کہتے ہین دوست
بیحیائی تا کجا عزت فروشی تا بکے
حضرت دل صبح وصل یار آتی ہے قریب
ای بتان ہند کوئی انتہا ہی ظلم کی

مجکو صورت اپنی دکہلاؤ خدا کے واسطے
دوستو بے پیر کو لاؤ خدا کے واسطے
سخت ایسا ہی نہ ہنجاؤ خدا کے واسطے
ڈر کے بولا ہوش مین آؤ خدا کے واسطے
حضرت ناصح کو سمجھاؤ خدا کے واسطے
ای بتو ما یوں نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے
بس ہمارے پاس آجاؤ خدا کے واسطے
حضرت دل کچھ نہ کچھ کہاؤ خدا کے واسطے
بات میری دہیان مین لاؤ خدا کے واسطے
جہوٹے وعدہ پر نہ پچھتاؤ خدا کے واسطے
دل نہ دینے کی قسم کہاؤ خدا کے واسطے
ای خدا کے بندے شرماؤ خدا کے واسطے
ہجر کی شب مین نہ گہبراؤ خدا کے واسطے
مر رہا ہون رحم فرماؤ خدا کے واسطے

کیا کرون مجبور ہون رخصت نہین دیتا ہے دل
کہتے ہین آرام فرماؤ خدا کے واسطے

بوسہ مانگا تو اشارون مین کہی اوسنے یہ بات
لوگ آجائینگے تم جاؤ خدا کے واسطے

آتش افروزو تمہین کیا ہم جلینگے رات دن
اوس بہبو کے کو نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

مہربان دن تو نکل جائینگے رہجائیگی بات
چندے میرے پاس رہجاؤ خدا کے واسطے

اوس بت بے مہر کا غم ہی سہی کڑھ جائین کیون
پرتوؔ اپنے دل کو بہلاؤ خدا کے واسطے

کیا برے وقت زبان بخت نے کھولی تیری
آج بلبل کوئی سنتا ہین بولی تیری

رنگ کے بدلے کوئی کھیلیگا خون سے ظالم
اب قریب آتی ہے ای دل کہین ہولی تیری

لب و دندان کا جو دیدار ہوا ای دل تجھکو
در و یاقوت سے بھر جائیگی جھولی تیری

ای جفا کار ترا قہر ہے یا کوی تفنگ
غیر ممکن ہے بچائے کوئی گولی تیری

خوش کرون اسقدر ای گل ہین شب وصل تجھے
ایسا پھولے کہ بہت تنگ ہو چولی تیری

پاؤن پھیلائے ہوے سو گیا آرام کے ساتھہ
مری قسمت کی کہانی ہوی لولی تیری

واقعی تو بھی کسیکا ہے کوی قہر غضب
ای اجل کوی بچا تا ہین گولی تیری

مطرب اس ٹھاٹھہ سے دہن اونکے خیالونکی بندہی
بزم مین رنگ جماتی ہہین ہولی تیری

تری ای حور محرم کی نقیری ہے عجب
بھر گئی میوۂ فردوس سے جھولی تیری

تو کہان فقر کہان مانگ کے کہالے مسکین
ایک دو لقمے کی محتاج ہے جھولی تیری

گدہ گدا کر دل شیدا نے تباہی چہاتی
گدگدی کی جگہہ جب مین نے ٹٹولی تیری

موذیون کے نہ مکانون مین بنا ای زنبور
شہد لٹ جائیگی چھٹ جائیگی پولی تیری

دیکھتے ہی دل آشفتہ مرا سب بھولا
چشم بد دور کہ صورت ہے یہ بھولی تیری

رو دیا یاد رخ رنگین مین تہا لبکا مجھے دھیان
عرق گل مین یہ مصری ہاہی گھولی تیری

راز کی بات نہ کم ظرفون سے بول ای پرتوؔ

کہین کر بیٹھنگے نادان ٹھٹھولی تیری

جب چال نظر آئی کسی رشک پری کی — چل جانے کی حالت ہوی ہر کبک دری کی
اوس گل نے اگر چاندنی مین جلوہ گری کی — خود چادر مہتاب بہی چادر تہی زری کی
دہن ہے مجھے ای شوخ تری جلوہ گری کی — چڑہتی ہی نہین آنکہہ مین صورت بہی پری کی
اس جشن مین قندیل سوا سو ہین جو روشن — وہ چند سے بڑہکر ہے ضیا بارہ دری کی
اک میری ہی تقدیر سے کہوٹی ہوی افسوس — ورنہ کوی بات اوسنے کبہی کی تو کہری کی
جائے نہ تری زلف کے کوچے سے چمن کو — کہل جائے اگر آنکہہ نسیم سحری کی
پر کٹ گئے پہر اوڑہنے کی امید ہوی قطع — تعزیر کبوتر کو ملی نامہ بری کی
بیداد سے ظاہر ہے عیان راجہ بیان واہ — کچھ پوچھو نہ روداد مری بے جگری کی
محتاج بہی ہے تو ترے در ہی کا گدا ہے — عادت نہین بندے کو کبہی دربدری کی
کیا بات ہے گلگون سمن بر کی عزیزو — ہے بول سے اسکے تہ ا نمو مولسری کی
کیا ہند کے ہر فرد مزارع پہ ہے بیداد — ہر کہیت مین ہوتی ہے فقط بیک دری کی
ہے تیغ تری چال کہ کٹ جاتا ہے دل مین — چلتی ہی نہین آگے ترے کبک دری کی
ای گل ہے تصدق ترے جوبن پہ زر گل — چڑیا بہی ہے سونے کی اور انگیا ہے زری کی

خورشید فلک زرد سراپا ہے جو پرتو
ثابت ہے کہ دیکہی ہے وہ پوشاک زری کی

اللہ ری حیا پردہ نشین رشک پری کی — پاؤن نے بہی دیکہی نہین پاپوش زری کی
جز حسرت وصل اور تمنا سے بری ہین — ہر شادی مین کہتی ہے یہی رسم بری کی
سمجھا کہ مجھے سونے کی چڑیا نظر آئی — شب خواب مین دیکہی تری انگیا جو زری کی
ہو جاتا ہے اپنا فرس طبع بہی کمری — تعریف مین چل کر تری نازک کمری کی
بیہوش ہوا جسکی نظر پڑ گئی ستجہ پر — کیفیتین ہین اور تری جلوہ گری کی

کیا تنگ کیا ہجر لب تنگ نے مجھکو
آنکھون مین سمائی نہین فی الحال تری کی

ہے مہر سے اوس ماہ کی وہ ابرہ اک انکھ
دو قوارون مین کھیتی مری حسرت کی ہری کی

گردشمین ہین ہرچند مگر پائی نہ ابتک
صنو ساتھون فلک نے بہی تری بارہ دری کی

کہلتے ہین گل داغ جدائی کے ہزارون
چال آہ مین ہے موج نسیم سحری کی

جام مئے دیدار ہے سونے کی کٹوری
آنکھون مین ہمیشہ تری انگیا ہے زری کی

چھوٹون سے بڑون کو بہی یہان کام ہے اکثر
دالان مین ہے چاندنی محتاج دری کی

ای سیم بدن خواب مین دیکھا ترا جوڑا
سونے نے دکھائی مجھے پوشاک زری کی

اوڑہ اوڑہ دکھاتا ہے مرا رنگ پریدہ
عاشق کی بہی تصویر مین صورت ہے پری کی

پچھلی سے جو وہ چاندنی پر کوٹھے کی آیا
حالت ہتی قمر مین بہی چراغ سحری کی

بو گل کی صبا لائی مگر رنگ نہ لائی
غماز مین بو باس نہین نامہ بری کی

انعام مین پائی جو کسی مہر سے پرتو
بدلی نہین خورشید نے پوشاک زری کی

پتلی کی طرح انکھ مین صورت ہے تمہاری
اک پردۂ غفلت ہے کہ فرقت ہے تمہاری

دشمن کے جلانے کو کرم کرتے ہین کچھ کچھ
مجھ پر بہت ای دوست عنایت ہے تمہاری

کیا قوت جذب دل مشتاق دکھاؤن
منظور نظر یار نزاکت ہے تمہاری

ہر ایک قدم فتنے ہزارون ہوے برپا
قامت نہین گویا یہ قیامت ہے تمہاری

بیداد ہے ظالم کے لئے جان پر اپنی
ای حضرت دل صاف حماقت ہے تمہاری

کہتے ہین چمک کر مری آہون کے شرارے
ہم خوب سمجھتے ہین شرارت ہے تمہاری

اک تیز چھری اپنے گلے کے لئے ہردم
ای مردم چشم آہ مروت ہے تمہاری

منظور ضیافت مری ہمراہ عدو ہے
دعوت نہین فی الاصل عداوت ہے تمہاری

تم مجھ سے نہ ملتے تو مزا زیست کا پاتے
احسان مرا بہی ہے جو منت ہے تمہاری

قابو ہے یہی چین کرو زیست بھر اپنی
ای کافرو دنیا ہی مین جنت ہے تمہاری

دل کے مرے آغوش مین رہنے سے نہ گھبراؤ
جانو کہ مرے پاس امانت ہے تمہاری

پرتو تمہین حال دل بے مہر ہے روشن
کیا روشنئ طبع کرامت ہے تمہاری

بیطرح مجھے یاد ہے دنرات تمہاری
منظور ہے ہر وقت ملاقات تمہاری

بہت جاتا ہے سینہ وہین ڈہل جاتا ہے جوبن
گل باغ مین جب دیکھتے ہین گات تمہاری

بینائی ہے آنکھون مین نہ گویائی دہن مین
خورشید کے منہ مین بھی نہین بات تمہاری

محتاج کسیکا نہ کرے اپنے کرم سے
برلائے طلب قاضئ حاجات تمہاری

بیکل ہے کوی دوست فراموش عزیزو
مقبول ہوی آج مناجات تمہاری

رکہا نہ قدم محتسب سبز قدم نے
ای شیخ مبارک ہے بہت ذات تمہاری

کس داؤ سے نقد دل مشتاق لیا ہے
بہولی نہین جاتی ہے میان گہات تمہاری

بدلی کی رضائی مین چھپاتا ہے فلک منہ
اس فصل مین دیکھی ہے جو بانات تمہاری

بے جرم تم انگشت نمائی نہ کرو آج
کل دیکھہ نہ لے آنکھہ مکافات تمہاری

اس زیست مین تو موت سے بڑھکر ہے مصیبت
ای غافلو ہر وقت ہے سکرات تمہاری

ترساتا ہے ان روز دن بہت ہجر شب لطف
وہ دن نہین اب دیکھون جو مین رات تمہاری

اس پرتو خورشید کے ستارونکا ہے یہ پہیر
ای مہر صفت دور جو ہے ذات تمہاری

ہمقافیہ بر غزل جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

چار دن کے لئے مہمان کہان جاتا ہے
ای دل اللہ نگہبان کہان جاتا ہے

نسخۂ لطف کا دیباچہ تظلم ٹھہرا
نامۂ یار سے عنوان کہان جاتا ہے

روٹھہ کر اوٹھتے ہی یہ کہکے بٹھایا اوسکو
ترے صدقے ترے قربان کہان جاتا ہے

کہو گیا وصل کی لالچ مین دل پچتہ خیال
طمع خام سے نقصان کہان جاتا ہے

کہا اوس شرم کے پتلے سے یہ صبح شب وصل
ای مرے سر بگریبان کہان جاتا ہے

غیر تھا حال جو چلنے مین کسیکا سر راہ
دل نے میرے کہا پچھان کہان جاتا ہے

خانۂ دل مین ہمارے ہے اسیکا کہٹکا
گہر سے اندیشۂ دربان کہان جاتا ہے

دوست اللہ کے وہ بندے ہین جو محسن ہین مدام
مجہ پہ ای بت تو کر احسان کہان جاتا ہے

مجہ سے پہلو تہی کرکے نہین جانا ای دل
مان کہنا تو مرا مان کہان جاتا ہے

جب وہ آتے ہی نہین آنے کا وعدہ کرکے
راہ تکنے کو مرا دہیان کہان جاتا ہے

ایسا آمادہ سفر ہے طلب مین کسکی
یون مرا دہیان بداوسان کہان جاتا ہے

گردش چرخ مین اسکو کوی گردش ہی نہین
یار کے آنے کا ارمان کہان جاتا ہے

ہے رخ و زلف کی دہن مین دل اب آمادہ سیر
ایسا حیران و پریشان کہان جاتا ہے

واعظو عاشق اصنام کو کافر نہ کہو
بات کی بات مین ایمان کہان جاتا ہے

تن تنہا جو ہے آمادہ سفر پر **پرتو**
دل مرا بے سر و سامان کہان جاتا ہے

ہنسی کس غضب کی ہے جانی تمہاری
چمکتی ہے کیا برق آنی تمہاری

تمہین کس نے پالا پہر آنسو کے لڑکو
وہی ناتوانی جو نانی تمہاری

شرارت نزاکت حیا زود رنجی
نہین کون ان مین یگانی تمہاری

ستم یا کرم یا ادا یا جفائین
طبیعت سے ہے ہر شی کی بانی تمہاری

نہ ایمن ہو **پرتو** کے پر خون دل سے
کہ خوش رنگ ہے یہ یمانی تمہاری

جدائی قیامت ہے جانی تمہاری
ہے تنہائی گویا نشانی تمہاری

غم و درد و لخت اور خون جگر سے
ہے منظور دل میہمانی تمہاری

حسین مثل فرہاد سر پہوڑلین ہی
نہ پائینگے شیرین زبانی تمہاری

یہ کسنے اوٹھایا ہے پردہ تمہارا
کہ جاتی رہی لن ترانی تمہاری

ہمیشہ نیا گل کہلا چاہتا ہے
شگوفہ ہے کیا بدگمانی تمہاری

دماغ آسمان پر نہو کیون ہمارا
کہ ہے ای قمر مہربانی تمہاری

بگڑ جائے ہوش ایسا کچہ بن نہ آئے
اگر دیکہہ لے شکل مانی تمہاری

گل اندامون کا سینہ غیرت سے پہٹ جائے
وہ جوبن دکہائے جوانی تمہاری

نشانی کا چہلا نہین ہی تو غم کیا
کہ ہے ہاتھہ ملنا نشانی تمہاری

غضب کی کہی سنکے دکہڑا ہمارا
مزیدار ہے جی کہانی تمہاری

گذر اشک ہی پر ہے ای حضرت دل
بہجاتا ہے اب جان پانی تمہاری

خدا مزرع حسن سرسبز رکہے
سہاتی ہے پوشاک دہانی تمہاری

ہنسی آتی ہے زرد روئی پر ایجان
نقاب اب جو ہے زعفرانی تمہاری

زبان تیغ دلبر کی کہتی ہے ہم سے
قیامت کی ہے سخت جانی تمہاری

کوئی مہربان جلوہ گر ہو جو پہر تو
توانائی ہونا توانی تمہاری

دل سے مین نے یہ کہا جب شب فرقت آئی
ای سیہ بخت حذر کر تری شامت آئی

ہر قدم فتنے جگاتے ہوے آئے وہ یہان
پیچہے سائے کی طرح ساتہہ قیامت آئی

لیک بے مہر کو اب غصہ غضب کا آیا
آسمان ٹوٹ پڑا جان پر آفت آئی

کیون نہو وصل کی سنکر دل عاشق مسرور
زہے تقدیر کہ معشوق کی دعوت آئی

بت کہون اوسکو تو بیجا نہین تشبیہ مری
روز اول سے طبیعت مین شرارت آئی

ہاتھہ سینے کو لگایا تو وہ چڑ کر بولا
پاؤن کیون حد سے بڑہا کیا تری شامت آئی

بے ترے تا نفس تنگ ہے فروزان ہر دم
جسم مین اپنے کہان سے یہ حرارت آئی

پھرے گوروں کے نظر سے مری آدھی بالکل / جب وہ مردم کو نظر سانولی صورت آئی
پھر گیا یک نظر آیا ہے رقیب سیہ رو / پھر مرے سامنے منحوس کی صورت آئی
ہوگیا عشرت جاوید سے دل مالا مال / گھر مرے سیم بدن لئے ہی دولت آئی
بوسہ اوس ترک کا کس جنگ و جدل سے پایا / ہاتھ یہ بعد لڑائی کے غنیمت آئی
اوس سے جب آنکھ لڑی لوٹ لیا صبر و شکیب / ہاتھ مردم کے سر دست غنیمت آئی
شکل نظارہ کہیں سینۂ دشمن نہ پھٹے / دوست کے وصل کی تقدیر سے نوبت آئی
روز سے زور مرض کا ہے زیادہ شب میں / رات آئی ترے بیمار پر آفت آئی
زلف بکھری تو پریشان ہوئیں آنکھیں اونکی / شب ہوئی مردم بیمار پر آفت آئی
اس شرف ہی سے لقب اشرف مخلوق ہوا / ہاتھ انسان کے جو اللہ کی امانت آئی
نام ذلت نہ کہیں کسلئے ناداری کا / مال آیا اگر اس دور میں عزت آئی
اشرفی آئی تو اشراف بنا دیتی ہے / زر کے آتے ہی سمجھ جاؤ شرافت آئی
باتیں کہنے کو تصوف کی جو آئیں دو چار / تو سمجھ جاتے ہیں نادان کو ولایت آئی

زر خورشید کو پیچھے میں سمجھ لیتا ہے
جب تنک ظرف کو پیری تو ذرا قدرت آئی

جب وہ مسعود قدم آیا سعادت آئی / بر سے اوٹھکر مری جاتے ہی نحوست آئی
خوب بدمست ہوا وہ جسے دولت آئی / چار دن مال کے ہاتھ آتے ہی نخوت آئی
خود فراموش رہے جبتک رہا آرام نصیب / یاد اللہ کی آئی جو مصیبت آئی
بعد مدت کے میسر ہوی مجکو شب وصل / روز تصدیع کے گذرے شب عشرت آئی
حسن کا خوب ملاحت سے مزا ہوتا ہے / کچھ نمک ملگیا جس چیز میں لذت آئی
ناتوانی رہی دوری ہاں ضعیفوں کی طرح / نوجوان پاس جو آیا مجھے طاقت آئی
چاندنی نے شب ہوی بزم تصور کے لئے / دھیان میں بھی جو تری چاند سی صورت آئی

خواب میں آکے کہا خون مروت ہے حرام
بے مروت کو مرے آج مروت آئی

دیکھئے منہ کی صفا سختی دل کی ہے دلیل
آئینہ رو جو ہوا دل میں کدورت آئی

سخت حیران و پریشان ہوا اللہ اللہ
بیٹھے بٹھائے بتوں پر جو طبیعت آئی

نازکی کے لئے محتاج تعلیم نہیں
حسن کے ساتھ حسینوں میں نزاکت آئی

اسکی منت مجھے کرنے کے لئے عار نہیں
مدتوں میں تو شب وصل بہ منت آئی

خواب کے عاشق و معشوق جو دیکھے باہم
آج ای ترک نہایت مجھے حسرت آئی

حسن ہی نقش محبت کا اثر کہتا ہے
اچھی صورت نظر آتے ہی محبت آئی

اوسکا دیدار مفرح ہے مریض غم کو
دل میں ہر مردم بیمار کو قوت آئی

ہجر میں بھی دل شیدا ہے ترا شکر گذار
آجتک یار زباں پر نہ شکایت آئی

عاشق زلف سیہ کی نہ طبیعت بدلی
سانپ کاٹے کبھی لب پر جو شکایت آئی

ق

نہ کیا محکمۂ حشر میں دعوی خون کا
دیکھتے ہی رخ قاتل کو محبت آئی

پیش داور جو یہ مجروح ہوا مجبورًا
زخم کے منہ میں زباں بہر شہادت آئی

لکھی مدحت رخ پرنور کی جب ای پرلو
مرے ہر نقطے میں خورشید کی طلعت آئی

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

اپنے نظارے پر اوسکی بھی طبیعت آئی
تو لی آئینے کا بولا کہ قیامت آئی

اوٹھ کھڑا مرے وہ سنکر گجر آفت آئی
صبح محشر آئی نہیں صبح قیامت آئی

غم بڑھا اٹھکے گھٹا بنگئی آہیں بجلی
زرق اور برق سے تمام شب فرقت آئی

کبک کی چال میں فتنے یہ بپا ہوتے ہیں
ناز سے آیا وہ کافر کہ قیامت آئی

چاک دل کی مرے تصویر ہے تشدید نہیں
حال رقت جو لکھا خامے کو رقت آئی

مری آہوں سے ہیں نقارۂ فلک کے پرزے
صور سے پہلے مرے صور کی نوبت آئی

آگئی شام جدائی کی نیا گل پھولا
عندلیب دل مشتاق کی شامت آئی

گریۂ جوش محبت یہ اثر رکھتا ہے
جس نے روتے مجھے دیکھا اوسے رقت آئی

خواب مین دیدۂ فتان نے جگائے فتنے
رات کو عالم غفلت مین قیامت آئی

جب ازل مین ہوی کفار کی قسمت دنیا
ہر مسلمان کی تقدیر مین جنت آئی

شمع پر رات کو پروانہ جو قربان ہوا
شعلہ خو بزم مین کیا ہی مجھے حسرت آئی

شوق خودبینی کا اونکو جو ہوا ان روزون
شکل آئینہ مین سکتا ہوا حیرت آئی

آج رویا مین رخ شاہ حسینان دیکھا
بخت بیدار ہوے خوابمین دولت آئی

دل جو آیا مرا اوسپر تو اثر دکھلایا
یعنے مجھ پر بھی ستمگر کی طبیعت آئی

ماہ رو سے جو ہوس مہر کی تھی پھر لقا کو
ایسی بر آئی کہ افلاک کو حسرت آئی

وصل سے جی نہ بھرا تھا شب فرقت آئی
طرفۃ العین مین فی الفور قیامت آئی

کل نظر آیا ہلال ابروکوی شام کے وقت
آج دم بھر نہ مجھے کل کسی صورت آئی

طالع چشم مین یہ دولت بیدار بھی تھی
ہاتھ اوس مصحف عارض کی تلاوت آئی

پھول نرگس کا نظر سے یہ گرا ہے کس کی
اسکے حصے مین نہ بو آئی نہ رنگت آئی

مرے گلرو نے جو پامال کیا آئی بہار
باس آئی گل قالین مین رنگت آئی

رنگ و بوی گل رخ سے یہ ہوا باغ سفید
پھر کسی گل مین نہ بو آئی نہ رنگت آئی

برق کو اونکی ہنسی پر جو تبسم آیا
ابر کو میرے لہو رونے پہ رقت آئی

فیصلہ خون کے دعوے کا ہوا محشر مین
جب شہادت کے لئے اونکی نزاکت آئی

رام ہونے لگا کچھ قلب بت نو انداز
شادیانے بجین اب فتح کی نوبت آئی

حشر مسجد مین مچاتا ہے سہی قد کا قیام
بارے اللہ کے گھر مین بھی قیامت آئی

نام کنجوس کا لیتے مین تو یہ کہتے ہین
صبح کو نام لیا فاقہ ہے نکبت آئی

ہم محبت کو بڑہانے کے لئے ڈرتے ہین
جب ذرا بگڑی تو اوتنی ہی عداوت آئی

پہنس گیا زلف مین دل تو مرا دم بہرتا ہے
دشمن جان کو کہان سے یہ محبت آئی

حضرت عشق کا اعجاز ہی سبحان اللہ
جن سے نفرت تہی اونہین سے مجہے رغبت آئی

آسمان رنگ بدلتا ہے حسد سے کیا کیا
پرتو اک ماہ لقا پر جو طبیعت آئی

ہمقافیہ بر غزل جناب سید آغا حسن صاحب امانت مرحوم لکہنوی

دن برے آئے ہمارے شب فرقت آئی
غضب اندہیر ہوا کیسی قیامت آئی

صبح جب سورۂ یوسف کی تلاوت آئی
ای عزیز آگے نظر کے تری صورت آئی

اکثر اس تیرہ مقدر کے سیہ خانے مین
منہ چہپانے کے لئے کیا شب فرقت آئی

یاد نے فتنۂ دوران کی بپا حشر کیا
ہچکی پیہم مجہے آئی کہ قیامت آئی

ہوا ثابت کہ کیا پیری مین خوش رنگ خضاب
چرخ کے منہ پہ شفق بنکے جو رنگت آئی

شبنم آلود نہین باغ کی انکہین ای گل
ماجرے پر مرے نرگس کو بہی رقت آئی

یہ فلان روگ ہے کہتے نہین اتنا بہی طبیب
خوب حصے مین فلاطون کی حکمت آئی

نہ لکہا نسخہ بہی جز شربت دینار کوئی
خوب حصے مین طبیبون کے یہ حکمت آئی

جب کیا وعدہ وفا اونکے نہ کرنے کا گلا
عذر خواہی کے لئے آگے نزاکت آئی

دل گم گشتہ کا کوسون نہین پایا ہے نشان
اب ڈہنڈورے کی گلی کوچے مین نوبت آئی

ہر قدم پاؤن کے گہنگرو نے کیا حشر بپا
ناچتی رقص کی محفل مین قیامت آئی

پی گیا غم مین کسی چشم کے آنسو جو کبہی
ہو گیا روغن بادام طراوت آئی

کشتۂ عشق جو خاکی ہوا اکسیر ہوا
کیمیا گر کے بہی ہاتہ ایسی نہ دولت آئی

دیکہئے دیکہئے پتہر مین شرر پنہان ہین
خلق جب بت ہوے باطن مین شرارت آئی

جب سے اک مہر پہ آیا ہے دل اپنا **پرتو**

پہر کسی ماہ جبین پر نہ طبیعت آئی

دل مین آئی جو تمنا تو خجالت آئی
وصل خلوت مین ہوا غیر کا غیرت آئی

دوست آزار کو مطلق نہ ندامت آئی
حال دیکھا جو زمانے کا تو عبرت آئی

دل دانا مرا بس دیکھ چکا سبکا سلوک
عالم ہستی مین خوش منزل عزلت آئی

خلل عضو سے صحت مین خلل آتا ہے
کوی کل بگڑی تو گھڑیال مین علت آئی

یاد آیا شہ حسن اشک کے لشکر کے ساتھہ
کیا سواری یہان با حشمت و شوکت آئی

کہتے ہین مرغ گجر توپ موذن باہم
وصل کا وقت گیا ہجر کی ساعت آئی

بوسے دیتے ہین جو بے عذر وہ ہم لاکہون
یاد بے ساختہ حاتم کی سخاوت آئی

سہہ تن حسن سے خالق نے تجہے خلق کیا
کہ تجہے دیکھنے اللہ کی خلقت آئی

رمضان اہل فراغت کو ہے اک ماہ صیام
تہی دوستون کو کڑاکون ہی کی نوبت آئی

مردم چشم کے باعث ہوا پہر دو چار
غیر تو غیر اوسے اپنون سے بہی غیرت آئی

چرخ چارم پہ مسیحا ہین تو بیمار زمین
بابہی نزع کو امید عیادت آئی

یہان آتے ہین تو گہڑیال کے ساتھہ آتے ہین
اک گہڑی کی بہی نصیبون مین نہ فرصت آئی

دل دہڑکتا ہے اکیلا جو کوی رہتا ہے
یاس تنہائی مین جب آئی تو ہمت آئی

دم ترے ابروی خمدار کا بہرتے بہرتے
مثل شمشیر کے قاتل ہمین جرات آئی

طرفۃ العین مین صحبت کا اثر ہوتا ہے
مہربان مہر کی پرتو مین بہی عادت آئی

ہمقافیہ بر غزل مرزا محمد رضا مخاطب بہ فتح الدولہ بہادر برق مرحوم لکھنوی

جب وہ قامت مجہے یاد آئی قیامت آئی
فتنے برپا ہوے سر پر یہ کہ آفت آئی

دل لگی دل لگی مین جان پر آفت آئی
کیا غضب ہو گیا ظالم پہ طبیعت آئی

ای بلا دوست مبارک ہو کہ آفت آئی
دل لگی کے لئے ای دل شب فرقت آئی

ای پری داغ جنون کوکب اقبال ہوا
للہ الحمد کہ طالع سے یہ دولت آئی

موہنی تجکو ہوی غفلت بے حد تیری
جب لگی آنکہہ تو بس خواب مین عورت آئی

پانی پانی ہوا دل راز نہ افشا ہو کہین
مردم چشم کو جب جوش سے رقت آئی

جب گجر صبح شب وصل بجا مین سمجہا
فتنے جاگے سحر حشر کی نوبت آئی

جب شب وصل خیال سحر ہجر آیا
عین عشرت مین دل زار کو رقت آئی

چشم قاصد کا مرقع یہ بتاتا ہے مجہے
رنج کی شکل گئی عیش کی صورت آئی

سر ہوی توپ سلامی کی گجر بجنے لگا
دہوم سے صبح شب وصل کی نوبت آئی

شرم آئی اونہین اور آپ سے باہر ہوا مین
حال اپنا ہوا غیر اونکو جو غیرت آئی

ہوا ابتخالون پہ چیچک کا طبیبون کو گمان
پہوڑنے دل کے پہپولے تپ فرقت آئی

ای دل اکثر مہ نو نحس نہین ہوتا ہے
صحبت اک حسن سعادت کی ریاضت آئی

طاق ابرو کی جدائی مین ہوی ایسی طاق
پہر نہ میرے بدن زار مین طاقت آئی

وصل کی شب ہے مجہے ای بت بیدرد نہ کوس
رحم کی باری گئی غصے کی نوبت آئی

تپ دوری مین ہوا گو کہ نہایت ہذیان
پر زبان پر کوی شکوہ نہ شکایت آئی

سب صفا خاک مین فی الفور ملائی ظالم
جب ترے آئینۂ دل مین کدورت آئی

وعدہ بے علت انکار نہین ہے کوئی
ای پریزاد ترے آنے مین علت آئی

نور چشم پدران کہتے ہین بچون کو بجا
اسکے نظارے سے انکہون مین بصارت آئی

تپ ہجر بت بے مہر کی پر تو نہین تاب
حرف علت کی طرح کیون شب فرقت آئی

جب کسی شوخ طبیعت پہ طبیعت آئی
وہ جو پیشانی کی تہی پیش مصیبت آئی

شب گیسو مجہے یاد آئی تو آفت آئی
روز عارض مین نظر طرز قیامت آئی

تری انکہون کو ملے پنجۂ مژگان کیسے
آہوؤن کو ترے کیا شیر کی طاقت آئی

جب سنی ہجر مین وصل بت یکتا کی نوید
طاق ہوکر دل بیمار کو طاقت آئی

سرنگون وصل مین وہ شکوہ بیداد پہ ہے
شکر کی جا ہے کہ ظالم کو ندامت آئی

انکھ خوبون نے لڑائی نہ دل آیا اپنا
ذات سردار کی میدان سے سلامت آئی

بس مین ہے گرسنہ وصل کے وہ گندم رنگ
ہاتھہ غیر مترقب کوئی نعمت آئی

بات کی بات مین برعکس ہوا آب کا حال
نظر آئینۂ دل مین جو وہ صورت آئی

رات بھاری ہے مریضون کو زیادہ دن سے
شام آئی ہے کہ بیمار کی شامت آئی

مری تقدیر مین بھی عشق کا اقبال آیا
اونکے حصے مین اگر حسن کی دولت آئی

میرے اور اوسکے ہوے رمز چمن مین جو ہزار
ایک بلبل کو کئی رنگ کی حسرت آئی

سچ تو یہ ہے کہ برے سے ہے بھلے کی تمیز
چار حصون سے مجھے ترکیب قناعت آئی

راتدن اوسکے بہت امن وامان سے گذرے
جسکے حصے مین یہان علم کی دولت آئی

اوس سہی قد کا گرفتار جو پایا مجھکو
باغ مین قمری وشمشاد کو حسرت آئی

پھر تو اوس مہر کو بے مہر کیا ہاے غضب
کیا رقابت کے لئے بزم مین رقت آئی

ہمقافیہ برغزل میرو زیر صاحب نور لکھنوی

خنجر ابروی کا ذبح پہ طبیعت آئی
عمر غفلت مین کٹی سر پہ قیامت آئی

قدر راحت کی ہوی جبکہ مصیبت آئی
کب ہنسی مین کسی دلشاد کو رقت آئی

قدرت احمد کی بڑائی پہ طبیعت آئی
لب تر پر جو الف آیا تو الفت آئی

شام پر اونکی چھڑی کی جو طبیعت آئی
سیر کے وقت گذرگاہ مین شامت آئی

ایک خوش چشم پہ جسدن سے طبیعت آئی
تلخ بادام بھی دیکھا تو محبت آئی

پہلی منزل مین اوتر آئے جو تم چوتھی سے
مہربان جان گئے ہم کہ قیامت آئی

غیریت کی ہو جو تا وصل کی شب مین زاید
کہون کس منہ سے عزیز و شب وصلت آئی

جان کنی کو وہ کنی کے عوض آئی آگے
کوی پتھر تو لگا اِی بت رشک لیلا
ساتھ لیجا کے بھی قارون کو حاصل نہوا
روز گلزار مین تازہ کوی گل کھلتا ہے
دھوپ جب تیز ہوی گرمی غضب کی پائی
پھر عیادت دل بیمار جفایات کی ہے
ہاے ناحق کیا برباد متاع دل کو

جب کسی غیرت شیرین پہ طبیعت آئی
ترے رستے مین جو دیوانے کی تربت آئی
بھیجدے آگے اگر ہاتھ مین دولت آئی
باغ کی سیر پر اونکی جو طبیعت آئی
آئی برسات تو ہم سمجھے کہ رحمت آئی
فکر دنیا کی جو ہنگام عبادت آئی
ایک غارتگر جان پر جو طبیعت آئی

ایک مدت مین بھی بے مہر وہ اپنا نہوا
غیر پر تو کو سمجھکر ادسے غیرت آئی

یاد چلتے ہوے فتنے کی جو قامت آئی
مصحف رخ مین جو ابرو کی تلاوت آئی
کیا مفرح ہے ترا شربت دیدار بھی واہ
سالہا سال رہا محوِ نظارا ایسا
رمضان آتے ہی آرام طلب روتے ہین
جلسۂ انجمن اہل حمایت مین گیا
زعم ہے پاک فراجی کا نہایت اونکو
منتہی کوی دوا کرو دعا کہتے ہین خوب
ایک تصویر ہے تیری سبب رحمت دوست
کیون نہو اونکو حسد میرے سخن کا کہ جنہین
آجکل کسقدر ارزان سخن سنجی ہے
کسی مسجد کا کوئی ہو جو گیا پیش امام

ٹھوکرین کھاتی ہوی زال قیامت آئی
سجدہ ناظر نے کیا سجدے کی آیت آئی
مین نے دیکھا جو نظر بھر کے تو فرحت آئی
مری صورت مین بھی اوسکی ہی شباہت آئی
بھوک کی تاب نہین فاقے کی مدت آئی
جسکو اس دور مین مذہب کی حمایت آئی
جنکو مکروہ سے اب تک نہ کراہت آئی
مال ہاتھ آتے ہی کھا جانے کی نیت آئی
ورنہ تصویر جہان ہے وہان لعنت آئی
نہ فصاحت نہ بلاغت نہ متانت آئی
شعر کہنے لگے تھوڑی جو سلاست آئی
فخر ایسا ہوا گویا کہ امامت آئی

جب ذرا حوصلہ بے پر کی اوڑانیکا ہوا
جانتے ہین کہ پرستان کی حکومت آئی

چھوڑ دیتے ہین ادائی کو قضا پیری الخو
ہاتھ بالغرض اگر قرض کی بابت آئی

وصل کے باب مین تعجیل نہایت ہے تو یون
خواہش دل مین بہی کیا تیر کی سرعت آئی

بادشاہت ہے ضرورت جو روا ہوتی ہے
فقر و فاقے مین ملی آتش تو دولت آئی

دخل کیون مذہب اسلام مین کفار کو واہ
کہین زمزم کے ضرر کی نہ روایت آئی

خاص بندون کا خدا کے بہی عجب رتبہ ہے
پیش قدمی کو دعاؤن کی اجابت آئی

قطرہ قطرہ نہ بنے ذنب کا دریا بڑہ کر
نص مین اسواسطے بس خمر کی حرمت آئی

اک گہڑی وصل نہ ادس مہر سے پر تو ہوا ہیر
گردش چرخ سے کیا ہجر کی ساعت آئی

ہمقافیہ بر غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

خط قبل مرگ زیست کا مر کر اوٹہائیے
جو اوٹھ سکے حیات مین دم پر اوٹہائیے

ممکن نہین کہ جور ستمگر اوٹہائیے
جینے سے ہاتھ ضعف مین کیونکر اوٹہائیے

بعد خبر مریض فریش فراق کی
تا چند بار منت بستر اوٹہائیے

دیوانہ ہون مین شاہد نازک مزاج کا
ای لڑکو سنگ مجھ پہ سمجھکر اوٹہائیے

خنجر سے پہلے اپنی نزاکت کو تولئے
مقتل مین ہاتھ سوچ سمجھکر اوٹہائیے

اندیشہ ہے مجھے کہ نزاکت کا خون ہو
قاتل کلائی تہام کے خنجر اوٹہائیے

ہوتا ہے اونکے کوٹہے کی اب چاندنی پہ فرش
ای چرخ ماہتاب کی چادر اوٹہائیے

سرو روان نے صدقے مین آنا د کر دیا
شمشاد و جتنا چاہو تم اب سر اوٹہائیے

لیجا پیام دیر نہ کر جان بلب ہون مین
قاصد قدم براے پیمبر اوٹہائیے

گر امتحان تاب و تحمل ضرور ہے
ای عشوہ گر نقاب برابر اوٹہائیے

تم کو جو وہم سے دل کی صفائی کا زعم ہے
کیون آئینہ کی سد سکندر اوٹہائیے

اے دل تڑپ کے ہجر مین قاتل کے فائدہ
کچھ لطف زیر تیغ تڑپ کر اوٹھائیے

عاشق جو بارش غم رنج تو کم دل کیا
صدمہ فراق یار کا دل پر اوٹھائیے

منت کشی کی خو جو طبیعت مین ہے خمیر
احسان شیشہ مئے ساغر اوٹھائیے

قاصد دکھا نصیب کا اپنے لکھا مجھے
خط نگار مہر پہ تیرا اوٹھائیے

تصویر یار چاہئے ای مردمان چشم
مرآت دل مین عکس برابر اوٹھائیے

مرمر کے انتظار بتان مین تباہ ہین
یون ہو تو لطف وصل کا بستر اوٹھائیے

دیکھو ستم زیادہ ہین یا لطف ہین زیادہ
اپنے مرے حساب کا دفتر اوٹھائیے

پھر لوٹ کی خاطر نازک نہ ٹوٹ جاے
ہان شور اوٹھائیے تو سمجھکر اوٹھائیے

ہم نے بے حد مزے جفا کے لئے
رحم بھی ای بتو خدا کے لئے

بت نے پیر کو تو رام کرو
زاہد و مان لو خدا کے لئے

عادت آنکھین چرانے کی بھی ہوی
تم نے لاکھون جو دل چرا کے لئے

لب حق گو یہ مُہر ہے گویا
شکوہ ظلم ناروا کے لئے

اونکے گھر جائین کیون تقاضے کو
دل تو وہ گھر ہمارے اگے لئے

بیٹھے بٹھلائے کیا ہوا دل کو
جان دیتا ہے بے وفا کے لئے

غصہ آیا ہوا گھٹانے کو
پاؤن اونکے قدم بڑہا کے لئے

مرد میدان ہون مین کچھ ایسا
بوسے اوس شوخ کے جتا کے لئے

وصل مین تنگ ہو کے بت بولا
رحم مجھ پر کرو خدا کے لئے

سگ کوی بتان کا حصہ ہے
مری ہڈی نہین ہما کے لئے

دل نہ پانی ہوا کسی بت کا
مفت روتے ہین ہم خدا کے لئے

کس قیامت کے شب تمام مزے
ہمنے اوس فتنے کو جگا کے لئے

نقشے جنت کے دیکھ کر سمجھے
حق نے بہی تیرے گھر کے خاک کے لئے

گلرخون نے ہزارون غنچۂ دل
دل لگی مین ہنا ہنا کے لئے

مہر ومہ کا گذر ہوا ہی نہین
عرش تہا اونکے نقش پا کے لئے

اوسنے شاباش بہی نہ منہ سے کہا
ہوا گویا نہ مرحبا کے لئے

غرض انسان کو خاک کرتا ہے
سبے دعا ترک مدعا کے لئے

بوسے کی تم سزا ہی پیاری دو
اور کیا سوچ ہے سزا کے لئے

رشک خورشید تم مین پرتو ہون
مہربانی کرو خدا کے لئے

ہمقافیہ بر غزل جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

صورت بگڑ بگڑ کے بنائی ہوی سی ہے
ٹہوکر سمند ناز کی کہائی ہوی سی ہے

کیا تاب ہے پسینے مین ای آفتاب حسن
صورت تمہاری ریز لگائی ہوی سی ہے

خوش چشمون سے گریز ہے آہو کی شکل اب
وحشت ہمارے سر مین سمائی ہوی سی ہے

ہے آہ ہجر ابروی قاتل مین سرد تر
برق آب تیغ مین بجہائی ہوی سی ہے

صحن چمن مین کبک کی رفتار دیکھئے
کیا حشر ہے کہ چال اوڑائی ہوی سی ہے

خجلت سے پانی پانی ہین عشق بتان مین شیخ
گنگا مین ذات پاک نہائی ہوی سی ہے

ڈورے نشیلی انکہہ کے دکہلا رہے ہین صاف
یہ جوڑی تکلون کی لڑائی ہوی سی ہے

وہ اور گہر مرا کہان خاکی کہان پری
یہ تو خبر کسیکی اوڑائی ہوی سی ہے

باقی نشان زخم ہے دلبر شب وصال
دفتر پر اونکی سین مٹائی ہوی سی ہے

کیا انقلاب ہجر مین حالت بدل گئی
تبخیر ایسی ہے کہ تپ آئی ہوی سی ہے

ہوتے ہین وہ وفا پہ ہی مایل کبہی کبہی
ظلم و ستم کی بات سکہائی ہوی سی ہے

داغ جبین شیخ ہے آئینہ نصیب
در پر کسیکے ناصیہ سائی ہوی سی ہے

ایدل کہان گیا گلۂ بختِ نارسا
شاید کہ رفتہ رفتہ رسائی ہوی سی ہے

کہلکر تمہارے چاک گریبان سے بند مین
گلزار مین گلون کی ہنسائی ہوی سی ہے

بدلی جو آہ پرتو شیدا کی مہربان
خورشید پر گہٹا کوی چہائی ہوی سی ہے

خاطر تری صفائی پر آئی ہوی سی ہے
چار ابرو کی ضرور صفائی ہوی سی ہے

اب لوٹ ہے مزے کی لڑائی ہوی سی ہے
تقدیر سے مراد بر آئی ہوی سی ہے

سرسبز و سرخرو ہے تمہارے ہی صدقے مین
گویا حنا ہی ہاتھ لگائی ہوی سی ہے

گہبراے عشق زلفِ حسینان سے خاک دل
ایسی بلا کچہ آگے بہی آئی ہوی سی ہے

ارمان و آرزو و تمنا فقط نہین
دل مین تری جگہہ بہی بنائی ہوی سی ہے

چلنے لگی زبان مری تلوار کی طرح
کچہ آب ذکر ابرو سے آئی ہوی سی ہے

دل بوسہ لیکے خواب مین اوس لب کا بول اوٹہا
شیرینی سوندی سوندی یہ کہائی ہوی سی ہے

دل مین شگوفہ پہولتے ہین داغ ہجر کے
فصل بہار باغ مین آئی ہوی سی ہے

بیوجہ ایسی لاگ نہین مجہ سے دوست کو
فی الواقعی عدو کی لگائی ہوی سی ہے

لاگ اونکو مبتلای پریشان سے یون جو ہے
تحقیق زلف ہی کی لگائی ہوی سی ہے

جل کر جو شمع رو بہڑک اوٹہا شب وصال
آتش جنم جلون کی لگائی ہوی سی ہے

کیون جی مرا خیال بہی پہنچا ہے یا نہین
نیلی ہوی ہین بانہین کلائی ہوی سی ہے

سینے کی حِل ہے کیا کہ لہو تہوکنے لگا
زاہد کی ریش پاک حنائی ہوی سی ہے

سر مارتے ہین خرد و کلان آستان پر
اوس بت کی جان نثار خدائی ہوی سی ہے

خوش خوش اوٹہا جو عاشق ناشاد صبح کو
شب خواب ہی مین جلوہ نمائی ہوی سی ہے

آئینۂ فلک کو مبارک غبار سب
پرتو سے مہربان کی صفائی ہوی سی ہے

کچہ اپنی بات کی جاہل تباہ کرنہ سکے ثبوت اشہد ان لا الہ کرنہ سکے

مقابلے کا ترے زعم ماہ کرنہ سکے جب آفتاب ہی تجہ پر نگاہ کرنہ سکے

خدائے پاک نے جسکو کیا ہے سرخ وسفید اوسے کبھی کوی بندہ سیاہ کرنہ سکے

پسند کرتی ہین آنکہین تو دل نشین ہے وشی بغیر چشم کوی دل مین راہ کرنہ سکے

کسیکے آئینۂ رخ کا وصف سنکے حسود ہوے حسد سے یہ سکتا کہ واہ کرنہ سکے

کسی نے سرمہ لگانے کی داد دی کیا خوب تمام سودۂ بیداد آہ کرنہ سکے

وہ مہر کرتے ہین اپنی تباہ حالت پر ہزار چرخ پہرے بہی تباہ کرنہ سکے

دل اونکا مل گیا مجہ سے رقیب نادم ہے نصیب چہٹے تو کچہ روسیاہ کرنہ سکے

ہم اپنی خواہش دل تو جتائے جائینگے وہ خواہ کرسکے بیداد خواہ کرنہ سکے

امید وبیم سے دل ہوگیا جو ڈانواڈول تو بوالہوس مرے یوسف کی چاہ کرنہ سکے

نہ فاتح عدم آباد ہونگے شاہ جہان یہ ملک فتح یہان کی سپاہ کرنہ سکے

ہے ملک اوسکا وسیع اور ذات اوسکی غنی کسیکو کوی جز اللہ شاہ کرنہ سکے

تمہاری زلف ورخ آنکہونکو جسکی ہین منظور وہ پہر نظارۂ شام وپگاہ کرنہ سکے

خوشی سے خواہش فانی کو کردے وہ باطل ڈرے جو حق کے غضب سے گناہ کرنہ سکے

جو ہوشیار ہے دانای رسم ملک جہان جنون افسر سودا سے جاہ کرنہ سکے

یہان جو دل ہے جلوخانۂ ہوا وہوس اک آن اوسکو تری جلوہ گاہ کرنہ سکے

بلند ہو قلہ آدم سے بڑہ کے دشت مین لاکہہ بشر کی ہمسری مردم گیاہ کرنہ سکے

زبان سے کہنے کے آگے لگائے دل واعظ کہ ترک عشق بت اللہ گواہ کرنہ سکے

جگر جو ہو تو سپر سینہ تیر غم کا ہے جو قبضے مین ہو سپر بے پناہ کرنہ سکے

عقیدہ فرقۂ نیچر کا واہ ابی پرلو
اوسی نے جس نے کیا کوہ کاہ کرنہ سکے

وہ ترک شوخ و شنگ عجب خانہ جنگ ہے
ترکی سے جسکی قافیہ ترکون کا تنگ ہے

کرتا ہے چرخ نقش و نگار شفق نثار
مہندی کا اونکے ہاتھ مین کیا شوخ رنگ ہے

سکرات ہے بڑہاپے کا موسم بعینہٖ
سارے بدن مین ضعف ہے دل مین امنگ ہے

محفل مین اونکی خوب ہے سامان انبساط
طنبور ہے رباب ہے ارگن ہے چنگ ہے

کیا خاک اسمین عکس فگن ہو جمال دوست
دل مثل آئینہ ہے مگر تحت زنگ ہے

بل بے رسائی رشتۂ الطاف یار کی
پروانۂ چراغ قمر یہ پتنگ ہے

ابلیس کی چڑہائی ہے کیجیے یہ دمبدم
نفس لعین کو روز در دل پہ جنگ ہے

شیطان سے اتفاق ہے اللہ سے نفاق
نفس لعین سے صلح ہے اور دل سے جنگ ہے

ای حور تیرے ہونٹھ سے تشبیہ لعل کو
یہ گلشن بہشت کا غنچہ وہ سنگ ہے

آئینۂ عذار مصفا کو دیکہہ کر
حیرت زدہ ہے عقل سکندر کی دنگ ہے

خچر کی طرح گہوڑے کو گاڑی ہوی نصیب
کیون زین کی سواری سے ہر مرد تنگ ہے

مدرس مین جو ہجر بتان سے ہون اشکبار
آنسو جنوبی ہندوٗن کو آب گنگ ہے

کیا کیا نہ لہراتی ہین اسکے خیال مین
وہ خط سبز مست محبت کو بنگ ہے

چشمون نے ہجر یار مین دریا بہا دئے
گہڑیال مردمون کی نظر مین نہنگ ہے

اللہ رے تصرف حسن صبیح یار
سبزہ تمہاری ران کے نیچے سرنگ ہے

اوس مہربان کے دل سے ہے پیر لوٹکے دلکو راہ
گویا کوی یہان سے وہان تک سرنگ ہے

ہمقافیہ غزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

پردۂ چشم طلب پردۂ در کسکا ہے
اور ایوان دل شیفتہ گہر کسکا ہے

حسن خورشید کو منظور نظر کسکا ہے
بدر کہتے ہین جسے شہر بدر کسکا ہے

رنگ معشوق ہر اک گل کی قبا کا جو ہوا
اسمین بلبل کے سوا خون جگر کسکا ہے

حاکمون کو بہی ہے مجبور عدم کی تکلیف
یہی حاکم ہین تو پہر حکم ادہر کسکا ہے

چہوڑکر دار جہان شاہ وگدا جاتے ہین
عالم الغیب ہی جانے کہ یہ گہر کسکا ہے

اک گنہ گار ہون مین زاہد مکار نہین
مرے اللہ کا ڈر ہے مجہے ڈر کسکا ہے

اختیار آپکا آنکہون مین پہرو دل مین رہو
اور کسکا ہے یہ گہر اور وہ گہر کسکا ہے

ترے خنجر کو گلے اپنے لگائے قاتل
دیکہہ یہ دل یہ کلیجا یہ جگر کسکا ہے

اوسکے پیکان کو جگہ دل مین نہ دیتا کیونکر
مردمو تیر یہ منظور نظر کسکا ہے

خلد کو دیکہہ کے اوس حور کا عاشق بولا
کچہ مشابہ ہے ترے گہر سے یہ گہر کسکا ہے

جان نثار لب و دندان پریرو کے سوا
سینہ گنجینۂ یاقوت وگہر کسکا ہے

اہل دنیا کی عجب غفلت وغیرت ہے کہ وہ
میہمان آئے ہین واقف نہین گہر کسکا ہے

تمہین انصاف کرو وعدہ وفا کسنے کیا
فتنہ کسکا ہے خلل کسکا ہے شر کسکا ہے

وہ پری ہنسکے مرے شکوۂ شر پر بولا
اجی کیا خوب کہا نام بشر کسکا ہے

خواب مین بہی وہان جانا ہے خیال ای پیرلو
مہربان یار کی خلوت مین گذر کسکا ہے

ہمقافیہ برغزل منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکہنوی

جو فرشتون کے پرے ہے وہ گذر کسکا ہے
لامکان جسکو بتاتے ہین وہ گہر کسکا ہے

جب خدا کا نہین ڈر لوگ کو ڈر کسکا ہے
نفس امارہ کے بندون کو جگر کسکا ہے

کیا خبر درد کے مانند ہے کسکی آمد
کیا خبر ہوش کے مانند سفر کسکا ہے

سیکڑون آتے ہین اور سیکڑون جاتے ہین مدام
کیا کہون کسکی یہ آمد یہ سفر کسکا ہے

سلطنت جاہ وحشم پیش خدا کیا شی ہے
سبکے سب ڈرتے ہین اوس سے اوسے ڈر کسکا ہے

کلمہ گویون کو اگر جاے ملے دوزخ مین
واعظو گلشن فردوس مین گہر کسکا ہے

دولت وصل سے کرتا نہین وہ سرونہال
شاخین مقصود مین نکلین یہ ثمر کسکا ہے

رانڈن اونکی کمر کا ہے تجسس کسکو
روز سوی عدم آباد سفر کسکا ہے

ناز سے دیکہہ کے بولا وہ کمان ابرو آج
پار دل کے جو ہو وہ تیر نظر کسکا ہے

بعد مدت دل ویران مین وہ آکر بولے
اسقدر کسنے اوجاڑا ہے یہ گہر کسکا ہے

آدمی خادم شیطان ہو ندامت ہے بہت
کون ہے اسکا پدر اور یہ پسر کسکا ہے

چہاتیان ایک سہی قد کی مرے ہاتہہ آئین
کسکے حصّے کے ہین پہل اور شجر کسکا ہے

شعرا وصف جو کرتے ہین بناتے ہین درخت
آج تک ورنہ قد انسان مین شجر کسکا ہے

کچہ شگوفہ ہے کسی سرو روان کا جوبن
بے ثمر سرو اگر ہے یہ ثمر کسکا ہے

طائرِ خواب اوڑا سر جو دہرا فرقت مین
کیا بتاؤن کہ مرے تکیے مین پر کسکا ہے

قفسِ طائرِ جان خانۂ تن کو سمجھے
اہل ظاہر کو خبر کیا کہ یہ گہر کسکا ہے

خانۂ دل کی حفاظت سے نہ غفلت کرتے
لوگ اگر جانتے ای کاش یہ گہر کسکا ہے

نقش زر نقش محبت کو بتاکر دیکہو
دل پہ غالب ابہی دونومین اثر کسکا ہے

امتحان کو دو ہنرمند کے ہو تیر ابہی
خوب تل جائیگا پہر بڑہ کے ہنر کسکا ہے

مہربانی پہ جو اونکی ہوا تکیہ پر لو
بیخودی سے نہین سمجہا کہ یہ سر کسکا ہے

مری تقدیر تماشے مجھے بتلاتی ہے
ہجر دلدار مین دلکو یو ہین بہلاتی ہے

فصل رونے کی جو آئی تو ہوا یہ ہی سمت
پاؤن مین ابلق ایام کے برساتی ہے

مادر گیتی سگی مان ہے کہ سوتیلی مان
اپنے بچون کو بڑہاپے مین ہی کہاجاتی ہے

قوتِ جذب دل زار کے صدقے جاؤن
کہ حسینون کو یہان کہینچ کے لے آتی ہے

نازنین کیون نہ کہو مین کہ نزاکت ہے گواہ
یہ بناوٹ کی نہین بلکہ تری ذاتی ہے

ہاتہہ چہوتے ہی وہ منہ پہیر کے ہو جاتا ہے بند
کیا لجا لو کی طرح یار کو شرم آتی ہے

اوس بہبوکے کی طبیعت ہے یہ گرم ان روزون
فصل بارش مین بہی بس آگ ہی برساتی ہے

طالب دیدار کے جو ہوش آن مین کافور ہین
شعلۂ رخسار مین جلوے ہین شمع طور کے

ساتھ ہی زلف سیہ کا پیچ و تاب اندھیر ہے
جب نقاب اوٹھا ہوا عارض پر نور کے

مست ہین آنکھین ریاض دہر مین نرگس کی شکل
پتلیان ہین یا تھے خیال دیدۂ مخمور کے

مہربانی مہربانی مہربان
تا بکے ارمان نکلین پھر تو مہجور کے

انکی صحبت کا فیض ادنا ہے
رشک خوبان جو کانی مینا ہے

منہ مین جبتک زبان گویا ہے
تذکرہ جان جہان کا چھٹا ہے

چمن اعمال ہی کا پھولا ہے
شکل مرغ آدمی کو بھولا ہے

یار اخلاق خشک کرتا ہے
منہ کا میٹھا ہے دل کا کھٹا ہے

انکے جب گل بدن بگڑتا ہے
خار فصل خزان کا کھٹکا ہے

اس سے کیا کیا نہ ظلم بنتا ہے
چرخ دوار ایک چرخا ہے

دل لگی ہجر مین پسند نہین
ترا عاشق ہمیشہ تنہا ہے

ای بت ایسا خدائی کا دعوی
تو بھی آخر کسیکا بندا ہے

سوز آتش پری ہے دل شیشہ
یار عامل فراق تیرا ہے

وہ بہادر ہین حضرت انسان
انکے آگے فرشتہ خان کیا ہے

باتین کرتی ہے آسمان سے گمک
تیرے طبلے کا بول بالا ہے

وہ مبارک قدم رہا مہمان
یہ مہینا بہت مہنا ہے

زیب پہلو ہے یار صورت دل
چشم بد دور ربط زیبا ہے

انتظام سر و رجان ہے خراب
بیوفا دل جو [illegible] ہے

مہربانی مہنون مین ای ماہ
دل پھر تو بہت تڑپتا ہے

فتنۂ خفتہ جگانے کو قیامت آئی
وصل کا مژدہ سنانے شب فرقت آئی

ظلم پر مہر شمایل کی طبیعت آئی
کیا ہوا خواہ عنایات کی شامت آئی

صبح اک مہر پر اپنی جو طبیعت آئی
شام جب آئی جدائی کی تو شامت آئی

بیش ظلمت شکی طرح کیا مری قسمت آئی
ہاے اندھیر مچانے شب فرقت آئی

دل کی تسکین کے لئے یار کا فوٹو کھینچا
آنکھ پڑتے ہی نظر مین وہی صورت آئی

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو
مجھ پر اب میری طرح تیری طبیعت آئی

باغ باغ آنے سے اوس گل کے ہوا بلبل دل
گل قالین سے بھی بوی محبت آئی

مرا نارِ نظر احباب کو ہے کیا ٹلیفون
دیکھکر انکھون کو سمجھے کہ طبیعت آئی

ذبح کرتے ہوے روکا ہے لہو رد کرتا تھا
ہاے قاتل تجھے کس وقت مروت آئی

خون رونے لگی دم بند ہوا منہ پھیرا
سخت جانی پہ مری تیغ کو رقت آئی

مفت برباد ہوے ہم نہ کسیکا بگڑا
جان پر بنگئی دل آیا طبیعت آئی

بنکے کم بخت نے آخر کو بگاڑا ہے بناؤ
خاک ڈالو بھی صفائی پہ کدورت آئی

ہم نفس پوچھتے ہین دیکھ کے بیکل مجھکو
کہان دل آیا ہے اور کسپہ طبیعت آئی

حسن مین ساتھ صباحت کے ملاحت جو ہوی
دیکھنے والے پکار اوٹھتے ہین لذت آئی

اس زمین مین لکھے پرتو نے کوی دو سو شعر
بحر مواج کے مانند طبیعت آئی

جب گجر وصل مین باجا تو قیامت آئی
صبحدم فتنون کی بیداری کی نوبت آئی

نظر اوس ماہ مین جب مہر کی طلعت آئی
شام غم صبح فرح ہونے کی نوبت آئی

دہن زخم پر اک شکر مین قاتل کے کھلا
ان نمک خوارون کے لب پر نہ شکایت آئی

روز ہے خون ہوس تیغ نظلم کو حلال
بے مروت کو نہ زنہار مروت آئی

نیند کے صدقے مین اوس سیم بدن کو دیکھا
شب یہ دولت مرے ہاتھ اسکی بدولت آئی

آہ جان سوز تہی دم ساز غم زہرہ منش
رات خوش ٹہاٹہہ کی دیپک ہی کے بس گت آئی

جبکہ موے کمر یار کے مضمون باندہے
ہاتہہ باندہی ہوی بندش مین نزاکت آئی

گو کہ کہتے ہین لکہے لاکہہ عنایت نامے
مری قسمت نہ کوی ایک عنایت آئی

پارہ پارہ ہوا دل آئینہ جب اوسنے لیا
کل مجہے آج نہ سیماب کی صورت آئی

چشم خونبار کی میری جو پڑی اوسپہ نظر
خون کی آئینۂ رخسار مین رنگت آئی

سب مین جلوہ ہے اوسیکا پر الگ سب سے ہے وہ
بہر حجت مرے اللہ کی وحدت آئی

مردمو پتلی سے بڑہکر ہے مجہے یار عزیز
دیکہہ لیتا ہون تو انکہون مین بصارت آئی

دل لگی دشمن آرام ہے اللہ کی پناہ
آئی جسوقت طبیعت تو مصیبت آئی

اونکو دعوای زبان دانی ہے جنکو اب تک
نہ سلاست نہ فصاحت نہ بلاغت آئی

بو الفضولون کا عجب حال ہے پہر لو لاحول
دن بہر اکڑے ہین جو شب خواب مین دولت آئی

دم توڑتا ہون مین بت ترسا کے سامنے
دیتا ہون جان ہائے مسیحا کے سامنے

کافر ہو مریض کو ترسا کے سامنے
ہونا ہے ایک روز مسیحا کے سامنے

دہن زہرہ وش جو آگئی جنگلے کی چیز کی
دیوانہ باغ باغ ہے صحرا کے سامنے

وحشت مین یاد آتے ہی چشم سیاہ یار
رم کر گیا مین آہوی صحرا کے سامنے

وہ چشم مست تاک مین دل کی ہے دام دام
ہر جام لب کشادہ ہے بینا کے سامنے

وہ سیر کے لئے جو سر شام آگئے
مہر فلک قدم پہ گرا پا کے سامنے

دل کہل گیا مرا جو وہ انکہین نظر پڑین
پہولا شگوفہ نرگس شہلا کے سامنے

کیا کمال کرتی ہین ظالم کی پتلیان
کیا شعبدے ہین چشم تماشا کے سامنے

تاثیر اوسنے جوش محبت کی دیکہہ لی
دیوانہ بنگیا دل شیدا کے سامنے

عشرت بہی رنج ہی ہے مصیبت نصیب کو
گل کی بہار داغ ہے لالا کے سامنے

دل کی طرح چمن مین صنوبر نہال ہین
ای سرو تیری قامت بالا کے سامنے

محرم کو سینے سے نہ لگائے تو کیا بناؤ
مشاطہ جا کے لا اوسے سمجہا کے سامنے

پہر جاتا ہے نظر مین سواد شب وصال
ہوتا نہین وہ صبح کو شرما کے سامنے

ای مست ناز وصل مین ترسا نہین مجھے
تا چند کوی بیٹھے ہوے تا کے سامنے

پرلوٗ کو مہربان نہ کردے چہری حلال
دامن سے منہ چھپاتے ہو کیون آکے سامنے

آج دکھلاتی ہے کیا پان کی لالی مسّی
سرخروئی کی طلبگار ہے کالی مسّی

کیا چھپائیگی ترے ہونٹھ کی لالی مسّی
کہان اس لعل کی سرخی کہان کالی مسّی

شاخ سنبل مین ہے اک سرو چراغان کی بہار
خوب کرنے لگی ہولی مین دوالی مسّی

شب دیجور مین بہی چاند نظر آتا ہے
خوب چمکاتی ہے ابروی ہلالی مسّی

چشم بد دور اگرچہ ہے جوانی اوسپر
چلبلاہٹ سے ہے ثابت کہ ہے بالی مسّی

اس سیہ بخت کو دیکہا تو منائی خوشیان
جوڑ پایا تو بجانے لگی تالی مسّی

دن دہاڑے مرا دل پہانسنے اندہیر ہے کیا
منہ پہ ڈالی ہوی رہنے لگی جالی مسّی

منہ لگانے سے حسینون کے یہ معلوم ہوا
فی الحقیقت ہے بہت ناز کی پالی مسّی

کسقدر نور کو ظلمت ہے پسند خاطر
ہونٹھ پر ماہ جبینون نے جمالی مسّی

سرمہ منظور نظر یار نہین ہے نہ سہی
ترے لب چومنے بس ہے مجھے خالی مسّی

آجکل عالم ہستی مین نہین اورہوس
چاہتا ہون کوی دل چاہنے والی مسّی

گو سیہ فام ہے لیکن بدن نازک سے
چمن حسن مین سوسن کی ہے ڈالی مسّی

دانت مشاطہ پہ جب پیس کے ہونٹھ اوسنے چبائے
تو نزاکت سے ہی خاک لاآلی مسّی

دُرِ دندان کے خزینے کی تبسم ہے کلید
کہل گیا رکہتے ہے پوشیدہ لاآلی مسّی

ڈہ گیا دیو شبِ ہجر کے سایہ کا اثر
وصل کے دن بہی پریرونے لگالی مسّی

گال سے گندھ ہون کہ مجھے پیاری ہو زیاد — لب نازک سے اگر دے کوئی گالی مسی
کیا مری روشنی طبع نے سیکھی یہہ کبھی — دوسرا چاند ہے لب لعل ہے کالی مسی

مہر کی باتین جو ہوتی ہین فلک روز بروز
چشم پیر لقا مین فزون مہ سے ہے کالی مسی

بیکل ہون تجکو دیکھنے کو یار روز سے — پر آج بیکلی ہے بہت یار روز سے
ڈرتا ہے ہی لئے جو ترے خال کو افیم — ہے اسکی دہن مین خواب گران چار روز سے
بے اختیار آج تمنائے وصل ہے — بے لطف ہون فراق مین دلدار روز سے
ٹہرا بلنڈ چڑھا ہے ہواے وصال کا — عالم مزاج کا ہے بہت حار روز سے
کسکی بلا سے جان یہ تواضع ہے جنگجو — ابرو کی تیغ بڑھ کے ہے خمدار روز سے
کس آفتاب حسن کی گرمی ہے لازوال — چڑھ کر ہے آج سایۂ دیوار روز سے
تڑپا مہینون گو کہ ترے انتظار مین — لیکن ہے دل پر آج بہت بار روز سے
زلفون کی دہن بلا ہے مریض فراق کو — ہین بے قرار رات کو بیمار روز سے
پوشیدہ ہین جو زلف مین رشک مہر و ماہ — شب سے غرض مجھے نہ سروکار روز سے
دور شراب وصل کی شاید نوید ہے — مسرور ہے مرا دل سرشار روز سے
مستقبل فراق کو ماضی سمجھ گیا — ہے وصل مین بحال دل زار روز سے
یاد آئی مجکو یار کی مژگان جو باغ مین — کھٹکے نظر مین بڑھ کے کہین خار روز سے
کیا مار زلف یار او گلتا ہے زہر آج — افزود پیچ و تاب مین ہین مار روز سے
کیون دور صبح وصل سے شام فراق ہے — کیا سست ہے فلک کا ہوا دار روز سے

دیکھا جو شب کو خواب مین پیر لقا ہے بطرح
معشوق مہربان کا طلبگار روز سے

حاجت نہ لہو فراق مین آب و طعام کی — نوبت پہنچ گئی ہے غذا کو سلام کی

ہچکی یہ ہچکی آنے سے کیا اور بات ہے
یاد آوری کا شکریہ ہے خوش خرام کی

کل دیکھیے نصیب سے کیا انقلاب ہو
فرماتے ہین وہ آج جو لطف دوام کی

ای بُت ہمارے کان طربناک ابھی ہون
ہر جاے دہوم ہو ترے حسن کلام کی

روتا ہون مین جو ہجر مین خلق خدا ہے خوش
برسات سے بھلائی ہے مقصود عام کی

پر تو پر التفات نہین ایک رات بہی
یہ کیا ادا ہے غیرت ماہ تمام کی

دیکھو تو بیت ابروی شیرین کلام کی
تعریف مین رقم ہوی بیت الحرام کی

ہے ہے قدم قدم پہ قیامت بپا ہوی
قامت جو یاد آگئی اک خوش خرام کی

ہے اطلس فلک کی چمک لایق ثنا
ہے دیدنی صفائی ستارون کے کام کی

ہے چشم مست دید مین عکس خط نگار
کیفیتین ہین جام پہ مینا کے کام کی

آنکھون کو اشتیاق تمہارے ہی خط کا ہے
کانون کو آرزو ہے تمہارے پیام کی

بیتابی فراق بہی ہے عشق کی نماز
تصویر ہون رکوع و سجود و قیام کی

ہر دم یہی وظیفہ یہی ورد ہر نفس
تسبیح پڑہ رہا ہون تمہارے ہی نام کی

تسبیح کیون رکھے نہ ہر اک عابد ریا
دانہ بغیر بنتی نہین بات دام کی

سجدہ پر ہی اشتباہ نہین حور کا فقط
مسکن مین بھی شبیہ ہے دار السلام کی

غش کہا کے گر نہ پڑتی یہ چھت تجکو دیکھکر
مان گھر مین تہامنے کو ضرورت ہے تھام کی

کاجل وہ اپنے بہون پہ لگا کر یہ بول اوٹھے
تیغ سیاہ تاب تہی خواہان نیام کی

ام الخبایث اسکا ہے نام اسلئے مدام
اللہ نے شراب جو مطلق حرام کی

منہ بہولتا ہے دام کا جب انبساط سے
کیسا قصور فہم کہ ہے شکل دام کی

وہ پختہ عقل غنچہ دہن تہا مرے لئے
گو داستان ہزار کہی خبط خام کی

بچون کا صبر اولٹ پڑے ایلوے پہ ہے بجا

تلخی ہے شیر صبح سی پرتو فطام کی

مجہے جوش کرتے ہین وہ ناز اوٹہانے کے لئے
یا کوی سکۂ محبت کا بٹہانے کے لئے

میل کی طرح نکل جاے کدورت ہو وہ صاف
چھینٹے دے دے کے اوبہارا ہے بہانیکے لئے

ظلم کرتے ہین فراغت سے عنایت کہہ کر
اونہین آتا نہین کیا بات بنانے کے لئے

دل مین آتے ہین عبث حسرت و ارمان وصال
جمع ہوتے ہین فقط شور مچانے کے لئے

کاٹ میرے بہی طربناک ہون ای زہر بلش
کیون تامل ہے کوی چیز سنانے کے لئے

چشم بد دور مزیدار ہے مستی کاجل
رنگ لاتے ہین وہ اب رنگ جمانے کے لئے

یار تنہا جو ملا بوسے لئے جبر کے ساتھ
ہم بہی پیچھے نہ ہٹے پاؤن بڑہانے کے لئے

عشوہ سنجون نے مرے نالۂ موزون نہ سنے
گوش گل بند ہین بلبل کے ترانے کے لئے

خار کی طرح نہ لو نوک کی تم گل ہو کر
کیون جی آمادہ ہوے دل کو دکہانے کے لئے

واہ کیا خوب مزیدار ہے کہونا پانا
کہو گیا آپ ترے بہید کو پانے کے لئے

اس خزانے سے بہی بڑہکر ہے خزانہ کوئی
نقد جان کہوتے ہین کیون لوگ خزانے کے لئے

سنتے مین وعدے کی شب بیٹھ گئے دانت اوسکے
سخت تکلیف اوٹہائی ہے بہانے کے لئے

یہ تفکر رہا امید کی پسپائی مین
عذر درپیش ہے کیا یار کو آنے کے لئے

چشم تر کو مری کہتا ہے گہا برق جمال
بڑہ گئی بات مجہے اور رولانے کے لئے

پرتو اس قاعدے کی بات عجب ٹیڑہی ہے
مفت جہگڑے مین پڑے ہین شعرا۔ نے۔ کے لئے

افسوس ہے کہ دل مرا مضطر بغل مین ہے
قسمت سے اضطرار کا دفتر بغل مین ہے

دل داغدار ہجر ہے مضطر بغل مین ہے
تقدیر کے حساب کا دفتر بغل مین ہے

شکر خدائے پاک کہ دلبر بغل مین ہے
تقدیر سے نشاط کا دفتر بغل مین ہے

دن رات دل کی طرح ہے پہلو مین زہرہ وش
طالع کا اپنے وہ جو ہے اختر بغل مین ہے

کٹتا ہے اسکی تاب سے آرام کا گلا — دل کا ہیکو ہے یہ کوی خنجر بغل مین ہے

بی اشرفی کی تاک مین پہرتے ہین راتدن — ہر نام کے فقیر کا بستر بغل مین ہے

سوزِ فراقِ یار سے اسکی ہے زندگی — دل ہے مرے خدا کہ سمندر بغل مین ہے

کیا کیا کہٹک رہی ہے خلش ہجر یار کی — قسمت کو کیون نہ روؤن ستمگر بغل مین ہے

پر خون نہین ہے دل مرا ساقی ترے بغیر — لبریز شیشہ مئ احمر بغل مین ہے

کیا فکر ہجر یار مین دکتی ہے دل اگر — مژگان کی یاد صورت نشتر بغل مین ہے

دل بھاری ہو گیا غم فرقت سے اسقدر — بار گران ہے عیش کہ پتھر بغل مین ہے

دل باغ دہر مین ہے نثار گل عذار — کیا سیر ہے کہ بلبل بے پر بغل مین ہے

دل کی تلاش کیا جو نہین گودمین نہین — آرام جان کو ہے کہ دلبر بغل مین ہے

حیران ہین ستارہ شناس اس مقام پر — شب بہر وہ مہر عقل کے باہر بغل مین ہے

پہر تو خبر نہین ہے طلوع و غروب کی
دن رات مہربان برابر بغل مین ہے

آرام مین ہین دوسری باتین بگہارنے — نامِ خدا ہے رنج مین خالی پکارنے

اوٹھتے نہین براے دعا بہول کر کبھی — اہل غرض کو ہاتھ ملے مین پسارنے

جوبن پر اونکے پڑتے ہی حسرت بھری نظر — بوٹے کٹائے سے وہ بہلا دان اوتارنے

دم مارتے ہو راستی کا مفت کسلئے — انکار جب ہو وعدہ پہ بہی ہاتھ مارنے

ہر گل چراغ چشم تمنا سے سیر ہے — آتش لگائی باغ مین فصل بہار نے

ہارے عشق بازی مین اک نقد دل جو تہا — ای یار مال مفت نہین روز ہارنے

دیتے ہین چھینٹے یار کو اشک روان سے ہم — جوبن کیطرح شاب کے خط پر اوبہارنے

دیکھا کہ کسقدر ہے یہ تاثیر جذب دل — بیکل کیا تجہے بہی دل بے قرار نے

آیا علی الصباح لب بام جب وہ مہر — انوار خود ہی لیس ہے سورج کو وارنے

آنسو نے کہل گئے گل داغ فراق یار
لی آبروی ابر بہار اشکبار نے

پہلو تہی مثال دل بے وفا غضب
کی گردش نصیب سے اوس ہمکنار نے

فی الفور اونکے رنگ طلائی پہ باغ مین
قربان کر دیا زر گل شاخسار نے

گر صاعقے کو آگ لگانے وہ ہنستے ہین
روتے ہین ہم بہی ابر کا پانی اوتارنے

یہ سینہ صاف پیش نظر ہو تو ہے بہار
یار آئینہ غرور سے ہے چہرہ سنوارنے

شمشیر و تیر دیکہہ کے ہوتے ہین دم بخود
پائی وہ آب ابرو و مژگان یار نے

لو مہربان کے وصل کی پرتو ہے صبح عید
کالا کیا ہے منہ شب ظلمت شعار نے

نظر آئی نہ کوی شکل تری صورت کی
مردم چشم نے کیا کیا نہ یہان محنت کی

آج اوس حور نے شفقت سے جو پنکہا جہیلا
خوب دلکش تہی مزیدار ہوا جنت کی

اس سے دلچسپ گلستان مین جو بنتی ہے بہار
طرز بلبل نے اوڑائی ہے تمہاری گت کی

کونسی بات نہین حشر کی اوس فتنے مین
ہے ہر اک غمزہ قیامت کا ادا آفت کی

حسن قسمت سے ملا ہے مجہے وہ سیم بدن
جسکے آگے کوی بنیاد نہین دولت کی

بدمزہ ہو کے نہ کیونکر کڑہے دشمن میرا
دوست کے لطف سے ہاتہہ آئی جگہہ عشرت کی

ہر ملاقات مین تعجیل تو اون کی نہ گئی
گو کہ ہر وقت شکایت ہی رہی فرصت کی

عین مستیٔ جوانی مین رہے کیونکر ہوش
واعظو خوب یہ تقریر ہے کیفیت کی

روشنی صبح کی دیکہی ہی تو روشن نہو مین
تیرگی چہا گئی آنکہون مین شب فرقت کی

ہمدمو ماہیٔ بے آب نہون تم خود بہی
مجہ سے پوچہو نہ مرے رونے کی ماہیت کی

چشم بد دور ہم ای تیر نظر جانتے ہین
کیا خبر گوشہ نشینون کو تری سرعت کی

گلبدن تہوڑی سی گرمی مین بہت مرجہائی
کیا طبیعت ہے تری پہول کی خاصیت کی

شب تاریک جدائی ہے عجب کالی بلا
شکل اوسکی کوی دیکہے تو ہے کیا لعنت کی

عشرت آباد ہوا میرے لئے میلا پور | آج دلچسپ یہان بزم ہے تہنیت کی

مہربان خوب سہاتا ہے سنہرا جوڑا
چشم پرتو مین ہے کیا تاب تری طلعت کی

ہجر مین زاری ہے تو ہی | مشکل بھاری ہے تو ہی
کچھ لیجا کچھ کھا کچھ رکھہ | برخورداری ہے تو ہی
چارہ حسد کا شربت مرگ | بد بیماری ہے تو ہی
زعم خدائی کرلو بتو | خود مختاری ہے تو ہی
زار ہون تم بیزار ہون | میری زاری ہے تو ہی
تیری محبت ای پیارے | میری پیاری ہے تو ہی
دنیا کرنا خاطر خواہ | اب دینداری ہے تو ہی
وصل کے دم پر جیتے ہین | جان ہماری ہے تو ہی
پاؤن سلامت ہون تو ہے سیر | خاص سواری ہے تو ہی
کاٹے کہاتا ہے دربان | کتا شکاری ہے تو ہی
اشک سے دہوؤن داغ فراق | آب جاری ہے تو ہی
آہ غریبان قہر خدا | تیز کٹاری ہے تو ہی
ظلم سے ظالم باز نہ آ | دل آزاری ہے تو ہی
باغ سے صرصر ہو آزاد | گل کی خواری ہے تو ہی

پرتو وہ بے مہر ہوا
بس دشواری ہے تو ہی

ای غم ہجر نکل جلد کہ یار آتا ہے | اب مکان دار مکان دل زار آتا ہے
زلف کے ساتھ خیال رخ یار آتا ہے | حسن گلگونیان شبدیز سوار آتا ہے

یار جس شب مین ترے وصل کا بنتا ہین ڈہب
نیند آتی ہے سحر تک نہ قرار آتا ہے

مستِ خوش چشم کی دوری ہو کیون دردِ سر
نشہ ہوتا ہے ہرن جب تو خمار آتا ہے

نزع کے وقت تنفس کا ہے مضمون یہی
کہ طلب کا عدم آباد سے تار آتا ہے

ہچکی آتی ہے تو احباب سمجہ جاتے ہین
یاد کرتا ہے کوی دوست یہ تار آتا ہے

دم کی صورت ادہر آیا کہ گیا راحتِ جان
کیا ہوا ہی کے وہ گہوڑے پہ سوار آتا ہے

زلف پیچان ہے تری واہ وہ دام ای صیاد
جسمین خود دوڑ کے بے دانہ شکار آتا ہے

غم نے ای مست ترے زخم کے انگور دئے
شاخ مقصود مین کیا تاک کے بار آتا ہے

ترے ادہرے ہوے جوبن کا جو آتا ہے خیال
ہجر کی شب مری چہاتی کو ادبہار آتا ہے

خانۂ دل مین نہین تم تو ہے ہنگامہ بپا
نالہ ہر دم درِ دولت پہ پکار آتا ہے

نا شستہ ہے مری ایک ایک تمنا ظالم
کیا غمِ ہجر ترا روز نہار آتا ہے

ہو کے دو چار بگڑتا ہے تحمل کا بناؤ
آٹہوین کرکے جو وہ سولہ سنگار آتا ہے

خوب سلجہانے اولجہتی ہے سمجہ کر شانہ
جب نظر زلف کو یہ سینہ فگار آتا ہے

آج دلالہ سے بولا مین بتا کر لالچ
ڈہب مین لانا تو کہ کل گہر مرے یار آتا ہے

دیکہکر واعظِ مکار کو ہر دم بولے
پیٹ بہرنے کے لئے باتین بگہار آتا ہے

منعم آیا تو دل زاہدِ پرفن بولا
دامِ تسبیح کے دانون کا شکار آتا ہے

چاہئے وصل کا سامان مہیا رکہنا
خانۂ عاشقِ مہجور مین یار آتا ہے

بے زبان جانکے منہ پر نہ چڑہون بلبل کے
نغمہ سنجی کا مجہے جوش ہزار آتا ہے

دل چشم اپنے دکہا کر ترا مست ای ساقی
نشہ ہر ساغر و مینا کا اوتار آتا ہے

نظر آتا ہے جو وہ چاند کا ٹکڑا پر تو
گدگدی ہوتی ہے دل مین مجہے پیار آتا ہے

ہین خال عارض گلگون بہار کے دلنئے
ہزار بلبلِ دل کے شکار کے دلنئے

گئے وہ مانجنے جب دانت کو لب دریا — صدف نے کھوئے دُرِ شاہوار کے دانے
یہ بات یار کی شیرین بیانیون سے کھلی — دہن انار ہے دندان انار کے دانے
سیاہ و سرخ ہین کیا پان اور مسّی سے — تمہارے دانت ہین نقش نگار کے دانے
لگائی یار نے خط مین بھی دلفریب افشان — سنہرے دام مین چہرے کے شکار کے دانے
فراق مین نہ رہا شکوہ بے غذائی کا — لگے ہین لب سے تپ ہجر یار کے دانے
بتون کے دست حنائی پہ شیخ جاتے سپند — لٹاؤ سبحۂ مرجان کے وار کے دانے
لگی تھی وصل کی بازی جو رات مین جیتا — بکھر گئے ترے موتی کے ہار کے دانے
ہوا ہے وصل سے پھولے ہین زخم کے انگور — ملے سرور سے ہمکو خمار کے دانے
مثال دانۂ چیچک کے آبلے مرجھائے — وہ آئے جب تو بنے بیداد تار کے دانے
جوے کی کھیت مین ہر وقت ہے کٹاؤ کی فصل — مدام کوڑی ہین تازہ قمار کے دانے
فراغتون کی نزاکت خلاکتون مین کہان — کہ قحط مین ہین غنیمت جوار کے دانے
یہ آب و تاب ہے زاری ہجر دندان کی — نہ پائین سیب ترے اشکبار کے دانے
گریگا خوشۂ پروین سپہر ہشتم سے — کہین جو واہ غزل کے پکار کے دانے

یہ سب ہین مایۂ نشو و نمای وہ پھر تو
جو اس زمین مین ہین خاکسار کے دانے

کیا بات ہے خیال کمال انتساب کی — رہتی ہے اس فریم تصویر خواب کی
دکھلائی ہیش قبض کشادہ جبین نے کل — تھی رویت ہلال صیام آب و تاب کی
خود ناز کی سے اونکی کلائی ہے شاخ گل — دونی بہار ہے کہ ہے چوڑی گلاب کی
دور فلک مین رنگ زمانہ بدل گیا — بدلی نہ قسمت اس مری چشم پرآب کی
دکھلاکے مین نے سینۂ پرداغ اونہین کہا — یہ فرد ہے تمہارے ہمارے حساب کی
اس انجمن مین جس سے مخاطب نہین ہے تو — خواہش ضرور ہوگی اوسیکو خطاب کی

وہ بت جو بے دہن ہے قلم اوسکا بیزبان
انکھون کو پہر عبث ہے تمنا جواب کی

ساقی کا منہ ہجر مزا کیا چکھا چکا
جلتی ہے جان سوختگی سے کباب کی

پیر فلک کو کسنے سکہایا ہے نسخہ یہ
کافور ایک شب مین ہے رنگت خضاب کی

کس پیر باخدا نے کیا نا قبول اسے
صورت جو لعنتی سی ہے کالی خضاب کی

عبرت کی دوربین سے جو دیکھے نظر پڑے
صورت فنا کی پتلی ہے چشم حباب کی

اسکا نشانہ انکھ سے غایب نہین فقط
گوشے مین ہے کمان بہی تیر شہاب کی

کیا پوچھتے ہو مجھ سے کرو لطف یا ستم
میری خوشی وہی ہے جو مرضی جناب کی

ای شہسوار پتلی کی شکل ان مین پاؤن رکھہ
مدت سے کو انکھین ہین دونون رکاب کی

پہر تو کی ہر سحر ہے یہی ایک التجا
دوری خدا دکہائے نہ اوس آفتاب کی

وصل کا دن عاشقون کی عید ہے
ہم بغل کیا عشرت جاوید ہے

بیوفائی بولتی ہے صاف صاف
کچھ وفا کی آپ سے امید ہے

صبح کو آتا نہین کیون بام پر
مہربان عارض ترا خورشید ہے

حسن صورت کے رسالے کے لئے
ابرو مژگان چشم خط تمہید ہے

کیسے دون ہمت ہین مدرسی تمام
سبکو منظور نظر تقلید ہے

کیا ہی منظور نظر ہے تیرا حسن
مردمون کو آرزوی دید ہے

خانۂ دل مین نہ پائے بار رحم
اونکی یہ دربان کو تاکید ہے

قلب ہے آئینۂ کثرت کا عکس
ہردم اسمین جلوۂ توحید ہے

ق

صاف ہے روی کتابی کا ثبوت
یہ نئے مضمون کی تمہید ہے

ابرو و مژگان جو ہین زیر و زبر
دانت بہی دندانۂ تشدید ہے

دیکھئے برگشتہ قسمت کا لکھا
ناامیدی مطلب امید ہے

اشک پینا گرم خو کے ہجر مین — خوب تر میرے لئے تبرید ہے
آب و تاب ہجر و ندان کیا کہون — قطرہ قطرہ اشک مروارید ہے
کہنہ گرگی آسمان کی دیکھئے — رات دن مین حال کی تجدید ہے

کیون نہین پرتو ہون اوسکا مشتری
خوش گلو وہ غیرت ناہید ہے

ای گل گلابی سیلے مین گل ہی کی باس ہے — انعام چولی سینے کا لطف ماس ہے
خوبیٔ ذات پیر خرابات خوش صفات — دور از خیال و وہم و گمان و قیاس ہے
شادی وصل فضل خدا سے ہے صبح و شام — میرا قدم اوسے تو مجھے اوسکا راس ہے
رہتا ہے صبح و شام وہ دل سے قریب تر — دوری مین بھی اوسے مری صحبت کا پاس ہے
آنکھو مین ہے پری سی جو وہ شکل روز وصل — دیکھو شب فراق سے کسکو ہراس ہے
وہ گلبدن نہین جو ریاض مراد مین — فصل بہار مین بھی طبیعت اوداس ہے
یہ بھی زیادتی ہے جو ہے کسر التفات — کیا یاس مین امید کی جان بخش باس ہے
بنت العنب سے آٹھ پہر ہین لگے ہوے — گویا کہ تاک بادہ پرستون کی ساس ہے

دور سپہر حسن نہ سر کا نہ پاؤن کا
پرتو اس آسمان مین ذنب ہے نہ راس ہے

پیاری سیون بھی ہے پیاری ہے جو گیندی چولی — شوق سینے کا ہے سیتا ہون تمہاری چولی
چشم بد دور سہاتی ہے یہ چستی اسکی — خوب جوبن یہ دکھاتی ہے تمہاری چولی
چھاتیان شرم کے پتلی کی جو جھولی مین تنے — عرق آلودہ ہوی آن مین ساری چولی
چشم بد دور ترے سینے پہ کھلتی ہین کون — بیگنی لال گلابی ہری گیندی چولی
دل مشتاق کو سینہ یہ ترا پیارا ہے — تو نے پہنی بری جوبن گئی پیاری چولی
جوش غیرت سے حسینان جہان زرد ہوے — رنگ لائی ہے غضب کا تری پیلی چولی

شاہدانِ چمن دہر ہوے سب دلریش
دیکہتے ہی تری ریشم کی گلابی چولی

کہاتے ہین غنچۂ نوخیز گل اندامان خار
اوٹہتے جوبن پہ یہ کس چستی سے بیٹہی چولی

نہی کوٹہے کی ضرورت نہین ای رشک قمر
تری تنویر سے زرتار ہے سادی چولی

ترے آئین نے بنایا تجہے بہاری بہرکم
بہاری کپڑون پہ ہے بہاری تری ہلکی چولی

منہ پہ تارون کے چمکتے ہین ستارے اسکے
آسمان لوٹ گیا دیکہہ کے نیلی چولی

شرم سے گہاٹ ہین انگیا کے حسین ڈوب گئے
دیکہہ لی آب روان کی جو تمہاری چولی

کچہ نہو چہاتی کی سل حصہ بقدر جثہ
اوٹہتے جوبن کو نہین چاہئے بہاری چولی

خنکی آنکہون کو ہے نظارے سے سبزی کے مگر
وجہ تفریح نظر ہے تری دہانی چولی

بیل بوٹہ ہے گلابی تو زمین اسکی ہری
دامنِ فصل بہاری ہے تمہاری چولی

اسکے نظارے سے پہر غنچۂ دل کیون نہ ہنسے
زعفرانی ہے گل اندام تمہاری چولی

سینہ پہٹتا ہے کہین مجہ سے کنارا نہ کرے
خوب چمکا کے دکہاتی ہے کناری چولی

گوٹہا کافی ہے جواب اسکا نہین ہے نہ سہی
لاجواب ای بتِ یکتا ہے یہ تیری چولی

نازکی کے ہین یہ معنی کہ دہنک جبہتی ہے
بہائے اوس گل کو نکیون سادی ہی گیندی چولی

انتہا شرم کی یہ ہے کہ نہان رہتی ہے
چشم بادام سے بہی پستی اونکی چولی

یہ نہو مجہ سے کہ دیکہون اسے چہاتی چہوتے
وصل کی شب مرے دل کو نہین بہاتی چولی

اور پہر ظاہری زینت کی ضرورت نہین کچہ
گات رکہتی ہے جو پوشیدہ تمہاری چولی

جوش سے گرمئ خلوت کے پسینا آیا
شبنمی بنگئی سیلے کی تمہاری چولی

جہول گو نقص سے سیونگے ہے پر زیب بڑہا
ہوی اُلٹو کے مصالح کی تمہاری چولی

چہاتیان نور سے خورشید وقمر مین دونون
ابر ہے بادلے کی یار تمہاری چولی

بو تری ای گل تر بلبل دلکو ہے پسند
چاہئے سونگنے کو مجہے میلی چولی

ہے عبث ای گل تر لخلخۂ مشک و گلاب
غش سے اوٹہہ جاؤن جو سونگہون تری میلی چولی

نہ کہین سینۂ نازک پہ نشان پڑجائے
بندیون باندہئے کچھ کچھ رہے ڈہیلی چولی

نظر آتی ہے مجھے عین بہارون مین بہار
تو نے پہنی ہے جو ہولی مین بسنتی چولی

دونون انکہون مین ہین یہ چار کہے چار آٹہ پہر
ترانہ بند تری دامنی کرتی چولی

چاندنی سے ہے دوچند اسکی چمک پہر تو کو
رشک مہتاب ہے مہتابی تمہاری چولی

رہ الفت مین سالک جسم تیری نقش پا سمجھے
یہی برباد الفت روح کو تیری ہوا سمجھے

سن ای جان زلف و عارض کو ترے پیرو کیا سمجھے
پری اسکو ادسے سایہ پری کا مبتلا سمجھے

جگر مین ٹیس جب اوٹہی اسے آواز پا سمجھے
کیا نالہ کوی دل نے تو ہم تیری صدا سمجھے

ہوی تسکین آزار جدائی سے اگر دیکہا
تو ہم بہی شربت دیدار کو اپنی دوا سمجھے

سراپا پنجۂ مژگان کو ہم عین انتظاری مین
خدا شاہد بت کافر کوی دست دعا سمجھے

نزاکت دیکہیے تالی بجانا رنگ لایا ہے
ہوے جب لال اونکے ہاتھ ہم رنگ حنا سمجھے

معتقد ہین ہین جنکے چشم اک ہین روز اول سے
بتون کے جلوے کو وہ جلوۂ نور خدا سمجھے

کیا اپنا گریبان چاک جب صبح جدائی نے
پریرو تیرے دیوانے ترا چاک قبا سمجھے

دل لاغر نے کہینچا سبز خط سنگدل بت کو
خدا کے بندے یا آہن ربا یا کہربا سمجھے

مناسب ہے رہین اب سارے عالم سے کنارہ کش
وہ ڈوبا بحر نخوت مین جسے ہم آشنا سمجھے

بنین ہم حسرت فرقت سے آخر سو کہہ کر کانٹا
الگ رہنے کا تیرے ای گل تر مدعا سمجھے

بدلجائے نحوست نیر کی یارب سعادت سے
کہ مردم ظل چغد و بوم کو ظل ہما سمجھے

تو بے پروا ہے ہم ناز اوٹہانے لگے نہ شہ شورین
ارادہ جو ہے تیرے دل کا وہ ای بیوفا سمجھے

شب فرقت کے خواب وصل سے تعبیر پہر کیا ہے
یہی مطلب جدائی کا یہی مطلب کچھ جدا سمجھے

وہ شب مین اسلیے ملتے نہین بہولے سے بہی پہر لو
فلک کے دور مین مردم اونہین خورشید تا سمجھے

سراپا قیامت کہ قامت ہے تیری | کہ ہر ایک ٹہوکر قیامت ہے تیری
میسر شب و روز صحبت ہے تیری | مرے حال پر کیا عنایت ہے تیری
ملاحت صباحت لطافت نزاکت | ان اربع عناصر سے خلقت ہے تیری
شرر ریز ہے سوز غم مثل چقماق | کہون سنگ دل یا [illegible] شرارت ہے تیری
حسینون کو دل کون سی بات پر دون | [illegible] ہے تیری [illegible] صورت ہے تیری
کبہی زود رنجی کبہی شوخ طبعی | تلون سے مملو طبیعت ہے تیری
نہ چہوڑا دس بت سیم تن کو دل زار | یہی [illegible] ہستی مین دولت ہے تیری
مرے عشق کا ڈنکا بجتا ہے ہر جا | شہ حسن عالم مین نوبت ہے تیری
نکیون ڈوب جائین سفینے گنہ کے | کہ دریائے مواج رحمت ہے تیری
بطی مین دم بہر گیا جب بہری می | سراپا یہ ساقی کرامت ہے تیری
بلائین تو پیچہا نہین چہوڑتی ہین | دل مبتلا کیسی قسمت ہے تیری
شبیہ رخ و زلف مین سنبل و گل | گلستان مین تہوڑی شباہت ہے تیری
گیا چہوڑ اک جان جان خانۂ تن | اب اچہی طرح سے مرمت ہے تیری
ترانون مین اپنے بہار اسقدر ہے | سنبہل بیٹہہ بلبل بری گت ہے تیری

نہین چشم پرلو کو حسرت کوی اور
فقط ایک منظور طلعت ہے تیری

دست رنگین سے جو تمنے مرے کپڑے دہوئے | خون سے ہاتہ [illegible] مین نے بہی دیدے دہوئے
آب زر ہو گیا پانی بہی تو ای سیم بدن | ہاتہ سے تمنے جو کل سونے کے چہلے دہوئے
شفق شام مہ نو کو ہوی آتش رشک | تمنے جب شام کو ابرو کہین پیارے دہوئے
غیرت آتش رشک آب کا ہر قطرہ ہوا | تو نے ای شوخ حنا ملکے جو تلوے دہوئے
یون غضب رشک بہانے سے کدورت جو بڑہے | میل دل کا ترے خاطر کوی کیسے دہوئے

چاندنے رشک کے ساحل سے کنارا نکیا
پاؤن اوس مہ نے جو دریا کے کنارے دہوئے

کشتیٔ عمر رواں جنکی اودہر پار اوتری
ہاتہہ اونہون نے اودہر آنے سے پہر اپنے دہوئے

چادر ابر مین تاردن نے لیا منہ کو چہپا
تم نے ای چاند جہان مہندی کے تارے دہوئے

آسمان سے کہین اونچا ہوا دہوبی کا دماغ
آج اوس مہ کے جو اُترے ہوئے کپڑے دہوئے

پانی پڑتے ہی بہرا بازو کی ہر مچہلی مین دم
غسل مین رشک مسیحا نے جو شانے دہوئے

ق

ہاتہہ دہو بیٹہا ہے چمکانے سے کیون رنگ بدن
چہینٹے دیتے ہین سمجہے تا کہ نہائے دہوئے

خیر ہے تجہکو نہانا جو وبال ای خود سر
یہ تو کچہ بار نہین جسم تو گاہے دہوئے

ہاتہہ دہویا ہے طہارت سے یہ معلوم ہوا
دونون ہاتہہ اوسنے جو گہنے سے ہمارے دہوئے

لکہہ ابر کرم بنگیا رومال ہر اک
آج دو ہاتہہ سے یہ چار جو اوسنے دہوئے

جب بہے اشک ندامت تو کہا مردم نے
جرم کے دامن اعمال سے دہبے دہوئے

عمر بہر لاکہہ کوئی روئے تو کیا حاصل ہے
روئے ایسا کہ رقم لوح جبین سے دہوئے

رقم نامۂ اعمال بہی دہوئی قاتل
تونے شمشیر سے جو خون کے دہبے دہوئے

ای پری ہجر کی تنہائی سے گہبرائی جو جان
آج ہم ملکے گلے سائے سے روئے دہوئے

چشمۂ مہر مین پرتو نظر آئے موتی
مہربان نے جو مرے دانت سویرے دہوئے

کینے سے بہرا ہے دل تیرا اور منہ کی محبت خالی ہے
پوشیدہ عداوت سرتاپا ظاہر مین تو شفقت خالی ہے

رخسارۂ رنگین کے تیرے آگے مین گلون کے یہ نقشے
تصویر کا عالم پیدا ہے بو اوڑہ گئی رنگت خالی ہے

بیداد و جفا و ظلم و ستم ہر وقت ہین ظالم کے ہمدم
لب پر تو کرم کا نام نہین کہنے کو عنایت خالی ہے

کیون سرمہ نہین منظور نظر آشوب ہوا کیون دور نظر
یہ ادر قیامت برپا ہے غمزون سے قیامت خالی ہے

ہر شی کا نمک ہی سے ہے مزا بے اسکے نہین ہے لطف ذرا
بے شور ملاحت پھیکا ہے چہرہ جو صباحت خالی ہے

مایل جو ہوا ہے کوی بشر معمور ہوا وہ رونے پر
سرکار محبت مین تو سدا رونے ہی کی خدمت خالی ہے

خالی ہے طمع کی قسمت اگر تقدیر حسد کی کب ہے دگر
طامع کی مشقت خالی ہے حاسد کی بہی محنت خالی ہے

دنیا کے ہین کتے اہل جہان افضال سے اوسکے دد. کہان
اللہ کہین انسان کرے انسان کی صورت خالی ہے

پہر کیون ہے کوی خورشید جبین ہم صورت دل آغوش نشین
مان بارہ مہینے مین پیر تو خالی کی جو قسمت خالی ہے

قلم کی زبان اور مدحت تری	اگر ہو تو گویا کرامت تری
یہ سب تیری صحبت کی تاثیر ہے	دل ہیز فا مین ہے عادت تری
ہوا آئینہ صاف اقرار وصل	رخ آرا ہے اس مین مروت تری
نہین فضل حق سے تو انکہون سے دور	یہان ہر دم ای بت ہے خلوت تری
کوی نقش حب ہے کہ نقش دہن	ہمیشہ ہے مفتون طبیعت تری
نمک کا ہے کیا حسن مین اعتدال	بہت بامزا ہے ملاحت تری
مجہے دوست رکہتا ہے دلسے ملم	یہ ہے مجہ پر ای جان عنایت تری
تو ای دل ہے رو رو کے قسمت پہ چہنک	گہر ٹپکے ٹپکی طراوت تری

تو ہے مہربان تیرا پیر تو ہون مین

مقدر مرا اور قسمت تری

کسیکا جلوۂ رعنا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے
کہین گل ہے کہین کانٹا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین مجنون کہین لیلا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے
کہین شایہ کہین شیدا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین ادنا کہین اعلا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے
کہین صاحب کہین بندا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین نکہت کہین رنگت کہین سیرت کہین صورت
کہین پنہان کہین پیدا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین غنچہ کہین گل ہے کہین ریحان کہین سنبل
کہین نرگس کہین لالہ کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین پابند الفت سے کہین آزاد نخوت سے
کہین نادان کہین دانا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین دن ہے کہین شب ہے کہین طلعت کہین ظلمت
کہین گورا کہین کالا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

کہین ہے عاشق شوریدہ سامان جوش وحشت مین
کہین معشوق بے پروا کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

بہرا ہے زیر و بالا مین اوسیکا نور ای پرتو
کہین سورج کہین ذرہ کہین کچہ ہے کہین کچہ ہے

غزل

قدرت احمد کے سوا شمس و قمر کے سامنے
پتلیان آنکہونکی ہون نور نظر کے سامنے

زلف و روی غیرت شمس و قمر کے سامنے
صبح و شام آئین مری شام و سحر کے سامنے

چارہ گر ہوتے نہین دمساز سوز عشق مین
دل پہڑک اوٹہتا ہے پہلو مین جگر کے سامنے

وہ پری ہی اور مین خاکی ہو کیونکر سامنا
بر ملا ہوتین نہین پریان بشر کے سامنے

اپنے منہ ابر آپ دریا خان ہوا ایسا بڑہا
کیا ہوا بدلی گہٹا جو چشم تر کے سامنے

اپنے معشوقون کو شاعر حور کہتے ہین بجا
ہوتے ہین یہ مدتون فرقت مین مر کے سامنے

اوس قمر کو ڈہونڈہتا پہرتا ہون راتونکو جو مین
کہکشان ہے مانند نور رہ گذر کے سامنے

اوج صولت ہے فلک کے دور مین بعد زوال
سایہ بہی پڑتا نہین پیچہے سے ذرہ کے سامنے

عاشق و معشوق کو دوری بہم زیبا نہین
گہر بناؤن کیون نہ پیارے تیرے گہر کے سامنے

دم مین ای پرتو ہوے بے آب پیکان شعاع

آب و تاب تیر ترک خوش نظر کے سامنے

سر مین چوٹی ہے یار پہولون کی
ہے شگوفہ بہار پہولون کی

مجہے دونا ہے روز لطف مشام
دہن جو ہے گلعذار پہولون کی

صبر کافور ہے سمن اندام
بو سے ہون بے قرار پہولون کی

گل رخ دیکہہ کر ترا کملاے
شکل ہے شرمسار پہولون کی

تم سراپا درخت گل ہون جو ہون
کرتی انگیا ازار پہولون کی

صاف رنگت ہو کہا رہا ہے صبا
سینۂ نو بہار پہولون کی

باس دیتا ہے باغ ہستی مین
بوسۂ گلعذار پہولون کی

کیا ترے غنچۂ شگفتہ مین
باس ہے گلعذار پہولون کی

پرتو اشگفتۂ گل بے مہر
اور شیدا ہزار پہولون کی

کیون دل آزار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی
کیون ستمگار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

عشق مین اپنے غضب کر کے مجہے زار لیا
مجہ سے بیزار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

دلربا ہو کے ہوے جان کے قاتل ناحق
دم مین خونخوار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

بہون چڑہاتے ہو جو مجہ پر تو گلا کاٹتے ہو
تیغ تلوار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

آجکل کیسی طبیعت ہوی ہنستے ہنستے
لڑنے تیار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

خون کا لاکہا ہے تمہین ای لب معشوق پسند
لب سوفار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

جان کر بیچ دئے دل کو مرے ای خوش چشم
مردم آزار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

باوفا جان کے دل مین نے دیا تہا اپنا
بیوفا یار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

چار ہی دن مین جو بے مہر ہوے ای **پرتو**
ماہ رخسار ہوے تم سے یہ امید نہ تہی

قتل بے تیغ کیا تم سے یہ امید نہ تھی — آج وہ لفظ کہا تم سے یہ امید نہ تھی
دوست تم ہو کے ہوئے دشمن جانی افسوس — رابطہ بڑھ کے گھٹا تم سے یہ امید نہ تھی
یاس و امید کے جھگڑے میں ہے کم بخت دعا — ہوئے بانی جفا تم سے یہ امید نہ تھی
بات کرتے نہیں بت بنکے ستاتے ہو مجھے — یار سنئے بخدا تم سے یہ امید نہ تھی

گھات کی بیٹھکے دل پر تو شیدا آخر
مہربانی کے سوا تم سے یہ امید نہ تھی

عین صحبت میں لگا رونے جو دھاڑیں مار کے — پنجۂ مژگاں سے پونچھے میں نے آنسو یار کے
کس مزے کے چرکے دیتی ہے تری تیغ نگہ — مرغ دل سو جاں سے قربان ہے اک اک وار کے
جسکے جی چاہے قاتل اب چرکے یہ چرکے دیجئے — نیچے کے تیغ کے خنجر کے یا تلوار کے
وہ پری جب بام پر آیا میں غش کھا کر گرا — صورت سایہ رکھا سر پاؤں پر دیوار کے
وصل کی شب ہو گیا حد رجہ جوش اتصال — رشتے پیوستہ ہوئے آپس میں تو سر ہار کے
بیقراری بیکسی بیچارگی بیطاقتی — چارہ گر یہ چار ہی تو ہیں دل بیمار کے
خوب گھر بیٹھے بدخشان و حلب کی سیر ہے — بوسے ہم لیتے ہیں روز اونکے لب و رخسار کے
سیر کا ہے آخری یہ چار شنبہ اس برس — بدلے سبزے کے نظارے ہیں خط دلدار کے
چار کونوں میں ہے سیر گوشۂ گلزار عیش — طرفہ جلوے ہیں بہار خلوت عیار کے

مہربانی پہ پرتو مشتاق پر دل سے کرو
منہ سے کیوں کہتے ہو پیارے خالی جملے پیار کے

میں نے سی جو کل مصالح دار چولی یار کی — ٹھیک بیٹھی اوسکے سینے پر یہ سیوں پیار کی
گو کہ کوٹھے کو جواب اوسکے دیا پر لاجواب — آنکھ نے پایا ہے جب دیکھا نظر سے پیار کی
دور آغوش بصارت سے ہو یہ ممکن نہیں — مردم چشم تمنا شکل ہے دلدار کی
عاشق دیوانہ عریاں تر ادای ترک ہوں — جسم پر میرے ضرورت زخم دامن دار کی

دل ہے میرا ناز پروردہ اداکی گود کا
جسکو ہو زعم جوانمردی نہ چھوڑے آبرو
چشم بلبل کا دوپٹہ اوڑھ کر دہ گل ہے آج
دیکھتے ہی دل کا مطلب ہوگیا معلوم سب

اس سے بھینی بھینی باس آنے لگی دلدار کی
آب ہی سے تیز یان ہین تیغ کی تلوار کی
کاش سمین ہوتین انکھین طالب دیدار کی
کیا نگاہین ہی خبر دیتی ہین برقی تار کی

مہربان اب ہوگیا نامہربان پھر تو مرا
ٹل گئی کالی بلا شب ہاے ہجر یار کی

قمر چہرہ مرے آغوش مین ہے
دعای وصل جانان سے وظیفہ
یہ اوس پستان کی محرم ہے ثناخوان
بہت بیکل ہے صحبت مین کسیکی

اب اپنا دل نہایت جوش مین ہے
رٹ اسکی ہی لب خاموش مین ہے
ہراک نارنج اک سرپوش مین ہے
یہ کیا عادت دل مدہوش مین ہے

گل اسکی ضو سے شمع مہ سے پھر تو
مگر یہ نور در گوش مین ہے

ای جان جسم زار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
یہ مبتلا ہی غیرت بلبل ہے گلعذار
دلکو ترے سوا نہین فرحت کسیطرح
پتلی بھی تو ہی تو ہے مرا دل بھی تو ہی تو
الکدم دو چار آٹھ پہر مین نہین کوی
نغمہ دہان نی مین جو کچھ ہے وہ تو ہی یار
ای شاہ حسن رشک سے پامال ہین حسین
بوی نشاط اور خلش غم تجھی سے یار
ای زلف تجھ سے ہوش غزالان ہرن ہوا

لازم مجھے ہزار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
فرحت مری بہار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
تفریح روزگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
انکھون مین اور کنار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
لاکھون مین یا ہزار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
نالہ دل فگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
سرتاج روزگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
اس رو سے گل مین خار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے
بو نافہ تتار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

امید یاس سخت مین تیرے سوا ہے کون
یاس امیدوارین جو کچھ ہے تو ہی ہے

تیرے سوا نہین گل و بلبل سے مجھکو کام
گلزار روزگار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

پھر لو کی انکھہ مین نہین تیرے سوا کوی
مہر اور خاکسار مین جو کچھ ہے تو ہی ہے

قدرت کا آئینہ ہے کہ رخسار یار ہے
اور اوسمین خط ہے یا کوی نقش و نگار ہے

ثابت یہی ہے خال تہ زلف سے مجھے
دانہ بھی تیرے دام مین گویا شکار ہے

عادت جو سہنے کی ہو تو کیا رنج رنج کا
راحت مجھے تجھی سے تظلم شعار ہے

انسان و حور و جن و پری سب کے سینے بار
اک اک ہزار جان سے تجھ پر نثار ہے

ہمرنگ گل فگار ہے سینہ فراق مین
لالہ کی شکل دل بھی مرا داغدار ہے

اکثر صبا کے جھونکون سے کملا کے رہ گئی
نازک گلون سے خاطر گلگون عذار ہے

نازک مزاج اور حسین اسقدر کہان
سولہ سنگار اوسکی نزاکت کو بار ہے

زلف سیہ ہے شب رخ روشن ہے اوسکا روز
اور چال ایک گردش لیل و نہار ہے

زانو مم خاک ہو کہ ہے سرخاک مرغ خواب
بے یار رات دن مرا دل بیقرار ہے

کب سے ہے مضطرب مرے دلکی طرف بھی دیکھہ
یار اک نگاہ لطف کا امیدوار ہے

اوس گل کا وصل فصل خزان مین جو ہی نصیب
گویا مجھے یہان ہی فصل بہار ہے

پھر لو کی آنکھہ سے کوی دیکھے تو ہو عیان
مہر فلک نشین تری رہ کا غبار ہے

ہمقافیہ بر غزل اسداللہ خان غالب مرحوم دہلوی

ای طبیبو تمہین ہوا کیا ہے
مرض عشق کی دوا کیا ہے

خشک ہوتے نہین جدائی مین
دیدۂ تر کا ماجرا کیا ہے

وصلِ بت اپنے حق سے ہے مطلوب | اور برہمن کا مدعا کیا ہے

صاحب فہم سے کوی پوچھے | بندہ کیا چیز ہے خدا کیا ہے

ہر پرستار کے ہے حق مین قضا | بت کا فرتری ادا کیا ہے

لب خامش ہے مہر گنج سخن | طبع موزون مری رسا کیا ہے

چشم تر پر اوٹہاتے ہین طوفان | آج کیون تند ہے ہوا کیا ہے

کوی وعدہ وفا نہین کرتے | کیا خبر ہے اونہین وفا کیا ہے

پُرو خالی مین ہے ہوا تیری | اور تالی مین پہر صدا کیا ہے

اس چمن مین وہ گل ہے ٹہنڈا | اور ہوا خواہ کی دعا کیا ہے

آج کی تو گذر گئی لیکن | کل مقدر مین دیکہین کیا کیا ہے

کسکو معلوم اپنی قسمت مین
ابہی پرتو بہلا برا کیا ہے

بسم اللہ میرے قتل کا بیڑا اوٹہائیے | تو دیر نیک کام کو پہر کیسا اوٹہائیے

بچپن ہی سے بتاتے ہین زر کی طمع بزرگ | بچے گرے تو کہتے ہین پیسا اوٹہائیے

ہر روزہ دار کو ہے مزہ روز عید کا | آرام چاہتے ہو تو ایذا اوٹہائیے

محنت سے سخت تر کہین منت کا بوجہہ ہے | احسان کشی سے خوب ہے موٹہا اوٹہائیے

یان تیسرا ہے کون تمہین کس سے شرم ہے | خلوت مین تو حجاب کا پردا اوٹہائیے

مشاطہ صاف آئینہ مین تیری شوخیان | جلوے کے وقت شرع کا پردا اوٹہائیے

جب تنگ ہے سانس آس ہے ضرب المثل ہے یہ | غربت مین ہاتھ زلیت سے کیسا اوٹہائیے

اللہ کا کلام ہی کچھ کہیل کی ہے بات | قسر آن سر پر اپنے نہ بیجا اوٹہائیے

یاد ہوائی جانتے ہو ابر غم کی بات | طوفان نہ میری آنکہون پر ایسا اوٹہائیے

پیمبر کی جدائی مین طالع کا قول ہے

پر تو ابہی جدائی کا صدما اوٹہائے

ہزارون آفتون مین بلبل ناشاد باقی ہے
بدن مین جان اک صدمۂ صیاد باقی ہے

اگرچہ سالہا گذرے مگر ابلیس و آدم مین
فساد و فتنہ ہی کی بیخ جڑ بنیاد باقی ہے

ہزارون ظلم توڑے سیکڑون صدمے دئے مجکو
ہوس بیداد کی پر بہی ستم ایجاد باقی ہے

بہرونگا دم ترے خنجر ہی کا خالی نہ تڑپونگا
رگ گردن مین دم جبتک مرا جلاد باقی ہے

کسی سے کیا گلہ ہے عاشق مظلوم طینت کو
کوی شکوہ نہین اک شکوۂ بیداد باقی ہے

بکہیڑے سب کے فیصل ہوچکے روز جزا لیکن
بتون ہی کے فقط مظلومون کی فریاد باقی ہے

ہے گرچہ خود فراموشی نہین مخلص فراموشی
فراموشی کے عالم مین بہی تیری یاد باقی ہے

پرستان مین ہے شہرہ حسن کا تیرے مرے پیارے
پریزادون مین شور حسن آدم زاد باقی ہے

بدولت آتش عشق صنم کی روز اول سے
مرے عنصر مین ربط آب و خاک و باد باقی ہے

خدا تمکو سلامت رکہے سب کچہ کہہ چکے لیکن
فقط وصل صنم کی اک مبارکباد باقی ہے

ظہور ماہ گردون تظلم ہوچکا **پر تو**
طلوع آفتاب آسمان داد باقی ہے

ہوگئے ہر ہر قدم پامال سفتے چال کے
ہاتھ جبو قت آگئے وہ پاینچے سروال کے

شعبدہ گر سے کہین بڑہکر ہین بیپاری تمام
اشرفی چن لیتے ہین تانبے کا پیسا ڈال کے

اہل مطلب کی کوئی حرکت نہین ہے معتبر
ہر طرح بندے ہین یہ کمظرف گویا مال کے

کیمیا زادون کے والد کا پتا ملتا نہین
لیکن اتنا کہتے ہین اونکو ہین بچے مال کے

ہر پرانی چیز کو کہتے ہین ماضی ہوگئی
واقعی الفاظ بے معنی نہین ہین حال کے

اہل حاجت کسقدر بہروپیے ہین دیکہیے
جس سے کچہ ملتا ہے بنجاتے ہین اوسکے بال کے

با ادب ہے با نصیب اور بے ادب ہے بے نصیب
امتیاز اس سے ہین خوش اقبال بد اقبال کے

شکر خالق کا ادا کرنا سراسر چاہیے
خوش مقدر ہوتے ہین اولاد کے اور آل کے

واقعی ضرب المثل ہے دال بچے پال یار — اسلیئے عادی ہین سب ہندوستانی دال کے

آجکل ای مہربان پرتو ہے کیا اقبالمند
جلوے تیرے خال مین ہین کوکب اقبال کے

وصل مین غمزہ وعشوہ تہے ادا بہی آئی — اور پہر چار مین اک چوتہی حیا بہی آئی
دیکہنا شوخئ رنگینئ انداز نگار — کہ تری شوخی یہ پسنے کو حنا بہی آئی
نہ فقط نالہ ہی آیا لب فریاد یہ واہ — جب ہوا جوش محبت تو دعا بہی آئی
جب کہا آئینہ رخ کو ترے سب کے منہ پر — مرے دعوے کی گواہی کو صفا بہی آئی
سوز غم نے جو کیا جوش بندہی آہ کی وہین — اور اس آگ کو بہڑ کانے ہوا بہی آئی
خود گرے بہی تو گرے موبخہو کو مٹی نہ لگی — بیحیائی ون کو کبہی یار حیا بہی آئی
ترے بیمار کو کیا جب تو نہ آیا ای جان — گر عیادت کے لیئے خلق خدا بہی آئی
جلۂ عام کیا جبکہ ادا ؤن نے تری — بے بلائے ہوے مہمان قضا بہی آئی
اپنے بیمار کو وہ دیکہنے جسوقت آئے — پیچہے پیچہے ہی دبے پاؤن شفا بہی آئی

سیر کو آج وہ بے مہر جو نکلا پرتو
دادخواہون کی خبر لینے جفا بہی آئی

ٹہرے وصال کی ہی مرےجان کبہی کبہی — بیٹہین ہم نکال کے ارمان کبہی کبہی
سلجہے نہ مثل زلف الجہکر خیال خام — ہم دیکہتے ہین خواب پریشان کبہی کبہی
کب تک سوال بوسۂ لب پر ہین نہین — تسکین کو تو جہوٹ سہی ہان کبہی کبہی
گاہے خیال زلف ہے گاہے خیال رخ — کافر کبہی کبہی ہون مسلمان کبہی کبہی

پرتو کو کیون دکہاتے ہو رخسار گاہ گاہ
کیون مہربان تلاوت قرآن کبہی کبہی

کرشمہ غمزہ تبسم انداز ناز عشوہ ادا کرینگے

پہر اور عاشق کا دل لبہانے زیادہ اس سے وہ کیا کرینگے

جو دم بہی لینگے کبہی ہم ای جان تو نام تیرا لیا کرینگے

کوی تو جہوٹا ہی دم بہی دیدے کہ تیرے دم پر جیا کرینگے

یقین ہے اہل نظر کو بالکل کہ تیرا ہمسر ہوگا او گل

جہان مین جب تک رہے تناسل حسین پیدا ہوا کرینگے

نثار بلبل بہار گل پر پتنگ ہین شمع پر نچہاور

مگر ہم اپنی تو جان دلبر فقط تجہی پر فدا کرینگے

خلاف عقل و قیاس عاقل نہ سمجہینگے ہے یقین کامل

خیال خام و گمان باطل حسین کسی سے وفا کرینگے

ہمیشہ کے بانی جفا ہین جو ظلم اونکے ہین ناروا ہین

وہ روز اول سے کج ادا ہین کرینگے جب تو جفا کرینگے

ہماری انکہون پر افترا ہے دروغ رونے کا ذکر کیا ہے

عجیب ترسر دما جرا ہے ہزارون طوفان اوٹہا کرینگے

کہا جب اوس سے کہ غم کی تپ ہے کہا کہ بندہ طبیب کب ہے

رجوع اگر ہو تو کیا عجب ہے حکیم صاحب دوا کرینگے

نفاق مین وصل کا مزا کیا کچہ ایسی صحبت سے فایدا کیا

دو دل جو ہوا ایک پوچہنا کیا ہمیشہ باہم مزا کرینگے

ستارہ طالع کا اپنے پر لو جو زور پر ہے تو ہے وہی ضو

کرون مین کیون بے سبب دوا دو پہر جو گردون پہرا کرینگے

ہمقافیہ غزل خواجہ حیدر علیصاحب آتش مرحوم لکہنوی

کئے بدگمان نے گمان کیسے کیسے
تہے گو واسطے درمیان کیسے کیسے

زمین اور اہل زمین سب ہین پامال
چلن ہین ترے آسمان کیسے کیسے

ترے کشتون کی خاک کیا رنگ لائی
کہلے تختۂ ارغوان کیسے کیسے

ہین مکشوف دست سبو پای خم سے
اشارات پیر مغان کیسے کیسے

مرے ماہ کنعان تری چاہ مین غرق
پہرے بادیے کاروان کیسے کیسے

گداز محبت سے اندر ہی اندر
گلے مثل مغز استخوان کیسے کیسے

ترستے تڑپتے سسکتے ہین قاتل
ادہر دیکھیے نیم جان کیسے کیسے

نہ ایوان شاہان نہ گور غریبان
فلک نے مٹائے نشان کیسے کیسے

جفا کار بیدرد صیاد جلاد
لقب رکہتے ہین باغبان کیسے کیسے

مفرح ہے فی الاصل داروی دینار
ہوے پہلوان ناتوان کیسے کیسے

دل مخلص و چشم دشمن مین جا ہے
مرے واسطے ہین مکان کیسے کیسے

ستارون کے جب پہیر کا وقت آئے
ہون نامہربان مہربان کیسے کیسے

عجوبہ ہے ایام فرقت کی گردش
کہین سال ہین نوجوان کیسے کیسے

دم صبح انسان بھی حق کو کرے یاد
ہین تسبیح مین بے زبان کیسے کیسے

ذرا مہربانی کہ پیر تو کے مانند
پیسے تجہ پہ پیر و جوان کیسے کیسے

ہمقافیہ بر غزل خواجہ حیدر علی صاحب آتش مرحوم لکہنوی

کمر پر عدم کے گمان کیسے کیسے
رہے ہستی کے درمیان کیسے کیسے

زمین خاکساری دکہاتی ہے ہر چند
گہمنڈون مین ہے آسمان کیسے کیسے

مئے ارغوانی کے ساغر ہین ساقی
ترے باغ کے ارغوان کیسے کیسے

ہے دست سبو دستگیر مریدان
ہین احسان پیر مغان کیسے کیسے

وجود و عدم مین ہے کیا آمد و رفت
سفر کرتے ہین کاروان کیسے کیسے

سگِ یار ہی ہے ہمارے زمانہ
چباتا ہے روز استخوان کیسے کیسے

نصیب ایسے اللہ اکبر کہ قاتل
تصدق ہوئے نیم جان کیسے کیسے

مٹے صفحۂ ہستی سے نقش کیا کیا
نہین نام کو بھی نشان کیسے کیسے

ابھرتے ہی جوبن حیا شرم آئی
ملے باغ کو باغبان کیسے کیسے

صبا کی طرح گلرخون کی ہوا مین
اوڑے پھرتے ہین ناتوان کیسے کیسے

دل و چشم گریان سے کیون بہا گئے ہو
کہ ہین ٹھنڈے ٹھنڈے مکان کیسے کیسے

جو وہ دوست ہو مہربان پھر تو کیا ہے
عدو سارے ہون مہربان کیسے کیسے

گئے بانکپن پر ترے دم کے دم مین
طرحدار بانکے جوان کیسے کیسے

شرف ناطقے کا تو حظ ذایقے کا
مزے ہین برای زبان کیسے کیسے

ہین ہمسری پیر گردون سے پر تو
مہ و سال خستہ جوان کیسے کیسے

کمر پر تری ہین گمان کیسے کیسے
تو ہم بھی ہین درمیان کیسے کیسے

سخی کو بدل ہین یہان کیسے کیسے
یہان سے زیادہ وہان کیسے کیسے

نحوست سعادت بہم ہین تو ہین پھر
گہن کیسے کیسے قِران کیسے کیسے

کیا کام قاتل نے اک کا نہ پورا
ہین سب ادھ موئے نیمجان کیسے کیسے

بس اللہ بس اور باقی ہوس ہے
اس اک نام کے ہین نشان کیسے کیسے

پولس کے پیادے جو بوڈھے بھی ہوجائین
تو کہلاتے ہین وہ جوان کیسے کیسے

پولس کے پیادون کو دنیا ہے جنت
کہ سب بوڈھے بھی ہین جوان کیسے کیسے

نشانہ ہوئے خود ہی تیر قضا کے
خوش انداز ابرو کمان کیسے کیسے

رخ زرد و چشم تر و جسم لاغر
محبت کے ہین ارمغان کیسے کیسے

کہین ناچ رنگ اور کہین بزم احباب
سمان ہین تہِ آسمان کیسے کیسے

روش پر خراماں ہیں دل روندتے ہیں ‏ چمن میں ہیں سرو چماں کیسے کیسے

تماشے دکہاتی ہیں مجکو شب و روز ‏ مری آنکہوں کی پتلیاں کیسے کیسے

تجھے چھیڑ کر شوق سے کہا رہے ہیں ‏ مزے دیتی ہیں گالیاں کیسے کیسے

عجب صورتیں ہیں عجب سیرتیں ہیں ‏ جہاں میں ہیں اہل جہاں کیسے کیسے

کروں فکر شعر و سخن خاک پھر تو
کہ جاتے رہے قدرداں کیسے کیسے

ہیں ناف و کمر پر گماں کیسے کیسے ‏ تصور میں مہروشاں کیسے کیسے

ہیں مدفون بلند آستاں کیسے کیسے ‏ زمیں میں گڑے آسماں کیسے کیسے

تصور تفکر بیاں کیسے کیسے ‏ تجاہل تغافل وہاں کیسے کیسے

وہ بجائیں تیر و کماں کیسے کیسے ‏ جو ملکر ہیں پیر و جواں کیسے کیسے

بہم صورت دود پیچاں ہمیشہ ‏ ملے دود ماں دود ماں کیسے کیسے

زمیں پر ہے سکتے کا عالم سراپا ‏ دکہاتا ہے کہیل آسماں کیسے کیسے

بہت اپنے جوبن پہ اترا رہے ہیں ‏ بہاروں میں غنچہ دہاں کیسے کیسے

اجل بہی ادہوری ہے قسمت سے قاتل ‏ سسکنے لگے نیم جاں کیسے کیسے

ترے غم کی تاثیر کے صدقے جانا ‏ ضعیف القویٰ ہیں جواں کیسے کیسے

وہ فرہاد ہوں بیستون سخن پر ‏ ہوے تلخ شیریں زباں کیسے کیسے

پر عندلیب ریاض سخن ہیں ‏ مرے خامۂ گلفشاں کیسے کیسے

قلم بلبل باغ شعر و سخن ہے ‏ ہزاروں میں ہے گلفشاں کیسے کیسے

کرشمہ ادا ناز انداز غمزہ ‏ مرے پانچ ہیں قدرداں کیسے کیسے

کہوں داغ فرقت کو صدقہ تو بجا ہے ‏ ہوے دامن دل کتاں کیسے کیسے

پڑھیں ناصح پر سے حرف نسبت بہی ‏ کئے خط نے سینہ رواں کیسے کیسے

سمندر میں ہستی کے ذرات پیہم — جہاز بدن ہیں رواں کیسے کیسے
ترے دست قدرت کی رنگینیاں ہیں — بنائے رنگیلے جوان کیسے کیسے
ادسی ایک معشوق کے جلوے دیکھے — نہاں کیسے کیسے عیاں کیسے کیسے
گہر دانت ہیں اور یاقوت لب ہیں — مرصع ہیں درج دہاں کیسے کیسے
بیان مسلسل بہی سلکِ گہر ہے — ہیں درج دہان درفشان کیسے کیسے
اگرچہ ہیں پتھر مگر قیمتی ہیں — مرصع ہیں جسم بتان کیسے کیسے
اوڑے پنجروں سے قالبوں کے ہزاروں — گرفتار مرغان جان کیسے کیسے

ق

وفاکش جفاجو ستمگار ظالم — لقب ہیں ترے ای جوان کیسے کیسے
وفاجو جفاکش ہوا خواہ مظلوم — مرے نام کے ہیں نشان کیسے کیسے
بیان داغ دل کے مرے سنکے بولے — میں دیکھوں کہاں جی کہان کیسے کیسے
لکھا میری قسمت کا ایسا ہی کچھ تہا — رقیمے ہوے دہجیان کیسے کیسے
خطِ وسنتِ وحشت کا مضمون یہی تہا — گربیان ہوے دہجیان کیسے کیسے
لرزتا ہے دل عشق کا نام لیتے — کہ صدمے سہے الاماں کیسے کیسے
غم و درد و ارمان وحرمان ہیں دلمیں — مرے گہر میں ہیں میہمان کیسے کیسے
گلے پر دوہا اولٹی چہری پہیرتے ہیں — لئے جاتے ہیں امتحان کیسے کیسے
مرے چاند کی مانگ کے نورنے بہی — مٹائے خطِ کہکشان کیسے کیسے
کئے عشق نے زرد عاشق ہزاروں — کہلائے گل زعفران کیسے کیسے
معاون بہی قاتل کا قاتل ہے گویا — بنے خونی سنگِ فسان کیسے کیسے
مخل شب وصل پچھلے پہر ہیں — خروش خروس واذان کیسے کیسے
ترے ذکر سب کی زبان پر ہیں کیا کیا — سماعت میں آئے بیان کیسے کیسے
کوی پاس کرتے نہیں بے مروت — ترے پاس ہیں پاسبان کیسے کیسے

مہک تجھ سے کیا کیا گل پسند کی بو ۔۔۔ گلستان مین ہین بوستان کیسے کیسے

ابہی فصل کا رنج پر لو کو تا چند
ستم ہو چکے مہربان کیسے کیسے

ہوے عاشق ای جانِ جان کیسے کیسے ۔۔۔ ہراسان پریشان طپان کیسے کیسے

چمن مین زر گل کی ہے لوٹ کیا کیا ۔۔۔ لٹا رون کو لائی خزان کیسے کیسے

خزان نے لیا لوٹ جوبن چمن کا ۔۔۔ ہوے باغ ویران یہان کیسے کیسے

سر بزم ہین وہ مژہ اور ابرو ۔۔۔ دم رزم تیر و کمان کیسے کیسے

کئے اگلے وقتون کے لوگون نے ناحق ۔۔۔ خیالِ جنین وجنان کیسے کیسے

ملاحت صباحت نزاکت لطافت ۔۔۔ ترے چار ہمدم ہین جان کیسے کیسے

پریزاد ہشیار آزاد مختار ۔۔ ق ۔۔ تمہارے لقب ہین یہان کیسے کیسے

گرفتار دیوانہ مہجور مجبور ۔۔۔ مرے نام ہین مہربان کیسے کیسے

جوانمرد کوئی نہ افغان کوئی ۔۔۔ ہوے خان بہادر یہان کیسے کیسے

مرے لب ہین منقارِ بلبل سے بہتر ۔۔۔ لئے بوسۂ گلرخان کیسے کیسے

غمِ عشق آہوی جانان جب آیا ۔۔ ق ۔۔ بنے گل کے جسم استخوان کیسے کیسے

یہ کیونکر ہوشیار رہے وہ گویا ۔۔۔ اوسے چاہئے نیستان کیسے کیسے

گہٹا چہائی رہتی ہے ساون مین کیا کیا ۔۔۔ تنے رہتے ہین سائبان کیسے کیسے

گئے توسنِ صبر قابو سے کیا کیا ۔۔۔ یہ گہوڑے ہوے بے عنان کیسے کیسے

ہوے قدرتِ حق تعالیٰ سے یارو ۔۔۔ زمانے مین اہلِ زمان کیسے کیسے

ذلیل اپنے اپنے رویہ سے ہر وقت ۔۔۔ ہوے صاحب عز و شان کیسے کیسے

ہر اک پہول مین رنگ و بو اور ہی ہے ۔۔۔ پہلے پہولے ہین گلستان کیسے کیسے

بہارین دکہاتا ہے کیا اونکا جوبن ۔۔۔ او بہارون مین ہین چہاتیان کیسے کیسے

عزیزو دل و چشم ہے گو کہ تو نے — جھکائے کنوین مین سجان کیسے کیسے

خدائی خدائی کی کیا بات ہے واہ — ہوے راقم چیستان کیسے کیسے

دہان و کمر کی عجب چیستان ہے — کہ عاجز رہے نکتہ دان کیسے کیسے

پی کشتی اسوار بحر جہان ہین — یہ سندہ بدہ کے ہین بادبان کیسے کیسے

یہ سیتہ ضروری ہی کشتی جسم — ہلے وقت پر بادبان کیسے کیسے

چلے بحر ہستی مین باد مخالف — مددگار ہون ہر زبان کیسے کیسے

سبک وضع ہین ہن زمانے مین سارے — گران مایہ سے ہی گران کیسے کیسے

گنوائے ہین شداد و نمرود نے ہاے — ارم کیسے کیسے جنان کیسے کیسے

رباخوار نے سود کی آرزو مین — اوٹھائے ہین بہاری زیان کیسے کیسے

بڑہائے گئے صرف بیجا سے آخر — گہٹاؤ مین دستارخوان کیسے کیسے

خدا کا ہے کیا قہر ہندوستان پر — تبہ ہوگئے خانمان کیسے کیسے

بہروسا نہین اہل دنیا کا پھر تو
ہوے دشمن و مہربان کیسے کیسے

چلی اونکی تیغ زبان کیسی کیسی — لگین سینے پر برچھیان کیسی کیسی

نگاہون مین ہین شوخیان کیسی کیسی — اون آنکہون کی ہین پتلیان کیسی کیسی

اوبہرنے کو عاشق کے دل کے مری جان — اوبہرنے لگی چہاتیان کیسی کیسی

اگر دیکھ لین خان بہادر یہان کے — کرین اہل افغان فغان کیسی کیسی

چلے جبکہ بہالے نگاہون کے اونکی — ہوئین دم بخود بس سنان کیسی کیسی

برنگ حنا یہ نگاران نوخط — کیا کرتے ہین شوخیان کیسی کیسی

زبان قلم رشک منقار بلبل — ہزار دن کہی داستان کیسی کیسی

مجازی سے پاتے ہین عشق حقیقی — اس ایوان کی ہین نردبان کیسی کیسی

قا
جب اوس بُت سے مین نے کہا تیری خاطر
اوٹھائین غضب سختیان کیسی کیسی

کہا مسکراتے ہوے سر ہلا کر
برابر سبھا ٹھیک ہان کیسی کیسی

سُنین گر وہ قصہ مرا تو سناؤن
او ہین سیکڑون داستان کیسی کیسی

بُری بات بھی ہے بات اونکے منھ کی
مزیدار ہین گالیان کیسی کیسی

ق
تو بوجھے تو بولون بتا کر ابھی مین
نئی چٹپٹی چیستان کیسی کیسی

نہ بوجھے تو بوس وکنار وساس آج
بدین شرط یہ درمیان کیسی کیسی

وہ کیا مرغ ہے جو پلک مارتے مین
دکھاتا ہے سیر جہان کیسی کیسی

(نظر)
نہ تن ہے نہ دم ہے نہ پر ہے نہ بازو
مگر تیز پروازیان کیسی کیسی

پہیلی مین ایک اور کہتا ہون تجھ سے
سمجھ بوجھ لازم ہے ہان کیسی کیسی

وہی شرط ہے بوجھنے مین اسے بھی
حلاوت ہے بس جس مین جان کیسی کیسی

وہ کیا شی ہے جو طرفۃ العین ہی مین
کرے خوب سیر جہان کیسی کیسی

(خیال)
نہ انسان نہ حیوان نہ سر ہے نہ پا ہے
مگر تیز رفتاریان کیسی کیسی

کہان چال تیری کہان کبک کی چال
کہ اسمین ہین اٹکھیلیان کیسی کیسی

شرارت بھری ہے شرارے ہین خاصے
یہ بُت کرتے ہین گرمیان کیسی کیسی

وہ نزدیک ہے دور کیا ڈھونڈھتے ہین
عبث جستجو ہے یہان کیسی کیسی

یہان کسکے سودے کی بیع و شرا ہے
کہ آراستہ ہین دکان کیسی کیسی

بگاڑے عدو منفق کا نہ ظاہر
رہے بل جلی ریسمان کیسی کیسی

بطِ می وکشتیِ می سے ہے ظاہر
کراماتِ پیر مغان کیسی کیسی

پھرا دل نہ پھر لوؔ کا تیری طرف سے
جفاؤن سے بھی مہربان کیسی کیسی

شطرنج مین جو شاہ ہے بس مات ہے تیری
آخر تو شہ حسن ہے کیا بات ہی تیری

پای خم و دست سبو و گردن مینا
تو پیر مغان ہے یہ کرامات ہے تیری

ہان جبہ و شملے سے تو کچھ اور نہو گا
مین جانتا ہون شیخ جو اوقات ہے تیری

وہ گیسوؤن والا تو عیادت کو نہ آیا
بھاری دل بیمار پر اک رات ہے تیری

تعبیر تشفی کا ہے ارمان ہی ارمان
ہے خواب پریشان کہ ملاقات ہے تیری

کیا ذکر شکایت کا کہ دوبھر ہے گلا تک
بیداد ہی گویا کہ عنایات ہے تیری

گستاخئ صحبت کا مزا دیکھہ لے ای دل
فرقت کی جو آفت ہے مکافات ہے تیری

کیون محرم راز اسکو بنایا ہے غضب کا
کیون پنجۂ محرم مین سدا گات ہے تیری

حور و ارم و رزق و زر و مال کو زاہد
درگاہ مین اللہ کی مناجات ہے تیری

جلوہ نظر آتا ہے فقط رات مین تیرا
مانند قمر رات کا نورات ہے تیری

کیونکر نہ کہون چاند تجھے تو ہی بتا دے
موقوف دوشنبہ پہ ملاقات ہے تیری

کیا ٹھاٹھہ خوشی کا غم فرقت مین بندھا ہے
ای زہرہ طلش دھن مجھے دن رات ہے تیری

سلطان حسینان جہان ہے تو سراپا
سلطانی ہے بانات جو بانات ہے تیری

بچتا ہی نہین سینے مین دل ایک نظر سے
آشوب ہے خوش چشم کہ یہ گھات ہے تیری

ہان آنکھہ سے گو دور ہے پر تو ہے نہین دور
خورشید صفت نور فشان ذات ہے تیری

ہین ادائین تری ای شوخ بہر حال نئی
شب نئی روز نئی ماہ نئی سال نئی

ٹھیک ہے ضرب مثل پیٹ مین تا بنیل کے پاؤن
رفتہ رفتہ کوی چلتا ہے عجب چال نئی

بزم قلیان مین تری چاہئے میرا دل ریش
ای گل تر ہے مرصع کی یہ مہنال نئی

کیا نئی روشنی کی یار نے طلعت دکھلائی
ڈھب نیا ڈھنگ نیا چال نئی ڈھال نئی

خوب رفتار مین پستا ہے دل چرخ کہن
آجکل ہے جو ترے پاؤن مین خلخال نئی

نور ایسا کسی سیار مین ثابت مین نہین
ضو دکھاتا ہے ترے منہ کا ہر اک خال نئی

اس زمانے کا ہر اک خورد وکلان نادر ہے
آب نیا ام نئی اولاد نئی آل نئی

کیون دشمن نہ پاکیا کہ برائی ہے یہ بات
کب فقط جوتی نئی ہے تری ہے چال نئی

ذکر کیا ہے غربا کا امرا کے نزدیک
کوی کمل بھی نئی ہے نہ کوی شال نئی

ہو گیا رنگ شفق چرخ کہن پر پھیکا
آنگیا **پرلو** فلک حسن کی ہے لال نئی

چرخ کو گردان بنایا یار نے
خوب یہ چرخہ پھرایا یار نے

خوب نظارا دکھایا یار نے
نرگستان مین بلایا یار نے

آئینہ ہے صاف صورت آشنا
ہمدم اپنا کیون بنایا یار نے

کیون نہ پہنچین آسمانِ کبر پر
دشمنون کو سر چڑھایا یار نے

ہر خیال اپنا پری خانہ ہوا
جب سے دیوانہ بنایا یار نے

آنکھون سے آنکھین ملائی بارہا
پر نہ دل سے دل ملایا یار نے

ہر کہین لڑوا کے ہم سے غیر کو
کسقدر جھگڑا کرایا یار نے

جلوہٴ خورشید ای **پرلو** مجھے
ذرے ذرے مین بتایا یار نے

ق

ترے انداز مین بے پردہ کوی ناز بھی ہے
اور ہر ناز مین در پردہ اک انداز بھی ہے

مردم آزار سے عبرت کی ہے نسبت روشن
یہ امام الجہلا خبث مین ممتاز بھی ہے

بیحیائی کا ہے کچھ طرفہ ترا اسکی عالم
حسن اعمال پر اللہ کی پنہ ناز بھی ہے

یار اس صورت و سیرت کے علاوہ تجھ مین
غمزہ و ناز و ادا عشوہ و انداز بھی ہے

شان و شوکت ترے قدمون سے لگی ہین پیارے
ترا پامال جو ہے بس وہ سرافراز بھی ہے

یہ مثل ٹھیک ہے اس حال پہ دو لال ای واہ
عادت ظلم پہ ظالم کو بہت ناز بھی ہے

اسے پرہیز غضب مرد کو نامرد کرے
ای طبیب اس تری تاکید مین انداز بھی ہے

کیون مُردون کو جلاتا ہے خوش الحانی سے
تم مین تو عیسیٰ و داؤد کا اعجاز بہی ہے
نامہ بر میرا کبوتر جو ہے گہبراتا ہے
مرغ اون نظرون کا شاہین بہی ہے شہباز بہی ہے

مہربان کا عجب انداز ہے ای پیر لٹو واہ
آشکارا بہی ہے جو بات وہی راز بہی ہے

بیکلی ہے جو کیا وعدہ فردا اوسنے
آج کل انکی چہرہ جو دکہایا اوسنے
اپنی دزدیدہ نگاہون کو اشارہ کرکے
نقد دل کیسہ پہلو سے چرایا اوسنے
انتظاری مین تو بیکار ہین گہڑیال مگر
وقت اک ٹہیک بتایا نہین اصلا اوسنے
ڈر ہے مجکو کہ امانت مین خیانت تو نہ کی
دیکہو واپس نہ دیا دل ابہی اپنا اوسنے

بُت بے مہر سے پیر لٹو کو یہ امید نہ تہی
یاخدا ظلم کیا اسپہ یہ کیسا اوسنے

راہ مین یار کی بے راہ ہوا جاتا ہے
واہ گمراہ دل اہی واہ ہوا جاتا ہے
باعث عزّ و وقار اوسکی گدائی ہے فقط
فخر کیا ہے جو کوی شاہ ہوا جاتا ہے
مددای نخوت جذب و اثر عشق ذرا
اب مرا دل تو ضعیف آہ ہوا جاتا ہے
کیون نہ چاہون تجہے ای فخر حسینان جہان
حسن پر تیرے فدا جاہ ہوا جاتا ہے
تو نے اس سال حسینونکا لیا میدان مار
مہر یہ سرد ہوا ماہ ہوا جاتا ہے

مہربان عشق کی سرکار مین پیر لٹو کی ہے قدر
درہم داغ ہی دلخواہ ہوا جاتا ہے

ہمقافیہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

گالون سے تری زلف کی ظلمت نہین جاتی
ضو عارضی ہے اصل کی رنگت نہین جاتی
رونے سے کسی آنکہہ کی ظلمت نہین جاتی
پانی سے کبہی ذات کی رنگت نہین جاتی
تدبیر سے تقدیر کی ظلمت نہین جاتی
دہونے سے سیہ بال کی رنگت نہین جاتی

دل آتے ہی قابو سے طبیعت نہین جاتی
ملنے کو قیامت سے قیامت نہین جاتی

دل کھوتے ہین آتے ہین جو لوگ اوسکی گلی مین
اس رہ سے امانت یہ سلامت نہین جاتی

انکھون مین تری تیغ کا دم ہے دم آخر
سکرات مین بھی ابرو کی الفت نہین جاتی

یاد آتے ہین وہ لب تو زبان رکتی ہے کیا کیا
فریاد مین بھی میری محبت نہین جاتی

تکرار ہے للہ او نہین بحث ہے فی اللہ
ہر بات مین بیکار کی حجت نہین جاتی

حسرت کو لئے جاتے ہین عشاق ترے ساتھ
جاتے بھی ہین دنیا سے تو حسرت نہین جاتی

گر پست ہے ای شوخ علو پایہ ترا گھر
کیا فکر رہے اس سے تو عظمت نہین جاتی

کچھ اور ہی ہے گردش ایام کی حالت
برسون مین بھی اپنی شب فرقت نہین جاتی

گو ڈال رکھا ہے مجھے سو رنج و بلا مین
پر دشمن آرام کی الفت نہین جاتی

اوٹھ اوٹھ کے تری ٹھوکرون سے بیٹھ گئی ہے
باہر کہین کوچے سے قیامت نہین جاتی

آخر تو کوئی خاک کا پتلا ہے سراپا
کیا اسکا عجب دل سے کدورت نہین جاتی

معشوق کی مہمان ہے عشاق کی جان تک
جاتی ہے تو بے انکی اجازت نہین جاتی

گو حادثے عبرت کے گذرتے ہین ہزارون
پر غافلو تقدیر کی غفلت نہین جاتی

دیکھے ہین کئی سو گئے ہین خواب اجل مین
ہشیار نہین ہوتے ہین غفلت نہین جاتی

پرتو جنہین عزت نہین دنیا مین میسر
اونکی تو کسی بات سے عزت نہین جاتی

ہمقافیہ غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

اس سے تو شب وصل کی عزت نہین جاتی
گو کتنے دنون سے شب فرقت نہین جاتی

گر دیکھنا ہو دیکھ بھی لین پھونک کے بھی صور
کوچہ سے ترے اوٹھ کے قیامت نہین جاتی

یا ریگ روان بن گڑے مین عاشق صادق
یا طبع روان کہتی ہے تربت نہین جاتی

ملنے کو فقط یار ترا عذر نہین لنگ
اک یہ بھی تو ہے لنگ کہ حسرت نہین جاتی

جب تک کہ دوبارہ وہ لیاقت نہیں آتی
اسلام سے افلاس کی حالت نہیں جاتی

جلسہ تو صفائی کا ہے فی الاصل شب وصل
وہ اب بھی مکدر ہیں کدورت نہیں جاتی

جب دل میں مسلمانوں کے دنیا کی ہو الفت
کافر سے عجب کیا جو محبت نہیں جاتی

اچھا کہ برا ثمرہ تو ملجاتا ہے سب کو
ہر حال میں بیکار تو محنت نہیں جاتی

بوڈھوں کی حماقت نہیں جاتی کبھی جیسے
ایسی ہی تو بچوں کی شرارت نہیں جاتی

بنت العنب و دیدۂ جام و دل مینا
در تنگ بھی تو یہ صاحب حرمت نہیں جاتی

میکش کے ستم دختر رز حد سے زیادہ
تا قاضی بھی یہ صاحب حرمت نہیں جاتی

جب سے کیا اس چودھویں صدی کا نظارہ
حیران ہے آئینے کی حیرت نہیں جاتی

ناک آئینہ رویوں کو تری ناک کے آگے
حیرت ہے کہ خود بینی کی حسرت نہیں جاتی

چھوٹیگا نہ معشوقِ سیہ فام کا لگا
کہتے ہیں کہ افیوں کی عادت نہیں جاتی

بہلانے کو دل بحر میں گو جاتے ہیں ہر سمت
لیکن یہ ہے آفت کہ طبیعت نہیں جاتی

ہاں بوالہوسوں کی تو کوئی کہہ نہیں سکتا
پر عاشقِ صادق کی محبت نہیں جاتی

جب آئینہ دیکھیں مری بات آئینہ ہو جائے
حیران سے حیرت کسی صورت نہیں جاتی

سچ کہتے ہیں رسّی بھی جلے بل نہیں جلتا
غربت میں امارت کی طبیعت نہیں جاتی

کب تک ابھی پرہیز سے عزت کا مسیحا
بیمار محبت کی شکایت نہیں جاتی

خواہش ہے کہ پوچھوں میں برہمن سے اب ای بت
دل دیکھو کہ کیوں میری مصیبت جاتی

وہ چاند ہے بیمہر فلک پر سر بیداد
پھر تو مرے طالع کی مصیبت نہیں جاتی

فرقت میں دل لگی بھی ہے تو اختلاف سے
فوٹوگراف سے کبھی فوٹوگراف سے

جب تو ہے ہمکلام و ہم آغوش کیا غرض
فوٹوگراف سے ہو کہ فوٹوگراف سے

اد سیمیں کلف سے اسمیں کوئی خال تک نہیں
تشبیہ چاند کو ترے رخسار صاف سے

تم بھی بڑہا کے وصل سے آپس کی رسم و راہ
ہوتا تو ہے نکاح بھی قایم زفاف سے

پہوٹا نفاق انجمن اتفاق مین
آخر کو رفتہ رفتہ دلون کے خلاف سے

نیت ہی پر عمل کا تو دار و مدار ہے
برسیگی ناموافقت ابر خلاف سے

چین جبین کا میل تری مشک چین سے ہے
اور منفعل ہے نافۂ تاتار ناف سے

پائی ہر ایک قطرۂ نیسان نے آبرو
اس بحر مین دہان صدف کے شگاف سے

بڑہ مارنے سے گھٹتی ہے عمر اعتبار کی
فی الاصل کسر شان ہے لاف و گزاف سے

اعجاز عیسوی ہے یہ جاہل کے واسطے
روشن ہوا ہی سینیمٹی گراف سے

پر تو اوس آفتاب کو حاسد سے کیا زوال
سورج کو خوف شپرہ کے انحراف سے

کرم ابر کرم دم بھر برس کے
کہ حاجتمند ہین ہم اک برس کے

اوجاڑینگے مکان دل مین بسکے
لٹا رے بس ہوا کے اور ہوس کے

نزاکت کہتی ہے قاتل سے ہنسکر
کمر تم قتل پر باندہو نہ کسکے

عجائب دام ہے انگیا کا وہ جال
اوڑے سونے کی چڑیا پہر نہ پہسکے

مزے لوٹے اوسی جوبن کے برسون
جسے ہم دیکھتے تہے بس ترسکے

یہ سفلے شاہ گویا بنگئے بس
کہین نوکر ہوے جب آٹھ دس کے

چڑہانے سے یہی مطلب ہے ہر دم
ذرا کچھ چولی چہاتی سے نہ مسکے

یہ بہتی ہے اون اوبہری چہاتیون پر
ہین دو بیٹھے انارین خوب رس کے

یہ کہا یا زلف کے سنبل نے سنبل
کہ کالے زہر اوگل دیتے ہین ڈسکے

گھٹا جب بدر پر تو کہل گیا صاف
ہین اوس در پر جبین سائی سے چمکے

روح مسافر عدم آباد شاد ہے
پردیس مین بہی دیس کی جب چیز یاد ہے

ق

مدراسیون کے فہم وطبیعت کا ہے یہ حال
ہندوستانیون سے فقط اعتقاد ہے

تقلید انکا فخر ہے ایجاد انکا ننگ
دونون ہمتی سے انکو قدیم اتحاد ہے

دینون ہی کے بھروسے پہ رفعت کا ہے قیام
چہت کو ستون خانہ ہی پر اعتماد ہے

آنکھون نے تیری حشر کا فتنہ جگا دیا
اس فتنہ سازہی کا جہان مین فساد ہے

جب تاک خانہ باغ کی لونڈی ہے زرخرید
پھر کیون نہو کہ دختر رزخانہ زاد ہے

جسکے جمال کا ہے پریزاد کو بہی رشک
روی زمین پر تو وہ خاکی نژاد ہے

اس دور کے دلون مین عوض اتفاق کے
کینہ فساد بغض عداوت عناد ہے

ہے تیرے دشمنون کے اگر سرمین درد آج
صندل سے خوب تر کہان کوئی ضماد ہے

پرتو کو آفتاب فلک سے غرض نہین
وہ حور آفتاب سما سے مراد ہے

دل کے ارمان آج سارے جب بہم برآگئے
وصل کے بعد اپنے گہر سے وہ مرے گہر آگئے

وقتِ مغرب چارشنبہ چودہوین ماہِ صیام
سرخرو ہوکر بہت لطف وکرم پر آگئے

تُل گئی مہر ومحبت ہوگیا پلہ گران
ماہِ کامل کی طرح میزان کے اندر آگئے

رازِ پنہانِ محبت صاف بے پردہ ہوا
راہ مین جب وہ مری ڈیوڑہی کے باہر آگئے

ق

حشر برپا زمرۂ عشاق مین نیچے ہوا
وہ تماشہ دیکہنے کوٹہے کے اوپر آگئے

غش پہ غش آئے پیاپے رعب شاہِ حسن سے
دیکہتے ہی پھر نظر قسمت کے چکر آگئے

عالم حین حضوری عالم دربار تہا
بس حواس خمسہ ششدر ہوگئے تہرا گئے

آسمانکی گردشون سے صاف روشن ہے یہ حال
ساتھہ ہی اختر کے گردشمین بد اختر آگئے

عشق کارستہ وہ رستہ ہے کہ کیا کیا چالئے
دو قدم مین واپس اس رستے سے ڈرکر آگئے

بدلی میرے مہربان کی آنکہہ جب پرتو ذرا
آسمان کے مہر ومہ بدلی مین اکثر آگئے

چمن تصویر ہے رشکِ چمن کی
خط و زلف و لب و چشم و دہن کی

غریبون کو ہے وہ سکہ اس جاول
امیرون کو او بالی ہے جو کنگی

سوادِ گیسوے شام غریبان
ضیا رخارۂ صبح وطن کی

ہے رنگین نظم ابرو نثر گیسو
وہ صورت ہے گلستان بانکپن کی

بہارِ عارض گل عارضی ہے
ترے منہ سی کہان رونق چمن کی

ہوبہر غسل میت آب شیرین
گئی ہے جانِ شیرین کوہکن کی

ہوا اول تلخ کامی سے جو کڑوا
ہوا تھی جانِ شیرین کوہکن کی

بیاضی گردن اور روی کتابی
مدلل شرح ہے حسنِ حسن کی

بھلی ہے سوت سو تیلے برے ہین
مثل یہ سچ ہے عورات زمن کی

کتاب حسن کا ہے منتخب جزو
بیاضی گردن اوس شیرین سخن کی

ہوا او رتیرا قصد بنگیا ہے
زمانے مین کہانی نل دمن کی

ہوائے کاکل مشکین مین تیری
اوڑی پھرتی ہے بو مشک ختن کی

صباحت سے سراپا مین تمہارے
شباہت ہے نہال یاسمن کی

تمہارے کان کی بانکون نے آخر
بگڑ کر ناک کاٹی بانکپن کی

وہ مہ نا مہربان پرتو یہ ہے روز
نئی بیداد ہے چرخ کہن کی

خواب مین جلوہ جو شب آکر مجھے دکھلا گئے
جز خیالِ غفلت بیجا وہ کیا سمجھا گئے

دیدۂ مشتاق کیا عین انتظار یار مین
بنگئے پتھر کی عینک اسقدر پتھرا گئے

دیدۂ دیدار کا ہے صاف روشن اشتیاق
تکتے تکتے سنگدل کی راہ خود پتھرا گئے

دیدۂ حیران کی تصویر ہے روزن نہین
بنگئے دیوار کی آنکھین یہ کچھ پتھرا گئے

آئینے کے دیدۂ جوہر کو اچھا دیکھیے
یہ جکا چوندہ لگی ہے یار یا پتھرا گئے

یون تو دیکھے بھالے معشوق جہان ہمنے بہت
لیکن ای یکتای دہر انداز تیرے بہا گئے

بات کرتے ہین جو یون تم کہوے جاتے ہو غضب
غیر سکھلائے ہوے ہین طور سم تو پا گئے

ذہن مین اونکی آنکھہ جھپکی تو بندا اک طرفہ ٹھاٹھہ
وصل تو تھا ہی خیالی خواب مین بھی آگئے

جب تصور مین بھی وہ مجھسے ملے تنہا کبھی
رک گئے گھبرا گئے جھنجلا گئے شرما گئے

مہربان مجھسے ہوا اک آن بھی پر تو جو دور
دفعتاً بس دل پہ میرے غم کے بادل چھا گئے

تمت

متفرقات

غزل در صنعت بازگشت

توجب یار آیا مجھے پیار آیا
مجھے پیار آیا توجب یار آیا

دل زار آیا بتون پر الہی
بتون پر الہی دل زار آیا

ستمگار آیا غضب غصہ ہوکر
غضب غصہ ہوکر ستمگار آیا

وہ خونخوار آیا لئے تیغ عریان
لئے تیغ عریان وہ خونخوار آیا

دہوان دہار آیا سیہ ابر ساقی
سیہ ابر ساقی دہوان دہار آیا

مین سب ہار آیا کہین نقد دل کو
کہین نقد دل کو مین سب ہار آیا

وہ سرشار آیا جوانی کی مے سے
جوانی کی مے سے وہ سرشار آیا

بجھے بار آیا مرے چھیڑنے سے
مرے چھیڑنے سے بجھے بار آیا

گرفتار آیا ترے دام مین خود
ترے دام مین خود گرفتار آیا

دل یار آیا سر مہر پر تو
سر مہر پر تو دل یار آیا

ہمقافیہ غزل حضور نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان آصف شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

ہم تری زلف پریشان کو نہین جانتے کیا
ہو جو فتنۂ دوران کو نہین جانتے کیا

عارفانہ ہے تجاہل یہی وہ چشم بد دور
ورنہ عشاق کے ارمان کو نہین جانتے کیا

نفی اثبات ہین اور نفی مین اثبات بھی ہے
ہان نہین کو تری یا ہان کو نہین جانتے کیا

طلب وصل پہ اقبال کہین یا تاکید
اس ذو انداز کی ہان ہان کو نہین جانتے کیا

ہمکو معلوم ہے کیفیت پیمانۂ وصل
اوس سیہ مست کے پیمان کو نہین جانتے کیا

توڑ سکنے کا تو کھٹکا نہین ہمکو تجہ سے
نازکی کو ہو کہ پیمان کو نہین جانتے کیا

قصۂ فیصل نہ پری تم نہ پرے ہم صاحب
دونون انسان ہین انسان کو نہین جانتے کیا

تم فقط نام کے عیسیٰ ہو کوی بات نہین
اپنے بیمار کے درمان کو نہین جانتے کیا

ڈریان پھیکدی منہ پر تو ہم آئے ترے گھر
جھوٹے شور سگ دربان کو نہین جانتے کیا

دو لون کے دو لون ہین عشاق کے جانی دشمن
ہم نگہبان کو کہ دربان کو نہین جانتے کیا

مہربان دام مین آنا تو ہے آسان بالکل
عمل نقش درم خان کو نہین جانتے کیا

مہربانون کو مسخر کرے باتون سے فقط
پہر تو سحر بیان خان کو نہین جانتے کیا

ہم ترے رنگ پریشان کو نہین جانتے کیا
نقش نیرنگیٔ دوران کو نہین جانتے کیا

تم تو سب جان کے انجان ہو پہر کیا کہنا
مرے حسرت بھرے ارمان کو نہین جانتے کیا

دیدہ و دل ہین تہی بادۂ الفت سے مدام
شیشہ و ساغر دوران کو نہین جانتے کیا

اپنے دانتون کے گہر پر جو ہے ناز تمہین
سیپ خانم کے گہر خان کو نہین جانتے کیا

سعد و نحس اپنے ہی گھر دن کو سمجھتے ہو عبث
زہرہ خانم کو زحل خان کو نہین جانتے کیا

اپنی ترکی پہ عبث ناز ہے ای پردہ جو
دل بہادر کو جگر خان نہین جانتے کیا

کیون دل آزاری پہ باندہی ہے کمر ایسی چست
ظالم الدولہ فلک خان کو نہین جانتے کیا

خواستگاری کرین بے پردہ نکیون رشک پری
ہم ترے باپ کو اور ماں کو نہین جانتے کیا

دولونکے دونون تو مشہور ہے منہو مین بس
ٹک خانم کو عنبر خان کو نہین جانتے کیا

کیون گھمنڈ اپنی خوش الحانی پہ نغمو سمجھو
عنبر لیبان غزلخوان کو نہین جانتے کیا

باپ ہے مال تو ماں ہے طمع مال ارذل
سب ترے باپ کو یا ماں کو نہین جانتے کیا

مہربان پرتو حاسد کی بس ہے یہ مثال
گربہ و شیر نیستان کو نہین جانتے کیا

ہمقافیہ بر غزل حضور نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان آصف شاہ دکن خلد اللہ ملکہ

عمر بھر طوق تعلق سے کہان سر نکلا
عقل کی قید سے ہشیار نہ باہر نکلا

مضطرب دیکھنے کو مہر کیلیے سر نکلا
یار بن ٹھن کے ہوا کھانے جو باہر نکلا

بے نقاب آج سر شام جو وہ بام پر آئے
چاند پھر بام فلک سے کہو کیونکر نکلا

داستان طایر جان و قفس تن کی ہے خوب
کیونکر آیا ہے خدا جانے یہ کیونکر نکلا

حسن صورت سے کہین خوب ہے حسن سیرت
معنی لفظ کہین لفظ سے بہتر نکلا

کیا تعجب ہے کہ ہو باپ سے بچا اچھا
آب انگور تو انگور سے بہتر نکلا

اسمین ہے مطلب کیفیت مستیٔ مدام
خط ساغر خط تقدیر سے بہتر نکلا

ظلم کا بھی کرے ارشاد بہت خوب کہین
منہ سے نکلا جو برا بھی ترے بہتر نکلا

گھومنے جھومنے مین اہل طرب ہین پرکار
نہ قدم دائرہ عیش سے باہر نکلا

کاجل ابرو کو ہمیشہ رہا منظور نظر
نہ یہ خنجر کوی دم میان سے باہر نکلا

لچکی قاتل کی کمر فرط نزاکت سے اگر
دم بسمل کی طرح میان سے خنجر نکلا

بزم تصویر جو ہے رزم بڑی حیرت ہے
نہ تو دم ہی مرا نکلا نہ وہ خنجر نکلا

سالہا ڈھونڈ کے پایا ہے دل و چشم ہی مین
یار باہر کبھی نکلا کبھی اندر نکلا

اس پریشان کی تقدیر پریشان نہین
دل کو ڈھونڈھا تو تری زلف کے اندر نکلا

فی الحقیقت وہ شہنشاہ زمانہ ہے تو
نظر لطف کا محتاج سکندر نکلا

مہربانی کی تمہاری ہے عجب دارائی
جسکے اقبال سے پرتو بہی سکندر نکلا

ہمقافیہ ہر غزل میر وزیر صاحب نور لکھنوی

غیرون کیطرح خویش نے پرفن بنادیا
اپنون نے میرے دوست کو دشمن بنادیا

تاثیر صحبت اوسکی تو خالی نہین گئی
آخر ہمارے دل کو بہی پرفن بنادیا

سر فاختے کی چہیر جو سروران نے گائی
مرغ صدا نے دل مین نشیمن بنادیا

ظاہر ہے ہتہنیون سے کہ بہر ہوای یار
ہر ہر مکان جسم مین روزن بنادیا

عاشق کی سخت جانی کرامت سے کم نہین
اپنے بدن کی کہال کو جوشن بنادیا

عجب جہان مین بلبل رنگین نواہین غرق
ہر بلبلے کو گنبد مدفن بنادیا

دل مل کے مسی اوسنے لب سرخ رنگ پر
گل کی کلی کو غنچۂ سوسن بنادیا

زیور مین اوسکے دانۂ گوہر کو دیکہیے
روشن ہے صاف کان کو خرمن بنادیا

زنار و شیخ دونون پرستار ہوگئے
ہر ہر کو ان بتون نے برہمن بنادیا

گل بوتہ بیل رنگ نے تیرے لباس کے
دامن کو رشک دامن گلشن بنادیا

برعکس ماجرا ہے ترے امتیاز کا
سیدہے کو اولٹا ای بت پرفن بنادیا

معمار کی طرح ہی ہے گردشین آسمان
مسکن بنادیا کہین مدفن بنادیا

وہ ایسے سیدہے سادہے اگئے کہ کیا کہون
اب کسنے بہولے بہالے کو پرفن بنادیا

پرتو جنون ہے کس گل خورشید کا مجہے
صحرا کو اپنے پاؤن نے گلشن بنادیا

خوب ظاہر میری مظلومی کا جوہر ہوگیا
نذر تیغ ابروے قاتل جو یہ سر ہوگیا

عادت دنیا بہی جب جمع کچہ زر ہوگیا
دور کا بہی جسکو رشتہ ہے برادر ہوگیا

سنگ طفلان ہیر دیوانے کو لگ کر کہتے ہین
جو نیا سے حاصل ان لڑکون پتہر ہوگیا

جستجو مین بیوفا کی اسقدر چکر رہے
آسمان کی طرح میرا حصہ چکر ہوگیا

تہا سکندر آئینہ سے اونکو جو منظور نظر
جب غرور آیا سمان بر عکس منظر ہوگیا

اپنی صورت دیکھکر کیا کیا خیال آئے اونہین
پہر نہ دیکھا آئینہ حیران و ششدر ہوگیا

غم سے دل یک قطرۂ خون تہا مرا آغوش مین
حوصلہ بڑہتے ہی بحر خون احمر ہوگیا

تہی شب فرقت شب مرقد مریض ہجر کو
حال پرسان ہوتے ہی وہ روز محشر ہوگیا

کیون نہ کہئے بت شرارت جب شرر انگیز ہے
دل تمہارا سخت ہوتے ہوتے پتھر ہوگیا

فرقت زلف پریشان کا ستم ہے فرد فرد
جمع جب یہ ہوگیا ظالم تو دفتر ہوگیا

مہربان ہوکر یہ بے مہری غضب کی بات ہے
کسلئے تو اپنے پرلقہ پر ستمگر ہوگیا

دیکھکر اوٹہتے ہوے جوبن کو باور ہوگیا
سرو قد یار کچھ کچھ بار آور ہوگیا

زلف کابل دیکھکر خم اہل کابل ہوگئے
ضو سے پیشانی کی منہ کا لا پشاور ہوگیا

پہلوانان سخن سے اسقدر کشتی ہوی
جسکی کثرت سے یہ لاغر بہی دلاور ہوگیا

چشم گریان کا جو گریہ چہا گیا تو یہ گھٹا
ابر گوہر بار کا مایہ سمجھا ور ہوگیا

آشنا تیرا جو ہون غرق حد اعدا ہوے
دل ڈبو کر بحر الفت کا شناور ہوگیا

مشرق ایوان کے طالع کو ہے ناز اوس مہر کا
ذرہ جسکے نور سے خورشید خاور ہوگیا

جسطرف تیرا کرم محشر مین ہے بس اوسطرف
پیش قدمی کرکے فوراً فضل داور ہوگیا

باغ مین بلبل نثار او سپر ہزارون ہوگئین
جب زر گل روے رنگین پر نچھاور ہوگیا

جنس غم جس قسم کی چاہون یہان موجود ہے
چارسوے دہر مین دل بہی دساور ہوگیا

ہاتھ لگنے سے تمہارے سرخرو ایسا ہوا
گنجفہ بازی مین ہاتھ خود کلاور ہوگیا

فصل مین گرمی کی تو چھپر مین جب بیٹھا ذرا
زلف کے نکہت سے رشک خس تپاور ہوگیا

شش جہت مین دیکھئے پرلقہ تمہاری آنکھ سے

مہربان جس رخ سے نکلا بن کے خاور ہوگیا

گرنے سے اوڑ کے جان کے دیوانہ بنگیا
ای شمع رو پتنگ بہی پروانہ بنگیا

اعجاز ساقی غنچہ و گل سے ہے آشکار
گویا کہ شیشہ ٹوٹ کے پیمانہ بنگیا

خانہ بدوش عشق کو کیونکر نہ رشک ہو
شانے کا جبکہ زلف مین کاشانہ بنگیا

یان مین بہی تجہکو ماہ سے اب مہری کہوں
ماہانہ تہا جو وصل وہ سالانہ بنگیا

بنجاؤن مین بہی گر کوی بیگانہ جوڑ ہو
وہ بہی تو اب یگانے سے بیگانہ بنگیا

توڑا بہی واعظون نے تو کیا ہوگیا ضرر
بتخانہ ٹوٹ جاتے ہی میخانہ بنگیا

جس بن مین چاہی پہول کی لوٹی نئی بہار
ہر بن بھی مالداروں کو میخانہ بنگیا

جب مجہ مین تجہ مین قصہ ہوا شعر لکہدئے
موزونی مزاج کو افسانہ بنگیا

شاعر ہون یار یا کوی تاریخ گو ہون مین
دیوان اپنا حالیہ افسانہ بنگیا

کیا انقلاب چرخ کا پہر تو ہون مین مقر
مجہ پر بھی مہر دن مہ پالانہ بنگیا

زر بوسہ مجہے ذرا دینا
قرض حسنہ جو ہو سکا دینا

میٹہی نظرون سے دیکہکر خوش چشم
حلوہ بادام کا کہلا دینا

دے لب سرخ کا کوی بوسہ
رُب بہی عناب کا پلا دینا

کسی بندے کے دینے سے کیا ہو
ہر طرح بندے کو خدا دینا

ق

دعوی نقد دل عدالت حسن
اور امید پھر دلا دینا

ہر سماعت مین جب یہی دریافت
کون دینا ہے اور کیا دینا

ق

پاؤن رکہین نہ کوی قاتل مین
یہ ہدایت نہ یا خدا دینا

سخت مشکل ہے سخت مشکل ہے
نہین آسان جان کا دینا

ق

دل کا دینا خیالی کام تو ہے
کسکو دیتے ہین اور کیا دینا

یہی دینا تو رفتہ رفتہ ہے — آخر اک روز جان کا دینا
یون ہی امساک کی جو عادت ہے — ق — یہ بہی کہنے کو ہے بہلا دینا
ہان ضرور احتیاط لازم ہے — ایک گالی نہ بیوفا دینا
شمع جلتی ہے شمع رخ کے حضور — گلعذار و اسے بڑہا دینا
کیا تو ای چشم تر بڑہیگی بہلا — دل گہٹا کا نہ یون گہٹا دینا

پرتوؔ اونسے کہو کہ کیا تشویش
پنجہ خورشید سے ملا دینا

رہزن نے مجہکو راہبری کا پتا دیا — جو وقت راہ مار کے رستہ بتا دیا
مشاطہ بتکے جلوے کو دل دیکے شیخ نے — آئینہ ہے کہ شرع کا پردہ اوٹہا دیا
دیوانے رد ٹہونکے ہین سب کتے پیٹ کے — در پیش جای بادیہ گردی ہے بادیا
قوال بہاٹ کنچنیون کو نہ دے کوی — یہ ناسپاس کہتے ہین لے کے کیا دیا
دل لیکے تم نے دکہ جو دئے فکر کچہ نہین — ہو جائیگا حساب مین داخل لیا دیا
کیونکر کوی بلا سے جہانگیر سے بچے — اس دور مین ہے سب کا طریقہ فسا دیا
داغ فراق عارض روشن ہے پر ضیا — تمنے سیاہ خانۂ دل کو دیا دیا
دوری کا داغ خانۂ دل مین ہے مشتعل — کیا تم نے اس مکان مین روشن کیا دیا
بوسے لئے جو ہم نے تو دی تم نے گالیان — سب دفتر عمل مین رہیگا لیا دیا

پرتوؔ کی روشنیٔ طبیعت ہے آفتاب
دم مین جہان شعر کو روشن بنا دیا

دم ہے تو پڑے قالب بیجان ملاقات — دل ہو نہ مین برای ہر پنہان ملاقات
در پردہ تہا مجہ سے تجہے ارمان ملاقات — گوشہ تہا ترا گوشۂ دامان ملاقات
اس سے ہے سب قدر ثنا خوان ملاقات — تا او سین شرف بخش رہے آن ملاقات

دلچسپ ہے کیا نعمت الوان ملاقات
ہر وقت ہیں مشغول مہمان سر خوان ملاقات

بوسہ زر نقد گل خندان ملاقات
پستان ثمر نخل گلستان ملاقات

عطر و گل و شیرینی و نقل و گزک و پان
یہ چند ہی تو ہیں سر و سامان ملاقات

صحن چمن و ابر و مئے و ساقی و مطرب
تھا نہ یہ مزید رہے سامان ملاقات

کرتی ہے تری وعدہ خلافی متحیر
پیمانہ جمشید ہے پیمان ملاقات

کیونکر نہ لگے لو بہلا اسکی مرے دل کو
عارض ہے ترا شمع شبستان ملاقات

چیچک کے ترے داغ ہیں یہ نور سے پر نور
تاروں سے بڑھی زینت دامان ملاقات

بس حسن سے ہے عشق کو تحریک سراپا
یہ جسم ملاقات ہے وہ جان ملاقات

ق

آزاری ہیں اس دور کے معشوق خبردار
سوزاک ہے اک سوزش پنہان ملاقات

کچھ نیک نتیجہ ہی نہیں صحبت بد سے
پرہیز ہی بہتر دل خواہان ملاقات

نزدیک سر رہ وہ ہو کے ہوش سے نہیں دور
خلوت سے مجھے کم نہیں میدان ملاقات

پھر لو گو تو جیب سحر وصل کا بس چاک
ای مہر ہے چاک سر دامان ملاقات

آتش قہر بتان میں ہوں سمندر کی طرح
بارش ابر ترحم میں سمندر کی طرح

ق

محفل رقص کا مختار ہے اللہ غنی
محو آئینہ خود بینی سکندر کی طرح

کافی برہان قوی بو العوسی کی ہے یہی
لگائے جاتا ہے جو اپنی ہی بن زر کی طرح

کسقدر قلزم خوبی کا ہے غم دریا دل
دیدۂ تر میں طلاطم ہے سمندر کی طرح

غیظ سے صورت نیسان جو برس پڑتے ہیں وہ
صدف چشم کا ہر اشک ہے گوہر کی طرح

دیکھ پائیں جو فرشتے تو کہینگے ای حور
ہمنے جنت میں بھی دیکھے نہ ترے گھر کیطرح

جہاں عاشق ہیں غریبوں کی طرح کثرت سے
وہاں کمیاب ہیں یہ سیم بدن زر کی طرح

جوہر ذات جوانمرد کہاں چھپتا ہے
دم پیکار کھلے جوہر خنجر کی طرح

جوہر ذات مین اور جوہر صحبت مین ہے فرق
یہ ہے مانند عرض اور وہ جوہر کی طرح

واہ جوہر بہی شرافت کا عجب جوہر ہے
کبھی چھپتا نہین یہ مہر منور کی طرح

لاکھہ ہون گرم تقاضے نہ پسینا آئے
بیحیاؤن کا دل سخت ہے پتھر کی طرح

پرتو اوسکا جو کبھی مہر کرم رنگ نہ دے
اپنی معدن مین جواہر بہی ہون پتھر کی طرح

خط و رخ مین ہم ہین حسن و قبح
روبرو دمبدم ہین حسن و قبح

مہ و ہالہ کا بڑھ کے گھٹنا واہ
دیکھئے بیش و کم ہین حسن و قبح

نازنین کچھ ادائی کرتے ہین
شاہدون مین بہم ہین حسن و قبح

یہ کثیف و لطیف ہوتا ہے
شامل حال دم ہین حسن و قبح

ترے گھر مین ہین کیون بہار و خزان
کیون نصیب ارم ہین حسن و قبح

پاؤن دنیا مین دیکھکر رکھئے
راہ مین ہر قدم ہین حسن و قبح

زینت افزا تو ہین مگر نہ بڑہین
زلف کو پیچ و خم ہین حسن و قبح

ای حسین بس جفا سے تجہ مین بہم
ترے سر کی قسم ہین حسن و قبح

فرق رکھتی ہے صورت و سیرت
یہان سب مین بہم ہین حسن و قبح

دیکھو پرتو یہ روح و نفس کی سیر
ہر بشر مین بہم ہین حسن و قبح

بے یار ہے بہار مین آزار کی طرح
نرگس دکھائی دیتی ہے بیمار کی طرح

تیرہ نصیب اوج نہ پائے کوی یہان
سایہ کہان بلند ہے دیوار کی طرح

ہر کافر طریق محبت کی آرزو
وہ بت گلے ملے کہین زنار کی طرح

کٹتے ہین بیحیاؤن کی باتون سے باحیا
گویا زبان چلتی ہے تلوار کی طرح

عاشق کی دل لگی کا ضرور اسمین طور ہو
جنت مین ہو جو خانۂ دلدار کی طرح

افسوس اس زمانے کا یہ حال غیر ہے
کیا صفحۂ زمین پر اس دور کے بشر
ثابت ہے آفتاب وقمر سے کہ چرخ نے
یہ تفرقہ جدا ہے نصیبوں کے پھیر کا
ناز و کرشمہ سحر فسون عشوہ و ادا
یہ انتظام محکمۂ حسن اور ہے

اپنوں سے پیش آتے ہیں اغیار کی طرح
صدقے ہیں اپنی چال کے پرکار کی طرح
اچھی اوڑائی انجمن یار کی طرح
میری طرح سے ملتی نہیں یار کی طرح
دیکھی ہے یار ایک ہی دو چار کی طرح
عاشق کو پوچھتے ہیں گنہگار کی طرح

پرتو کا دل دکھانے کو اوس مہربان نے
سیکھی ہے خوب چرخ ستمگار کی طرح

نقش پراپنے تو نادان کبھی بیداد نکر
سرد مہری کی تری سختی سے ہے اور ہی شکل
عاشق چشم ہون کہتا ہے مجھے مردم رشک
ای جنون دامن صحرا مین نہ چلا اتنا
نورتن کے ہین ترے دانت مین جوہر ایسے
مرے دل کا الم آباد جو آباد کیا
کھینچ زلفون کے خم وہ ہمی پیچ وتاب
ایک اکلوتی ہے مجھے ایک ہی بیٹی ای زر
آرزو ہے کہ تو خوش کر دے مرے دلکو جان

ہو نہیں سکتا اگر غیر کی امداد نکر
پارہ برف کو آئینۂ فولاد نکر
یان کسی شخص کی عرضی پہ کبھی صاد نکر
یہ اگر دامن مادر ہی ہے فریاد نکر
خندہ کہتا ہے کہ لونگ کو کبھی یاد نکر
پھر کہین اور کسی شہر کو آباد نکر
سر بسر موقلمی مفت کی بہزاد نکر
سیکڑون شخص کو دنرات مین داماد نکر
کون بولا مجھے ناشاد کر اور شاد نکر

بھوس پرتو مشتاق ترحم سے بہی
مہر اک آدہ کر اور ظلم تو ایجاد نکر

ابھی ماروں مین چار مین بیخطر
پرونے سے فرصت نہیں رات بھر

ترے ہاتھ پر ہاتھ دل دینے پر
شب ہجر مین آنسوؤن کے گہر

کیا میں نے ہی پہلے بیشک تجھے
ستم سہکے آمادہ بیداد پر

کہوں کیا تری خوب ہے یا خراب
دل مبتلا پر نظر ہے جگر

تو خوش ہو کہ ملتا ہوں میں ای رقیب
بہم دست افسوس آٹھوں پہر

بہت باہر اور اندر آیا گیا
شب وعدہ بیکل میں آشفتہ سر

میں اچھا جو لگتا ہوں اوس شوخ کو
برا لگتا ہے یہ عدو کو مگر

مرا اوٹھتے ہی دوڑ کر آ لگا
دعا کے لئے ہاتھ فورًا اثر

عوض سارا جانے کے آدھا گیا
شب وصل میں تیرے تھا جو ڈر

اوٹھے جب تو ٹھہرائے ٹھہرے نہیں
کسی شخص کا آب و دانہ مگر

تو خود ڈال لیتا ہے کیوں ہاتھ سے
یہ الزام اغیار کا اپنے سر

عبث کہہ رہا ہے تو ای بوالہوس
فقط ایڑیاں باب امید پر

نکلنے کے بدلے اٹک ہی گیا
مرا کام تقدیر سے بس مگر

اوٹھا تو گیا کھسلے نکلا پڑا
نظر ہاتھ پر کھانے والے کے گر

جو موٹا گیا صاف چیرے گیا
نوالے سے حلقوم نازک مگر

رکھا ہاتھ سے سارا اندر رہیں
بنا پان کا اوسنے بیڑا اگر

اگر سخت پکڑوں تو دکھنے لگے
کلائی ہے نازک تری اسقدر

کروں زور سے میں دبا کر ابھی
کلائی مگر تجھ سے بیدادگر

کیا زیر اور پھر کرونگا بھی زیر
کروں پنجہ تجھ سے جو بار دگر

کیا جب تو بولا کہ دکھتی ہے بس
کبھی پنجہ وہ نازک انگلی مگر

لگا مہربان کو بھی پھر تو بھلا
مرے شعر کا رنگ شام و سحر

چین پہٹکا نہیں بیمار کے پاس
کرب ہے عشق کے آزار کے پاس

درہم و داغ فلاکت کے سوا / واقعی کچھ نہین نادار کے پاس
صدقۂ ممسک کا نہین رزق غریب / رکھ لیا اوسنے تو خود دار کے پاس
ایک بیکاری ہی بیکار کی ہے / کام کوئی نہین بیکار کے پاس

پھر تو ہے موت مرینگے اغیار
یار پھر تو جو رہے یار کے پاس

انداز دل فریب کہ دلچسپ ادا نہین / کیا جان جینے مرنے کا تجھ پر مزا نہین
کب دل ہزار جان سے عاشق ترا نہین / کب میری جان زار کو تیری ہوا نہین
کیا جان نثار پر یہ کوئی افترا نہین / دم ماریگا کسیکا یہ ای مہ لقا نہین
بیداد کونسی ہے جو تجھکو روا نہین / خون کسکا ہاتھ پاؤن مین تیرے حنا نہین
ہردم مری کنار مین وہ دلربا جو ہے / کیا وجہ انبساط دل مبتلا نہین
جنگل مین جب مری سر پستان یار ہے / کیا یہ مساس وصل مین لطف انتہا نہین
رخ دل کا ہے مدام اوسی کعبہ رو کی سمت / مجھکو سفر مین حاجت قبلہ نما نہین
کچھ عرض ہے تو قاضی حاجات ہی سے ہے / بندون سے بندے کو تو کوئی التجا نہین
دل تیری تخت گاہ ہے نظر مین ترے لوا / ای شاہ تجھکو حاجت تخت و لوا نہین
اوس گل کا وصل بلبل دل کو ہے جان فزا / فصل بہار باغ اسے پر فضا نہین
اس گھر کو ناحق اوسنے اوجاڑا غضب کیا / اوسکے سوا کوئی دل شیدا مین تھا نہین
قانع ہے چین سے کہ قناعت کا ہے خیال / حارص ہے پائمال سر اکتفا نہین
منظور قتل ہی ہو تو ابرو کی تیغ لے / تلوار بے گناہ پر اپنے لگا نہین
بیداد سے خفا نہ ترحم سے خوش ہو نہین / دونون پرانے دوست ہین کوئی نیا نہین
بوسے کی بات پر نہ کرو منہ بنا کے ظلم / پیاری خطا کی کیا کوئی پیاری سزا نہین
زاہد کو تکیہ اپنی عبادت پہ ہو تو ہو / عاصی کو غیر ذات کریم اتکا نہین

دستور ہے بھلا کوئی لگتا ہے جب تو پھر	کتنا ہی وہ برا کہے حق میں برا نہیں
ناصح برا کیا مرے معشوق کو غضب	آنکھوں سے میری دیکھ کہ اچھا ہے یا نہیں
نادان کی بات کا میں برا مانتا کہاں	جسکو سمجھ نہیں کوئی اوس سے گلا نہیں
تیری ذقن کو چشمۂ خورشید کیوں کہوں	کیا بیٹھی چشم خشکی کا بھی ماجرا نہیں
ناساز ہے خیال جو تشبیہ دون کوئی	سازوں میں یار تیری سریلی صدا نہیں
بس ابتدا میں وہ نظر آتا ہے تیرا ظلم	ای بے شعور جسکی کوئی انتہا نہیں
مقتل میں تیری تیغ کے ہر ایک وار پر	قاتل زبان پہ کسکی بھلا حبذا نہیں
بوسہ لیا ہے گر لب جان بخش یار کا	کیا یہ بھی ایک جرعۂ آب بقا نہیں

پرتو وہ بادشاہ ہوا جسپہ پڑ گیا
کیا مہربان کا سایہ بھی ظل ہما نہیں

قطعۂ تاریخ طبع دیوان سوم حضور مصنف از حضور مصنف

دفتر تعریف مہربان ہے یہ	لفظ کو ہر ایک پر ضو بولیے
٣٠ لاف کا منہ کالا ای پیر فلک	تیسرا دیوان پرتو بولیے ٣٠ ١٣

قطعۂ تاریخ غسل صحت صاحبزادہ بلند اقبال نواب قدرت احمد خان بہادر

فرزند حضور مصنف از حضور مصنف دام اقبالہما

شفا یافت بس نور چشم ز درد	بافضال شافی جان والسلام
نوشت است پرتو قلم شادشاد	سنش غسل صحت مبارک دوام ٢ ١٢١٩

قطعۂ تاریخ رسم ختان فرزند کسے از تمسخر

توسن طبع روان چل تو نہ اڑ	ورنہ کہا جائیگا کوڑے تڑتڑ

کیا مزیدار مزا نکلا ہے | خوب کاٹی ہے یہ دنیا کی جڑ
۱۴

قطعہ تاریخ خانہ داری کے از تمسخر از حضور مصنف دام اقبالہ

فی الحقیقت یہ مثل تو زندگی کی جان ہے | ہے پشیمان بیاہی اور ان بیاہی کو ارمان ہے
فکر سن کی جب ہوئی پرتو قلم نے یوں کہا | کہئے بند خانہ داری دار کا سامان ہے
۲۰ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ از نواب قدرت احمد صاحب بہادر طلعت خلف حضور پرنور دام اقبالہما

مطبوع طبع زاد والد چو گشت مرغوب | طلعت برای سالش وا ساختم دہن را
تعظیم می نماید قند مکرر آداب | دیوان قبلہ گاہی قبلہ تو دو سخن را
۲۰ ۱۳ھ

نظامی۔ قطعہ تاریخ جناب محمد نظام الدین صاحب فاروقی نبیرہ آنریبل نواب شرف الامرا بہادر مرحوم کے سی ایس آئی

پرتو کہ بعلم ہست خورشید | کردہ است کتاب طبع چون ماہ
از دانش و فضل او چہ گویم | خود دانش و فضل شد ہواخواہ
از نسبت او شرف بہ اوج است | از قربت او عظیم شد جاہ
چون طبع نظام من نظامی | ہر ناظم و نظم کرد صد واہ
تاریخ بر آمدہ بہ منقوط | در سال مسیح قصہ کوتاہ
۶ ۱۹ ۲

ادیب۔ جناب آغا عبد الباقی صاحب نمازی شیرازی ولد جناب آغا عبد الصمد صاحب نمازی شیرازی شاگرد جناب شریف الشعرای مدراسی مدظلہ

شاعران حال مست جام فیض | پر ز تو ہم ایاغ شاعری
از سر زیبا بگفتہ ناتمام | سال منقوط چراغ شاعری
۲۰ ۱۳ھ

بقیہ دیوان مطبوع فارسی حضور مصنف دام اقبالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمقافیہ بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

قفل لب زخم بسمل ما — شد سرمۂ چشم قاتل ما
از برق نگاہِ تو چہ سازد — بیباختگیست حاصل ما
حسرت شدہ جانشینش در بر — خندانست بہ بخیہ اش دل ما
در سایۂ زلف جان پریانست — از وحشتِ بے سلاسل ما
کردند ہوا اش رکن چارم — در آب و آتش و گِل ما
پیچیدہ ز عشق بسکہ بودیم — نو بیخ شگفت از گل ما
ارمان ہمہ از نصیب واژون — در دل شدہ حسرت دل ما
در آئینہ چون شگفتی از عکس — صد لالہ شگفت در دل ما
ہر جاہل وقت منکر حق — ہر قابلِ عصر قایل ما

پرتو کرم کریم برحق
آسان بنمود مشکل ما

ہمقافیہ بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

دہان غنچہ درنگ ترانۂ دل ما — بہ خندۂ تو خموشی بہانۂ دل ما
درین سرانہ بود دل بخانۂ پابند — حریم خانہ بدوشیست خانۂ دل ما

براه چین جبینت به عشق نافهٔ زلف
بشاخ آهوی چین آشیانهٔ دل ما

بگلستان محبت ثمر نمیداریم
دمیده است و تمنا ز دانهٔ دل ما

مپرس منزلت آفتاب عالمتاب
که ذره‌ایست بدین آستانهٔ دل ما

گهی نمی شنود مهربان دمی پرتو
فسانه ایست عجائب فسانهٔ دل ما

همقافیه بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

داشت حسنش درمیان آئینه را
کرد گرد ما نهان آئینه را

جلوهٔ حسن نهانت کرده است
نور چشم امتحان آئینه را

شبنم گلزار حسن گرمست
ای گل آئینه‌دان آئینه را

سینهٔ صافیٔ دل پرداغ ما
کرد صبح گلستان آئینه را

عکس هر چاک قبای ماهرو
چاک سازد چون کتان آئینه را

می شناسد حیرتم پیش بتان
مهربان بی زبان آئینه را

تیر آه دل گدازم هم ضرور
بخشد ابرویش کمان آئینه را

بر دل حیرانست گرد خواب خور
صد نمد دارد نهان آئینه را

تا زمانی بود از رویش دوچار
گلستان شد بوستان آئینه را

آفتابم کرد ای پرتو عطا
روشنیٔ جاودان آئینه را

همقافیه بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

جنونم کرد عنقا نیشتر را
بدشتم نیست ره خار نظر را

سراسر پردهٔ نیلوفری شد
خیال زلف چشم خیره‌سر را

پریشان نیست خاطر جمعیٔ ما
خبر از خود نباشد بیخبر را

تفکر در وجود خویش کردم / بدیدم سیرهای بحر و بر را
بترس از طبع بی باکانهٔ خود / خطر از خویشتن هر بی‌خطر را
بعزلت می‌شناسد حال عالش / خبر از غیب باشد بی‌خبر را
ببین چشم تر ما و لب خشک / نمایان کرد سیر بحر و بر را

بچشم بی‌ثباتی چون به بینم
حباب بیدانم ای **پرتو** گهر را

دیدم بخواب شب صنم گلعذار را / چیدم گل مراد سراپا بهار را
بگذشت از خیال رفاقت زگوشه‌ات / نظاره کن قرار دل بیقرار را
ای دست رشک زلف معنبر زشهر هند / کن تار تار دامن دشت تتار را
حسن عذار و زلف کسی کرد منفعل / ای چرخ لطف توام لیل و نهار را
من ننگ مهر و عار وفای پری وشم / از من چه ننگ و عار بود ننگ و عار را
بی اعتبار معتبر و غیر معتبر / تا چند اعتبار بود اعتبار را
آمد چو پیش آن گل یکتای روزگار / شرمنده کرد لولئ یکتا هزار را
سیر بهار گلشن هستی میسر است / نظاره میکنم گل رخسار یار را

پرتو به هجر آن مه بی‌مهر روز و شب
تسکین نصیب نیست دل بیقرار را

مردم چشم کنم روی ترا / بنگرم جلوهٔ نیکوی ترا
سحر و شام بپوشد چو نیام / نظرم خنجر ابروی ترا
هست چون آب روان طبع روان / سرو گفتم قد دلجوی ترا
حور داند چو ترا بلبل دل / خلد خواند چمن کوی ترا

گل خورشید نیاید بنظر

پرتو شیفتهٔ روی ترا

همقافیه بر غزل جناب مرزا جلال اسیر

گردیم چراغ داغ پیدا — شد جلوهٔ بی سراغ پیدا
گر دیده بفکر نرگس تو — در سینهٔ لاله داغ پیدا
شمع رخ یار چشم کردش — گردد ز دل چراغ پیدا
شد زمزمهٔ گلوی شیشه — پیدا ز لب ایاغ پیدا
مانند چراغ چشمه دارست — بنگر که شود ز داغ پیدا

پرتو شده از تو چشمه کار
پنهان دهن و سراغ پیدا

ست میگردد دل بیکار ما — خواب جوید دیدهٔ بیدار ما
وحشیٔ شوخ نزاکت پیشه ایم — بر زبان خار شد خونخوار ما
سر بسر بر بوم میگردد هما — آمده در سایهٔ دیوار ما
در ثنای چشم تو موزون چو شد — گشت منظور نظر اشعار ما
دیده و دل صرف رنج حال خود — غم خورد بر خویش هر غمخوار ما

یار پرتو مست جام عشق شد
دل ربودش ساغر سرشار ما

ای روی تو حاصل چمن ما — زلف تو خلاصهٔ ختن ما
تا نیست میسر از تو حرفی — خار است زبان پی دهن ما
شمع شده از زبان شعله — سرگرم تصور سخن ما
بام تو بمنزل فلک ماست — سیاره چراغ انجمن ما
منظور نگاه از دو ایم — انداز کسی نمود تنها

چہر لقو بہ نصیب خویش ناز است
دیدیم ز مهربان محن ها

گردش سعی برای دگران در پیش است — آسیا گرد و بی فیض ز فیض خویش است
خویش را صورت شمع از غم مهمان سوزد — در شبستان جهان آنکه مآل اندیش است
امن خانه چو بخواهی بجهان موذی باش — عسس خانهٔ زنبور پر از نیش است
تا بمنزل نه ترا توشه تاسف گردد — فکر زاد سفرت کن که سفر در پیش است

چون نه حیوانیت از طبع بشر انس کند
چہر لقو از غور ببین دایهٔ عالم هیش است

آرایش تو جلوهٔ تمثال دیگر است — در راه شوق آئینه سد سکندر است
چندین تب فراق شرر ریز در بر است — بر آه گرم غازهٔ خورشید محشر است
منظور عشق پرورش طفل آرزو — بهر غذا ز خون دلم شیر مادر است
با دایهٔ هوای جهان چون بسر کند — پروردگار طفل دلم ناز پرور است
زیور بود برای جوانمرد آبرو — شمشیر را ز آب دم خویش جوهر است
مرغ دل آشیانه کند در کنف بتان — این طایر مرا پر و بال سمندر است
پیدا ز مطلب خط هر جبین همی شود — عشاق را جبین تو لوح مقدر است

چہر لقو به بزم او شده ثابت بچشم ما
همدم ما آفتاب فلک دور ساغر است

همقافیه بر غزل جناب هلالی

به بزم یار اگر نیست غم یار کجاست — انبساط دل غمخوار وفادار کجاست
از تب هجر بر آتش زدنم هیچ نیست — زیب گوش هوس آن گرمی گفتار کجاست
تاج شمع است ازین غم که به بزم شه حسن — چشم بیدار مرا طالع بیدار کجاست

خلق دیوانهٔ حسن رخ مطلب باشد | هیچکس را بکنارش دل هشیار کجاست

تا کجا چهره شکستن دل پرتو ہے ہے
راز پوشیده مگو محرم اسرار کجاست

شرری به پراگندگیم جملهٔ گیسوست | شعری به ثنای نگهت مطلع ابروست
شد لقمهٔ فکر لب خاموش حسینان | چون پستهٔ بوسیده مرا گوشت ته پوست
روی به نگاهم نبود غیر رخ یار | در دیدهٔ یک بین من ای دل همه شی اوست
هر مردم چشم آئینهٔ جلوهٔ جان بخش | هر داغ دلم صفحهٔ تصویر غم اوست
در چشم حسینان جهان جلوهٔ رعنائی | همصورت بادام دو مغز است به یک پوست

در هر نفس روح فزا هست هوایش
دل در بر پرتو است هجوم هوس دوست

دل در کنار شیفته است آرزوی تست | مردم بچشمهای طلبگار روی تست
بنگر مرا مشاهدهٔ خوچو آرزوست | این پیکرم بعینهٔ تصویر خوی تست
امید خشکی لب مژگان غریق یاس | در چشم اشکبار مدام آبروی تست
گلگشت گلشن دل آشفته میکنم | ای گلعذار پرده نشین جستجوی تست

پرتو باشتیاق خط سبز گوید این
سبز در ریاض دلم نازبوی تست

غزل بمعنی با رعایت لفظی

عاشق تصویر حیرانی مصور صنعت است | گرد پای موقلم آئینه دار حسرت است
خواهش مهجوریم بی اعتنائی در جواب | وصل را در انتظار بیوفا چون فرقت است
دل فدای گوشهٔ عزلت شود پیدا چرا | صورت راز نهفته انزوای صحبت است
پای خم دست سبو حلقوم مینا روی جام | نغمهٔ بلبل بگلزار طرب کیفیت است

مهربان پرتو از ماه دو هفته چار چند
چون هلال ابروی روشن آسمان طلعت است

ای پریشانی که از تقدیر ما را خور بسر شود — در فراق تو جدا با یکدگر عنصر شود
گر نه سازی پرده‌هان ساعی از مطلب تهیست — ز آسیای پرده‌هان دامان کوشش پر شود
گر شود تخفیف از گریه به تکلیف نصیب — دور از بزمت بگریم قطره قطره دُر شود
سیر عالم میکنم تا صبح بر شبدیز عیش — جرعهٔ جام وصال یار ما را چُر شود

بنگر این از بار اعمال خود ای پرتو ست گوژ
پیل مست آسمان اندر جهان اشتر شود

شکر با ضعف و نقاهت ما که لاغر تن کنند — شد سبک روشنی گریبان مرا دامن کنند
دل چو شد روشن توان افروخت زو صد شمع دل — چون ز یک شمع فروزان شمعها روشن کنند
طفل اشتر میکند آخر پدر را شترسوار — تا خلف اطفال اشکم رو کشش دامن کنند
این چنین در هر نظر تسخیر دلها کرده است — چشم جانان را بچشم این مردمان جوزن کنند

چشم بر جذب دل پر داغ پرتو داشته
گر پی گلگشت خوبان رو به هر گلشن کنند

منظور خاطر تو چو فرهاد می شود — فوراً نتیجهٔ هوس داد می شود
خوش باش ای جنون کرم گستر دلم — ویرانه از تو خانهٔ آباد می شود
از ناز هر سخن که فراموش میکنی — از رشک حرف حرف مرا یاد می شود
پر چشم نذر کردهٔ نظاره گشته است — دولتسرای تو نظر آباد می شود
دل دادهٔ جمال تو هر مردمک بچشم — پابند آرزو دل آزاد می شود

پرتو ز اشتیاق دل مبتلا مپرس
آوارهٔ هوای پریزاد می شود

همقافیه بر غزل جناب هلالی

زین رو دلم به گلشن کوی تو می کشد — چون بو هوای عشق بسوی تو می کشد

جان را به پای مطلب دلکش فدا کنیم — کو آن کمین که تا بسر کوی تو می کشد

منت از دلم کشیده شود دام زلف تو — دست از شکار حلقهٔ موی تو می کشد

هر چند احتراز کند بوی تو ز من — لیکن دماغ ما من بوی تو می کشد

فخر نیاز عشق بود حسن ناز دوست — دل حمد الله عنایت خوی تو می کشد

از یاوری بخت هم آئی چنین بما — ارا چه اشتیاق بسوی تو می کشد

گردد کجا ز پیر تو مشتاق صاف دل
هیهات سد آئینه روی تو می کشد

سبب گریه اگر فتنهٔ پرویز شود — چشم تر ساغر شیر شکر آمیز شود

وجه رنج است چو افزود ز حد رنج برنج — مرد محتاج ز محتاجی خود بیزار شود

در شب وعده بود خواب پراگنده خیال — انتظار تو مرا ساعت شبگیر شود

شود از گوهر مقصود دلم پر دامان — گر دمی لعل دو نیم تو گهر ریز شود

چشم بیمار تو از سرمه چو دنباله کشد — بر سر عاشق بیمار بلا خیز شود

از خدا خیر دل پیر تو شیدا خواهم
خنجر خانه بر اند از جهان تیز شود

همقافیه بر غزل جناب ذاکر علی صاحب المخاطب به معتمد خان اکرم مدہی

تو خط دیدهٔ سرشار خط جام بود — رشتهٔ موج می ناب چو گلدام بود

یاس در عالم اسباب تسلی بخشد — مردم چشم طلبگار در آرام بود

نام من ارچه نگیری تو ز دور اندیشی — دشمن بوالهوسے در خور دشنام بود

ناخدا کشتی صبر دل آشفته چو داشت — اندرین بحر وجودم به صنم رام بود

پرتوؔ از ہجر گلے پیک صبادم جویم
تا بیاپے طرب آرد پیغام بود

ہمقافیہ بر غزل جناب ذاکر علی صاحب المخاطب بہ معتمد خان اکرم مدراسی

گل نیست واقف قدح مل علی الخصوص
اگر ز لطف خار تو بلبل علی الخصوص

منت کند برای بیانم اگرچہ مست
گوید بہ بزم نغمۂ قلقل علی الخصوص

از رشک قامت تو بلند سرو پا بہ گل
مالید گل ز شرم بہ رخ گل علی الخصوص

جور و جفا و ظلم و ستم ارچہ دشمن است
عشاق را بلاست تغافل علی الخصوص

پرتوؔ شنید نغمۂ ما چون زباغ ہند
نالہ کشید بلبل آمل علی الخصوص

صد ہزار اشتیاق میدارم
ہمہ رہن فراق میدارم

ای قدم رنجہ کن بخانۂ من
آرزوی وفاق میدارم

رونق محفل تصور را
از غمت شمع ساق میدارم

در جدائی خنجر ابرو
زیست بالای طاق میدارم

فرقت تو نہال ای پرتوؔ
در دل خستہ شاق میدارم

قربان جمال دل فریبم
ای یار ز دور ہم قریبم

بالتست چہ جلوۂ مستر
در بزم ہستی خوش نصیبم

بے روی تو بے شکیم ایجان
روی تو بود رخ شکیبم

ہم پہلو و ہمکنار و ہمدم
یارب کن دور از حبیبم

آن بت چوز جود ساز شئے کرد
ہرکس گوید کہ من غریبم

آوارہ ام از ہوای وصلش
بر باد شدن نشد عجیبم

کرد از تپ ہجر سرد مہری	یخ خورد مزاج دان طبیبم
محو دہن و کمر شمرده	گم گرد ز چشم خود نصیبم

ای پرتو تکمۂ گریبان
مہر است ز نور جامہ زیبم

تماشائی برق و باران تو و من	لب و چشم گریان و خندان تو و من
ز طبع پریشان و زلف پریشان	درین گلستان سنبلستان تو و من
گلی از رخ و بلبلم از دل زار	بگلزار عالم چه شایان تو و من
ترا عارض صاف و مارا دل صاف	چو آئینہ بر خویش حیران تو و من

تو مہر جہان تاب و من پرتو تو
پی نسخۂ حسن عنوان تو و من

ہمقافیہ بر غزل جناب صہبائی

آن سخت دل اگرچہ نگرید برای من	بگریست چشم حلقۂ زنجیر وای من
در چارسوی دہر بداند بہای من	انداز آن نگار وفا آزمای من
زلف سیاه دام نگردد برای من	ہر موی من بگفت زبان گشتہ وای من
خوابش شکست قید وفایم ہزار بار	بیدار باد طالع زنجیر پای من
سیماب ریز تیغ نگہ در نظر گرفت	بیتابیم فزود دل جانگزای من
از غفلت آشنائی من در جہان مپرس	تعبیر باز خود رود از خوابہای من
آن خانہ جنگ گفت نہ اہل وفا بیاب	دندان شکن جواب ز تیغ جفای من
آن بلبلم کہ بہر تسلی بہ باغ دہر	بشگفت در کنار گلستان برای من
نو شد جگر فراق سعادت نشان مدام	تا حال استخوان نخورد این ہمای من

امن از جفا و جور عدو شیر ممکن است

پرتو اگر کرم نکند آشنای من

جفا آنِ تست و وفا آنِ من — چنان شانِ تست و چنین شانِ من

بخندد بگلزار بر روی گل — صبا گر وزد از گلستانِ من

چو بود در هوایش پر پرواز قفس — دل عندلیب غزلخوان من

به پندار سودای من نقش بست — که میدان حشر است میدان من

ندانی فقط اختلاط زبان — بگویم ز دل من تراجان من

من آن پرتوم بر زمین ای فلک
قمر چهره هستند خواهان من

ق

نمود پرتو مهر تو ماه را روشن — صبای لطف تو کرد است دشت را گلشن

بماند دشنه و شمشیر و تیغ و خنجر و تیر — که سخت جانئ عاشق بجسم شد جوشن

شکست چون دل نازک زغارهٔ جنگی یار — به یاد آوردم سر گذشت جنگ پشن

نشد چه مستحق رحم غیر خواه ضعیف — نخواهد این همین ماهانه وصل چون بیشن

حسین عشوه بپوشد لباس استغنا — ادای تست باندازهای تازه فتن

بود بهل دغائی که مختلف غمها — بسینه ساخته تعمیر دل که استیشن

چنان برائے تلاش تو هست آمد و شد — شود ز گردش تقدیر دمبدم جنکشن

مدام آه شرربار میکشد یارب — و نان عاشق دل تفته هست برقی مشن

ز مهر خود بود اصنام مهوشان هاله
بعیسه خویش آلی چه پرتو است کشن

قِران مشتری و زهره میشود روشن — از اتفاق من و مهربان درین گلشن

درین مقدمهٔ کارزار حرص و هوا — قبای خوی تو گل بود مرا جوشن

یساولان دو چشمش چو آتش افروزند — هنوز صلح نخواهد مثالِ جنگِ پشن

بو وخلق خجل از گیسو و حلب ز عذار — یمن زلب خجل است وز روی تو گلشن

گداز و سوز محبت چو شمع ای پرتو
مرا نصیب شد از فیض طالع روشن

ای غنچه لب هزار گلستان فدای تو — بلبل فدای گل دل من مبتلای تو
ای شمع شب فروز مسرت چه انقلاب — صد داغ سوختیم به سینه برای تو
قربانش جان زار که مهمانست پنجروز — سرمایهٔ حیات دوامی هوای تو
تعبیر غفلت ازچه کنم حیرتم ربود — گردیده ام بخواب میسر لقای تو

پرتو شمرد غیرت خورشید و مه ترا
روز و شب است پیش نظر جلوهای تو

برق است یار خندهٔ دندان نمای تو — سوز و شکیب عاشق دلسوز ادای تو
هر شب بخواب بینم و هر روز پیش چشم — قربان خواب صحبت تعبیر زای تو
مردم بچشم مردم آبی ز جوش اشک — تمییز خشک و تر نبود در هوای تو
تا گوشه یار در دل عاشق گرفته — اهل نظر نثار سر انزوای تو

پر نور تر رخت بود از روی آفتاب
چون جام ماه دیدهٔ پرتو فدای تو

ای راحت جان حزین از من چرا رنجیدهٔ — من جان نثار تو چنین از من چرا رنجیدهٔ
مشتاق وصلم دلربا مجبور فضلم دلربا — بیدل در اصلم دلربا از من چرا رنجیدهٔ
از بهر تو رسوا شدم بدنام سر تا پا شدم — خود ننگ عالم ما شدم از من چرا رنجیدهٔ
لطف و ستم سنجیدهٔ این بیش و کم سنجیدهٔ — هر دو بهم سنجیدهٔ از من چرا رنجیدهٔ
ناز و نیاز ما و تو پوشیده راز ما و تو — ای دل نواز ما و تو از من چرا رنجیدهٔ
بر بیستون عشق من زنگ دل صد کوهکن — اک بوسه ای شیرین دهن از من چرا رنجیدهٔ

در سوز و غم درمان من پیته آثار ایجان من — این اکل و شرب ارمان من از من چرا رنجیدهٔ

من عاشق تو بے گمان من طالب تو ہر زمان
من چہرہ تو آزردہ جان از من چرا رنجیدهٔ

دیر آمدی و شتاب رفتی — در چشم زدن چو خواب رفتی
صبح شب وصل بے تامل — از بر چو دل خراب رفتی
شب گشتهٔ برقع تکلف — یعنے عقب حجاب رفتی
سرشار میٔ وصال کردہ — مثل قدح شراب رفتی
شد صبح فراق صبح پیری — چون ایام شباب رفتی
در طرفهٔ عینے ای شب وصل — شکل رنگ خضاب رفتی
بیتاب شدیم رفته رفته — چون تاب دل خراب رفتی
بیجان کرد ای پری فراقت — چون جان پر اضطراب رفتی
بلبل ز ہزار جان فدا شد — در باغ چو بے نقاب رفتی
ای سیل کرم نه دیدمت باز — از دیدهٔ تر چو آب رفتی
تصویر ترحم آمدی لیک — آخر ہمه تن عتاب رفتی
اندر نظرے ز بحر ہستی — ای غافل چون حباب رفتی
از سوختگان چرا تنفر — چون از ذوق کباب رفتی
آن چہرهٔ صاف در روی توصیف — ای آئینه در جواب رفتی
تاریک جہان بچشم پرتو ست — ہمصورت آفتاب رفتی

بیدار ۔ مرزا الہی بخت خلف جناب مرزا سلطان بخت بہادر مرحوم و مغفور

طبع دیوان حضور ما چو شد — غرق آب رشک گشته ہر چمن
آمده اندر نظر بیدار سال — دو چند از قوس فلک نیر سخن
۱۳۲۰

تتمہ متفرقات دیوان سوم

وصل دلدار کا دل کو مرے ارمان ہوا
پوری سیری ہوی بھوکا جو یہ مہمان ہوا

جوہر ذاتی ملامت سے جو نقصان ہوا
تپ افکار سے دل مائل ہذیان ہوا

عذر نادانی بہت خوب ہے غفلت کیلئے
لیکن افسوس ہے وہ جان کے انجان ہوا

نام دو چار دوا کے جسے معلوم ہوے
وہ سمجھتا ہے کہ حکمت سے مین لقمان ہوا

دشت و گلزار کی قسمت ہے پروخالی مین
کوی آباد ہوا اور کوی ویران ہوا

جو ہوا دہر کی مہمان سرا مین پہ خوار
پیٹ کے واسطے جینے سے پریشان ہوا

رنج سہنے کی ترے ہجر مین عادت یہ ہوی
دیکھ جو مشکل نظر آیا وہی آسان ہوا

دل پر داغ پہ آخر کو اداسی چھائی
جسکو گلزار سمجھتے تھے بیابان ہوا

گھوڑے کاغذ کے لگے دوڑنے باہم کیا کیا
توسن طبع روان جبکہ تہ ران ہوا

آگیا خواب مین جب آئینہ صورت کا خیال
صورت آئینہ مین آپ ہی حیران ہوا

مہر کرنے جو کہا تیغ کو وہ تولتے ہین
آفتاب آج مگر داخل میزان ہوا

شیشۂ دل کو جو توڑا تو دیا شیشۂ مے
خوب ساقی کی نگاہون مین یہ تاوان ہوا

اب تو انسان کا انسان ہی ہمدرد نہین
خلق ہمدردی کو انسان کی انسان ہوا

ناطقے کے بھی عجب رنگ ہین سبحان اللہ
کوی لفاظ ہوا اور کوی لسان ہوا

نفع و نقصان ہی کے جھگڑے ہین دنیا مین فقط
یا کہین نفع ہوا یا کہین نقصان ہوا

فضل اللہ سے ہوے حاسد بد بین خاموش
جب کسی بُت کی شب وصل کا سامان ہوا

کل ہی احسان فراموش ہوا یاد رکھو
آج کے روز جو کمظرف پہ احسان ہوا

زندگانی سے اوسے موت گوارا ہی ہوی
آبرو والے پہ جسوقت کہ بہتان ہوا

زرد پوشاک سے وہ شوخ جو آیا مرے پاس
خانۂ باغ اوسکا جو یاد آگیا فرقت مین مجھے
مہربان وہ بت سفاک ہوا جب پر لو

چشم بد بین یہ ہے آشوب کہ یرقان ہوا
شعلۂ آہ سے گہر میرا گلستان ہوا
کا فراہان سے ہر ایک مسلمان ہوا

اس غزل مین ایک ہی زیر ضافت کا نہین ہے

داغ کے درہم سے مالامال ہے
اسقدر وہیما کوی گاتا ہے بس
چار مین کہنے کو ہے جہوٹی دفا
سینہ کوبی ہے یہ تیرے ہجر مین
بوسے دو مٹ جائیگا خط گال سے
پانی مین ہے وقت کا پابند کون
گل کہان بلبل کہان پیارے کا گال

عاشقون کے دل کا مفلس حال ہے
دیپ چندی ہی ہو تو دہمال ہے
کب کوی حرکت تمہاری دال ہے
آئینہ حیرت سے ہر گہڑیال ہے
کب ہتیلی مین کسیکی بال ہے
پہر یہان کسواسطے گہڑیال ہے
کو لسنے نخل سے مشابہ گال ہے

مہربان کا زیور ای پر لو بنے
سونا سورج کا کب ایسا لال ہے

غلط نامۂ دیوان ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۷	نام	بام	۳۰	۲۰	گوئی	کوئی
۱۸	۲۱	اشنگ	اشک	۳۵	۱۵	اڑہو	اوڑو
۳۰	۱۶	دلفریب	دلفریب	۳۶	۸	کمیت وسرنگ	کمیت اور سرنگ
۳۰	۱۸	گلے	گلے	۳۷	۶	قرح	قزح
۳۱	۱۰	قتلی	قتل	۳۷	۱۸	اوڑاے توٹ	اوڑاے ٹوٹ
۳۱	۱۵	انگریز	نگریز	۳۹	۲۰	ہاتھ	ہاتھ
۲۸	۲۱	لی	پی	۴۰	۷	حواب	خاب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۱	کھینچتا	کھنچتا	۱۱۳	۱۶	عیس	عیش
۵۳	۱۴	تلؤون	تلوؤن	۱۳۴	۱۰	بازؤن	بازوؤن
۵۳	۲۱	چیونٹی	چیونٹ	۱۴۴	۱۱	نلوار	تلوار
۵۷	۹	بسی	بس	۱۵۱	۴	واہ ای	واہ ری
۵۹	۵	فدائے	فداے	۱۵۷	۱۶	کھائے	کھاے
۶۰	۱۴	پنجہ	بنجہ	۱۶۹	۱۸	نبے	بنے
۶۱	۵	جانِ بخشی	جان بخشی	۱۷۰	۵	نہال عکس	نہال عکس
۶۱	۹	اخر	آخر	۱۷۵	۱۶	لمن	مین
۶۴	۱۸	تمش	مثش	۱۷۶	۸	مرمرہ ہوا	مرمر ہوا
۶۸	۲۱	تیرتر	تیزتر	۱۸۶	۸	گرنے	کرنے
۷۴	۲۱	قشمت	قسمت	۱۹۰	۱۶	کب	کب
۷۶	۲۱	مبتلا	مبتلا	۱۹۲	۵	کیا	کیا
۷۶	۲۱	سے	ہے	۱۹۵	۱۷	لوصل	وصل
۷۷	۱۴	کدو	کدو	۲۰۶	۱۱	نامہ نقدیر	نامۂ تقدیر
۹۴	۳	واون	والون	۲۰۸	۶	جام میخانے	جام میخانے مین
۹۵	۹	ہوالم	الم ہوا	۲۰۸	۱۱	پھر پھر کیون	ویر پھر کیون
۹۹	۱۲	خاک کو پھیرے پھرے	خاک ہو پھیرے پھرے	۲۰۸	۱۹	چھوڑتا	چھوڑتا
۱۰۱	۱۵	اسے	اسسے	۲۱۴	۶	اوز	روز
۱۰۱	۱۵	پڑہجاتی	پڑجاتی	۲۲۰	۲	دروازے	دروازے
۱۰۲	۵	چتر	چتر	۲۲۳	۲۱	سیہر	سپہر
۱۰۲	۹	نوح	نوح ۲	۲۲۳	۱۷	نکل	نکل
۱۰۳	۱۹	گھر کی سرکی	گہر کی سیر کی	۲۲۵	۲۱	وستون	دوستون
۱۰۶	۲۱	ڈاڑہین	داڑہین	۲۵۰	۳	پہرہ	چہرہ
۱۱۲	۳	ہبی	ہی	۲۶۷	۱	غربت	عزت
۱۱۲	۹	آسٹے	آئے	۲۶۷	۲۰	سیکو	سبکو

نوٹ ۔ [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۳	۱۷	دیکھے	دیکھے	۳۰۹	۱۵	ہی	بہی
۲۹۷	۱۴	پیچ	پیچ	۳۰۹	۱۲	کوتسی	کونسی
۳۰۱	۱	ئے	لے	۳۲۲	۱۲	سیب	سیپ
۳۰۲	۲	قطرون	قطرون	۳۲۳	۱۷	قوض	قبض
۳۲۳	۳	پچھان	پہچھان	۳۲۲	۶	شباب	شہاب
۳۲۳	۱۷	ستی	ستی	۳۲۳	۱۱	بہی	بہی
۳۴۳	۱۷	لیک	ایک	۳۵۲	۱۴	خونخوار	خونخوار
۳۴۹	۴	انکھین	آنکھین	۳۵۲	۲۰	بھارت	بصارت
۳۴۹	۱۳	تمہارے	تمہاری	۳۵۵	۷	پرو یخالی	پروخالی
۳۴۹	۱۸	صدقے	صدقے	۳۷۹	۲	اوڑہ کے	اوڑ کے
۳۶۳	۲۰	سے	ہے	۳۶۲	۱۶	ایک اکلوتی	اِکلوتی
۳۶۹	۱۴	حابد ریا	عابد ریا	۳۷۲	[illegible]	۴۱	۱۹ ؎

قطعہ تاریخ طبع بقیہ دیوان مطبوع فارسی حضور مصنف از حضور مصنف

چو طبع بقیۂ دیوان فارسی کردم
مرا خیال پئے سال ادہمی گردید

شریک سال سراپا جان کلک چو شد
سنش تتمۂ دیوان فارسی گردید

۱۳ ۲۰

اطلاع۔ یہ کتاب حضور مصنف دام اقبالہ کے نام پر موافق قانون سرکاری رجسٹر ہوچکی ہے۔

خاتمہ۔ الحمد للہ دیوان سیوم حضور پرنور مدراسی دام اقبالہ چھٹوین جمادی الآخر

۱۳۲۰ہجری مطابق دوشنبہ ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء چہارشنبہ کے روز

بقلم بندہ کمترین محمد یٰسین کمتر چھپکر ہدیہ

ناظرین ہوا تعداد جلد ۳۰۰

قیمت فی جلد

[illegible] روپیہ

[illegible] صفحہ ۲۹۶ سطر ۵ (فقط) خلف غلط - خلف [illegible] صحیح -

یہ غزل کاتب کے سہو سے چھوٹ گئی تھی اسلئے بے ترتیب داخل کی گئی

وہ گل ہین مگر رنگ جمانا نہین آتا
نرگس کی طرح آنکھہ لڑانا نہین آتا

کہلاتے ہین وہ لوگ حریفانِ معانی
ہے ہے جنہیں مضمون بہی چرانا نہین آتا

وہ بہی ہین کہ مضمون چراتے ہین ہزارون
ہم بہی ہین کہ اک آنکھہ چرانا نہین آتا

تکلیف محبت کس و ناکس کو نہ دینا
ہر ایک کو یہ بوجھہ اوٹھانا نہین آتا

دانے کے لئے دام مین آجاتے ہین نادان
لیکن کبھی اس پیچ مین دانا نہین آتا

غصہ ہے غضب راستی کا آئینہ مجکو
بگڑون تو کوئی بات بنانا نہین آتا

معشوق بہی اب کے نہین ہوتے ہین طرحدار
بیطرح ستاتے ہین ستانا نہین آتا

منہ کی تو لگاوٹ وہ کیا کرتے ہین مجسے
پر بات یہ ہے دل کا لگانا نہین آتا

دل پر مرے کسطرح جدائی مین چلے بس
اکدم کبھی قابو مین تو جانا نہین آتا

کس منہ سے کہے پرتوِ شیدا اوسے خورشید
برسون ہی جسے چہرہ دکھانا نہین آتا

۷۹ صفحے کی غزل مین جو ہمقافیہ غزل ناسخ کے ہے (قافیہ شراب - ردیف آخر شب) نمبر ۱۰ کا شعر (شراب کے) قافیے کا کاتب کی غلطی سے چھوٹ گیا ہے وہ یہ ہے

شعر

جاگنے کا تو ملیگا کہین میکش کو ثواب
گو گنہگار ہین پیتے ہین شراب آخر شب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	قال	قاتل	[illegible]	[illegible]	جہلک	چھلک
[illegible]	[illegible]	گشتی	کشتی	[illegible]	[illegible]	فریم تصویر	فریم مین تصویر
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]				

تتمہ غلط نامۂ دیوان ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۶	خوب	خوف	۴۱	۴	شگفی	تشفی
۱۷	۱۷	سرنگ	سمند	۴۲	۱۶	بریدہ	پریدہ
۱۹	۵	تھرآیا	تھرآیا	۴۷	۱۴	بے گمان	بے کمان
۲۰	۳	چکا	چمکا	۵۴	۶	جل جاے	چل جاے
۲۰	۱۷	رکے	دیکھے	۵۳	۱	غین	فصل
۲۳	۳	نے نواہا	نے نواز آ	۵۳	۱۵	لقطۂ	نقطۂ
۲۳	۱۱	بہچانہ	بہچھانا	۵۳	۱۶	مہریان	مہربان
۲۴	۴	ہرایک	ہراک	۵۳	۱۹	سب	شب
۲۴	۱۴	کرد	کردیا	۵۶	۱۳	بیثی	بیٹی
۲۵	۶	گلعذاکے	گلعذار کا	۵۶	۳	کسنے	کیسنے
۲۵	۶	ہزار درا	ہزار کو دہرا	۵۶	۱۲	خشک سال	خشک سال
۲۵	۱۲	کہیں	کبھی	۵۷	۲	بہتر	پتھر
۲۶	۱۴	بے و	بے پروا	۵۶	۱۵	خنکی	خشکی
۳۰	۱۷	سے !	سے ہے لبز	۶۹	۱۵	بہ	یہ
۳۳	۴	قاضی الحات	قاضیٔ حاجات	۶۵	۱	چھوٹے	جھوٹے
۳۳	۶	بہچار	بہچھان	۷۰	۶	ایک	اک
۳۴	۹	ختم	قسم	۷۱	۵	پپیارا	پپیہا
۳۵	۱۶	لینے کا	لینے ہی کا	۷۴	۱۷	جا ہے	جا ہی
۳۶	۲۰	جولب دور	اب لب دریا جو	۷۴	۴	بہکتے	بہیگنے
۳۷	۷	وہ	بھی	۷۶	۶	نازکیا کسنے کیا	ناز کستے کیا
۳۷	۱۲	جو وہ کبھو	جو کبھی	۷۷	۱۵	سوسون	سموسون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧٤	١٦	حسنِ گلو	حسن گلو	١٢٠	١٣	طلبگار قدرت احمد	طلبگار ہے قدرت احمد
٩٠	١٣	نہین کہ	نہین اچھا کہ	١٢٠	١٢	گلنبار	گلبار
٩٢	١٠	سر و ہتا	سر دہنتا	١٢١	٧	ایک ذرا	اک ذرا
٩٤	٢	چنگار زبان	چنگار یان	١٢١	٧	رہتا ہے	رہتا ہون
٩٤	١٥	رعجب	رعب	١٢١	١٠	ذرے	ذرّے
٩٦	١٣	تپا	پتا	١٢٤	٢	دو کے	رو کے
٩٧	١٢	گھلی	کہلی	١٢٤	١٣	غنچہ	غنچۂ
٩٩	١٤	سنتے ہی سنتے	سنتے ہی سنتے	١٢٤	١١	ہوا آدم	ہُوا دم
١٠١	١٧	پڑین	پڑے	١٢٥	١٤	ہَ رڈان	ہَ روؤن
١٠١	حاشیہ	گہرمین آتی ہے	گہرمین آتی ہے	١٢٦	٧	ریبز	ریز
١٠٣	٢	ترا	مجھے	١٢٦	١٠	یوہنین	یوہین
١٠٣	١٤	لبیٹے	لپیٹے	١٢٧	١٣	تیرڑا	ٹیڑھا
١٠٤	٦	کو منہ بہرائی	گو منہ بہرائی	١٢٩	١٦	جیتے	جیتنے
١٠٩	١٥	کلی	کل	١٢٩	٢	ہوین	ہون
١١٣	٣	بہی	ہی	١٣٠	٩	ڈکرے	ٹکڑے
١١٣	٤	بہی	ہی	١٣١	١٧	کرتے تارے	کرتے ہین تارے
١١٥	١٠	جتر ہجانے	چتر جاتے	١٣١	١٢	بجرال	بجر دل
١١٦	٣	زیادہ ہے	زیاد ہے	١٣٣	٥	یدملے	بدلے
١١٧	٤	خونِ رشک	خون رشک	١٣٣	٢	اب	اپ
١١٧	١٢	سبے	ستبے	١٣٣	١٣	دستنگ	دستک
١٢٠	٥	لگائے	لگائے	١٣٤	٢	بحت	بخت
١٢٠	١١	لائے	لائے	١٣٥	٦	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۱۸	پریوحش	پریوش
[illegible]	۷	بزم	نرم
۱۴۹	۲۰	تونکر	تونگر
۱۵۱	۱۸	اپکے	آپکے
۱۵۳	۱۳	جائینگی	جائیگی
۱۵۴	۱۲	بہی	بھی
۱۵۵	۱۲	یہ ای گل پردم	گل اندام کا ہاتھ
۱۵۷	۸	چاکِ وامان	چاک دامان
۱۵۹	۱۰	پھستا	پھنستا
[illegible]	۱۵	خداکاشکر	ہزارشکر
[illegible]	۱۱	شبہ	شبیہ
[illegible]	۱۶	ہراک جہت مدام ہے	یہی تو صبح وشام ہے
۱۶۰	[illegible]	بڑاتا	بڑہاتا
۱۶۴	[illegible]	لیجاے	لیجائے
۱۶۵	۳	اک بھی	ای بت
۱۶۷	۲۰	تونے ہے نازک	تونے ہی نازک
۱۷۰	۱	آجگل	آجکل
۱۷۴	۱۱	ہوگر	ہوکر
۱۷۵	۱۳	دلربا	دلبر
۱۸۰	۱۳	کے باعث	سے مجکو
[illegible]	۶	سبززار	سبزہ زار له

اطلاع

اس کتاب مین کاتب کے سہو سے یہ الفاظ اوڑنا۔ اوڑانا۔ ڈہونڈہنا۔ آدھا۔ اوٹھانا ٹیڑہا۔ ٹوٹ۔ ٹہنڈا۔ جھوٹ۔ آدھ ٹلووٗن۔ دیووٗن۔ بازووٗن۔ بڑہا۔ ٹکڑے۔ ایسے لکھے گئے ہین ۔ اوڑھنا۔ اوڑانا۔ دہونڈہنا۔ اٹھنا اٹھانا۔ تیڑہا۔ توٹ۔ تہنڈا۔ جھوتھہ آد۔ تلوٗن۔ دیوٗن۔ بازوٗن۔ بڑا تکڑے۔ اور کہین ٹہنڈے ٹہنڈے کو تہنڈھے تہنڈھے اور کہین کہین کی کو کے۔ اور کے کو کی۔ تیری کو تیرے میری کو میرے۔ ٹہری کو ٹہرے وغیرہ یاے معروف کو یاے مجہول اور یاے مجہول کو یاے معروف لکھا ہے اور اضافت بے موقع بھی اکثر جای دی گئی ہے له

له صفحہ ۳۸۴ - سطر ۱۴

غلط	صحیح
رکھا ہاتھ سے سارا اندر وہین بنا پان کا اوسنے بیڑا اگر	رکھا اوسنے سارا ہی خود ہاتھ سے بنا پان کا منہ مین بیڑا اگر

له اضافت اور جری حالت مین بھی ہاے مختفی یاے سے بدلی نہین گئی ہے۔